۷۸۶

مآثر عالمگیری

شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر کے پچاس سالہ جنگی دور حکومت کے چشم دید حالات وقائع نگار محمد ساقی مستعد خاں کے قلم سے جو زندگی بھر اورنگ زیب کے ساتھ شاہی محل سے لیکر میدان جنگ تک رہا۔ اس اہم تاریخی کتاب کے مطالعہ سے شاہجہاں کے ایام اسیری، داراشکوہ، شجاع اور مراد کی باہمی جنگ، سیواجی مرہٹہ کی چالبازیاں فتح گولکنڈہ اور دکن کی فتوحات کی صحیح تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے متعصب سے متعصب مورخ نے بھی اس کتاب کو مستند اور محققانہ تسلیم کیا ہے۔

مترجمہ — مولوی محمد فدا علی طالب

مصنفہ — محمد ساقی مستعد خاں

نفیس اکیڈیمی

بلاسس اسٹریٹ — کراچی (پاکستان)

صفحات ۵۷۶ مجلد — قیمت ... روپے

طبع اوّل   اپریل سنہ ۱۹۶۲ء

مطبوعہ ———— ایجوکیشنل پریس - کراچی

فہرست مآثر عالمگیری

خلاصہ دس سالہ واقعات

جلوس عالمگیری کا پہلا سال

۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء

جلوس عالمگیری کا دوسرا سال

۱۰۶۹ھ / ۱۶۵۹ء

جلوس عالمگیری کا تیسرا سال

۱۰۷۰ھ / ۱۶۶۰ء

جلوس عالمگیری کا چوتھا سال

۱۰۷۱ھ / ۱۶۶۱ء

جلوس عالمگیری کا بارہواں سال

۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۹ء

جلوس عالمگیری کا تیرہواں سال

۱۰۸۰ھ / ۱۶۷۰ء

جلوس عالمگیری کا چودھواں سال

۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۱ء

جلوس عالمگیری کا پندرھواں سال

۱۰۸۲ھ / ۱۶۷۲ء

جلوس عالمگیری کا سولہواں سال

۱۰۸۳ھ / ۱۶۷۳ء

جلوس عالمگیری کا سترھواں سال

۱۰۸۴ھ / ۱۶۷۴ء

جلوس عالمگیری کا اٹھارہواں سال

۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۵ء

جلوس عالمگیری کا انیسواں سال

۱۰۸۶ھ / ۱۶۷۶ء

جلوس عالمگیری کا بیسواں سال

۱۰۸۷ھ / ۱۶۷۶ء

جلوس عالمگیری کا اکیسواں سال

۱۰۸۸ھ / ۱۶۷۷ء

جلوس عالمگیری کا بائیسواں سال

۱۰۸۹ھ / ۱۶۷۹ء

جلوس عالمگیری کا ستائیسواں سال

۱۰۹۴ھ / ۱۶۸۴ء

جلوس عالمگیری کا اٹھائیسواں سال

۱۰۹۵ھ / ۱۶۸۵ء

جلوس عالمگیری کا انتیسواں سال

۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۶ع

جلوس عالمگیری کا تیسواں سال

۱۰۹۷ھ / ۱۶۸۶ع

جلوس عالمگیری کا اکتیسواں سال

۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۸ع

جلوس عالمگیری کا پینتیسواں سال

۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۲ء

جلوس عالمگیری کا چھتیسواں سال

۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۳ء

جلوس عالمگیری کا سینتیسواں سال

۱۱۰۴ھ / ۱۶۹۴ء

جلوس عالمگیری کا اڑتیسواں سال

۱۱۰۵ھ / ۱۶۹۵ء

جلوس عالمگیری کا انتالیسواں سال

۱۱۰۶ھ / ۱۶۹۶ء

جلوس عالمگیری کا چوالیسواں سال

۱۱۱۱ھ / ۱۷۰۱ء

جلوس عالمگیری کا پینتالیسواں سال

۱۱۱۲ھ / ۱۷۰۲ء

جلوس عالمگیری کا انچاسواں سال

۱۱۱۶ھ / ۱۷۰۹ء

جلوس عالمگیری کا پچاسواں سال

۱۱۱۷ھ / ۱۷۰۷ء

جلوس عالمگیری کا اکیاونواں سال

۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۸ء

(اختتام عہد معدلت)

اولادِ امجاد

محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۴۷۶	قدسی القاب زینت النساء بیگم	۴۸۰
شاہ عالی جاہ بادشاہزادہ محمد اعظم	۴۷۷	ثریا جناب بدر النساء بیگم	۴۸۰
بادشاہزادہ محمد اکبر	۴۷۸	فلک احتجاب زہدۃ النساء بیگم	۴۸۰
بادشاہزادہ محمد کام بخش	۴۷۹	عفت نکات مہر النساء بیگم	۴۸۰
تقدس مآب جناب زیب النساء بیگم	۴۷۹	*	

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

عالمگیر اور عہدِ عالمگیری

از:- محمد اقبال سلیم گاہندری

ہند و پاکستان کی تاریخ میں اورنگ زیب عالمگیر کی شخصیت کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں، اس پیکر انسانی میں وہ تمام خوبیاں یکجا ہوگئی تھیں جو ایک طرف علم و فضل کی بلندیوں کی آئینہ دار تھیں۔ تو دوسری طرف جہاں بینی، اور جہاں بانی کی رفعتوں کی عکاس تھیں۔ یہ فرماں روا اورنگِ حکومت ہی کی زیب و زینت نہ تھا بلکہ مسند علم و فضل پر بھی اپنی مثال آپ تھا۔ گویا اس کی فرماں روائی بحر و بر سے لیکر دلوں کی وسعتوں تک کا احاطہ کئے ہوئے تھی۔

اس عظیم المرتبت بادشاہ کے عہد کے بارے میں یوں تو کئی تواریخ ملتی ہیں لیکن مآثرِ عالمگیری کو جو ممتاز مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ وہ کسی دوسری تاریخ کو حاصل نہیں۔ یہ تاریخ بہت سے وجوہ کی بنا پر عہد عالمگیری کے متعلق دوسری تمام تاریخوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس کا مصنف ایک ایسا شخص ہے جس نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ اورنگ زیب کی رفاقت میں گزارا اور اس کی شخصیت اور کردار کے ایک ایک پہلو کا بغور مطالعہ کیا۔

ساقیا محمد ساقی مستعد خان چالیس سال تک وقائع نگار کی خدمت پر مامور رہا جس کی وجہ سے اسے اورنگ زیب کی حکمت عملی، اور اس کے عہد کے مختلف واقعات کی صحیح اور مستند وجوہ جاننے کا موقع ملا۔ مآثرِ عالمگیری میں اس نے اپنے چالیس سالہ مشاہدات کو نہایت خوش اسلوبی اور پوری ذمہ داری کے ساتھ سن وار قلم بند کیا۔

ساقی کی مؤرخانہ بصیرت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس نے ہر واقعہ

اور ہر فرد کے بارے میں جو تفصیلات پیش کی ہیں۔ ان کو نہایت دیانتداری سے سپرد قرطاس کیا ہے۔ اس نے اورنگ زیب کا نمک خوار ہوتے ہوئے بھی کسی ایسے واقعہ کو چھپایا گھٹایا یا بڑھایا نہیں جو اورنگ زیب کی ذات سے متعلق ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ مآثر عالمگیری اورنگ زیب کے پچاس سال عہدِ حکومت کی جامع اور مستند تاریخ بن گئی ہے۔

صاحب نظر مورخ نے اورنگ زیب اور اس کے عہد کو زندہ کرنے کی جو کوشش کی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اورنگ زیب کے آخری چالیس برس کے حالات اس نے خود لکھے ہیں۔ ابتدائی دس برس کے حالات "عالمگیرنامہ" مصنفہ مرزا محمد کاظم سے اخذ کئے ہیں۔

مآثر عالمگیری سے بہت سی غلط فہمیوں کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتے ہیں۔ اور بعض متعصب مورخوں نے عالمگیر پر جو الزامات اور اتہامات لگائے ہیں اُن کی تردید و تکذیب ہو جاتی ہے (مشہور فرانسیسی سیاح برنیئر نے اپنے سفرنامے میں عالمگیر کے متعلق جو بعض غیر مصدق باتیں لکھی ہیں۔ اور جن افواہوں کو حقیقت کے روپ میں پیش کیا ہے۔ مآثر عالمگیری کے مطالعہ سے اُن کی قلعی کھل جاتی ہے۔))

محمد ساقی مستعد خان نے عہدِ عالمگیری کی تاریخ لکھکر ایک اور اہم مسئلہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے طے کر دیا ہے اور وہ ہے ہندوؤں سے عالمگیر کا برتاؤ۔ بعض متعصب مورخوں نے عالمگیر کو بدنام کرنے کے لئے سب سے بڑا بہتان یہ لگایا ہے کہ وہ ہندوؤں کا دشمن تھا۔ یہ الزام عاقبت نا اندیشی اور کذب بیانی کا ایک نادر نمونہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عالمگیر مذہب اسلام کے اصولوں پر بڑی شدت سے زندگی بھر عامل رہا۔ اُس نے اپنی زندگی کے کسی ایک لمحہ میں بھی اپنے مذہب کو فراموش نہ کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ اسلوب حیات ان لوگوں کے لئے ناقابل برداشت تھا کہ جو مسلمان بادشاہ کو صرف "بادشاہ دیکھنا گوارہ کر سکتے تھے۔ لیکن اس کا "مسلمان" ہونا ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اکبر کو ہندوؤں نے اسی طرح پوجا، جیسے وہ اپنے بھگوان کو پوجتے تھے، عالمگیر نے ہندوؤں کا بھگوان بننا پسند نہ کیا ـــ یہی اس کی خطا

تھی، اگر وہ پتھر کا بھگوان ہوتا تو اس کو اس جرم کی پاداش میں پاش پاش کر کے گنگا کی مقدس لہروں کے دامن میں پھینکا جا سکتا تھا، مگر وہ تو گوشت پوست کا بنا ہوا انسان تھا، اس لئے متعصب مورخوں نے عالمگیر کو بدنام کرنے کے لئے اس سے من گھڑت افسانے وابستہ کر دیئے۔

مآثر عالمگیری کے مطالعہ سے ان من گھڑت قصوں کی اصلیت پوری طرح معلوم ہو جاتی ہے۔ عالمگیر صحیح معنوں میں مرد مومن تھا، اور مرد مومن ہر قیمت پر غیر مذہب کے ماننے والوں کا تحفظ کرتا ہے، اور ان سے نیک برتاؤ کرتا ہے۔ عالمگیر کے کردار کی بلندی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس نے ہندوؤں کو وہ تمام مراعات دیں جو انہیں شاید اس دور میں بھی حاصل نہ تھیں۔ جب کہ ہندوستان پر "رام راج" کا تسلط تھا۔ عالمگیر نے ہندوؤں سے جو سلوک کیا تھا وہ تاریخ ہند کا ایک درخشاں باب ہے، کیا یہ حقیقت نہیں کہ دکن اور گجرات کے علاقوں میں عالمگیر نے ہندوؤں کو جاگیریں دیں، اور بڑے اہم عہدوں پر ہندو امرا فائز رہے، اور یہ جاگیریں نسل در نسل ماضی قریب تک ہندوؤں کے قبضہ میں رہیں، اس قسم کے دوسرے تمام واقعات کی مستند تفصیلات مآثر عالمگیری کے صفحات پر جا بجا نظر آتی ہیں۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ کا مقصد ایک عظیم الشان حکومت قائم کرنا تھا، اور اس سلسلہ میں اسے وہ تمام قربانیاں دینی پڑیں جن کے بغیر اس مقصد کو حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مآثر عالمگیری میں اورنگ زیب اور اُس کے بھائیوں کے باہمی تعلقات کو بغیر کسی رنگ آمیزی کے صاف صاف بیان کیا گیا ہے۔ غرض یہ کتاب اورنگ زیب عالمگیرؒ کی زندگی کی صحیح تصویر ہے۔

دیباچۂ مآثرِ عالم گیری

مآثرِ عالم گیری جیسا کہ خود کتاب کے نام سے ظاہر ہے خلد مکاں حضرت محی الدین اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ کے پچاس سالہ عہدِ حکومت کی مختصر مگر مکمل تاریخ ہے مؤلف کتاب مستعد خاں ساقی خلد مکاں کے عہد میں اُن خدمات پر مامور تھا، جن کی وجہ سے اس کو ہر وقت بادشاہ کا تقرب حاصل رہا تھا۔ مؤلف نے ابتدائی دس سال کے واقعات کا خلاصہ عالمگیرنامہ سے اخذ کیا اور بقیہ چالیس سالہ واقعات خود لکھ کر تاریخ کو مکمل کیا۔

مستعد خاں باوجودیکہ بادشاہ کا حقیقی جاں نثار و شیدائی ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ صدقِ دل سے بادشاہ کو مُربّی دارین و مرشد و ہادی خیال کرتا ہے لیکن اس کی یہ عقیدت واقعات کو صحیح و بے کم و کاست بیان کرنے میں حارج و مانع نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات تو حوادث و واقعات کی اس خوبی سے تصویر کھینچتا ہے کہ بے اختیار داد دینے کو دل چاہتا ہے مؤلف کی انشا پردازی بھی اعلیٰ و قابلِ تعریف ہے بلکہ طویل واقعات کو اختصار مگر صحت و جامعیت کے ساتھ بیان کرنے میں مستعد خاں کو جو یدِ طولیٰ حاصل ہے، وہ مورخین کے گروہ میں کم نظر آتا ہے۔

مؤلف نے بادشاہ کے آخری عہد کے حالات اور علالت و وفات کو جس خوبی و عقیدت و صحت کے ساتھ لکھا ہے، اس میں شبہ نہیں کہ وہ اپنی آپ نظیر ہے۔

حضرت خلد مکاں پر بے شمار الزامات تعصب و مظالم کے وضع کئے گئے ہیں اور واقعات

گو اس بُری طرح دکھایا گیا ہے کہ بادشاہ کی ذات والا صفات سے قلوب میں نفرت و عداوت پیدا ہوتی ہے، لیکن اس تاریخ کو جو قطعاً صحت پر مبنی ہے مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ بادشاہ اگر ایک طرف شرع و تقویٰ و طہارت کی مجسم تصویر ہے تو دوسری طرف عدل و انصاف کا بحر بیکراں و حلم و بُرد باری کا چشمۂ رواں اور عزم و استقلال کا وہ کوہِ غیر جنباں ہے جس کو کسی عالم میں بھی تزلزل نہیں پیدا ہوتا،

اس تاریخ کو دیکھنے سے یہ امر بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ عدل و انصاف و نیز غیر مسلم رعایا کے ساتھ حلم و بردباری و نیز سلوک مربیانہ میں بادشاہ کو اُس کے تمام اسلاف پر فوقیت حاصل ہے، خصوصاً دشمنوں اور باغیوں کے مقابلہ میں جو عفو تقصیر کے قابل قدر جذبات خلد مکاں سے ظاہر ہوتے ہیں وہ قطعاً بے نظیر و بے مثال ہیں فقط

مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ دس۱۰ سالہ واقعات

مرتبہ محمد کاظم صاحب مصنّف عالمگیر نامہ

بعد حمد و نعت کے محمد ساقی مصنف "مآثر عالمگیری" عرض کرتا ہے کہ یہ سوچ کر کہ جس طرح میں نے حضرت خلد مکاں عالمگیر بادشاہ غازی کے چالیس سالہ احوال کو تاریخ کی صورت میں جمع کیا ہے، اسی طرح اگر میں دس سالہ سوانح عہدِ عالم گیری مرتبہ مرزا محمد کاظم صاحبِ عالم گیر نامہ کا ایک اجمالی خلاصہ بھی کر دوں تو اس سے دو فائدے حاصل ہوں گے اول یہ کہ یہ خلاصہ میری تصنیف کا مقدمہ بن کر اُسے مکمل کر دے گا، دوسرے یہ کہ جو حضرات عہد معدلت مہد کے پورے پچاس سالہ واقعات سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ آسانی سے اپنی مطلب براری کر سکیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ عمر نے وفا اور وقت نے میری مدد کی اور میں نے اپنی خواہش کے مطابق ضروری واقعات کا انتخاب کر کے بہترین طریقہ پر اس کام کو انجام دیا۔

قبل جلوس کے وہ واقعات جو فرمانروائی کا باعث ہوئے

چونکہ خدا کی مشیت یہی تھی کہ دنیا ایک نئے فرماں روا کے عدل و انصاف سے بہرہ ور ہو کر آباد و معمور ہو، اس لئے جو حادثہ پیش آتا تھا وہ اس حکمران کی آنے والی حکومت کا مقدمہ بن کر عہد معدلت کی نیک ساعت کو روز بروز قریب کرتا جاتا تھا، ان سوانح کا اجمالی بیان یہ ہے کہ ساتویں ذی الحجہ ۱۰۶۷ سنہ ہجری (۱۶۵۸ء) کو حضرت صاحب قران ثانی شاہ جہاں بادشاہ غازی کا جو اس کے بعد سے اعلیٰ حضرت[1] کے نام سے یاد کئے جائیں مزاج ناساز ہوا۔

داراشکوہ کی حیلہ سازیاں

اعلیٰ حضرت پر مرض کا غلبہ ہوا اور امور سلطنت کی طرف توجہ کرنے سے مجبور ہو گئے، اعلیٰ حضرت کے فرزند اکبر داراشکوہ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ممالک محروسہ کے تمام راستے بند کر دیئے، تاکہ ہر قسم کی خبروں کی ناکہ بندی ہو جائے، داراشکوہ کے اس طرز عمل سے سارے ملک میں بے چینی پیدا ہو گئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے فرزند چہارم شاہزادہ مرادبخش صوبہ دار گجرات نے خود مختاری کا اعلان کیا اور حضرت کے فرزند دوم شاہ شجاع حاکم بنگالہ نے بھی مرادبخش کی تقلید کی، اور پٹنہ پر حملہ آور ہوا، داراشکوہ چونکہ حضرت جہاں پناہ سے سب سے زیادہ قریب تھا اس لئے وہ ہر ممکن طریقہ سے اعلیٰ حضرت کو جہاں پناہ کی طرف سے بدظن کرتا تھا، داراشکوہ نے طرح طرح کی حیلہ سازیوں سے اعلیٰ حضرت کو مجبور کیا اور بادشاہ نے اس لشکر کو جو عالمگیر کے ہمراہ تھا اپنے پاس طلب کر لیا، شاہزادہ داراشکوہ کی ان تمام حکمت عملیوں کا منشاء یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت کی حیات ہی میں سب سے

۱ ھفت

۱ مر ار

پہلے شجاع اور مراد کا کام تمام کرے اور اس کے بعد اطمینان کے ساتھ دکن کی مہم کو بھی سر کر کے جہاں پناہ کو بھی اپنے راستے سے ہٹا دے۔ دارا شکوہ اپنے ارادہ کو پورا کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت کو جب وہ شدید بیمار تھے دہلی سے آگرہ لایا اور راجہ جے سنگھ کو بادشاہی افواج اور اپنے ذاتی لشکر کے ساتھ اپنے فرزند سلیمان شکوہ کی سرداری میں شجاع کے مقابلہ میں روانہ کیا اسی زمانہ میں دارا شکوہ نے راجہ جسونت سنگھ کو جو اعلیٰ حضرت کی والدۂ ماجدہ کا قریبی رشتہ دار تھا اور جو اس اعزازی قرابت کی وجہ سے بے حد معزز و صاحب اعتبار ہو کر مہاراجہ کے خطاب سے سرفراز اور راجگان ہندوستان میں سب سے بلند پایہ تھا، ایک جرار لشکر کے ہمراہ مالوہ کی طرف روانہ کیا، اس مہم کا مقصد یہ تھا کہ جسونت سنگھ مالوہ میں اپنی افواج کے پرے جما کر جہاں پناہ کا سدراہ ہو، دارا شکوہ نے قاسم خاں کو ایک علیحدہ فوج کے ساتھ مہاراجہ کے ساتھ اُجین روانہ ہونے کا حکم دیا اور اسے سمجھا دیا کہ اگر موقع و مصلحت دیکھے تو اُجین سے مراد بخش کی تباہی اور بربادی کا ارادہ کر کے گجرات کا رُخ کرے۔ دارا شکوہ کی حیلہ سازیوں سے اعلیٰ حضرت کا دل جہاں پناہ کی طرف سے بدگمان ہو گیا۔ عیسیٰ بیگ وکیل سرکار کا مال و متاع بلا کسی جرم کے ضبط کیا گیا اور غریب عیسیٰ کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ لیکن چند روز کے بعد جب یہ معلوم ہوا کہ وہ بے قصور ہے تو عیسیٰ نے زندان اسیری سے نجات پائی۔ دارا شکوہ کے اطوار و عادات میں جو بات سب سے زیادہ جہاں پناہ کو ناپسند تھی وہ اس کی ہندو پرست طبیعت تھی، جس کی وجہ سے دارا شکوہ ہندو مذہب پر مائل اور اس کے رسم و رواج کو جاری کرنے کا ہر وقت کوشاں رہتا تھا، جہاں پناہ دین و دولت کی حفاظت کو سب پر مقدم سمجھے اور یہ ارادہ کیا کہ اعلیٰ حضرت کی ملازمت حاصل کریں، ساتھ ہی ساتھ جہاں پناہ کا یہ بھی ارادہ تھا کہ شاہزادہ مراد بخش کو جو جا ہلانہ روش کا شیدائی اور اس زمانہ میں جہاں پناہ کے سایۂ عاطفت میں پناہ گزیں تھا اپنے ہمراہ لیتے جائیں، بادشاہ کو اس بات کا بھی اندیشہ تھا کہ جسونت سنگھ اور قاسم خاں جہاں پناہ کے سدراہ ہو کر مقابلہ کریں گے اس لئے احتیاطاً سامان حرب کو ساتھ لے کر غرۂ جمادی الاول ۱۰۶۸ھ ہجری (۱۶۵۸ء) کو اورنگ آباد سے برہان پور روانہ ہوئے، اور پچیس ماہ مذکور کو برہان پور پہونچ گئے، برہان پور پہونچ کر جہاں پناہ نے ایک عریضۂ عیادت اعلیٰ حضرت کے حضور میں روانہ کیا لیکن ایک مہینہ تک اس خط کا کوئی جواب نہ آیا بلکہ وحشت ناک خبریں برابر پہونچتی رہیں، دارا شکوہ

کی تحریک سے جسونت سنگھ برابر سرکشی کر رہا تھا جہاں پناہ نے پچیس جمادی الآخر روز شنبہ کو برہان پور سے آگرہ کی طرف کوچ کیا، اکیس رجب کو جب کہ جہاں پناہ نے دیپال پور سے کوچ فرمایا تو اثنائے سفر میں شاہزادہ مراد بخش نے جو جہاں پناہ کے دامن عاطفت میں پناہ لینے کے لئے بادشاہ کے پاس آرہا تھا سعادت ملازمت حاصل کی جہاں پناہ نے موضع دھرمات پور میں (جو اجین سے سات کوس کے فاصلہ پر واقع ہے) قیام فرمایا، دھرمات پور سے ایک کوس کے فاصلہ پر جسونت سنگھ اور قاسم خاں بھی آمادۂ پیکار خیمہ زن تھے، ان نامرادوں نے اپنی بساط سے قدم آگے بڑھایا، اور جہاں پناہ سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوئے، جہاں پناہ کی رگ حمیت کو حرکت ہوئی اور انھوں نے مبارک دن یعنی یوم جمعہ بائیس رجب ۱۰۶۸ھ ہجری (۱۶۵۸ء) کو لڑائی کی صفیں درست کرنے کا حکم دے کر طبل جنگ بجوایا۔

جسونت سنگھ اور قاسم خاں کی شکست

جسونت سنگھ نے پوری جہالت سے کام لیا اور وہ بھی اپنی صفیں درست کرکے میدان جنگ کے لئے سوار ہوا، دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور اگرچہ ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور راجہ کے سپاہی بادل کی طرح میدان جنگ پر چھائے ہوئے تھے، لیکن شاہی فوج نے اپنی شمشیر زنی سے ہندو سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کیا، مسلمانوں کی تلوار و خنجر نے ایسا ہندوؤں کو ذبح کیا کہ جسونت سنگھ نے ناموس و عزت کو جان پر قربان کیا اور معدودے چند سپاہیوں کے ہمراہ میدان جنگ سے بھاگا، اور سیدھا اپنے وطن مارواڑ پہونچ گیا، قاسم خاں کا بھی یہی حال ہوا، اور سردار مع تمام سپاہیوں کے سلامتی جان پر سب کو مقدم سمجھے اور معرکۂ کارزار سے فرار ہوگئے، شاہی لشکر کو فتح ہوئی، اور غنیم کا تمام مال و اسباب جہاں پناہ کے اہل لشکر کے قبضہ میں آیا، بادشاہ نے حکم دیا، کہ حریف کے مقتولوں کی عدد شماری کی جائے، شاہی حکم کی تعمیل کی گئی اور معلوم ہوا کہ حریف کے چھ ہزار سپاہی کام آئے، جہاں پناہ نے یکم رمضان المبارک کے دن دریائے چنبل کو عبور کیا اور معلوم ہوا کہ دارا شکوہ دھولپور سے مقابلہ کے لئے آرہا ہے،

داراشکوہ کی پہلی شکست

قبلۂ عالم ۶ رمضان المبارک کو داراشکوہ کے لشکر کے قریب پہونچے، اور حریف سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر مقیم ہوئے داراشکوہ بھی اسی دن سوار ہوا اور اپنے لشکر سے تھوڑی دور آگے بڑھ کر ایک جگہ کھڑا ہوا لیکن اقبال اور ہیبت عالمگیری نے اسے ایسا ششدر و حیران کیا کہ اپنی جگہ سے ایک قدم بھی نہ ہل سکا، داراشکوہ نے صبح سے شام تک اپنے سپاہیوں کو دھوپ میں ایسا جلایا کہ سپاہیوں کی ایک خاصی تعداد گرمی اور پیاس سے راہیٔ عدم ہوئی، داراشکوہ شام کے قریب اپنے قیام گاہ کو واپس گیا۔ دوسرے دن جہاں پناہ نے دارالملک آگرہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا، داراشکوہ نے عین کوچ کی صبح کو یعنی ساتویں رمضان کو پھر اسی مقام پر جہاں کہ گذشتہ روز آکر کھڑا ہوا تھا اپنی صف بندی شروع کی اور مقابلہ کی غرض سے عسکر جہاں پناہی کی طرف بڑھا طرفین سے توپ و تفنگ سر ہونے لگیں، اور لڑائی کا بازار گرم ہوا، داراشکوہ کے امراء میں رستم خاں، راؤ ستر سال اور راجہ رائے سنگھ راٹھور جیسے بڑے بڑے سرداران فوج قتل کئے گئے، اور باوجود اس کے کہ داراشکوہ کے پاس ابھی ایک گروہ امراء کا موجود تھا لیکن وہ ایسا مضطرب و پریشان ہوا کہ ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوگیا، داراشکوہ کے اس نامناسب طرز عمل نے سارے لشکر کو بے چین و مایوس کر دیا اور سپاہی میدانِ جنگ سے فرار ہوگئے، اقبال شاہی نے اپنا کام کیا اور جہاں پناہ کو فتح حاصل ہوئی،

اس معرکہ میں حریف کے سرداران لشکر و افسران فوج جس کثرت سے کام آئے اس کی نظیر دنیا کے کسی معرکہ میں نہیں ملتی، جب افسروں کا یہ حال ہوا کہ ان کے کشتے حد شمار سے باہر ہیں تو معمولی سپاہیوں کی تعداد کا کیا ٹھکانا، جہاں پناہ کی فوج میں افسران لشکر میں سوائے اعظم خاں المعروف بہ ملتفت خاں کے اور کوئی ضائع نہیں ہوا اور یہ امیر بھی ہوا کی حدت اور گرمی کی شدت سے فوت ہوا، نہ کہ حریف کے شمشیر و خنجر سے، داراشکوہ نے اس شکست کے بعد اپنے فرزند اور معدودے چند ملازمین کے ہمراہ دارالحکومت میں اپنے غم خانہ میں قیام کیا اور تین گھڑی رات گزرنے کے بعد دارالملک شاہجہاں آباد کو روانہ ہوگیا،

فتح مند بادشاہ نے خدا کی درگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا اور دشمنوں کے قیام گاہ میں جاکر داراشکوہ کے خیمے میں جو اسی طرح قائم تھا، جلوس فرمایا، دوسرے دن شاہی فوج سموگر روانہ ہوئی، جہاں پناہ نے اس روز ایک معذرت نامہ اعلیٰ حضرت کے حضور میں روانہ کیا اور اس خط میں معرکۂ کارزار برپا ہونے پر عذر کیا رمضان کی دسویں تاریخ کو جہاں پناہ اکبرآباد کے نواح باغ نور منزل میں وارد ہوئے، اعلیٰ حضرت نے بھی معذرت نامہ کا جواب بھیجا اور دوسرے دن ایک تلوار موسوم عالمگیر روانہ فرمائی، بارگاہ شاہی کے تمام ملازمین و امرا کے گروہ کے گروہ جہاں پناہ کے حضور میں حاضر ہوئے، اور ہر شخص ان میں سے اپنی حیثیت کے مطابق مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ بیسویں رمضان کو جہاں پناہ شہر میں وارد ہوئے اور داراشکوہ کے مکان میں قیام فرمایا۔ ۲۱ر رمضان کو جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ دسویں رمضان کو دہلی پہونچ گیا ہے، بادشاہ کا ارادہ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا تھا اور داراشکوہ نے خفیہ خطوط سے اعلیٰ حضرت کو جہاں پناہ کی طرف سے بدگمان کردیا تھا۔ عاقبت اندیش بادشاہ نے اپنا ارادہ ترک کیا اور بائیسویں رمضان کو دارالملک روانہ ہوئے، چوبیسویں رمضان کو جہاں پناہ گھاٹ سامی پر پہونچے، اور اسی جگہ داراشکوہ کی بابت متعدد خبریں پہونچیں، بادشاہ نے بتاریخ ۳۰ر رمضان بہادر خاں کو داراشکوہ کے تعاقب کے لئے مقرر فرمایا،

شاہزادہ مرادبخش بھی حد اعتدال سے تجاوز کرچکا تھا اور تمام سامان سرکشی مہیا کرکے وقت اور موقع کی تاک میں بیٹھا تھا۔ جہاں پناہ، مرادبخش کے فتنہ کا فرو کرنا بھی ضروری سمجھے اور متھرا کی منزل میں ۲ر شوال کو مرادبخش گرفتار کرلیا گیا بادشاہ نے مراد کو شیخ منیر کے سپرد کیا اور شاہزادہ شاہجہاں آباد کے قلعہ کو روانہ کردیا گیا، جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ لاہور روانہ ہوا ہے اس خبر کو سن کر بادشاہ نے بھی پنجاب کے سفر کا مصمم ارادہ کرلیا۔

جلوسِ عالمگیری کا پہلا سال

سنہ ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء

چونکہ نجومیوں نے یوم جمعہ غرّہ ذی قعدہ ۱۰۶۸ھ ہجری (۱۶۵۸ء) مطابق ۱۱ امرداد کو ساعتِ نیک قرار دیا تھا اور اتنا وقت نہ تھا کہ حضرت سلطان دارالملک کے قلعہ میں داخل ہو کر اس کارِ نیک کو انجام دیں، اس لئے اس مبارک کام کو پورا کرنے کے لئے جہاں پناہ نے باغ اعزاباد میں چند روز توقف فرمایا اور اس ساعت نیک میں تخت حکومت پر جلوس فرما کر شاہزادوں منصب داروں اور تمام ملازمین پر جس خاص عزت کے ساتھ نوازش فرمائی اس کا اندازہ حدِ حساب سے باہر ہے۔ فصحا نے بے مثال تاریخیں اس جلوس کی تہنیت میں نظم کیں، ان تاریخوں میں سید عبدالرشید تتوی کی بے مثل تاریخ :-

"اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم"

حقیقتاً ایک بے نظیر تاریخ ہے ایک دوسرے شخص نے "سرافراز سریر بادشاہی" جلوس میمنت کی تاریخ کہی، جہاں پناہ نے اس جشن کے لوازم مختصر طور پر انجام دیئے اور اکثر مراسم کو جلوس ثانی تک ملتوی رکھا، اس وقت خطبہ و سکہ میں بھی کوئی تغیّر نہ فرمایا۔ اور نہ اپنے لئے کوئی خاص لقب اختیار کیا۔ بلکہ ان امور کو بھی جلوس ثانی پر ملتوی رکھا۔

جلوس کے قبل جہاں پناہ نے ایک فوج خلیل اللہ خاں کی ماتحتی میں نامزد کی تاکہ یہ گروہ بہادر خاں کے ساتھ مل کر دریائے ستلج کے کنارے پہنچے اور جس طرح ممکن ہو دریا کو عبور کرے۔ اسی زمانے میں معلوم ہوا کہ سلیمان شکوہ دریائے گنگا کو عبور کرکے ہردوار کی طرف روانہ ہوا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ جلد سے جلد سفر کی منزلیں طے کرتا ہوا اپنے باپ سے جا ملے۔

جہاں پناہ نے امیر الامراء شائستہ خاں اور شیخ میر وغیرہ کو مقرر فرمایا کہ اس کی مہم کو سرانجام دیں۔ دوسری ذی قعدہ ۱۰۶۸ھ مطابق بارہویں امرداد کو سراپردۂ شاہی سفر پنجاب کے لئے میدان میں نصب کیا گیا۔

داراشکوہ نے ایک بار اور سرکشی کی

پندرھویں ماہ مذکور کو بہادر خاں کا معروضہ جہاں پناہ کے حضور میں پہنچا۔ جس سے معلوم ہوا کہ افواج شاہی نے دریائے ستلج کو عبور کیا اور داراشکوہ کے سپاہی مقابلہ نہ کرکے اور سامنے سے فرار ہو گئے۔ اسی دوران میں یہ بھی معلوم ہوا کہ سلیمان شکوہ کوہستان کشمیر میں آوارہ پھر رہا ہے۔ جہاں پناہ نے اس لشکر کو جو سلیمان شکوہ کی مہم پر متعین کیا گیا تھا واپسی کا حکم صادر فرمایا۔

داراشکوہ لاہور پہنچا اور اس نے بیس ہزار سوار جمع کئے اور جب یہ سنا کہ بہادر خاں اور خلیل اللہ نے دریا کو عبور کر لیا ہے تو داراشکوہ نے ایک گروہ کثیر کو داؤد خاں کی ماتحتی میں دریائے بیاس پر مقرر کیا تاکہ یہ فوج بہادر خاں اور خلیل اللہ خاں کو آگے قدم نہ بڑھانے دے۔ داراشکوہ نے داؤد خاں کے بعد سپہر شکوہ کو بھی روانہ کیا۔

بادشاہ نے اس خبر کو سن کر راجہ جے سنگھ وغیرہ کو اس فتح مند لشکر کا پیش رو مقرر کیا داراشکوہ کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی اور اس نے اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ پائی تو لاہور سے ملتان روانہ ہو گیا۔

اس زمانہ میں مہاراجہ جسونت سنگھ وطن سے واپس آیا اور شاہی بارگاہ میں اس نے بے حد عاجزی اور ندامت ظاہر کی۔ بادشاہ ذرہ پرور نے مہاراجہ کو شاہانہ نوازشوں سے سرفراز فرمایا اور اس کے قصور معاف کئے اور اسے پائے تخت جانے کی اجازت دی۔

چوبیسویں ذی الحجہ کو ہیبت پور پتی میں خلیل اللہ خاں وغیرہ کے خطوط سے معلوم ہوا کہ داراشکوہ ساز و سامان سے آراستہ ہو کر لاہور سے نکلا ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ شاہی

فوج سے مقابلہ کرے چونکہ شاہی لشکر کے افسروں سے بھی اس کے تعاقب میں کچھ سستی واقع ہوئی تھی اس لئے بادشاہ نے اس مرتبہ شاہزادہ محمد اعظم کو زائد لشکر اور کارخانہ جات کے ساتھ لاہور کی طرف بھیجا اور خود بھی جلد سے جلد حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوگئے اسی دوران میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ فوج کا ایک گروہ کثیر اس سے جدا ہوچکا ہے اور نیز یہ کہ داراشکوہ کی پریشانی روز بروز ترقی پذیر ہے۔ جہاں پناہ نے یلغار کا ارادہ ترک کیا اور آسانی کے ساتھ سفر کی منزلیں طے کرنے لگے۔ بادشاہ نے ملتان تک کسی جگہ قیام نہ فرمایا۔ چوتھی محرم کو صف شکن خان ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب میں روانہ ہوچکا تھا لیکن اس پر بھی بادشاہ نے احتیاط کو مدنظر رکھ کر شیخ میر کو بھی نو ہزار سواروں کے ساتھ اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔

شاہ شجاع کی بغاوت

داراشکوہ کا ہنگامہ بپا ہی تھا کہ جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ شاہ شجاع جو جلوس سے قبل جہاں پناہ سے متحد و متفق تھا بنگالہ سے باہر نکل کر مقابلہ کے لئے تیار ہے۔ بادشاہ اس خبر کو سن کر بارھویں محرم کو ملتان سے واپس ہوئے چوتھی ربیع الاول کو پائے تخت کے قلعہ میں پہنچ گئے۔ اس درمیان میں شاہ شجاع کے فتنہ و فساد کی خبریں پے درپے بادشاہ کو پہنچیں۔ بادشاہ کا ارادہ تو یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو بھائی کی خطاؤں سے چشم پوشی فرمائیں لیکن شجاع نے قدم جسارت اور آگے بڑھایا اور حدود بنارس تک پہنچ کر جنگ کے لئے تیار ہوگیا۔ بادشاہ نے مجبوراً حکم دیا کہ شاہزادہ محمد سلطان اٹھارہویں ربیع الاول کو اکبرآباد سے روانہ ہوں۔ جہاں پناہ کو متواتر خبروں سے معلوم ہوا کہ شاہ شجاع حدود بنارس سے آگے قدم بڑھانے کا ارادہ کر رہا ہے۔ بادشاہ نے مصلحت وقت کا لحاظ فرما کر شکارگاہ سوروں کے سفر کا تہیہ کیا تاکہ وہاں پہنچ کر شاہ شجاع کی آمد کا انتظار کریں اور اگر حریف پٹنہ کو واپس ہو تو اپنے لشکر کو بھی واپسی کا حکم صادر فرمائیں ورنہ شاہ شجاع کی مہم سر کرنے کی تیاری کریں۔ سولہویں ربیع الاول کو بادشاہ پائے تخت سے سوروں روانہ ہوئے۔ بیسویں تاریخ کو معلوم ہوا کہ مقدمہ لشکر انیس تاریخ کو اٹاوہ پہنچ گیا ہے جہاں پناہ شکار کھیلتے ہوئے سفر کی منزلیں طے کرنے لگے اور تیسری ربیع الثانی کو سوروں پہنچ گئے۔ جہاں پناہ یہ چاہتے تھے کہ شاہ شجاع

کی مہم صلح و آشتی کے ساتھ طے ہو جائے، بادشاہ نے بھائی کو ایک نصیحت آمیز خط لکھا، اس سے مقصود یہ تھا کہ شجاع کے اصل ارادہ سے آگاہی ہو جائے، لیکن نامہ و پیغام کا کچھ نتیجہ نہ نکلا اور جہاں پناہ کو یقین کامل ہو گیا کہ خاطر و مدارات سے کام نہ نکلے گا۔ جہاں پناہ شجاع کے دفعیہ کے لئے تیار ہوئے اور پانچویں ماہ مذکور کو سوروں سے روانہ ہو گئے، بادشاہ نے شاہزادہ محمد سلطان اور مقدمۂ لشکر کو حکم دیا کہ جنگ آزمائی میں عجلت سے کام نہ لیں اور شاہی افواج کی آمد کا انتظار کریں، سترھویں ماہ مذکور کو بادشاہ قصبۂ کوڑہ پہونچے، شاہزادہ محمد سلطان مع مقدمۂ لشکر کے اس جگہ مقیم تھا، اور شاہ شجاع بھی کوڑہ سے چار کوس کے فاصلہ پر آمادہ بہ پیکار خیمہ زن تھا معظم خاں جو شاہی حکم کے مطابق خاندیس سے آستانۂ شاہی کو آ رہا تھا اسی تاریخ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو گیا۔

شاہ شجاع کا مقابلہ

شاہ شجاع نے جنگ آزمائی کے لئے قدم آگے بڑھایا اور توپ خانہ اپنے سامنے آراستہ کر کے لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ شاہی لشکر کے کوڑہ پہونچنے کے تیسرے دن انیسویں ربیع الاول کو یوم یکشنبہ شاہنشاہی حکم صادر ہوا کہ شاہ شجاع کی فوج کے سامنے توپ خانہ لگا کر آتش باری کی جائے اور افواج بادشاہی دشمن کے مقابلہ میں داد جاں نثاری دے کر حریف کو تباہ و پامال کریں۔

شاہی حکم کے مطابق لشکر کے گروہ کے گروہ جمع ہونے لگے اور نوے ہزار فوج یکجا ہو گئی، جہاں پناہ نے حکم صادر فرمایا کہ لشکر شاہی و دولت خانۂ مبارک اپنی جگہ سے نہ ہٹائے جائیں، اسی روز شاہ شجاع نے بھی اپنی فوج درست کی، چار گھڑی دن گزرنے کے بعد بادشاہ عالم پناہ نے حریف کے لشکر تک قدم رنجہ فرمایا، اور تین پہر دن گزرنے کے بعد شاہ شجاع کے قیام گاہ سے نصف کوس کے فاصلہ پر صف آرا ہوئے، شاہ شجاع نے خود آگے قدم نہیں بڑھایا بلکہ توپ خانہ کے ایک حصہ کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا، غروب آفتاب تک لڑائی کا بازار گرم رہا، رات کی سیاہی پھیلی اور شاہ شجاع نے توپ خانہ کو واپس بلا لیا، قبلۂ عالم نے فوج کو احتیاط و دور اندیشی کی تاکید فرمائی اور مورچوں کو مستحکم و مضبوط کرنے کے بعد

دولت خانۂ مبارک کی حفاظت کے احکام نافذ فرماتے،

ایک حادثہ اس شب کے آخری حصہ میں ایک حادثہ پیش آیا، جس کو ظاہر بین اشخاص یہ سمجھے کہ جہاں پناہ کو نقصان عظیم پہونچا، اور فوج میں تفرقہ پیدا ہوگیا، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ نے بظاہر تو قبلۂ عالم کی اطاعت قبول کر لی تھی، لیکن باطن میں نفاق پر تُلا ہوا تھا اور ہر وقت فتنہ و فساد کے برپا کرنے کا منتظر تھا۔ جہاں پناہ نے اس معرکہ میں راجہ کو برانغار کا امیر مقرر فرمایا تھا، راجہ جسونت سنگھ نے فرار کا ارادہ کیا اور شاہ شجاع کو بھی اپنے ارادے سے آگاہ کیا، راجہ آخر رات اپنے سپاہیوں اور نیز دیگر راجپوت سواروں کے ساتھ فرار ہوا، جسونت سنگھ نے پیشتر نوشاہزادہ محمد سلطان کے لشکر پر جو سر راہ مقیم تھا، چھاپہ مارا اور اس کے سواروں نے شاہزادہ کے لشکرگاہ کو تاراج کر کے بے حد نقصان پہونچایا وحشت ناک خبریں آگ کی طرح پھیل گئیں، اور فتنہ جو بدبختوں نے کارخانہ جات شاہی پر دست درازی کی جرأت کی، اور امیروں اور سپاہیوں کے مال و اسباب بھی تاراج و تباہ ہونے لگے،

شاہ شجاع کی شکست قبلۂ عالم نے یہ خبریں سنیں لیکن اپنے مقام سے جنبش تک نہ کی، اگرچہ تقریباً نصف شاہی لشکر پراگندہ ہو چکا تھا لیکن تائید یافتہ بادشاہ نے کمی لشکر کے اندیشہ کو نظرانداز کر کے میدان کارزار کی راہ لی، شاہ شجاع نے اس مرتبہ خلاف سابق کے صف آرائی کی۔ طرفین سے بان و توپ و تفنگ سر ہونے لگیں اور میدان کارزار میں ایسی آتش جنگ مشتعل ہوئی کہ دشمن اس آگ میں جلنے اور تباہ ہونے لگے، اگرچہ اس معرکہ میں اکثر شکست جہاں پناہ کے لشکر کو ہوئی، لیکن ان خرابیوں میں خیر و خوبی پنہاں تھی باوجودیکہ بادشاہ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ سوار نہ تھے، لیکن جہاں پناہ نے خدا پر بھروسہ کر کے دشمن کو پامال کرنا شروع کیا بادشاہ کی ہمت اور دبدبۂ شاہی کی تقویت نے خوف زدہ سپاہیوں کو بھی شیر بنایا، اور انھوں نے دشمن کو تباہ و پامال کرنا شروع کیا، شاہ شجاع کی فوج پراگندہ ہوئی اور راہِ فرار اختیار کی، یہ فتح و ظفر جو بلا سپاہ و لشکر کے نصیب ہوئی محض تائید غیبی اور امدادِ سماوی کا نتیجہ تھی، جس نے قبلۂ عالم کا سرِنیاز خدا کی بارگاہ میں جھکایا اور بادشاہ نے مع فوج کے اپنی قیام گاہ سے کوچ فرما کر شاہ شجاع کے لشکرگاہ پر جو تالاب کے

قریب تھا نزول اجلال فرمایا، جہاں پناہ نے اسی روز شاہزادہ محمد سلطان کو شاہ شجاع کے تعاقب میں روانہ کیا اور ۲۲ر تاریخ تک اسی جگہ قیام پذیر رہے بادشاہ نے ۲۲ر تاریخ کو کھجوہ کے نواح سے کوچ فرماکر تیئیس تاریخ کو نہر گنگ کے کنارہ قیام فرمایا، اس مقام پر پہونچ کر بادشاہ نے معظم خاں و دیگر اعیان ملک کو شاہزادہ محمد سلطان کی امداد اور شاہ شجاع کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔

داراشکوہ کا تعاقب

اب اس لشکر کا حال سنیئے جو شیخ میر صف شکن خاں کی ماتحتی میں داراشکوہ کے تعاقب میں روانہ ہوا تھا۔

صف شکن خاں نے چوتھی محرم کو ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب میں کوچ کیا۔ صف شکن خاں نے دریائے بیاس کو عبور کیا اور سُنا کہ داراشکوہ آگے بڑھ چکا ہے، خان مذکور بھی تعاقب میں آگے روانہ ہوا، اس نے چند روز شیخ میر ولیر خاں کے لشکر کی آمد کا انتظار کیا ہر دو لشکر جمع ہوگئے اور معلوم ہوا کہ داراشکوہ نے بھکّر میں دریا کو عبور کرکے اب سکھر میں قیام کیا ہے، امرائے شاہی نے مشورہ کے بعد یہ طے کیا کہ شیخ میر دلیر خاں اپنی فوج کے ہمراہ دریا کو عبور کرکے اس طرف سے سکھر روانہ ہوں اور صف شکن خاں دریا کے پار سے بھکّر کی طرف قدم آگے بڑھائے، تاکہ حریف پر دونوں راستوں کا طے کرنا مشکل ہو اور وہ درمیان میں گھر جائے، چنانچہ دوسرے روز صف شکن خاں شیخ میر سے جُدا ہوکر سکھر روانہ ہوا اور شیخ میر دو روز میں دریا کو عبور کرکے پانچویں صفر کو سکھر سے بارہ کوس کے فاصلہ پر پہونچ گیا، صف شکن خاں شیخ میر سے تین روز پیشتر بھکّر پہونچا تھا، اور ایک روز پہلے وہاں سے کوچ کرچکا تھا، معلوم یہ ہوا کہ داراشکوہ اپنے مال واسباب کو بھکّر کے قلعہ میں چھوڑ کر تیئیس محرم کو اور آگے روانہ ہوچکا ہے اور اس کا بقیہ مال واسباب کشتیوں میں ہے اور خود جنگل کی راہ سے سفر کی منزلیں طے کررہا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ داراشکوہ کے خاص حاشیہ نشینوں میں داؤد خاں اور دیگر سرداروں نے اس سے جدائی اختیار کر لی ہے اور اب مغرور شہزادہ کا ارادہ ہے کہ قندھار روانہ ہو لیکن رفیقوں کی جدائی اور اپنے حرم کی ناراضی کی وجہ سے اس وقت اس نے ٹھٹھہ کا

رُخ کیا ہے، صف شکن خاں نے اعز خاں کو دیگر سرداروں کے ہمراہ بھکر میں چھوڑا تاکہ وہ اہل قلعہ کو پریشان و تنگ کرے اور خود سیوستان روانہ ہوا اس دوران میں وہاں کے قلعہ دار محمد صالح ترخاں کا ایک نامہ صف شکن خاں کو ملا جس کا مضمون یہ تھا :-

"داراشکوہ قلعہ سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہونچ گیا ہے تم جلد سے جلد اس نواح میں آؤ اور اس کے خزانہ کی کشتیوں کے سدراہ بنو"

خاں مذکور نے پہلے اپنے داماد محمد معصوم کو ایک جرار لشکر کے ہمراہ روانہ کیا تاکہ داراشکوہ کی کشتیوں سے درگذر کرکے دریا کے کنارے مورچل تیار کرے، اور خود بھی اسی شب کوچ کرکے داراشکوہ کی فوج سے تین کوس کے فاصلے پر قیام کیا۔ صف شکن خاں غنیم کی کشتیوں کے انتظار میں بیٹھا تھا، اس امیر نے ارادہ کیا کہ دریا کو عبور کرکے دشمن کے دفعیہ کی کوشش کرے اور محمد معصوم کو پیغام دیا کہ اس سمت سے کشتی روانہ کرے، محمد معصوم کی تقدیر میں اس خدمت کی بجا آوری لکھی نہ تھی، اس نے جواب دیا کہ اس کنارہ پر دریا کی گہرائی کمر تک ہے، اس طرف سے کشتیاں دریا کو عبور کر جائیں گی، صف شکن خاں نے محمد معصوم کے جواب کی بنا پر دریا کو عبور نہ کیا۔ دوسرے روز دریا کے اُس سمت گردوغبار اٹھا اور معلوم ہوا کہ داراشکوہ نے کوچ کیا اور اس کی کشتیاں بھی اسی جگہ سے گذر گئیں، غرض کہ فتح کا ایسا نادر موقع محمد صالح کی کوتاہ اندیشی سے ہاتھ سے جاتا رہا۔

مختصر یہ کہ داراشکوہ نے سیستان کے بلند پشتہ کو عبور کیا اور صف شکن خاں نے بھی اس کے تعاقب میں اس راہ سے دو منزلیں طے کیں، دوسری جانب سے شیخ میر بھی پہونچ گیا، اور اس نے صف شکن خاں کو پیغام دیا :-

"مناسب یہ ہے کہ تم دریا کو عبور کرکے اس طرف آجاؤ تاکہ دونوں امیر مل کر مفرور کا تعاقب کریں"

صف شکن خاں نے دریا کو عبور کیا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ ٹھٹھہ پہونچ چکا ہے، اور اب گجرات روانہ ہونے والا ہے،

صف شکن خاں نے شیخ میر پر سبقت کی، اور دریائے ٹھٹھ کے ساحل سے
ایک کوس کے فاصلہ پر پہونچ گیا، داراشکوہ نے دوسری جانب سے کوچ کر
کے گجرات کا رُخ کیا، صف شکن خاں نے بھی سات روز میں پُل باندھ کر دریا کو عبور
کیا اسی دوران میں حکم شاہی نافذ ہوا کہ شیخ میر دلیر خاں اور صف شکن خاں تعاقب سے
دست بردار ہو کر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو جائیں، جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ
داراشکوہ گجرات روانہ ہوا ہے بادشاہ الہ آباد سے واپس ہوئے اور غرۂ جمادی الاول
کو دریائے گنگ کے کنارہ شاہزادہ محمد سلطان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ الہ آباد
فتح ہو گیا، قبلۂ عالم جسونت سنگھ کو تنبیہ کرنا ضروری خیال فرماتے تھے، راجہ کا ارادہ
تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو داراشکوہ سے جا ملے، بادشاہ نے ماہ مذکور کی دوسری تاریخ
گھاٹم پور کی منزل سے محمد امین خاں میر بخشی کو نو ہزار سواروں کے ہمراہ جسونت سنگھ
کے تباہ کرنے کے لئے مقرر فرمایا قبلۂ عالم کا ارادہ تھا کہ جسونت سنگھ کی سرکوبی
اور داراشکوہ کے دفعیہ کی مہم کو جس قدر جلد ممکن ہو طے فرمالیں، بادشاہ نے
اکبر آباد کا رُخ نہ کیا بلکہ ماہ مذکور کی بیس تاریخ کو باغ نور منزل سے اجمیر کی طرف
روانہ ہوئے پچیس تاریخ کو رودناس کے شکارگاہ سے کوچ فرمایا اسی دوران میں
شیخ میر دلیر خاں، داراشکوہ کے تعاقب سے دست کش ہو کر بادشاہ کے
حضور میں حاضر ہو گئے، شاہی لشکر کی واپسی سے داراشکوہ کو کچھ اطمینان ہو گیا
اور جنگل کی راہ سے کچھ میں وارد ہوا اور کچھ سے گجرات پہونچ گیا، رحمت نقاب
نواب دل رس بانو بیگم کے والد شاہ نواز خاں صفوی گجرات کے شاہی صوبہ دار
نے ایک ماہ سات یوم کمال نادانی سے ہمت ہار کر داراشکوہ کا ساتھ دیا، اور
گجرات میں قیام کیا، اور بائیس ہزار سواروں کا لشکر تیار کر لیا، داراشکوہ نے
یکم جمادی الآخر کو گجرات سے کوچ کیا اثنائے راہ میں جسونت سنگھ کے خطوط ملے
جس میں داراشکوہ کو قدم آگے بڑھانے کی ترغیب دی گئی تھی، مغرور شاہزادہ کو
ان خطوط سے جرأت ہوئی اور اجمیر کی طرف روانہ ہوا، ساتویں جمادی الآخر کو شاہی
سواری ہنڈون کے نواح میں پہونچی اور ہنڈون سے قصبۂ ٹوڈہ تک بادشاہ نے کسی
مقام پر قیام نہیں فرمایا۔ ماہ مذکور کی پندرھویں تاریخ امیر خاں برادر شیخ میر جو

شاہی حکم کے مطابق شاہزادہ مراد بخش کو شاہجہاں آباد سے گوالیار لے گیا تھا لشکر شاہی میں پہونچ گیا۔

داراشکوہ کی شکست

داراشکوہ اجمیر پہونچ کر آمادہ پیکار تھا چودہویں ماہ مذکور کو بادشاہ نے تالاب رامیسر میں قیام فرمایا اور اسی مقام پر صف آرائی کا حکم صادر ہوا، داراشکوہ، راجہ جسونت سنگھ کے ورود سے قوی دل ہو کر اور زیادہ اظہار جرأت کر رہا تھا، اسی دوران میں راجہ جے سنگھ کو جسونت سنگھ کے حال پر رحم آیا اور اس نے اس گنہگار کے عفو تقصیر کا معروضہ جہاں پناہ کے حضور میں پیش کیا۔ قبلۂ عالم نے جے سنگھ کی درخواست قبول فرمائی چنانچہ راجہ جے سنگھ نے ایک خط اس خوش خبری کا راجہ جسونت سنگھ کے نام روانہ کیا جس میں داراشکوہ کے ساتھ اظہار ہمدردی پر بہت زیادہ زجر و ملامت بھی کی گئی تھی، راجہ جسونت سنگھ نے یہ مژدہ سُنا اور خود ہنڈون سے بیس کوس کے فاصلہ پر پہونچ کر واپس ہوا، داراشکوہ نے جسونت سنگھ سے اپنی رفاقت پر بے حد اصرار کیا، بلکہ سپہر شکوہ کو اس کے پاس بھیجا، لیکن کچھ کار براری نہ ہوئی اور راجہ بھی بد نصیب شاہزادہ سے علیحدہ ہو گیا، شاہی لشکر اجمیر کے نواح میں پہونچ چکا تھا، داراشکوہ مجبوراً جنگ آزمائی پر آمادہ ہوا چونکہ حریف، شاہی فوج سے مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس لئے اس نے کوہستان اجمیر کے درہ کو جو سرراہ واقع تھا، مورچہ بنایا۔ شاہی فوج موضع دیواری میں خیمہ زن ہوئی یہ مقام اجمیر سے تین کوس پر تھا اور یہاں سے داراشکوہ کی قیامگاہ بھی کچھ زیادہ دور نہ تھی دوسرے روز شاہی فوج نے نصف کوس اور آگے قدم بڑھایا۔ شاہی حکم نافذ ہوا کہ توپ خانہ آگے لے جا کر آتش باری کی جائے حریف نے بھی ترکی بہ ترکی آتش باری کی، تقریباً ڈیڑھ روز لڑائی کا بازار گرم رہا، شاہ نواز خاں صفوی، محمد شریف میر بخشی وغیرہ حریف کے بہترین امراء اس معرکہ آرائی میں کام آئے، شاہی امراء میں شیخ میر جیسے عقیدتمند افسر کے سینہ پر بندوق کی ایک گولی لگی جس کی ضرب سے وہ راہی عدم ہوا، میر ہاشم نامی ایک شخص نے جو شیخ میر کا ہم قوم اور ہاتھی پر اس کے ساتھ سوار تھا،

مجروح کو حسنِ تدبیر سے اپنی آغوش میں لے لیا اور ایک ایسے مقام پر پوشیدہ کر دیا کہ کسی کو اس امیر کی موت کی اطلاع نہ ہوئی، داراشکوہ نے شاہی امیروں کی جاں بازی وجرأت وہمت دیکھ کر راہ فرار اختیار کی، باوجودیکہ اس کے مورچل بے حد مستحکم تھے، مگر گجرات روانہ ہوگیا اس فتح سے ملک وملت کو استحکام حاصل ہوا۔

سجدۂ شکر قبلۂ عالم نے فتح کا مژدہ سن کر خدا کی درگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا۔

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ سلاطینِ عالم میں شاید ہی کسی فرماں روا کو اس قلیل مدت میں اتنی معرکہ آرائیاں کرنی پڑی ہوں، بادشاہ عالم پناہ کو باوجود با اقتدار دشمنوں کی کثرت کے ایک سال کے اندر اس قدر عظیم الشان معرکے پیش آئے، لیکن ہر معرکہ میں خدا نے مدد فرمائی، اور جہاں پناہ کو فتح نصیب ہوتی، بادشاہ عالم پناہ ان تمام فتوحات کو اپنی کوشش ومردانگی کا نتیجہ نہیں خیال فرماتے، بلکہ ہمیشہ یہ ارشاد فرماتے ہیں، کہ میں ان فتوحات کو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن ترین معجزہ سمجھتا ہوں، قبلۂ عالم ہمیشہ شکر الٰہی بجا لاتے اور شریعت کے احکام نافذ فرماتے اور بدعات ومنکرات کو مٹانے میں مصروف رہتے ہیں، اپنی نیک باطنی سے باوجود کثرت جاہ وحشم ایک لمحہ بھی یادِ الٰہی سے غافل نہیں رہتے اور خدا کی یاد وشکر گزاری کے ساتھ رعایا پروری وانصاف گستری میں شبانہ روز بسر فرماتے ہیں، اللہ تعالےٰ سے امید ہے کہ قبلۂ عالم کے وجودِ گرامی سے ملک وملت ظاہری وباطنی برکات سے ہمیشہ فیض یاب رہیں گے،

دوسرے روز یعنی تیس جمادی الآخر راجہ جے سنگھ اور بہادر خاں کو داراشکوہ کے تعاقب میں روانہ کیا، قبلۂ عالم کو داراشکوہ کی مہم سے نجات ہوئی اور چوتھی رجب کو اجمیر سے واپس ہوئے،

شاہزادہ محمد سلطان کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ شاہ شجاع مونگیر میں خیمہ زن ہے، شاہ شجاع کا ارادہ تھا کہ چند روز مونگیر میں قیام کرکے شاہی لشکر کے قریب پہونچ جائے لیکن اب خوف زدہ ہو کر جہانگیر نگر روانہ

ہوا ہے معظم مونگیر پہونچ گیا ہے، ماہ مذکور کی چوبیس تاریخ بادشاہ فتح پور پہونچے اور چھٹی شعبان کو تخت گاہ روانہ ہونے کے لئے تیار ہوئے شاہزادہ محمد سلطان کی ایک اور عرض داشت موصول ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ شاہ شجاع جہانگیر نگر پہونچ کر وہاں مقیم تھا لیکن افواج شاہی کے قریب پہونچنے سے پہلے اپنا مال و اسباب کشتیوں پر لاد کر فرار ہوگیا، اور جہانگیر نگر پر شاہی قبضہ ہوگیا، بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ دارا شکوہ اجمیر سے گجرات گیا ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ بار دگر گجرات پر پر قبضہ کرے، لیکن گجرات کے امیر سردار خاں نے اس کی مدافعت کی اور شاہزادہ شہرت دست بردار ہو کر گالہجی کولی روانہ ہوا۔

[illegible]

جلوس عالمگیری کا دوسرا سال

سنہ ۱۰۶۹ھ / ۱۶۵۸ء

انیسویں ماہ مذکور کو بادشاہ خضر آباد پہونچے اور پندرہ روز یہاں قیام کر کے بیس شعبان کو تخت گاہ کے قلعہ میں پہونچ گئے، قبلۂ عالم کے جشن جلوس کی ترتیب یورش پنجاب کی وجہ سے بہت مختصر کی گئی تھی، بادشاہ نے جشن کا انعقاد اور خطبہ و سکہ و لقب کا تعین فتنۂ پنجاب کی وجہ سے کچھ دنوں کے لئے ملتوی کر دیا تھا۔

اب اس مہم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ناظمان سلطنت کے نام فرامین جاری

ہوئے کہ جشن جلوس کا انتظام کریں،

جشن جلوس

کارپردازانِ سلطنت نے جشن مرتب کیا اور بادشاہ دین پناہ نے چوتھی رمضان ۱۰۶۹ھ ہجری (۱۶۹۲ء) مطابق پچیس خورداد کو تختِ سلطنت پر جلوس فرمایا، اس وقت بادشاہ شمسی حساب سے چالیس سال سات ماہ تیرہ روز کا تھا، اور قمری حساب سے عمر گرامی کے اکتالیس سال دس ماہ دو دس یوم گزر چکے تھے،

نہایت دھوم دھام سے اس جشن کا آغاز ہوا، خطیب نے پہلے خطبہ پڑھا، اور اس کا دامن گوہر مراد سے مالا مال ہوا، بے شمار روپے اور اشرفیاں بادشاہ پر نچھاور کی گئیں، اہل استحقاق کو انعام و اکرام عطا ہوا، اور بہی خواہانِ ملک عطائے خلعت سے سرفراز کئے گئے۔

نیا سکہ

قدیم زمانے سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ اشرفی و روپیہ پر کلمہ طیبہ نقش کیا جاتا تھا، یہ سکے انسان کے ہاتھوں میں آتے اور پاؤں کے نیچے پامال ہوتے تھے، بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ طریقہ بے ادبانہ ہے، اسے ترک کیا جائے، اور اس کے بجائے کچھ اور کلمات سکوں پر کندہ کئے جائیں اسی دوران میں میر عبدالباقی صہبائی نے اپنا طبع زاد ایک شعر پیش کیا جو بے حد پسند آیا، اور حکم ہوا کہ سکوں کے ایک طرف یہ شعر لکھا جائے اور دوسری جانب ضرب بلدہ اور سنہ جلوس کندہ کئے جائیں شعر مذکور یہ ہے

سکہ زد در جہاں چو بدر منیر   شاہ اورنگ زیب عالمگیر

قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ بادشاہ کا نام نامی منشور حکومت میں ان القاب کے ساتھ تحریر کیا جائے:- ۱۶۸۷ء

"ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی"

فرمان مبارک صادر ہوا کہ تمام ممالک محروسہ میں جشن جلوس کے تہنیت نامے لکھے جائیں، بادشاہ دادگستر نے ہر شاہزادہ و بیگم و نیز دیگر خدام بارگاہ کو -

سے مالا مال فرمایا ، اعیانِ ملک کے مراتب و خطابات میں اضافہ ہوا اور نیز جدید القاب مرحمت ہوئے ، درویشوں و گوشہ نشینوں اور نیز ارباب نشاط و شعراء کو ان کی جاں نثاری کے گراں بہا صلے مرحمت ہوئے ، قبلۂ عالم نے حکم صادر فرمایا کہ جشن جلوس اسی زیب و زینت اور اسی فرح و انبساط کے ساتھ ماہ ذی الحجہ تک قایم رہے ، اور عید الضحیٰ سے متصل کر دیا جائے ، تاکہ اس طویل مدت میں ہر شخص اپنی آرزو و تمنا حاصل کرے ،

تاریخ جلوس

ملا شاہ بدخشی نے قل الحق اور ایک شاعر نے :-

"بادشاہ ملک هفت اقلیم"

سنہ جلوس کی تاریخ نکالی ، دوسرے نکتہ سنج نے جلوس مبارک کی تاریخ :-

"زیب اورنگ و تاج هائے شهاں" کہی

ملا عزیز اللہ خلف ملا تقی اصفہانی نے کلام الٰہی سے یہ تاریخ نکالی کہ :-

"إِنَّ الْمُلْكَ لِلّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ" (ملک اللہ کا ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے)

چونکہ قبلۂ عالم کی حکمرانی کا آغاز ماہ رمضان سے ہوا اس لئے حکم شاہی نافذ ہوا کہ تمام دفاتر اور جنتریوں میں ابتدائے عہد عالم گیری یکم ماہ رمضان سے مندرج کیا جائے ،

جشن نشاط افروز

چونکہ عہد معدلت سے پیشتر جمشید و کسریٰ کی تقلید میں یکم فروردی کو یوم عید سمجھا جاتا تھا اور اس روز بزم نشاط آراستہ کر کے عیش پرستی کی جاتی تھی ، بادشاہ دیں پناہ نے حکم صادر فرمایا کہ بجائے جشن نوروز کے ایک جشن نشاط رمضان کے مقدس مہینے میں منعقد کیا جائے ، اور عید الفطر کے مبارک روز سے متصل کر دیا جائے ، تمام بہی خواہان ملک اس جشن میں عیش و عشرت کی داد دیں ، بادشاہ نے اس بزم کو جشن نشاط افروز کے نام سے موسوم کیا ۔

قبلۂ عالم نے مکروہات و غیر مشروع افعال و اشیاء کی روک تھام کے لئے ملا عوض وجیہ جیسے فرزانۂ روزگار کو عہدۂ احتساب مرحمت فرمایا

ملا ئے مذکور پندرہ ہزار کے سالانہ عطیہ سے فیضیاب اور منصب ہزاری صد سوار پر فائز ہوئے، خدا کا شکر ہے کہ دیں پناہ بادشاہ کی مسند نشینی سے آج تمام ہندوستان بدعتوں اور خواہشات نفسانی کی برائیوں سے پاک و صاف ہے،

اسی دوران میں معلوم ہوا کہ بادشاہ زادہ محمد سلطان جو معظم خاں کے ہمراہ شاہ شجاع کے تباہ کرنے پر مامور ہوا تھا، شاہ شجاع کے دام فریب میں گرفتار ہوگیا اور ستائیس رمضان کو اپنے بعض ملازمین کے ہمراہ کشتی میں بیٹھ کر شجاع کی موافقت کے لئے روانہ ہوا ہے اور بادشاہ کا مخالف بن گیا ہے،

داراشکوہ کی گرفتاری

اکیس شوال کو داراشکوہ اور اس کے فرزند سپہر شکوہ کے گرفتار ہونے کی خوش خبری ملک جیون زمیندار دادو کے خط سے جو اس نے بہادر خاں کے نام روانہ کیا تھا سنائی دی، ملک جیون نے بہادر خاں کو جلد سے جلد پہونچ کر دونوں قیدیوں کو حراست میں لینے کی تاکید کی تھی، بادشاہزادہ محمد معظم کے بجائے امیرالامرا صوبہ دار دکن مقرر ہوا، اور عاقل خاں بجائے عقیدت خاں کے قلعہ دولت آباد کے شاہی قلعہ کا محافظ مقرر کیا گیا۔ عاقل خاں کو حکم ہوا کہ وہ وزیر خاں کے ہمراہ شاہ زادہ کے ساتھ شاہی حضور میں حاضر ہو،

اکیسویں شوال کو شاہ زادہ محمد اعظم کا شمسی حساب سے چھٹا سال شروع ہوا، اور شاہ زادہ ماہ مذکور کو مرصع سر پیچ و خلعت و موتیوں کا ہار اور پانچ گھوڑے سرکار شاہی سے عطا ہوئے۔

ملک جیون کو حسن خدمت کے صلہ میں خلعت روانہ کیا گیا۔ اور منصب ہزاری دو صد سوار اور بختیار خاں کے خطاب سے سرفراز کیا گیا، بادشاہ نے راجہ راج روپ کو سری نگر روانہ کیا تاکہ پرتی بت زمیندار سری نگر کو وعدہ وعید سے دام سیاست میں گرفتار کر کے سلیمان شکوہ کی حمایت کرنے سے باز رکھے۔ بنگالہ کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ شاہ شجاع نے اکبر نگر

سے ٹانڈہ کا رُخ کیا اور اسے معلوم ہوا کہ اللہ وردی خاں اس سے جُدا ہونے کے لئے بالکل آمادہ ہے، شجاع نے اللہ وردی اور اس کے فرزند سیف اللہ کو محض اسی گناہ پر قتل کیا،

اسی دوران میں حکم نافذ ہوا کہ قلعہ اکبرآباد کا دور یعنی حصار شیر حاجی کی تعمیر کی جائے، چنانچہ اعتبار خاں کے اہتمام سے تین سال کے اندر یہ عمارت تیار ہوگئی۔

تیئیس ذی قعدہ کو وزن قمری کی مجلس جشن منعقد ہوئی اور اہل استحقاق کو زر و زن عطا کیا گیا۔ اور امرا و خدام بارگاہ، اضافۂ منصب و انعام جواہر و اسپ و فیل سے سرفراز کئے گئے،

داراشکوہ کا خاتمہ

اسی زمانہ میں بہادر خاں، داراشکوہ کو بارگاہ شاہی میں لے آیا، اور قیدی محل خضرآباد میں اتارا گیا، چونکہ اکثر وجوہات کی بنا پر داراشکوہ کا وجود باعث خرابی تھا، اس لئے اکیس ذی الحجہ کو اس کی زندگی کا خاتمہ کرکے لاش جنت آشیانی ہمایوں بادشاہ کے مقبرہ میں پیوند خاک کر دی گئی، سیف خاں کو حکم ہوا کہ سپہر شکوہ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کرکے خود تخت گاہ کو واپس آئے،

راجہ جے سنگھ جو بہادر خاں کے بعد شاہی ملازمت میں حاضر ہوا عنایات شاہی سے سرفراز کیا گیا، چونکہ متعدد معرکہ آرائیوں میں راجہ جے سنگھ اور بہادر خاں کے گھوڑے بہت زیادہ ضائع ہوئے تھے، بادشاہِ خدام نواز نے راجہ کو دو سو سوار اور بہادر خاں کو ایک سو گھوڑے سرکارِ شاہی سے عطا فرمائے،

عام بخشش

اسی زمانہ میں بادشاہِ رعیت پرور نے غلہ و دیگر اجناس کا محصولِ راہداری ہمیشہ کے لئے معاف فرمایا، اس عام بخشش سے مبلغ پچیس لاکھ نقد خالصہ شریفہ کی سالانہ آمدنی میں کم ہوگئے، اس کے علاوہ جس قدر محاصل کہ تمام ممالکِ محروسہ میں معاف فرمائے گئے ان کا اندازہ کرنا ناممکن ہے،

ذوالفقار خاں قرا انو نے وفات پائی اور اس کا پسر اسد خاں اور اس کے داماد نامدار خاں کو خلعت مرحمت ہوا بختیار خاں زمیندار داود کو اپنی جاگیر پر جانے کی اجازت عطا ہوئی، معظم خاں نے کرناٹک کا ملک قطب الملک سے لے لیا تھا، اور اس نواح کے بہترین قلعہ کنجی کوٹہ پر خان مذکور کے ملازمین کا قبضہ تھا، قطب الملک اس قلعہ پر دانت لگائے ہوئے تھا، بادشاہ نے میر احمد خوانی کو مصطفےٰ خاں کا خطاب دے کر ان حدود کے انتظام کے لئے روانہ فرمایا۔

کابل کے حادثات میں سے یہ واقعہ سمع مبارک تک پہونچا، کہ شبیر اللہ ولد سعادت خاں بنیرۂ تربیت خاں مرحوم نے جمد صرسے اپنے باپ کو قتل کیا اور مہابت خاں ناظم کو مقید کرلیا ہے، بادشاہ نے بجائے مقتول کے شمشیر خاں کو قلعہ کابل کا حاکم مقرر فرمایا۔

توران سے خبر آئی کہ سبحان قلی خاں حاکم بلخ اور اس کے بھائی قاسم سلطان امیر میں جو قلعہ کا حاکم تھا نزاع ہوئی اور سبحان قلی نے حسنِ تدبیر سے فتنہ کو فرو کردیا۔

بادشاہ زادہ محمد سلطان، شاہ شجاع کا ہم نوا ہوا تھا اور شاہزادہ کی اس مخالفت سے بنگال کی فوج کو نقصان عظیم پہونچا تھا، باوجودیکہ بادشاہ کو معظم خاں کے وجود سے اس نواح کی طرف سے پورا اطمینان تھا، لیکن پھر بھی احتیاط و دور اندیشی سے کام لیا اور جشن وزن شمسی کے اختتام کے بعد آٹھویں ربیع الاوّل کو ساحل گنگا کی طرف روانہ ہوئے۔ راجہ جے سنگھ کو ایک لاکھ روپیہ مرحمت ہوا اور راجہ جسونت کا خطاب مہاراجہ بحال فرماکر اس کے قصور کی معافی کا حکم صادر ہوا

میر ابراہیم ولد میر معاں مختلف سامان اور چھ لاکھ تیس ہزار روپیہ لے کر مکۂ معظمہ و مدینہ منورہ روانہ ہوا تاکہ یہ رقم حرمین شریفین کے اہل استحقاق کو تقسیم کی جائے

شاہزادہ محمد معظم کا نکاح

انیس تاریخ شاہی سواری گڈھ مکٹیسر پہونچی اور بائیسویں تاریخ کو شاہزادہ محمد معظم وزیر خاں کے ہمراہ دکن سے آکر شاہی ملازمت سے سرفراز ہوئے، پندرھویں ربیع الثانی کو شاہزادہ مذکور کا نکاح خراسان کے ایک شریف کی دختر سے کیا گیا۔ اور چوتھی جمادی الاول کو بادشاہ گڈھ مکٹیسر سے الہ آباد روانہ ہوئے۔ اسی زمانہ میں معظم خاں کی عرض داشت پہونچی جس سے معلوم ہوا کہ خان مذکور نے دریا کو عبور کرکے شاہ شجاع کے تباہ کرنے پر کمر ہمت باندھی ہے، چونکہ اس سفر سے بادشاہ کا اصل مقصد لشکر بنگالہ کی امداد تھی اور وہ خان مذکور کی وجہ سے پوری ہو چکی تھی اس لئے شمس آباد سے تخت گاہ کی جانب واپس ہوئے اور گیارہ جمادی الآخر کو آگرہ کے قلعہ میں تشریف فرما ہوگئے۔

مسجد کی تعمیر

چونکہ بادشاہ درویش منش کا ارادہ یہ تھا کہ فریضۂ نماز مسجد میں باجماعت ادا فرمائے، لہٰذا قیام گاہ کے قریب ایک مختصر سی مسجد سنگ مرمر کی نہایت منقش اور خوش قطع تعمیر فرمانے کا حکم دیا یہ مقدس عمارت پانچ سال کے عرصہ میں تیار ہوئی اور اس کی تعمیر میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ صرف ہوئے۔ عاقل خاں نے آیۃ کریمہ

"اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا"

(تحقیق کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرکے مت پکارو) بنائے مسجد کی تاریخ نکالی،

اسی زمانہ میں بنگال کے واقعات سے معلوم ہوا کہ بادشاہزادہ محمد سلطان شاہ شجاع کے جہانگیر نگر سے فرار ہونے کے وقت اپنی حرکت پر بے حد نادم ہوا۔ اور جس طرح گیا تھا اسی طور پر اکبر نگر واپس آکر اسلام خاں کے پاس مقیم ہے، محمد میرک گرز بردار شاہزادہ کے لئے خلعت لے کر روانہ ہوا۔ اور فدائی خاں کو حکم ہوا کہ شاہزادہ مذکور کو شاہی حضور میں لے آئے

شاہزادہ بادشاہ کے قیام گاہ کے قریب پہنچا اور پچیس شعبان کو اللہ وردی خان حضور میں سفارش کرکے شاہزادہ کو دریا کی راہ سلیم گڑھ لے گیا اور معتمد خاں حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا،

جلوس عالمگیری کا تیسرا سال

سنہ ۱۰۷۰ھ
۱۶۶۰ء

اسی زمانہ میں رمضان کا مبارک مہینہ آگیا، چوبیسویں رمضان کو ایک نہایت پر لطف و دلکش جشن عشرت منعقد کیا گیا، اہل زمین نے ساکنانِ افلاک کو اور اہل سما نے بنی آدم کو تہنیت و مبارکباد دی، اسی مسرت انگیز دن بنگالہ سے یہ خبر آئی کہ شاہ شجاع جہانگیرنگر میں بھی قیام نہ کرسکا اور چھبیس رمضان کو جو سنہ جلوس کا تیسرا سال ہے ملک رخنگ میں آوارہ وطن ہوا، اور معظم خاں نے جہانگیرنگر پر قبضہ کرلیا۔ چونکہ یہ طے ہوچکا تھا کہ ماہ رمضان کی چوبیس تاریخ سے جس روز کہ جلوس ثانی واقع ہوا ہے جشن عشرت منعقد کرکے اس مبارک بزم کو عیدالفطر سے متصل کردیں، چنانچہ ایسا ہی عمل میں لایا گیا، اور بادشاہ دریا نوال نے خورد و بزرگ، قریب و بعید ہر عقیدت شعار کو اپنے ابرکرم سے سیراب فرمایا، عیدالفطر کا دن آیا اور قبلۂ عالم نے نماز عید کے لئے مسجد کا

شروع کیا، اور یوم عید کے بعد دو روز اور جشن عشرت ہوتا رہا،

شاہ شجاع کی تباہی

فتح مند بادشاہی لشکر کی ہمت و بہادری سے شاہ شجاع ایسا پامال ہوا کہ بدنصیب و سیہ روزگار شاہزادہ کے ہمراہ سوا بارہ کس سید مسمی سید عالم اور سید قلی اوزبک اور بارہ مغل سواروں اور چند دیگر نفوس کے کوئی نہ رہا، غرض کہ شاہ شجاع سفر کی منزلیں طے کرتا ہوا دنیا کے بدترین حصہ یعنی جزیرہ رخنگ میں داخل ہوا اور اسی کفر انگیز زمین میں پیوند خاک ہوا، جس کا تفصیلی ذکر بعد میں آئے گا۔

وزن قمری کا جشن

اسی زمانہ میں سترھویں ذی قعدہ کو وزن قمری کا جشن منعقد کیا گیا اور بادشاہ کی عمر کا چوالیسواں سال شروع ہوا۔ انعام و اکرام عام طور پر عطا ہوا۔ اور بادشاہ زادوں پر طرح طرح کی نوازشیں کی گئیں، معظم خاں سپہدار بنگالہ کو سپہ سالار خان خاناں کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ مرحمت ہوا، بادشاہ نے اس امیر کے لئے ان عنایات کے علاوہ خلعت و شمشیر مرصع روانہ فرمایا، علاوہ خان خاناں کے فوجی عہدہ داروں اور نیز صوبہ داروں اور تمام ملازمین و خدام کو مرحمت شاہانہ سے شاد فرمایا۔ نجابت خاں کا جو اپنی تقصیرات کی وجہ سے مورد عتاب تھا قصور معاف فرمایا گیا، اور یہ امیر جو بے ساز و سامان کے آرہا تھا، شمشیر مرصع کے عطیہ سے سرفراز کیا گیا۔

عبداللہ خاں والئ کاشغر کا بھائی منصور خاں اور اس کا برادر زادہ مہدی خاں جو خان مذکور سے خوف زدہ ہو کر بدخشاں کی راہ سے ہندوستان آ رہے تھے، آستانۂ والا پر حاضر ہو کر حضوری سے فیضیاب ہوئے

ملکہ ثریا جناب و دیگر بیگمات و شاہزادوں کے پیش کش یعنے جواہرات و مرصع آلاتِ شاہی، ملاحظہ میں پیش ہوئے، اور انھیں شرف قبولیت عطا ہوا۔ اسی دوران میں عیدالضحیٰ کا مسرت بخش روز آیا اور شاہانہ نوازش نے خلق کثیر کو اپنے انعام سے ممنون احسان بنایا۔

راؤ کرن بھورتیہ، داراشکوہ کے اغوا سے دکن سے فرار ہو کر بلا اجازت اپنے وطن

روانہ ہوا تھا، بادشاہ نے اس زمانہ میں امیر خاں کو اس نواح کی طرف روانہ فرمایا، اور اسے تاکید کی کہ اگر خوف زدہ مجرم اپنے قصور پر نادم ہو کر عذر خواہ ہو تو اس کو اپنے ہمراہ بارگاہ شاہی میں لے آئے، ورنہ اس کو تباہ و برباد کیے خان مذکور بیکانیر کے نواح میں پہونچا اور راؤ کرن خاں کے پاس حاضر ہو کر اس کے وسیلہ سے بادشاہ جرم بخش کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور عنایت شاہی سے سرفراز ہوا۔

ساتویں محرم کو اخلاص خاں خویشگی شاہ شجاع کے جواہرات وخزانہ و دیگر مال و اسباب مع اس کی بیگمات کے اپنے ساتھ بنگالہ سے بادشاہ کے حضور میں لے آیا۔

قلعہ چاکنہ کی فتح

اسی زمانہ میں قلعہ چاکنہ امیرالامرا صوبہ دار دکن کی کوشش سے فتح ہوا، قلعہ مذکور پر مکار سیواجی نے حکومت بیجاپور کے انقلاب کے وقت بیجاپوری امیر کو قتل کرکے قبضہ کیا تھا، امیرالامرا نے چند مقامات پر سیواجی کے گماشتوں کو سزا بھی دی، اور اپنی چوکیاں مقرر کردیں،

اسی دوران میں جشن وزن شمسی کا مبارک زمانہ آیا اور بادشاہ کی عمر کا تینتالیسواں سال شروع ہوا، اور تمام عالم بادشاہ کے جود و احسان سے فیض یاب ہوا، پرینڈہ کا قلعہ بلا جنگ وجدال کے سر ہوا۔ غالب نام تھانہ دار نے جو عادل خاں کی طرف سے قلعہ کا محافظ تھا، امیرالامرا کے پاس پیغام بھیج کر اظہار اطاعت کیا، امیرالامرا نے مختار خاں کو قلعہ دار مقرر کیا اور اپنے پاس طلب کرکے شاہی حکم سے منصب چار ہزاری وخطاب خانی و دیگر عنایات سے سرفراز کیا۔

سلیمان شکوہ کی گرفتاری

پرتھی سنگھ زمیندار کوہستان سری نگر نے ایک معروضہ روانہ کیا اور اپنے قصور کی

معافی کا خواہاں ہوا ۔ اور راجہ جے سنگھ کو پیغام دیا کہ سلیمان شکوہ کی حفاظت سے دست بردار ہو کر شاہزادہ کو بادشاہ کے سپرد کرنے کے لئے تیار رہے راجہ جے سنگھ نے بادشاہ کے حکم کے مطابق اپنے فرزند کنور رام سنگھ کو سری نگر روانہ کیا اور رام سنگھ شاہزادہ سلیمان شکوہ کو تخت گاہ میں لے آیا، یہ شاہزادہ بھی قلعۂ سلیم گڈھ میں نظر بند کر دیا گیا ، ماہ مذکور کی چوبیس تاریخ مرتضیٰ خاں نے سلیمان شکوہ اور محمد سلطان دونوں کو گوالیار پہنچا دیا ۔

حاکم بصرہ اور حاکم بلخ کے نامۂ تہنیت

بندر سورت سے اطلاع ملی کہ حسین پاشا حاکم بصرہ نے ایک نامۂ تہنیت مع عربی نژاد گھوڑوں کے اپنے ایک ملازم قاسم آقا کے ہمراہ بارگاہ شاہی میں روانہ کیا ہے ، بادشاہ نے مصطفےٰ خاں متصدی بندر سورت کے نام فرمان صادر کیا کہ مبلغ چار ہزار روپیہ قاسم آقا کو مدد خرچ دے کر قاصد کو حضور شاہی میں روانہ کرے ،

اسی زمانہ میں سلیمان قلی خاں حاکم بلخ کا سفیر مسمی ابراہیم بیگ نامۂ تہنیت و توزات کے تحائف کے ہمراہ آستانہ والا پر حاضر ہوا ، ابراہیم بیگ عرصہ کا مریض تھا ، چند روز کے بعد دنیا سے کوچ کر گیا اس کے ہمراہیوں کو خلعت اور مبلغ بیس ہزار روپیہ عطا کر کے ان کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی ،

چونکہ ممالک محروسہ کے اکثر شہروں میں گرانی غلہ سے رعایا پریشان تھی ، بادشاہ نے حکم دیا کہ سالانہ لنگروں کے علاوہ دس لنگر خانے تخت گاہ میں اور بارہ لنگر خانے نواح کے پرگنوں میں قائم کئے جائیں اس طرح لاہور میں بھی چند جدید لنگر خانے قائم کئے گئے اس کے علاوہ جو نقد رقم محرم ، رجب ، شعبان ، ربیع الاول و ذی الحجہ میں خیرات کی جاتی تھی اس سے دو چند اس سال فقراء کو تقسیم کی گئی ۔ بادشاہ رعیت پرور نے امراء کو بھی حکم دیا کہ اپنی جانب سے بھی خیرات خانے قائم کریں غرض کہ جب تک قحط کی مصیبت رفع نہ ہوئی یہ کار خیر برابر جاری رہا ،

جلوس عالمگیری کا چوتھا سال

سنہ ۱۰۷۱ھ / ۱۶۶۱ء

رمضان کا مبارک مہینہ آیا اور عہد معدلت کا چوتھا سال شروع ہوا، اگرچہ بادشاہ نے اس مبارک مہینے کی چوبیس تاریخ کو تخت حکومت پر جلوس فرمایا تھا، اور سال گذشتہ اسی تاریخ سے جشن کا آغاز ہوا تھا لیکن چونکہ یہ مہینہ صیام کا ہے اور اہل اسلام کو بوجہ صوم کے جشن عشرت سے پوری طرح بہرہ اندوز ہونے کا موقع نہ ملتا تھا، اسی لئے قبلۂ عالم نے اس جشن جلوس کا آغاز یوم عید الفطر کو مقرر فرمایا اور مدت جشن دس روز معین فرمائی۔

اسی سال شاہزادہ محمد معظم کے محل میں فرزند پیدا ہوا جو معزالدین کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اسی درمیان میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بوداق بیگ شاہ عباس ثانی بادشاہ ایران کا ایلچی تیس شعبان کو ملتان وارد ہوا۔ اور تربیت خاں صوبہدار نے اس کی مہمان داری کر کے پانچ ہزار روپیہ نقد اور نو تھان کپڑے کے اس کو پیش کئے، اسی طرح لاھور میں خلیل اللہ خاں نے

قاصد کی عمدہ مہمانداری کر کے بیس ہزار روپیہ و خنجر مینا کار شمشیر اور سات تھان ہندوستان کے نفیس و بہترین کپڑوں کے عنایت کئے ، سفیر سعادت سے باریابی پہونچا اور الطاف خاصہ کے عطیے سے سرفراز ہو کر تیسری شوال کو آستانہ بوسی کے لئے مامور ہوا ، عید کا چاند نمودار ہوا ، اور بدستور سابق جشن خسروانہ کی تیاری کی گئی ، قبلۂ عالم عیدگاہ تشریف لے گئے اور بعد فراغتِ نماز مخلوق کو انعام و اکرام سے مالا مال فرمایا ، شاہزادوں و اعیان مملکت و راجگان عقیدت شعار و امرائے نامدار پر طرح طرح کی نوازشیں فرمائی گئیں ، قاسم آقا اردی آستانہ شاہی پر حاضر ہوا ، اور پانچ عربی نژاد گھوڑے حسین پاشا کا تحفہ شاہی ملاحظہ میں پیش کیا ، قاصد نے خود اپنی جانب سے بھی چند گھوڑے اور ایک گرجی غلام نذر دیا ، بادشاہ دین پناہ نے قاصد کو خلعت اور پانچ ہزار روپیہ مرحمت فرمایا ۔

شاہ ایران کا تہنیت نامہ

بوداق بیگ سفیر ایران بھی تخت گاہ کے قریب پہونچا ، عید الفطر کے تیسرے روز اسد خاں ، سیف خاں و ملتفت خاں اس کا استقبال کر کے شہر میں لائے یہ سفیر دیوان خاص و عام میں پائے بوسی سے مشرف ہوا ، قاصد نے کورنش ادا کرنے کے بعد شاہ ایران کا تہنیت نامہ پیش کیا ، بادشاہ نے سفیر کو خلعت چوغہ و خنجر مرصع اور ارگجہ جشن معہ پیالہ و خوانچۂ طلا ، و پان با پاندان و خوان طلا ، مرحمت فرمایا اور رستم خاں کی حویلی سفیر کے قیام کے لئے عطا ہوئی ، اور میر عزیز بدخشی اس کی مہمانداری پر مامور ہوا ، ساتویں شوال کو سفیر نے شاہ ایران کے تحائف بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کئے جن میں چھیاسٹھ گھوڑے اور ایک دانہ مروارید جس کا وزن سینتیس قیراط شاہی تھا ، شامل ہیں شاہ ایران کے کل موصولہ تحائف کی قیمت چار لاکھ بائیس ہزار روپے اندازہ کی گئی ،

انیسویں ذی قعدہ کو جشن وزن قمری منعقد ہوا اور بادشاہ کی عمر گرامی کا چھیالیسواں سال شروع ہوا اہل دربار و نیز قریب و بعید کے عقیدت مندوں نے طرح طرح کی

خوشیاں منائیں، دسویں ذی الحجہ کو عید الضحیٰ نے شاہانہ عطیات والنعامات کو ہر کس وناکس کے لئے عام کیا، بادشاہ نے سفیر ایران کو رخصت کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد، خلعت وخنجر مینا کار وعلاقہ مروارید واسپ بازین ولگام وفیل با ہودج طلا وساز نقرہ وزربفت کی جھول، ایک دریائی ہاتھی اور پالکی باساز طلائی سفیر کو مرحمت فرمائیں، قبلۂ عالم نے فرمایا کہ بادشاہ کے نامہ کا جواب بعد کو روانہ کیا جائے گا۔ غرض کہ ایلچی مذکور کو اول سے آخر تک پانچ لاکھ روپیہ اور اس کے ہمراہیوں کو پینتیس ہزار روپے مرحمت فرمائے گئے۔ عاقل خاں نے گوشہ نشینی اختیار کرنے کا معروضہ پیش کیا اور بادشاہ نے اس کی درخواست قبول فرما کر ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا۔

اسی دوران میں جشن وزن شمسی منعقد ہوا اور ۴۴ سال کا آغاز ہوا، رعایا نے اپنی آرزوئیں اور مرادیں حاصل کیں،

قاسم آقا حسین پاشا کے قاصد کو بارہ ہزار روپیہ اور خلعت عطا فرما کر واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی، اس کے ہمراہیوں کو ایک ہزار روپیہ عطا ہوا اور ایک شمشیر مرصع حسین پاشاہ کے لئے روانہ کی گئی،

شاہ بخارا کی سوغات

چوتھی ربیع الثانی کو خواجہ احمد پسر خواجہ محمود عبد العزیز والی بخارا کا سفیر تخت گاہ کے نواح میں پہونچا، سبحت خاں وقباد خاں اس سفیر کو شاہی حضور میں لے آئے ایلچی نے شاہ بخارا کی سوغات شاہی ملاحظہ میں پیش کیں، ترکی گھوڑے نر ومادہ وشتران بختی اور دیگر تحائف بادشاہ کے ملاحظہ میں گزرانے گئے، منجملہ ان تحائف کے ایک قطعہ لعل بھی تھا جس کی قیمت چوبیس ہزار اندازہ کی گئی، بادشاہ نے ایلچی کو اسی روز خلعت وخنجر وعلاقہ مروارید اور بیس ہزار روپیہ مرحمت فرما کر ایک مکان قیام کے لئے عطا فرمایا،

❖

شاہزادہ محمد معظم کا نکاح

اسی مبارک زمانہ میں قبلۂ عالم نے راجہ روپ سنگھ کی دختر کا جو مسلمان ہو کر محل شاہی میں پرورش پا رہی تھی شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ نکاح کر دیا۔

داؤد خاں صوبہ دار پٹنہ نے پلامئون کا ملک جو صوبہ بہار کے متعلقات میں سے ہے شدید معرکہ آرائیوں کے بعد فتح کر لیا تھا، بادشاہ رعیت نواز نے صوبہ دار مذکور کو خلعت عزت روانہ فرمایا۔

سید امیر خاں بجائے مہابت خاں کے کابل کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔

رجب کی پہلی تاریخ فاضل خاں اکبرآباد سے حضور میں آیا، اور اعلیٰ حضرت کے فرستادہ جواہرات و مرصع آلات بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کئے

خلیل اللہ خاں صوبیدار لاہور کی وفات

دوسری رجب کو معلوم ہوا کہ خلیل اللہ خاں صوبہ دار لاہور نے جو بیمار ہو کر تخت گاہ میں حاضر ہوا تھا وفات پائی، مرحوم کی وفات کے دوسرے دن بادشاہ خود اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔ میر خان، روح اللہ خاں اور عزیز خاں، مرحوم خلیل اللہ کے ہر سہ فرزندوں کو خلعت مرحمت ہوا اور شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمائے گئے خلیل اللہ خاں کی زوجہ مسماۃ حمیدہ بانو کو جو مہد علیا حضرت ممتاز الزمانی کی ہمشیرہ مسماۃ ملکہ بانو کی دختر تھی پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا وظیفہ مرحمت ہوا،

چھبیس رجب کو شاہزادہ محمد اکبر کی ختنہ کی رسم ادا کی گئی،

اسی زمانہ میں بادشاہ نے بخارا کے ایلچی مسمی خواجہ احمد کو خلعت وغیرہ مرصع و علاقہ مروارید و مبلغ تیس ہزار روپیہ انعام دے کر بخارا واپس جانے کی اجازت دی، ایلچی مذکور کو اول سے آخر تک مبلغ ایک لاکھ بیس ہزار روپے مرحمت ہوئے، یکم شعبان کو شاہ شجاع کے ہاتھیوں میں سے اسی ہاتھی خانخاناں کے فرستادہ اور دو ہاتھی پلاموں کے مال غنیمت کے بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کئے گئے،

بادشاہ کی صید افگنی

بادشاہ کی صید افگنی کا مفصل حال لکھنا بے حد مشکل ہے مشتے نمونہ از خروارے مختصر حال بغرض تحریر میں لاتا ہوں،

اس سال بادشاہ نے ایک سو پچاس کلنگ شکار کئے اور شکار قمرغہ میں تین سو پچپن ہرن دام میں گرفتار ہوئے آٹھ ہرن بادشاہ نے اپنے دستِ مبارک سے سینتالیس ہرن اہل دربار نے جن کو اجازت مرحمت ہوئی تھی شکار کئے بقیہ جانوروں کی بابت حکم ہوا کہ آزاد کر دیے جائیں،

بادشاہ سے عرض کیا گیا، کہ بیشتر ہرنوں کی کثیر تعداد قمرغہ کے احاطہ میں داخل ہوئی لیکن تمام جانور یکبارگی بھڑکے اور چوکڑی بھر کر اہل قمرغہ پر حملہ آور ہوئے پانچ شخص جانوروں کے سینگوں سے زخمی ہوئے اور دو آدمی ہلاک ہوگئے اور تقریباً ایک ہزار ہرن احاطہ کے باہر نکل گئے،

ایک عجیب وغریب واقعہ

اسی زمانہ میں بادشاہ سے عرض کیا گیا، وہ یہ کہ قصبہ سون پت میں لڑکوں کی ایک جماعت شاہ و وزیر کی بازی میں مصروف تھی، اس جماعت میں دو لڑکے چور بنائے گئے، کوتوال ان نقلی چوروں کو بادشاہ کے سامنے لایا، جعلی چور کو شاہ نے سزا دینے کا حکم دیا، کوتوال ناعاقبت اندیش نے چھڑی کی ایک ایک ضرب جو اس کے ہاتھ میں تھی چوروں کے سر پر ایسی لگائی کہ بے گناہ چوروں کا خاتمہ ہوگیا، اور لڑکوں کے کھیل نے اصل واقعہ کی صورت اختیار کر لی،

کوچ بہار اور آسام کی فتح کا ذکر

۱۰۶۷ھ ہجری (۱۶۵۷ء) کے آخر میں اعلیٰ حضرت کی ناسازئ مزاج کی وجہ سے سرحد میں ہر چہار طرف شورش برپا ہوگئی بھیم نارائن **کوچ بہار** کے زمیندار نے ولایت **کامروپ** پر جو بادشاہی علاقہ تھا قبضہ کر لیا، اسی

درمیان میں ہے دیج سنگھ راجہ آسام نے جو اپنے ملک کو تباہی افواج کی پائمالی سے محفوظ و مامون سمجھتا تھا۔ دوسرے ممالک پر قبضہ کرنے کا خیال خام کیا اور خشکی کی راہ سے ایک بہت بڑی فوج کامروپ کی مہم پر روانہ کی۔ خانخاناں نے ان دونوں مہموں کا انجام دینا بہت ضروری خیال کیا، اور جہاں پناہ کی اجازت سے اٹھارہ ربیع الاوّل ۴ ؁ جلوس کو خضرپور سے روانہ ہوا، اور ساتویں ربیع الثانی کو اس نے شہر کوچ بہار کو فتح کر کے شہر کو عالمگیر نگر کے نام سے موسوم کیا۔

خان خاناں آٹھویں ماہ مذکور کو گوہاٹی کے راستہ سے آسام فتح کرنے کے لئے بڑھا، اور پانچ مہینے کی کدوکاوش کے بعد پانچویں شعبان کو گرگاؤں کو جو آسام کا پائے تخت ہے اسلام کے انوار و برکات سے روشن کیا، مسلمان سپاہیوں کی جرأت اور بہادری ان کی دینداری اور ان کی محنت اور مشقت کا جو بے حد خلوص اور اعتقاد کے ساتھ انھوں نے اس کامیاب سفر میں برداشت کی اور خود آسام اور کوچ بہار کے نادر الوجود تحفوں اور واقعات کا ذکر اور وہاں کے زندہ اور مردہ اشخاص کے حالات وہاں کے درختوں، پھول نباتات جنگلوں، سمندروں کے احوال اور وہاں کی خوراک اور پوشاک کی نوعیت، وہاں کے قلعوں اور عمارتوں کا ذکر اس مختصر کتاب میں شرح و بسط کے ساتھ بیان نہیں کیا جا سکتا۔[۱]

جہاں پناہ کو خانخاناں کے عریضہ سے اس فتح کی اطلاع ہوئی اور بادشاہ دیں پناہ نے خان خاناں کے فرزند کو اپنے حضور میں طلب فرما کر خلعت سے سرفراز فرمایا اور خود سپہ سالار کو اظہار خوشنودی کا فرمان روانہ فرما کر خلعت اور ایک کروڑ دام کے انعام سے مالا مال فرمایا اور اسے ۵ ہزاری امیر بنا کر صاحب نوبت و نقارہ بنایا۔

[۱] یہ تمام واقعات عالمگیرنامہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں،

جلوسِ عالمگیری کا پانچواں سال

سنہ ۱۰۷۲ھ
۱۶۶۲ء

اسی مبارک زمانہ میں رمضان کا مقدس مہینہ آیا اور طاعت اور عبادت الٰہی میں سارا زمانہ ختم ہوا، سنہ جلوس کا پانچواں سال شروع ہوا، پیش گاہ دولت کے ملازمین اور سربراہ کار اسباب جشن کی ترتیب میں مشغول ہوئے اور آتش بازی کی آرائش اور سامان کا انتظام ہر سالی کے موافق شروع ہوا، بادشاہ دین پناہ نے عید کے دن نماز سے فارغ ہو کر خاص خاص درباریوں اور اطراف وجوانب کے حکام اور صوبہ جات کے امرار کو شرف باریابی عطا فرمایا اور ہر امیر شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمایا گیا، امرا کے پیش کش بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کئے گئے اور ہدیوں کو قبولیت کی عزت عطا ہوئی،

قبلۂ عالم کی بیماری اور صحت

دربار کے تیسرے دن شاہی مزاج کچھ ناساز ہوا جس کا علاج فصد سے کیا گیا، خون کے

نکل جانے سے ضعف پیدا ہوا اور بادشاہ پر غشی طاری ہو گئی، مرض نے طول کھینچا اور دسویں ذی قعدہ تک بادشاہ کی یہی حالت رہی، حکیم مہدی اور حکیم محمد امین نے معقول طریقہ پر علاج کیا، خیرات کثرت سے کی گئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ کا مرض رفع ہوا اور اہل حاجت کو سکون اور اطمینان حاصل ہوگیا۔ سترھویں ماہ مذکور کو بادشاہ نے غسل صحت کیا دسویں ذی الحجہ کو بادشاہ نے عید الضحٰے کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد کا رُخ کیا، اور اس دن چھوٹے اور بڑے سب بادشاہ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور رعایا نے دوہری عید کی خوشیاں منائیں،

جشن وزن قمری

سولھویں ذی الحجہ کو جشن وزن قمری ترتیب دیا گیا اور بادشاہ کی زندگی کا چھیالیسواں سال شروع ہوا

مہابت خاں مہاراجہ جسونت سنگھ کے تغیر سے گجرات کا صوبہ دار مقرر ہوا اور چھ ہزاری امیر بنا کر شاہانہ الطاف سے سرفراز کیا گیا، رضوی خاں بخاری نے خلوت نشینی کو ترک کیا اور دوہزار پانصدی منصب دار اور چار سو سواروں کا امیر کیا گیا، عادل خاں کے ملازمین جو پیش کش لے کر حاضر ہوئے تھے، خلعت سے سرفراز فرما کر رخصت کئے گئے، تقرب خاں نے رحلت کی، اس کا فرزند محمد علی خاں جو باپ کے قصور کی وجہ سے خود بھی منصب سے معزول کر دیا گیا تھا شاہانہ نوازش سے سرفراز ہوا، اسے خلعت ماتمی عطا ہونے کے بعد ایک ہزار پانصدی کا منصب دار اور دوسو سواروں کا سردار مقرر کیا گیا،

سیف خاں منزوی سرہند سے حاضر ہوا اس امیر کو خلعت و شمشیر مرحمت ہوئی اور دو ہزار کا منصب دار اور ڈیڑھ ہزار سواروں کا امیر بنایا گیا۔

جشن وزن شمسی

پہلی جمادی الاوّل کو وزن شمسی کا جشن مرتب ہوا اور دورۂ شمسی کے لحاظ سے بادشاہ کی زندگی

کا پینتالیسواں سال شروع ہوا اور ساری دنیا نے اپنی مراد حاصل کی۔
نجابت خاں جو جلوس کے سال اوّل اپنے قصور کی وجہ سے معتوب ہوچکا تھا دوبارہ پنج ہزاری منصب دار اور چار ہزار سواروں کا امیر ہوا۔

لاہور میں آمد

اس مہینہ کی ساتویں تاریخ بادشاہ نے پنجاب کا رُخ کیا۔ سونال پہونچ کر بادشاہ نے فاضل خاں میر ساماں کو رخصت کیا تاکہ یہ امیر لشکر کے زوایدات اور کارخانہ جات کو ہمراہ لے کر راہ راست سے دارالسلطنت لاہور روانہ ہو اور جہاں پناہ خود شکار کھیلتے ہوئے مخلص پور کی طرف سے پنجاب روانہ ہوئے۔ بادشاہ دسویں رجب کو لاہور پہونچے۔
جہاں پناہ نے کشمیر کی سیر کا ارادہ کیا اور خدمت گاروں کو راہ کے درست کرنے اور سامان سفر فراہم کرنے کے لئے روانہ کیا پندرھویں رجب کو قطب الدین خاں خویشگی فوجدار جوناگڈھ نے رائے سنگھ ستر سال زمیندار ولایت جام کو جو فساد کا مرکز بن کر خرابیاں پیدا کررہا تھا مع ایک فرزند اور ایک جماعت اور دوسرے قرابت داروں کے جو کل تین سو آدمی تھے تباہ کیا، رائے سنگھ نے اپنے بھتیجے کو اس کے باپ کے مرنے کے بعد ملک سے بے دخل کردیا تھا اور خود اس پر قابض تھا، یہ ملک، خانِ مذکور کی کارگذاری سے اسلام آباد ہوا اور ولایت کا نام بھی اسلام نگر تجویز ہوا۔

آسام کے بقیہ واقعات

خاں خاناں سپہ سالار نے برسات کا زمانہ بسر کرنے کے لئے متھراپور میں قیام کیا، تمام حصۂ ملک میں سیلاب اور زمین بالکل پانی میں ڈوب گئی، اہل آسام کو مسلمانوں کی اس مجبوری سے جرأت ہوئی اور چونکہ شاہی فوج کے پیادے دریا کو عبور نہ کرسکتے تھے، اہل آسام کی بے باکی حد سے گزر گئی، راجہ بھی رام روپ سے یہاں پہونچ گیا اور اس نے تھانے برخاست کردیئے، نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے گرگانوں اور متھراپور کے، باقی حصہ شاہی قبضہ میں نہ رہا، اور غلہ اور چارہ مفقود

ہو لیا، ہوا کی سمیت کی وجہ سے دبا پھیلی اور بے شمار انسان ہلاک ہوگئے،
آسام کے سارے ملک کی یہی حالت ہوئی: حریفوں کا ایک بہت بڑا گروہ
کوہستان میں بھی راہی عدم ہوا، اس پریشانی کے زمانہ میں اہل لشکر اور
جانوروں کی بسر اوقات چاول اور گائے کے گوشت پر تھی جو بکثرت دشمن
سے حاصل ہوئے تھے، اس مصیبت کا علاج سوا صبر کے اور کچھ نہ تھا، لوگ
تن بہ تقدیر بیٹھے تھے، اور برسات کے ختم ہونے کا انتظار کر رہے تھے،
زمانہ وسط میں بارش میں کمی ہوئی اور اسی درمیان میں غلہ کی کشتیاں بھی
پہونچ گئیں، ربیع الاوّل کے آخر میں ہر چہار طرف زمین نمودار ہوئی اور افواج
بادشاہی نے چاروں طرف تاخت وتاراج شروع کی اور دشمنوں کے بہت
بڑے گروہ کو تہ تیغ کیا،

راجہ کوہستان میں بھاگ گیا اور اس نے صلح کی درخواست کی سپہ سالار
نے راجہ کی التماس قبول نہ کی اور کامروپ پر دھاوا کرنے کا ارادہ کیا
انھیں واقعات کے دوران میں خان سپہدار امراض مختلف کا شکار ہوا، اہل لشکر
اتنی مصیبت اٹھانے کے بعد بھی سردار کی زندگی سے مایوس ہوئے اور خان
مذکور کی وفات کا خیال ان کے لئے باعث پریشانی ہوا، سپاہیوں نے
سردار کو چھوڑ کر بنگال بھاگنے کا ارادہ کیا خان اس واقعہ سے آگاہ ہوا
اور اسے بے حد رنج ہوا، چوتھی جمادی الاوّل کو سپہ دار نے ایک منزل
اور سفر کیا اور مجبوراً حریف سے صلح کر کے واپس آنے کا ارادہ کیا، راجہ
اپنی گرفتاری کو جلد اور یقینی جانتا تھا، اس نے دلیر خاں کو واسطہ بنایا اور
دلیر خاں نے خان خاناں کو راضی کیا جمادی الآخر کی پانچویں تاریخ کو راجہ کے
وکیل دربار میں آئے، اور انھوں نے تیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ ساٹھ
ہزار تولہ چاندی اور پچیس ہاتھی سرکار کے لئے اور پندرہ خان خاناں اور پانچ
دلیر خاں کے لئے پیش کئے، ان ہدیوں کے ساتھ خود راجہ رام روپ اور راجہ آسام

کی جو راجہ رام روپ کا عزیز قریب تھا بیٹیاں بھی مسلمانوں کے لشکر میں پہونچائی گئیں، ان کے علاوہ راجہ کے ارکین دولت کے چار بیٹے بھی بطور یرغمال مسلمانوں کے حوالہ کئے گئے، اور یہ طے پایا کہ جب تک دوسرے پیش کش نہ پہونچ جائیں یہ لڑکے بطور ضمانت بنگال میں مقیم رہیں، دسویں ماہ مذکور کو خان خاناں نے کوہستان کامروپ کے دہانہ سے کوچ کیا اور بنگال کی طرف واپس ہوا۔ خان خاناں بائیسویں تاریخ لکھوکر پہونچا اور تیرھویں رجب کو کجلی سے کوچ کرکے موضع باسٹا میں جو گواہٹی کے مقابل دریا کے اس طرف آباد ہے اترا اور رشید خاں کو کامروپ کی فوجداری پر فائز کیا۔

خان خاناں کی وفات

اسی زمانہ میں خان خاناں کی بیماری قابل علاج نہ رہی، سپہ دار کو اپنی زندگی سے ناامیدی ہوگئی، اور اس نے عسکر خاں کو کوچ بہار کی تسخیر کے لئے جس پر بھیم نرائن قابض ہوگیا تھا، نامزد کیا، اور خود خضرپور روانہ ہوا۔ خان خاناں نے دوسری رمضان سنہ ۶ جلوس کو ایک مقام پر جو خضرپور سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے وفات پائی۔

———— ※ ————

جلوس عالمگیری کا چھٹا سال

سنہ ۱۰۷۳ھ / ۱۶۶۳ء

پچیسویں رمضان کو سلطنت کے خدام نے جشن جلوس کا سامان شروع کیا۔ یہ جشن باغ دلکشا میں جو دریائے راوی کے دوسرے ساحل پر واقع ہے ترتیب دیا گیا، جہاں پناہ اسی روز سفر کشمیر کے ارادہ سے اس باغ میں رونق افروز ہوئے اور اسی دن خان خاناں کی وفات کی خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی، شاہزادہ محمد معظم، محمد امین خاں کے مکان پر گئے اور اسے جہاں پناہ کے حضور میں لے آئے، محمد امین کو خلعت عطا ہوا اور اس کی سوگواری کا زمانہ ختم ہوا، عید کی نماز خیمہ کے مصلے پر پڑھی گئی، اور بادشاہ دیں پناہ نے شاہزادوں درباریوں اور صوبے کے امراء کو خلعت عطا فرمائے، تیسری شوال کو بادشاہ نے سفر کیا۔

سیواجی کا شب خون

اس زمانہ کے حوادث میں سیواجی کا شب خون بے حد مشہور واقعہ ہے۔ سیواجی نے امیرالامراء

کے دائرہ پر شب خون مارا، امیر الامراء نے حریف کا مقابلہ کیا، جس میں اس کے کلمہ کی انگلی کٹ گئی اور اس کا فرزند ابو الفتح خاں قتل کیا گیا، چونکہ یہ واقعہ امیرالامراء کی غفلت سے واقع ہوا، بادشاہ نے صوبوں کی حکومتوں میں تغیر فرمایا، اور محمد معظم کو صوبہ دار دکن اور امیر الامراء کو شاہزادہ کے بجائے صوبہ دار بنگالہ مقرر کیا، بادشاہ چودھویں شوال کو موضع تھنتھر پہونچے، یہ جگہ کوہستان کشمیر کا داخلہ ہے، جہاں پناہ نے لاہور میں اس قدر قیام و توقف کیا کہ برف پیرپنجال کی راہ سے بالکل زائل ہو گئی، بادشاہ نے اس راستہ سے کوچ کیا اور حکم دیا کہ راجہ جے سنگھ اور نجابت خاں مع دوسرے زوائد لشکر کے دریائے چناب کے ساحلوں پر قیام کریں طاہر خاں امراء کے ایک گروہ کے ساتھ اپنی جاگیر کو روانہ ہو، اور صف شکن خان پاسبانوں کی ایک جماعت کے ہمراہ تھنتھر کے پائیں ٹھہرے، اور دہانہ کوہ کی حفاظت اور خبرداری میں کوتاہی نہ کرے اس کے علاوہ بہت سے امیر اور خدام خود بادشاہ کے ساتھ آئیں اور محمد امین خان اور فاضل خاں اس سفر میں بادشاہ کے تین منزل کے فاصلہ سے سفر کریں،

ایک حادثہ

سولھویں شوال کو تھنتھر سے کوچ ہوا، دہشت ناک پہاڑ پیرپنجال کو عبور کرتے ہوئے ایک ہاتھی خوف زدہ ہو کر آگے سے پھرا اور دہانۂ کوہ کی طرف واپس چلا، یہ ہاتھی بلائے ناگہانی اور تیز آندھی کی طرح منہ پھیر کر بھاگا اس واقعہ سے انسان وحیوان سب پر مصیبت نازل ہوئی، کئی سرکاری ہتھنیاں جن پر انسان سوار تھے اس کوہ رواں کی ٹکر سے ہلاکت کے غار میں گر پڑیں، اور ایسی تباہ ہوئیں کہ ان کی ہڈیوں کا نشان بھی نہ ملا، جب ان کوہ پیکر جانوروں کا یہ حال ہوا تو انسان کا کیا ذکر۔

اس واقعہ سے بادشاہِ ذرہ پرور کی طبیعت اس قدر پریشان ہوئی کہ

اسی زمانہ سے جہاں پناہ نے یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ اب دوبارہ کشمیر کا سفر نہ فرمائیں گے

یکم ذی قعدہ کو بادشاہ کشمیر پہونچے راجہ رگھناتھ کشمیر کے صاحب دیوان نے وفات پائی اور شہر مذکور کی وزارت پر فاضل خان اور خان سامانی کے عہدے پر افتخار خاں فائز کئے گئے، اعلیٰ حضرت کے زمانۂ حکومت میں ہر سال پانچ ماہ تک اناسی ہزار روپیہ کی خیرات صدر الصدور کے ذریعہ سے ہوتی تھی اور دیگر سات ماہ کے لئے کوئی منظور رقم نہ تھی، جہاں پناہ نے حکم دیا کہ پانچ ماہ تو حسب دستور سابق اسی قدر رقم خیرات کی جائے اور دیگر سات ماہ کے لئے ستر ہزار روپیہ مزید منظور فرمائے جاتے ہیں، یعنی ہر مہینہ دس ہزار روپیہ کی تقسیم کی جائے، غرض کہ سال میں ایک لاکھ اُنچاس ہزار روپیہ کی تقسیم اہل استحقاق کے لئے منظور فرمائی گئی،

جشن وزن قمری

ذی قعدہ کی سترھویں تاریخ کو وزن قمری ہوا اور سینتالیسواں سال بادشاہ کی عمر کا شروع ہوا، تمام درباری اور صوبہ جات کے امرا اور حکام ہر طرح کے عطیوں سے سرفراز ہوئے، فاضل خان مرتبہ دیوانی پر فائز ہونے کے بعد شدید بیمار ہوا اور ستائیسویں ذی قعدہ کو اس نے وفات پائی ، فاضل خاں کا برادرزادہ برہان الدین جو حال ہی میں ایران سے آیا ہوا تھا، خلعت پاکر گوشۂ ماتم سے نکلا اور بادشاہ کی عنایتوں سے سرفراز ہوا، بادشاہ کشمیر کے تمام تفریح بخش مقامات کی سیر سے فارغ ہو کر بائیسویں محرم کو اس دل کشا شہر سے کوچ فرماکر لاہور روانہ ہوئے،

جعفر خاں صوبہ دار مالوہ وزارت کی خدمت پر سرفراز ہونے کے لئے طلب کیا گیا، اور نجابت خاں اس کی جگہ پر مقرر کیا گیا۔ ساتویں ربیع الاول

کو بادشاہ کی سواری مع شاہی لشکر کے دارالسلطنت لاہور پہونچی،

جشن وزن شمسی گیارھویں ربیع الثانی کو جشن وزن شمسی منعقد ہوا۔ اور چھیالیسویں سال کا آغاز ہوا۔

عاقل خاں لاہور میں گوشہ نشین تھا، جہاں پناہ کی عنایت سے منصب دو ہزاری اور سات سو سوار پر فائز ہوکر دوبارہ خدام درگاہ کے گروہ میں داخل ہوا، تربیت خاں شاہ ایران کے نامہ کا جواب لے کر جسے بداق بیگ ایران سے ہندوستان لایا تھا، مع نادرالوجود تحفوں کے جن کی قیمت ساٹھ لاکھ روپیہ تھی، سفارت کے مرتبہ پر فائز ہوا اور ایران روانہ کیا گیا،

سترھویں ربیع الثانی کو بادشاہ پائے تخت کی طرف روانہ ہوئے، جعفر خاں نے پانی پت میں سعادت ملازمت حاصل کی اور وزارت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوا، ماہ مذکور کے آخر میں جہاں پناہ پائے تخت تشریف لائے،

جلوس عالمگیری کا ساتواں سال

سنہ ١٠٧٤ھ / ١٦٦٤ء

اس اطمینان کے زمانہ میں ماہِ مبارک رمضان کا چاند دکھائی دیا، اور جشن جلوس کی تیاری کی گئی، جہاں پناہ نے عید کی نماز سے فارغ ہو کر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا، اور شاہزادوں امیروں اور محتاجوں غرض کہ ہر شخص کی آرزو برآئی، پیش کش اور تحفے جہاں پناہ کے ملاحظہ میں گزرانے گئے، اور بادشاہ نے ان ہدیوں کو شرف قبولیت عطا فرمایا، اکیسویں ذی قعدہ کو وزن قمری کا جشن ترتیب دیا گیا، اور جہاں پناہ کی زندگی کا اڑتالیسواں سال شروع ہوا شہزادہ محمد معظم کا معروضہ ملاحظہ میں پیش ہوا جس سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ کے محل میں محمد معز الدین کی والدہ کے بطن سے فرزند پیدا ہوا، جہاں پناہ نے مولود کو اعز الدین کے نام سے موسوم کیا مصطفےٰ خاں، خوافی سفیر بنا کر توران روانہ کیا گیا، اور ایک خط جس کو دانشمند خاں نے اپنے قلم سے لکھا تھا مع نادر الوجود تحفوں کے جن کی قیمت ایک لاکھ پچاس ہزار

روپیہ تھی، عبدالعزیز خاں والیٔ بخارا کے نام، اور ایک نامہ مع بیش قیمت ہدیوں کے جو ایک لاکھ روپیہ سے کم قیمت کے نہ تھے سبحان علی خاں والی بلخ کے نام بھیجا گیا،

سیواجی کی سرکوبی کا حکم

اس زمانہ میں اگرچہ مہاراجہ جسونت سنگھ نے سیواجی کے تباہ کرنے اور ملک کو برباد کرنے اور اس کے قلعوں کو فتح کرنے میں پوری کوشش کی تھی، لیکن بادشاہ کی خواہش کے مطابق نتیجہ برآمد نہ ہوا تھا، اس لئے جہاں پناہ نے راجہ جے سنگھ کو نامی امراء کے ایک گروہ کے ساتھ سیواجی کی سرکوبی پر مقرر فرمایا۔ انیسویں ربیع الاوّل کو وزن شمسی کا جشن منعقد ہوا اور بادشاہ نے سینتالیسویں مرحلہ میں قدم رکھا، شاہزادے اور خواتین، شاہانہ نوازشوں سے سرفراز ہوئے، اس دوران میں معلوم ہوا کہ نجابت خاں صوبہ دار مالوہ نے وفات پائی، جہاں پناہ نے اس صوبہ کے ملکی اور مالی مہمات کا انتظام وزیر خاں صوبہ دار خاندیس کے سپرد کیا، اور داؤد خاں کو جو راجہ جے سنگھ کی امداد کو گیا ہوا تھا خاندیس کا حاکم مقرر کیا۔ اور اس کے نام اس مضمون کا فرمان صادر ہوا، کہ اپنے کسی عزیز کو برھان پور میں چھوڑ کر خود خاندیس روانہ ہو جائے،

شاہزادہ محمد معظم کے معروضہ سے معلوم ہوا کہ چھبیسویں جمادی الاولیٰ کو شاہزادہ کے محل میں روپ سنگھ راٹھور کی دختر کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا ہے، بادشاہ نے مولود کو محمد عظیم کے نام سے موسوم کیا۔

جلوس عالمگیری کا آٹھواں سال

سنہ ۱۰۷۵ھ / ۱۶۶۵ء

ماہ رمضان کا مبارک مہینہ آگیا اور عہد معدلت کا آٹھواں سال شروع ہوا جشن جلوس ترتیب دیا گیا اور جہاں پناہ نے عید کی نماز سے فراغت کرکے اپنی شاہانہ نوازشوں سے نمک خواروں کو اور زیادہ اپنا گرویدہ اور شیدائی بنایا،

حاجی احمد سعید جو جلوس شاہی کے چوتھے سال چھ لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ حرمین شریفین کی نذر لے کر سلطنت کی طرف سے گیا ہوا تھا، واپس ہو کر سعادت ملازمت سے سرفراز ہوا، اور اس نے چودہ عربی گھوڑے جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش کئے،

شریف مکہ کا قاصد سید یحییٰ بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا، اور اس نے تین گھوڑے اور تبرکات بادشاہ کے سامنے پیش کئے، جہاں پناہ نے سید یحییٰ کو خلعت فاخرہ اور چھ ہزار روپیہ کے انعام سے سرفراز فرمایا،

والی حبش کا سفیر سیدی کامل اور سید عبداللہ حاکم حضرموت کا قاصد دونوں نادر الوجود تحائف و ناموں کے ساتھ جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش ہوئے، اور بادشاہ دیں پناہ نے ان قاصدوں کو عطائے خلعت اور نقدی سے سرفراز فرمایا اسی زمانہ میں نو عربی گھوڑے حاکم یمن امام اسماعیل کے فرستادہ ملاحظۂ عالی میں پیش کئے گئے اور یہ جشن پانچ روز کامل باعث رونق عالم رہا۔ بندگان دولت کو معلوم ہوا کہ اعتبار خاں حارس (حاکم) اکبرآباد نے وفات پائی، جہاں پناہ نے رعد انداز خاں حاکم نواح اکبرآباد کو مرحوم کی جگہ مقرر فرمایا۔ اور رعد انداز کی خدمت پر ہوشدار خاں صوبہ دار مامور کیا گیا،

آٹھویں ذی قعدہ کو مہاراجہ جسونت سنگھ دکن کی مہم سے واپس آکر سعادت ملازمت سے سرفراز ہوا، سترھویں شوال کو وزن قمری کا جشن منعقد ہوا۔ اور سنہ ہجری کے اعتبار سے بادشاہ کی عمر کا انچاسواں سال شروع ہوا۔ بادشاہ ذرہ پرور نے درباری صوبجات کے امیروں اور ملازموں کو شاہانہ نوازشوں سے سرفراز فرمایا۔ مکہ معظمہ اور حبش اور حضرموت کے قاصد گراں بہا اجناس اور نقدی کے انعام سے شادکام ہوئے اور انھیں ہندوستان سے واپس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی دسویں ذی الحجہ کو عید الاضحیٰ کی مسرت نے رعایا کے دلوں کو دہ چند شادو مسرور کیا۔ اور ذی الحجہ کی انیسویں تاریخ جشن عید گلابی میں بلند اقبال شہزادوں اور نامور امیروں نے مرصع اور مینا کار صراحیاں ملاحظۂ سلطانی میں پیش کر کے فخر و منزلت حاصل کی۔

سیواجی کی درخواست

اسی دوران میں معلوم ہوا کہ راجہ جے سنگھ، دلیر خاں اور دوسرے صف شکن خاں امیروں کی سعی و کوشش سے سیواجی کے مقبوضات میں سے پورن دھر، رود ھرمال اور دوسرے قلعے فتح ہو چکے اور سیواجی نے اپنی تباہی کا یقین

ہونے کے بعد قاصد راجہ کے پاس بھیجے اور اس سے امان کا خواستگار ہوا، راجہ نے مناسب شرائط پر سیواجی کی درخواست قبول کی اور مرہٹہ سردار نے تیئیس قلعے شاہی امراء کے سپرد کر کے اپنی جان بچائی،

سیواجی قلعوں کی سپردگی کے بعد آٹھویں ذی الحجہ کو بغیر مسلح، راجہ کے پاس آیا، اور اس سے ملاقات کی، راجہ جے سنگھ نے سیواجی سے مصافحہ کیا اور بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اسے اپنے پاس بٹھایا اور اس کی جان و مال کو امان دے کر سیواجی کو شمشیر اور جمدھر مرصع عطا کیا، اور اس کے بعد سیواجی کو دلیرخاں کے پاس بھیجا، دلیرخاں نے مرہٹہ سردار کے ساتھ مناسب رعایتیں کیں جہاں پناہ کو ان واقعات کا علم ہوا اور بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کے معروضہ کے مطابق سیواجی کے نام امان نامہ لکھ کر روانہ فرمایا۔ بادشاہ نے سیواجی کے فرزند سنبھاجی کو پنج ہزاری منصب دار اور پانچ ہزار سواروں کا امیر مقرر فرمایا ہندوستان کے راجاؤں کا سرتاج مہا راجہ جے سنگھ حسن خدمت کے صلہ میں شاہانہ نوازشوں سے سرفراز کیا گیا، راجہ کے منصب و مراتب میں ترقی ہوئی اور بادشاہ نے جے سنگھ کو ہفت ہزاری منصب دار اور سات ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ کا امیر مقرر فرمایا۔

عادل خاں بیجاپوری پیش کش ادا کرنے میں سستی سے کام لیتا اور سیواجی کو مدد دینے میں کوشش کرتا تھا، (دریں لیے) فرمان مبارک راجہ جے سنگھ کے نام صادر ہوا کہ سیواجی کے مقبوضات اور قلعوں کا بخوبی انتظام کر کے فوراً بیجاپور پر دھاوا کرے، اور قلعہ کے محاصرہ میں ایام گذاری سے پرہیز کر کے جلد سے جلد لشکر مخالف کو تباہ و برباد کر دے، محمد زاہد پسر قاضی اسلم احتساب کے عہدہ پر مامور کر کے راجہ کی ہمراہی میں روانہ کیا گیا، جعفرخاں دستور اعظم نے دریائے جمنا کے کنارے نہایت دل کش عمارت تعمیر کرائی، بادشاہ مرحمت شاہانہ سے یہاں تشریف لائے، وزیر اعظم نے نیاز مندانہ جہاں پناہ کی

شرف ملازمت کا فخر حاصل کیا۔ اور بیش قیمت و نادر الوجود عجیب و غریب تحفے بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کئے، اس سال بادشاہ نے عبداللہ خاں والئ کاشغر کے خط کا جواب مع نفیس تحفوں کے خواجہ اسحاق کی معرفت روانہ کیا،

ربیع الثانی کی پچیسویں تاریخ وزن شمسی کا جشن منعقد کیا گیا۔ اور سنہ شمسی کے حساب سے بادشاہ نے اپنی عمر کے چھیالیسویں مرحلے میں قدم رکھا، درباری اور صوبجات کے امرا رشاہانہ عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے،

راجہ جے سنگھ کی درخواست کے موافق ملا محمد نائتہ کے طلب کا فرمان صادر ہوا۔ ملا احمد عادل خاں بیجاپوری کی بارگاہ کا رکن رکین تھا اور اس کی صلاح کار کے لئے عرصہ سے مقیم تھا، اور اس بات کا منتظر تھا کہ موقع و محل سے جہاں پناہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرے، بادشاہ نے ملا احمد کو غائبانہ شش ہزاری منصب دار اور چھ ہزار سواروں کا امیر مقرر کیا۔

یوسف خاں ناظم صوبہ کشمیر

یوسف خاں ناظم صوبۂ کشمیر کی درخواست سے معلوم ہوا کہ شاہی حکم کی بنا پر ولایت بزرگ کے زمیندار نے بادشاہ اسلام کی اطاعت قبول کرکے اپنے ملک میں بادشاہ کے نام کا خطبہ وسکہ جاری کر دیا ہے اور شہر میں ایک عالی شان مسجد بھی تعمیر کرائی ہے اور اس شہر کے زمیندار کے مشرف بہ اسلام ہونے کا سہرا چونکہ سیف خاں کے سر تھا، بادشاہ دیں پناہ نے خاں مذکور کے منصب و مرتبہ میں معقول اضافہ فرما کر اسے شاد و سرفراز فرمایا

تبت خرد کا زمیندار مسمی مراد خاں اس مہم میں بادشاہ کا خیرخواہ و اطاعت گزار رہا، جہاں پناہ نے اسے بھی عطیۂ خلعت سے سرفراز فرمایا۔

ساتویں رجب کو شاہزادہ والا پناہ محمد اعظم نے دکن سے واپس ہوکر بادشاہ کی ملازمت کی سعادت حاصل کی،

واقعات دکن کے ضمن میں یہ بھی معلوم ہوا کہ ملا احمد نائتیہ جو فرمان مبارک

بنا پر دکن سے روانہ ہوکر بارگاہ شاہی میں آرہا تھا، راستہ میں فوت ہو گیا۔ جہاں پناہ نے حکم دیا، کہ مرحوم ملا کا فرزند اسد دیگر متعلقین کے ہمراہ جلد سے جلد حضور میں حاضر ہو،

شاہجہان کا انتقال

اکبرآباد کے واقعہ نویسوں کی تحریر سے معلوم ہوا، کہ بارہویں رجب کو اعلیٰ حضرت شاہ جہاں بادشاہ غازی، حبس البول کے عارضہ میں مبتلا ہوئے، اور مرض نے اس قدر شدت اختیار کی کہ اطبا علاج سے دست بردار ہو کر مایوس ہوگئے، جہاں پناہ نے اکبرآباد کے سفر کا ارادہ کیا اور احتیاطاً بادشاہ زادہ محمد اعظم کو اپنے قبل روانہ کر دیا، چھبیسویں رجب شب دوشنبہ کو مرض کا شدید حملہ ہوا، اور خاقان عادل نے روضۂ جنت کی راہ لی، اور اس حادثہ کے بعد نواب تقدس مآب بیگم صاحبہ کے حکم کے موافق رعد انداز خاں، خواجہ بہلول، سید محمد قنوجی، اور قاضی قربان علی غسل خانہ میں حاضر ہوئے، اور اعلیٰ حضرت کی تجہیز و تکفین کے سامان سے فراغت حاصل کرکے نعش مبارک برج مثمن کے دروازہ سے حصار کے باہر لائے، ہوشدار خاں صوبہ دار جنازہ کے ہمراہ ہوا اور تابوت کو دریائے جمنا کے اس پار لے جاکر مہد علیا ممتاز الزمان کے روضہ میں لے گئے، روضہ کے اندر جنازہ کی نماز پڑھی گئی اور اس گنبد کے اندر نعش پیوند خاک کردی گئی، ایک نکتہ سنج نے :-

"شاہ جہاں وفات کرد"

اعلیٰ حضرت کی وفات کا مادۂ تاریخ نکالا دوسرے نے یہ شعر نظم کیا۔

سال تاریخ فوتِ شاہ جہاں
رضی اللہ گفت اشرف خاں

اعلیٰ حضرت نے چہتر سال تین ماہ کی عمر میں وفات پائی اور اکتیس سال دو مہینے حکمرانی کی، شب انتقال کے آخری حصہ میں جب کہ سات کوس کا سفر باقی تھا شاہزادہ نے اس سانحہ کی خبر سنی اور تدفین کے بعد شہر میں پہنچا، اور تعزیت کے مراسم بجالایا، جہاں پناہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اور بادشاہزادوں اور بیگموں نے ماتمی لباس پہنا، جہاں پناہ نے حکم دیا کہ تمام امثلہ سرکاری اور فرامین میں اعلیٰ حضرت کو فردوس آشیانی کے نام سے یاد کیا جائے،

مزار شاہجہاں پر حاضری

نویں شعبان کو بادشاہ نے فردوس آشیانی کے مزار پر حاضر ہونے کا ارادہ کیا، اور شاہی سواری اکبرآباد روانہ ہوئی، اٹھائیسویں شعبان کو جہاں پناہ اکبرآباد پہونچے اور داراشکوہ کی حویلی میں قیام فرمایا۔ اور دوسرے دن فاتحہ خوانی کے لئے قبر پر گئے، اور حشمت بیگم صاحبہ اور نیز دیگر پردہ نشین محلات شاہی کو صبر کی ہدایت فرمائی، اور ان سب کی دل جوئی وخاطرداری کی۔ بعض ضروری امور کی وجہ سے بادشاہ نے اپنا قیام چند روز کے لئے ضروری سمجھا، اور بیگمات کو دارالخلافت سے طلب فرمایا،

اسی زمانہ میں قلعہ چاٹ گام امیرالامرا کی کوششوں سے فتح ہوکر اسلام آباد کے نام سے موسوم ہوا۔ امیرالامرا اور بزرگ امید خاں اس کا فرزند اور تمام سرداران شاہانہ نوازشوں وعطایا سے مسرور و دلشاد کئے گئے۔

جلوس عالمگیری کا نواں سال

سنہ ۱۰۷۶ھ / ۱۶۶۶ء

انھیں مبارک ایام میں رمضان کا مقدس مہینہ آگیا اور عالم میں سرور و شادمانی کا دور دورہ ہوا اور بادشاہ کے جلوس کا نواں سال شروع ہوا عیدالفطر کے زمانہ تک جشن عشرت کا انعقاد رہا اور شاہی بارگاہ کی تزئین و آرائش کی گئی۔ شوال کی پہلی تاریخ کو آوازۂ مسرت بلند ہوا، جہاں پناہ نماز سے فارغ ہو کر تختِ سلطنت پر متمکن ہوئے، اور ملکہ جہاں بیگم صاحب کو ایک لاکھ اشرفیاں مرحمت فرما کر ان کے وظیفہ میں جو بارہ لاکھ سالانہ تھا پانچ لاکھ روپیہ کا اور اضافہ فرمایا، اسی طرح دیگر بیگمات یعنی پرہیز بانو بیگم اور گوہر آرا بیگم کو ایک ایک لاکھ روپیہ عطا کیا گیا۔

جلوس کے پانچویں سال کارپردازانِ سلطنت نے خزانہ عامرہ کو اکبرآباد کے قلعہ سے پائے تخت کے قلعہ میں منتقل کر دیا تھا، جہاں پناہ نے خزانہ کو پھر اس کے اصلی مرکز پر روانہ کر دیا۔

سیواجی کی بیہودہ گوئی اور فرار

راجہ جے سنگھ نے سیواجی کو بادشاہ کے حضور میں بھیج دیا، سیواجی پائے تخت کے نواح میں پہونچا اور جہاں پناہ نے حکم دیا کہ کنور رام سنگھ اور مخلص خاں اسے اپنے ہمراہ بارگاہ شاہی حضور میں لے آئیں ۱۱ اٹھارہویں ذی قعدہ کو وزن قمری کا جشن منعقد کیا گیا، اور بادشاہ کی زندگی کا پچاسواں سال شروع ہوا، سیواجی اپنے فرزند سنبھا کے ساتھ شاہی حضور میں حاضر ہو کر معزز و مکرم ہوا، اور اس نے ڈیڑھ ہزار اشرفیاں نذر دیں اور چھ ہزار روپیہ بادشاہ کے سر پر سے تصدق کئے، راجہ جے سنگھ نے سیواجی کو اس کی خواہش کے مطابق بادشاہ کے حضور میں روانہ کیا تھا اس نے جہاں پناہ سے بھی اپنی سابقہ تقصیرات کو معاف کروایا، جہاں پناہ کا ارادہ تھا کہ مرہٹہ سردار کو چند روز اپنے حضور میں ٹھہرا کر واپسی کی اجازت مرحمت فرمائیں، چنانچہ جس دن کہ سیواجی دربار میں حاضر ہوا اسی روز بادشاہ نے اسے نامی امرا کی صف میں جگہ دی لیکن جاہل سرشت اس مجلس سے واقف نہ تھا۔ محفل شاہی کے ایک گوشہ میں چلا گیا اور اس نے کنور رام سنگھ سے اپنی رنجش کا اظہار کر کے بے ہودہ گوئی شروع کی اور حماقت آمیز خیالات اس کے سر میں چکر کھانے لگے۔

جہاں پناہ نے حکم دیا کہ سیواجی اپنے قیام گاہ کو واپس جائے اور راجہ جے سنگھ اپنے محل کے پاس اسے جگہ دے اور سیواجی کے فرزند سنبھا کو روزانہ اپنے ساتھ دربار میں لائے، سیواجی کی مکار و فرار پسند طبیعت کے لحاظ سے فولاد خاں اس کی نگہبانی پر مامور کیا گیا۔ بادشاہ نے حضوری کا انتظام فرما کر راجہ جے سنگھ کو ایک فرمان روانہ کیا اور سیواجی کے متعلق راجہ سے رائے طلب کی۔ تاکہ جے سنگھ کی صلاح کے موافق سیواجی کے ساتھ عمل درآمد کیا جائے۔

سیواجی یہ رنگ دیکھ کر قہر و غضب کے خیال سے کانپ گیا اور اس کے اوسان خطا ہو گئے، سیواجی نے امرائے دربار کو وسیلہ بنایا اور عاجزی اور ندامت کا اظہار کیا، سیواجی خوف زدہ ہو کر پشیمان ہو ہی رہا تھا کہ راجہ جے سنگھ کا معروضہ بھی پہونچا، جس میں مرقوم تھا کہ اس سے عہد پیمان لے لیا گیا ہے خود اس حدود کی مہمات میں مشغول ہے اور اس مجرم کے قصور کا معاف کرنا اکثر مصلحتوں کے لحاظ سے مناسب ہے، جہاں پناہ نے فولاد خاں کو حکم دیا کہ نگہبانوں کو سیواجی کے مکان سے برطرف کردے اس حکم کی بناء پر کنور رام سنگھ نے بھی حفاظت کرنے میں غفلت سے کام لیا

سیواجی کی فرار پسند طبیعت نے موقع پایا اور ساتویں صفر کو اپنے فرزند کے ہمراہ بھیس بدل کر بھاگ گیا۔

اس واقعہ سے رام سنگھ اپنے منصب سے علیحدہ کیا گیا، اور راجہ جے سنگھ کو فرمان ہوا کہ مفسد نیتو کو جو کہ سیواجی کا عزیز قریب ہے اور راجہ کی سفارش سے پنج ہزاری امیر اور پانچ ہزار سواروں کے منصب پر فائز ہو کر راجہ کے پاس مقیم ہے، حسن تدبیر سے گرفتار کر کے بادشاہ کے حضور میں روانہ کردے،

اس زمانہ میں بعض ضروری مہمات سلطنت کے سرانجام دینے کے لئے بادشاہ کو پائے تخت کا سفر کرنا ناگزیر نظر آیا اور جہاں پناہ نے ملکہ آفاق بیگم صاحبہ اور دیگر محلات کو اپنے سفر سے پیشتر روانہ کردیا

شاہ عباس، فرمانروائے ایران کی صف آرائی

تربیت خاں سفیر بنا کر ایران بھیجا گیا تھا، اس امیر کے معروضہ سے معلوم ہوا کہ شاہ عباس فرماں روائے ایران کی نیت بد اور ہمت بلند ہوئی ہے، شاہ مذکور اپنی نادانی سے سمجھتا ہے کہ بادشاہ دیں پناہ سے مقابلہ کرنا آسان ہے اور اس نے ارادہ کرلیا ہے کہ صف آرائی کے لئے خراسان

کے میدان میں اپنے خیمے نصب کرے ،

تربیت خاں اور دیگر واقعہ نویسوں کے عرائض سے جہاں پناہ کو یقین آگیا، کہ حریف کی تنبیہ اب ضروری ہے بادشاہ نے شاہ عباس کو اپنے حقیقی واصلی مرتبہ سے باخبر کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور بادشاہ زادہ محمد معظم کو مہاراجہ جسونت سنگھ کے ہمراہ چودہ ربیع الاوّل کو اس مہم پر روانہ فرمایا، اور ارشاد ہوا کہ شاہی عَلم بھی پنجاب کے سفر کے لئے تیار کیا جائے تربیت خاں نے سفارت کا کام اچھی طرح انجام نہ دیا تھا، اور اس سے چند قصور سرزد ہوگئے تھے، اس لئے مورد عتاب ہوا اور جہاں پناہ نے اس کو حاضری دربار سے منع فرمایا۔

انیسویں ربیع الثانی کو بادشاہ دریائے جمنا کے راستہ اکبرآباد سے پائے تخت کو روانہ ہوئے، اور چودہ منزلیں سفر کی طے کرکے شہر میں داخل ہوئے اٹھویں جمادی الاوّل کو وزن شمسی کا جشن منعقد ہوا اور اس حساب سے بادشاہ نے انچاسویں سال میں قدم رکھا۔

امیر خاں ناظم کابل نے چند مغلوں کو جاسوسی کی علت میں گرفتار کیا تھا جہاں پناہ نے اعتماد خاں اور ملا عبدالقوی کو تحقیق حال کے لئے مقرر فرمایا خان مذکور نے ایک مجرم کو بلا ہتھکڑی اور بیڑی کے خلوت میں اپنے سامنے بلایا، اس گمنام اور نامراد شخص نے خود مجلس میں قدم رکھا اور اس کا خادم مع اس کے ہتھیار کے باہر کھڑا رہا، مغل مجرم فوراً اپنے خادم کے پاس آیا اور اس سے تلوار لے کر جھپٹا اور محفل میں داخل ہوتے ہی اس نے اعتماد خاں پر ایسا وار کیا کہ بے چارہ خاک وخون کا ڈھیر ہوگیا، بادشاہ خدام نواز کو ایسے باوفا قدیم نمک خوار کی وفات کا بے حد رنج ہوا۔ اور اس کے بیٹوں اور دیگر اعزہ کو عنایات شاہانہ اور عطائے خلعت و اضافۂ منصب سے سرفراز فرمایا۔

سرگروہ امراء جعفر خاں کا مکان بادشاہ کی تشریف آوری سے فیض یاب و پرنور ہوا، جعفر خاں نے جواہرات و مرصع آلات جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش کئے ، خواجہ اسحاق کاشغر کی سفارت پر مامور ہوا تھا لیکن ملک کے اندرونی فتنہ و فساد کا حال سن کر راستہ ہی سے واپس آیا تھا، جہاں پناہ نے خواجہ مذکور کو بار دگر اسی خدمت پر مامور کر کے کاشغر روانہ ہونے کا حکم دیا

والیٔ ایران کی وفات

والیٔ ایران، فرح آباد سے اصفہان روانہ ہوا۔ لیکن خناق کے مرض میں گرفتار ہو کر اسی سال غرہ ربیع الاول کو موضع خارسمان میں دنیا سے کوچ کر گیا، ایران کے ارکان دولت نے شاہ ایران کے فرزند بزرگ صفی میرزا کو تخت حکومت پر بٹھایا، چوتھی جمادی الآخر کو بادشاہ کو شکارگاہ میں عرائض نویسوں کے معروضوں سے اس واقعہ کی خبر ہوئی اور بادشاہ نے فرمایا کہ میری خواہش تو کچھ اور ہی تھی لیکن خدا نے خود اسے اس کی بدنیتی کی سزا دی اب یہ انسانیت کا تقاضا نہیں ہے کہ ایران کی سرزمین پر فوج کشی کی جائے، بادشاہ زادہ محمد معظم کے نام شاہی فرمان صادر ہوا کہ لاہور سے قدم آگے نہ بڑھائے بلکہ چند روز اسی شہر میں قیام پذیر رہے، بہادر خاں بادشاہ زادہ کے ہم رکاب تھا مگر اس سے رخصت ہو کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صوبہ الہ آباد کے انتظام پر مامور کیا گیا۔

سیواجی کے داماد کی گرفتاری

راجہ جے سنگھ نے سیواجی کے داماد نیتو کو گرفتار کر کے شاہی بارگاہ میں بھیج دیا، نیتو، فدائی خاں کے سپرد کیا گیا اور اس کی ہدایت سے مسلمان ہو کر دین و دنیا کی سعادت سے بہرہ مند ہوا، راجہ جے سنگھ، سیواجی کی مہم سر کرنے کے بعد جرار فوج ہمراہ لے کر عادل خاں کی تنبیہ کو گیا ہوا تھا، دو منزلیں طے کرنے کے بعد عادل خاں کے سرداروں میں سے ابو محمد بہلول نے راجہ سے

ملاقات کی اور راجہ کی التماس کے موافق پنج ہزاری منصب دار اور پانچ ہزار سواروں کا سردار مقرر ہو کر راجہ کے مددگاروں میں شامل کیا گیا راجہ کی رائے اور سیواجی اور نیتو کی کوشش سے پہلتن اور ناتھورہ اور کھاون اور منگل بیدہ کے قلعے فتح ہوئے،

اسی دوران میں جنگ آزما اور بہادر اہل لشکر نے ابوالمحمد نبیرہ سے عادل خاں و خواص خاں کی تنبیہ کے لئے اکثر معرکہ آرائیاں کیں اور ہر معرکہ میں بادشاہی جاں نثار کامیاب رہے اور تمام متعلقات بیجاپور بارِ دگر تاخت و تاراج کر دیئے گئے، عادل خاں نے قلعہ بیجاپور کو مستحکم کیا اور تالابوں کو توڑا اور کنوؤں کو توڑ کے درختوں سے پاٹ کر بیرون حصار کے مکانات کو زمین کے برابر کر دیا اور خود قلعہ میں پناہ گزیں ہو کر اپنی فوج کو شاہی لشکر کی مدافعت کے لئے مقرر کیا۔ راجہ کو قلعہ کا فتح کرنا مقصود نہ تھا اور نیز یہ کہ اس وقت قلعہ کشائی کے سامان اور اسباب بھی موجود نہ تھے، اس لئے چندروز اسی نواح میں قیام کر کے یہاں سے کوچ کر گیا، چوبیس رجب کو راجہ نے دریائے بھنورا کو عبور کیا۔ عادل خاں کے معتمد مسمی دیانت خاں نے عذر آمیز پیغام راجہ کے پاس روانہ کر کے مرصع آلات بطور تحفہ پیش کئے چونکہ برسات کا زمانہ آیا اور شاہی حکم بھی راجہ کے نام صادر ہوا کہ موسم برشگال اورنگ آباد میں بسر کرے راجہ جے سنگھ نے شاہی حکم کی تعمیل میں یہاں سے بھی کوچ کیا۔

اسی زمانہ میں دلیر خاں فرمان شاہی کے مطابق ولایت چاندا میں داخل ہوا مانجی ملار زمیندار چاندا نے خان مذکور پانچ لاکھ روپیہ دیگر ایک کروڑ روپیہ بطور جرمانہ شاہی خزانہ میں داخل کیا اور دو لاکھ روپیہ سالانہ پیشکش ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ خان مذکور چاندا سے دیوگڑھ روانہ ہوا اور کوک سنگھ حاکم دیوگڑھ سے مبلغ پندرہ لاکھ روپیہ سابقہ رقم وصول کی اور تین لاکھ سالانہ اس پر خراج مقرر کیا ان خدمات کو انجام دیکر راجہ حکم شاہی کے مطابق پھروکن روانہ ہوا اور بادشاہ خدام نواز نے راجہ کو منصب پنج ہزاری و پنج ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ مرحمت فرمایا

جلوسِ عالمگیری کا دسواں سال

سنہ ۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۷ء

رمضان کا مقدس مہینہ آیا اور ارکینِ دولت جشن کی تیاری وانعقاد میں مصروف ہوئے

ماہ مبارک کی دسویں تاریخ شاہی حرم سرا میں اودے پوری عفت مآب رانی کے بطن سے فرزند پیدا ہوا، قبلۂ عالم نے مولود کو محمد کام بخش کے نام سے موسوم کیا۔

شاہزادہ محمد معظم لاھور سے واپس آکر پائے بوسی سے مشرف ہوئے۔

ماہِ صیام ختم ہوا، اور عید کا چاند نمودار ہوا، قبلۂ عالم نے نماز سے فراغت حاصل کرکے تختِ حکومت پر جلوس فرمایا اور شاہزادوں اور امیران عالی رُتبہ کو شاہانہ نوازشوں سے سرفراز کیا،

سیوآجی کا داماد نیتو مشرف بہ اسلام ہوا، ختنہ کے بعد عنایتِ سلطانی

نے اسے منصب سہ ہزاری و دو ہزار سوار مرحمت فرما کر محمد قلی خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا

میر عمادالدین دیوان بیوتات کو رحمت خاں اور عزیزالدین کو بہرہ مند خاں کے خطابات عطا ہوئے،

اس ماہ کی ساتویں تاریخ شاہزادہ محمد معظم دکن کی صوبہ داری پر روانہ ہوئے اور پنج ہزاری و ہشت ہزاری دوازدہ ہزار سوار کے اضافہ سے سرفراز کئے گئے، مہاراجہ جسونت سنگھ و رائے سنگھ و صف شکن خاں و سیف خاں و سربلند خاں شاہزادہ کے ہمراہ کئے گئے، راجہ جے سنگھ کو حکم ہوا کہ شاہی آستانہ پر حاضر ہو،

یوسف زئی افغانوں کی فتنہ انگیزی

یوسف زئی افغانوں کی شورش و فتنہ انگیزی کی اطلاع ملی، اور معلوم ہوا کہ کہ ان شورہ پشتوں نے ایک جھول فقیر کو محمد شاہ کے لقب سے اپنا سردار بنایا ہے اور چالاک درویش نے مکاری و فریب دہی سے فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہے فوجدار اٹک مسمی کامل خاں کو حکم ہوا کہ نواح نیلاب کے تمام فوج دار و جاگیر دار اتفاق کرکے ان بدبختوں سے معرکہ آرائی کریں، امیر خاں صوبہ دار کابل کے نام اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ شمشیر خاں کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ ان فتنہ انگیزوں کی مدافعت پر مقرر کرے، کامل خاں نے اپنی کارطلبی سے شمشیر خاں کی آمد کا انتظار نہ کیا اور حریف کے ساتھ شدید معرکہ آرائی کر کے ان پر غلبہ حاصل کیا، اور شاہی مقامات پر دوبارہ قابض ہو گیا۔

اٹھارھویں ذی قعدہ کو امیر خاں نے دریائے نیلاب کو عبور کیا اور اٹک کی سمت روانہ ہو کر یوسف زئی قبیلہ کے ملک کے برابر پہونچ گیا افغان کوہستان میں پناہ گزیں ہو کر موقع کے منتظر رہے،

اسی تاریخ بادشاہ نے محمد امین خاں میر بخشی امیر خاں، قباد خاں اور دوسرے

امیروں کے ہمراہ نو ہزار سواروں کی جمعیت کو ان شورہ پشتوں کی تنبیہ کے لئے تخت گاہ سے روانہ کیا، امین خاں کے ورود سے پیشتر شمشیر خاں نے دو بارہ شایاں معرکہ آرائی کرکے تین سو قیدی جو معزز گھرانوں کے رکن تھے گرفتار کر لئے بادشاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور قبلۂ عالم نے شمشیر خاں و کامل خاں کو شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمایا۔

پچیس ذی قعدہ کو جشن وزن قمری ترتیب دیا گیا، اور بادشاہ کی عمر کا اکاون سال شروع ہوا، اس مبارک بزم میں شاہزادہ محمد اعظم سہ ہزاری کے اضافہ سے پانزدہ ہزاری وہفت ہزار سوار کے منصب دار مقرر فرمائے گئے اور شاہزادہ محمد اکبر ہشت ہزاری دو ہزار سوار سے منصب اور تومان و طوغ و نقارہ و آفتاب گیر کے عطیہ سے بہرہ یاب ہوئے جمدۃ الملک جعفر خاں و دیگر پرستارانِ حضور پر طرح طرح کی نوازش فرمائی گئی،

بلخ و بخارا کے سفیر یعنی رستم بے وخوشی بیگ کو خلعتوں اور نقدی رقومات کے عطیات سے سرفراز فرما کر واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی؛ غرض کہ سفیر بخارا کو اوّل سے آخر تک دو لاکھ اور سفیر بلخ کو ایک لاکھ پچاس ہزار کی رقم عطا ہوئی

رضوی خاں بخاری بجائے عابد خاں کے منصب وزارت پر فائز ہوا تربیت خاں کا قصور معاف فرمایا گیا۔ اور خدا وند خاں کے انتقال کے بعد اڑیسہ کا صوبہ دار مقرر ہوا،

راجہ جے سنگھ کی وفات

برہان پور کے وقائع نویسوں کی عرض داشتوں سے معلوم ہوا کہ راجہ جے سنگھ اورنگ آباد روانہ ہوکر آستانۂ شاہی پر حاضر ہو رہا تھا لیکن اٹھائیسویں محرم کو راستہ میں وفات پائی۔ قبلۂ عالم نے اس کے فرزند کنور رام سنگھ کا جو ان دنوں معتوب تھا قصور معاف فرما کر کنور مذکور کو راجہ کا خطاب عطا فرمایا۔ اور اس پر بید

نوازش فرمائی، محمد امین خاں افغانوں کے ملک میں پہونچ کر ان کے مسکن و وطن کو بخوبی تاخت وتاراج کرچکا تھا، قبلۂ عالم نے خان مذکور کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ فرمایا کہ شمشیر خاں کو ولایت افاغنہ میں چھوڑ کر خود لاہور روانہ ہو اور بجائے ابراہیم خاں کے لاہور کی صوبہ داری کا کام انجام دے

پچیس جمادی الآخر کو جشن وزن شمسی ترتیب دیا گیا، اور بادشاہ کی عمر گرامی کا پچاسواں سال شروع ہوا۔

عبداللہ خاں والیٔ کاشغر شاہی ملازمت میں

کشمیر کے واقعہ نویسوں کے معروضات اور تبت کے زمیندار مراد خاں کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ خان والاشان عبداللہ خاں والیٔ کاشغر اپنے فرزند یولبرس خاں کی ناہنجاری کی وجہ سے ترکِ وطن کر کے شاہی ملازمت میں حاضر ہوا ہے عبداللہ خاں کے اہل وعیال اور چند ملازم بھی اس کے ہمراہ ہیں، خان نالائق فرزند کے تسلط سے بے سروسامان و غارت زدہ بارگاہ شاہی میں فریادرسی کے لئے آرہا ہے، خواجہ اسحاق جو سفیر بن کر اس کے پاس گیا تھا، راستہ میں عبداللہ خاں سے ملا ہے اور اس کو مصائب سے نجات دینے میں بے حد کوشش کر رہا ہے، قبلۂ عالم نے اپنی شاہانہ مہربانی سے خواجہ صادق بدخشی وسیف اللہ کو اس موروثی خان والاشان کی ضیافت و مہمان داری کے لئے مقرر فرمایا اور ایک بیش قیمت خنجر و جیغۂ مرصع اور ایک سو نو عربی وعراقی وترکی گھوڑے جن میں سے بعض ساز مرصع سے مزین اور دو ہاتھی اور اکثر طلائی ونقرئی برتن اور چند عدد ملبوس وبہترین کپڑے وخیمہ وخرگاہ ونفیس فرش ودیگر سامان حشمت ان امیروں کی معرفت ارسال فرما کر حکم دیا کہ قاصد جلد سے جلد کشمیر پہونچ کر عبداللہ خاں سے ملاقات کریں اور خان مذکور کے بادشاہ تک پہونچنے میں اثنائے سفر جہاں جہاں قیام ہو، مہمان نوازی کے خدمات بخوبی بجا لائیں، مختار خاں صوبہ دار کشمیر کے نام شاہی فرمان صادر ہوا کہ عبداللہ خاں جب کشمیر

پہنچے تو اس کے تمام ضروریات کا سامان اور مبلغ پچاس ہزار روپیہ اس صوبہ کے خزانہ سے پیش کرے، جب عبداللہ خاں شاہی آستانہ پر حاضری کا قصد کرے تو مختار خاں خود بھی اس کے ہمراہ شاہی بارگاہ میں حاضر ہو،

محمد امین خان صوبہ دار لاھور کے نام فرمان صادر ہوا کہ عبداللہ خاں کے لاھور پہونچنے پر اس کا پورا اعزاز واکرام کرے اور بہترین ضیافت کرکے عمدہ طریقہ پر اس خدمت کو انجام دے اور پچاس ہزار روپیہ خالصہ شریفہ سے اور معتد بہ رقم اور قیمتی لباس اپنی جانب سے خان مذکور کی، نذر کرے اسی طرح تمام حکام ممالک کے نام احکام صادر ہوئے کہ خان مذکور کی خاطر و مدارات میں کسی قسم کی کمی نہ ہونے پائے اور ہر افسر کو یہ تاکید کی گئی کہ مہمان کو بے حد عزت و شان کے ساتھ اپنے حدود حکومت سے رخصت کرے

تیرہ رجب کو دانشمند خاں بجائے محمد امین خاں کے بخشی گری کے معزز عہدہ پر فائز ہوا۔ اور اسے خلعت خاص د قلمدان مرصع عطا فرمایا گیا۔

اسی زمانہ میں معتمد خاں کی جگہ پر خواجہ بہلول گوالیار کا قلعہ دار مقرر ہوا اور اس امیر کو بھی خلعت خاص و خنجر و خطاب خدمت گار خاں کے عطیہ سے سرفرازی بخشی گئی، اور خدمت گار خاں کو خدمت گزار خان کا خطاب مرحمت ہوا۔

بنگالہ کے حالات

بنگالہ کے واقعہ نویسوں نے اطلاع دی کہ اس زمانہ میں آسامیوں کے ناہنجار گروہ نے پھر ناعاقبت اندیشی سے کام لیا۔ اور اپنے حد اقتدار سے قدم آگے بڑھا کر ایک کثیر جماعت کے ہمراہ گواھٹی پر بنگالہ کی سرحد ہے حملہ آور ہوئے، فیروز خاں نے ان بدبختوں کا مقابلہ کیا۔ لیکن چونکہ خان مذکور کو کسی قسم کی مدد نہیں پہونچی حریف نے گواھٹی پر قبضہ کرلیا۔ اور فیروز خاں اکثر جاں نثاروں کے ہمراہ میدان جنگ میں کام آیا۔ قبلۂ عالم نے یہ خبر سنی اور حکم فرمایا کہ دربارِ شاہی

کے کسی عمدہ امیر کو حریف کی تباہی کے لئے مامور کیا جائے، اور خود صوبۂ بنگالہ کا امدادی لشکر بھی اس امیر کے ساتھ مل کر نا عاقبت اندیش مجرمین کا قلع قمع کرے اس قرار داد کے مطابق جہاں پناہ نے راجہ رام سنگھ کو اس مہم کے لئے نامزد فرمایا، اور اکیسویں ماہ مذکور کو راجہ کو اسپ و خلعت و سازِ طلائی و جمدھر مرصع و علاقہ مروارید عطا فرماکر روانہ کیا، نصرت خاں کبیر سنگھ بھورتیہ، رگھناتھ سنگھ و بیرم دیو سیسودیہ و دیگر امرار اور ایک ہزار پانچ سو احدی اور پانچ سو برق انداز راجہ کے ہمراہ روانہ کئے گئے،

تمہید

بعد حمد و نعت کے محمد ساقی مستعد خاں عرض کرتا ہے کہ کتاب عالمگیرنامہ مصنفہ میرزا محمد کاظم میں بادشاہ دیں پناہ ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کے عہد معدلت کے صرف دہ سالہ واقعات مندرج ہیں، جن کا خلاصہ سابقہ اوراق میں ہدیۂ ناظرین ہوچکا۔ میرزا محمد کاظم عہد سلطانی کے بیشتر واقعات اس وجہ سے قلم بند نہ کرسکے کہ بادشاہ دیں پناہ، باطنی آرائش کے مقابلہ میں ظاہری نام ونمود کو قطعاً ہیچ تصور فرماتے تھے، اس لئے مرزا موصوف کو عہدِ معدلت کے حالات لکھنے سے ممانعت فرما دی گئی۔ حضرت خُلد مکاں کی رحلت کے بعد امیر پاک طینت صدر دیوان وزارت نواب عنایت اللہ خاں مرید خاص حضرت شاہ عالم گیر نے بادشاہ جہاں پناہ ابوالنصر قطب الدین محمد شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی کے عہد معدلت میں خاکسار سے فرمایا کہ حضرت خلد مکاں کے عہد حکومت کے چہل سالہ واقعات و نیز حضرت کے احکام وانتظام صرف سینوں میں محفوظ ہیں، جو ہنوز سفینہ پر نہ آئے، ظاہر ہے کہ کارنامۂ عالمگیری کا مدون نہ ہونا۔ ایک وقت میں انھیں قطعاً فراموش کر دے گا۔ چونکہ تم حضرت خلد مکاں کے عقیدت شعار

خادم ہو اور نیز یہ کہ فن انشار میں بھی عمدہ سلیقہ رکھتے ہو، میرے خیال میں تم اس کام کو انجام دینے پر کمر ہمت باندھو اور جس طرح ممکن ہو اس تالیف کو تمام کرو میں نے عرض کیا کہ یہ کام بے حد مشکل اور میری قابلیت و ہمت سے بالا ہے چونکہ وزارت پناہ حضرت خلد مکاں کے خادم باخلاص و دل دادہ ہیں، اور ان کا مدعا صرف یہ ہے کہ مرحوم کے واقعات کسی نہ کسی طرح قلم بند ہو جائیں، ممدوح نے میری معذرت کو قبول نہ فرمایا اور خاک رہی کو اس امر کے انجام دینے پر مجبور کیا، چونکہ خاکسار حضرت خلد مکاں کا نمک خوار و خانہ زاد اور وزارت پناہ کا بندۂ احسان ہے، اس بار کو اپنے کاندھے پر اٹھانے کے لئے مجبور ہوا۔
اس کتاب میں چشم دید واقعات کے علاوہ شنیدہ حادثات مذکور ہیں وہ تمام تر قابلِ وثوق ناقلین کی روائتیں ہیں جو ہر طرح قابل اعتبار ہیں،

چونکہ یہ کتاب بادشاہ خلد مکاں کے تمام حالات و فتوحات پر حاوی ہے اس لئے میں نے اس کتاب کو مآثر عالمگیری کے نام سے جو اس کا تاریخی نام بھی ہے موسوم کیا ہے، ہر چند بہ مقتضائے مثل مشہور "خوان ناکشیدہ یک عیب است وکشیدہ صد عیب" لیکن اپنی استطاعت کے موافق جو میرا سرمایہ ہے مہمان کے سامنے حاضر ہے، خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس مختصر مگر جامع تالیف کے مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی، امید ہے کہ یہ قیمتی گوہر ارباب نظر کی نگاہ میں مقبول ثابت ہوگا، لیکن اگر اس آب دار موتی پر نقصان و خطا کی تیرگی کی کچھ جھلک نمودار ہو تو اسے جوہر سنج حضرات اپنی اصلاح کی تنویر سے دور فرمائیں،

جلوس عالمگیری کا گیارہواں سال

سنہ ۱۰۷۸ھ / ۱۶۶۸ء

اسی مبارک زمانہ میں رمضان کا مقدس مہینہ آیا، عہد معدلت کا دسواں سال ختم ہو کر گیارہواں سال شروع ہوا خدام بارگاہ جشن کے انعقاد میں مصروف ہوئے، رمضان کا پورا مہینہ دن کو صوم اور رات کو طاعتِ الٰہی میں بسر ہوا۔ یہ مقدس زمانہ گزر گیا اور عید کا مسرت خیز چاند افق آسمان پر نمودار ہوا، بادشاہ دیں پناہ نے نماز عید الفطر ادا فرما کر دیوان خانۂ عام میں جلوس فرمایا، بادشاہ زادوں اور امیروں نے آداب و تسلیمات کے بعد مبارک باد عرض کی اور اضافۂ خلعت و خطابات سے سرفراز کئے گئے،

شاہزادہ محمد معظم کو خلعت و دھرپ مرصع اور شاہزادہ محمد اکبر کو خلعت مرحمت ہوا۔ جمدۃ الملک جعفر خاں کو خلعت و خنجر مع دستہ سیمیں مرصع عنایت کیا گیا۔ دانش مند خاں، میر بخشی خلعت و فیل کے علاوہ اضافۂ منصب دو ہزار پانچ صدی و یک صد سوارے، ہمت خاں دو ہزار

پانچ صدی یک ہزار دو صد سوار لطف اللہ خاں ہزار و پانصدی پان صد سوار سے سرفراز فرمائے گئے، محمد اسمٰعیل ولد اسد خاں ابتداءً منصب سہ صدی پر فائز ہوا، محمد یعقوب ولد شیخ میر چہار صدی یک صد سوار کا منصب دار تھا دو سو سواروں کا اور اضافہ فرمایا گیا۔

ابراہیم خاں بجائے لشکر خان کے صوبۂ بہار کا ناظم مقرر ہوا۔ مہابت خاں صوبہ دار احمد آباد و گجرات شاہی ملازمت میں حاضر ہوا اور بجائے سید امیر خاں کے دارالملک کابل کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔

نغمہ و نشاط پر پابندی

چونکہ بادشاہ دیں پناہ کو فطرتاً لہو ولعب و نغمہ و نشاط سے رغبت نہیں اور اپنی انصاف پرستی و خداشناسی کی وجہ سے عیش و طرب کی طرف کم توجہ فرماتے ہیں اس لئے فرمان صادر ہوا کہ سرگروہِ ارباب نشاط خوش حال خاں، بہرام خاں رس پین و دیگر موسیقی داں صرف مجرائے شاہی کے لئے دربار میں حاضر ہوں لیکن نغمہ پردازی نہ کریں، مگر آخر میں بتدریج ان کی حاضری بھی بند ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قلیل عرصہ میں ہر خرد و بزرگ کے دل سے نغمہ و سرود کی آرزو قطعاً جاتی رہی،

عبد اللہ خاں کی آمد

آٹھویں شوال کو خان والا منزلت عبداللہ خاں تخت گاہ کے نواح میں پہونچا، خان مذکور ایک باغ میں فروکش ہوئے، اور ان کی مہمان داری کا سامان بہ خوبی کیا گیا، گیارہویں ماہ مذکور امیر کبیر جمدۃ الملک جعفر خاں و اسد خاں بیرون شہر ان کے استقبال کے لئے گئے اور عبداللہ خاں نے اسی طرح سوار ان امیروں سے مصافحہ کیا، خان مذکور دروازۂ خاص و عام تک سوار آیا اور یہاں سے پالکی پر بیٹھ کر کٹھرہ سرخ تک آیا۔ اور کٹھرہ سرخ سے پیادہ کٹھرہ نقرہ تک پہونچ کر آرائش خاص و عام و تخت مرصع کے دیدار سے بہرہ مند ہوتا ہوا کٹھرہ طلاء کے پاس بیٹھ گیا، جہاں پناہ کی طرف

سے جو نان و آب خاص مرحمت ہوا تھا، خان مذکور نے یہ عطیہ نوش جان کیا اور عصائے مرصع عطیۂ حضرت قبلۂ عالم کو بوسہ دیکر آغوش میں لیا ایک ساعت چھ گھڑی گذرنے کے بعد عبداللہ خاں غسل خانہ میں آیا اور اس فردوس نشاں مکان کے دیدار سے بہرہ اندوز ہوکر مشتاق دیدار بیٹھا تھا کہ ایک بجے دن کو حضرت قبلۂ عالم دولت شاہی سے برآمد ہوئے، خان مذکور سامنے آیا اور اپنے طریقے کے مطابق آداب شاہی بجالایا، قبلۂ عالم نے مصافحہ کی عزت سے سرفراز فرمایا۔ اور خان مذکور شاہی عنایات و نوازش کو دیکھ کر کلفتِ سفر کو بالکل بھول گیا، اور بے حد شاد و مسرور ہوا۔ قبلۂ عالم نے خان مذکور کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ہمراہ لے کر مسجد میں تشریف لائے جہاں پناہ نے آدھ گھنٹہ کے بعد عبداللہ خاں کو رخصت کردیا، یکہ تاز خاں اور خواجہ محمد صادق نے خان مذکور کو رستم خاں مرحوم کی حویلی میں جو عالی شان اور دل کش عمارت ہے اور خالصہ شریفہ کے عطا کردہ سامان و فرش وغیرہ سے پیشتر سے آراستہ و پیراستہ تھی پہونچایا، خان مذکور کو ایک لاکھ روپیہ نقد و بیس ہزار کا دیگر سامان و اٹھارہ گھوڑے طلائی و نقرئی ساز مرصع سے مزین اور زربفت کی جھول جو بطور عطیہ شاہی دیوان خانہ میں پیشتر سے موجود تھی مرحمت فرمائی گئی۔

جمدۃ الملک کو حکم ہوا کہ ہاتھیوں کی جنگ شروع ہو اور امیر عبداللہ خاں کو یہ عشرت انگیز تماشہ دکھائے اور خود بھی خان مذکور کے ہمراہ رہے بادشاہ جمدۃ الملک کو یہ حکم دے کر خود خواب گاہ میں تشریف لے گئے،

ذی قعدہ کی تیس تاریخ جشن وزن قمری منعقد کیا گیا، اور بادشاہ کی عمر گرامی کا باونواں سال شروع ہوا، شاہزادگان والا قدر و امیرانِ دربار و صوبہ جات طرح طرح کی نوازشوں سے سرفراز کئے گئے، بہترین و بیش قیمت تحفے جناب قدسی شمائل بیگم صاحبہ و دیگر خواتین محل و اعیانِ ملک کی طرف سے

قبلۂ عالم کے حضور میں پیش کئے گئے ،

یکم ذی الحجہ کو رحمت بانو دختر والی آسام شاہزادہ محمد اعظم کے حبالۂ عقد میں دی گئی اور ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ دین مہر قرار پایا۔

صوبہ ٹھٹھہ کے واقعات سے معلوم ہوا کہ قصبہ سماوالی متعلقہ بندر لاھری زلزلہ کے شدید جھٹکوں کی وجہ سے تیس ہزار مکانات کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے زمین میں دھنس کر ناپید ہو گیا۔

دسویں ذی الحجہ کو قبلۂ عالم نے نماز عید الضحیٰ ادا فرمائی۔

سترہ صفر کو بادشاہزادہ محمد اعظم کا نکاح جہاں زیب بانو دختر شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ کیا گیا۔ اسی تاریخ نادرہ بیگم دختر جہاں بانو بیگم بنت سلطان مراد بھی شاہزادہ مذکور کے حبالۂ عقد میں دی گئی ،عروس دویم کو نواب احتجاب جہاں آرا بانو بیگم المعروف بیگم صاحب نے جو قبلہ عالم کی ہمشیرۂ کلاں تھیں اپنی فرزندی میں لیا تھا اس لئے یہ جشن بیگم صاحبہ کے در دولت پر منعقد ہوا۔جمدۃ الملک جعفر خاں و دیگر اعیان ملک نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار کی ساچق در دولت پر روانہ کی،

تیسری ربیع الاوّل کو طاہر خان بجائے لشکر خان کے ملتان کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔

صوبۂ بنگال کے حالات

صوبۂ بنگال کے واقعات سے معلوم ہوا کہ ملک میں پہلے ایک قسم کا غبار بلند ہوا اس کے بعد ایک خوفناک صورت بلند قامت نمودار ہوئی اور چند ساعت کے بعد نظر وں سے غائب ہو گئی، لیکن اس کا اثر یہ ہوا کہ اس مقام سے آدھ کوس کے فاصلہ تک تمام جانور اور انسان زخمی یا مردہ پائے گئے۔

جون پور کے واقعات

سترہ ربیع الاوّل کو جونپور کے واقعات سے معلوم ہوا کہ نہم ماہ مذکور کو شدید بارش کا آغاز

ہوا، اور دو روز متواتر موسلا دھار پانی برستا رہا، اکثر بلند عمارات گر گئیں اور قلعہ کی دیوارِ شرقی بائیں گز منہدم ہو گئی، چند مقامات پر بجلی بھی گری، چند اشخاص کی موت واقع ہوئی اور بعض بے ہوش ہو کر پھر ہوش میں آ گئے،

عبدالنبی خاں فتح پور جھنجھورا کی خدمت سے علیحدہ کر کے متھرا کا فوجدار مقرر کیا گیا اور منصب دو ہزاری یک ہزار سوار کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔

محمد علی خاں نواب روشن آرا بیگم کی سرکار کا دیوان مقرر ہوا۔

الہ آباد و اودھ کے صوبہ داروں کے نام فرمان شاہی صادر ہوا کہ بدکرداروں کا وہ گروہ جو مظلوم اطفال کو خواجہ سرا بنا کر ان کی زندگی کو تباہ کرتا ہے، تلاش و جستجو کر کے پابہ زنجیر حضور شاہی میں روانہ کیا جائے اور اس امر کی سخت تاکید کر دی جائے کہ آئندہ سے کوئی فرد بھی اس فعلِ شنیع کا مرتکب نہ ہو،

جشن وزن شمسی کی رسم کا خاتمہ

جمادی الاوّل کی پچیس تاریخ کو وزن شمسی کا جشن منعقد ہوا اور بادشاہ نے انجمن خاص میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ قبلۂ عالم کی عمر گرامی کا (۵۱) سال شروع ہوا۔ قبلۂ عالم نے آئندہ سے انعقاد جشن کو برقرار لیکن وزن کی رسم کو قطعًا موقوف فرمایا۔ شاہزادے اور امرائے دربار آداب شاہی بجا لائے اور ان پر شاہانہ نوازش کی گئی، بادشاہزادوں خواتین و اعیان ملک کے پیش کش شاہی ملاحظہ میں پیش ہوئے، شہزادہ محمد اعظم کو خلعت خاص با نیمہ آستیں و سرپیچ مرصع مرحمت ہوا

٭

عبداللہ خاں کی رخصت

خان والا شان عبداللہ خاں نے آٹھ ماہ حضرت قبلۂ عالم کے سایۂ عاطفت میں بے حد مسرت و شادمانی کے ساتھ بسر کئے اور اس کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا جو عرصہ سے مرکوزِ خاطر تھا قبلۂ عالم پر ظاہر کیا، بادشاہ دیں پناہ نے سامان سفر و تمام ضروریات زندگی کا بخوبی انتظام فرمایا۔ اور شاہجہاں آباد سے بندر سورت تک تمام صوبہ داروں و حکام و فوج داران سلطنت کے نام فرامین جاری ہوئے کہ خان مذکور کو بے حد عزت و حرمت کے ساتھ اپنے حدود سلطنت سے رخصت کردیں، اور خاطر و مدارات میں کسی طرح کی کمی نہ واقع ہونے پائے، اور بدستور سابق جو سامان کہ خان مذکور کی آمد میں ہر جگہ کیا گیا تھا، وہی رخصت کے وقت بھی عمل میں آئے، غرض کہ اوّل سے آخر تک مبلغ دس لاکھ روپیہ خزانہ شاہی سے خان مذکور کے اخراجات و عطیات میں صرف ہوا۔

عنایت خاں دیوان خالصہ اصل و اضافۂ منصب نہ صد سوار پر فائز کیا گیا۔ میر حسینی کے بجائے شیخ سلیمان داروغۂ عدالت مقرر کیا گیا، اور اصل و اضافۂ منصب نہ صدی ایک صد سوار کے شاہانہ مراحم سے بہرہ اندوز ہوا، عبدالعزیز خاں والیٔ بخارا کے میر آخور مسمی اسلام قلی خاں کو منصب یک ہزاری عطا فرمایا گیا، سید امیر خاں کابل کا معزول صوبہ دار شاہی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے پانچ سو اشرفیاں دو ہزار روپیہ کی نذر پیش کی، خان مذکور قدم بوس ہوا، اور قبلۂ عالم نے اس کی پیٹھ پر دست شفقت پھیر کر اس کی قدر و منزلت کو دہ چند بلند و بالا کیا، خوشحال خاں اور دیگر ارباب عشرت کو تین ہزار روپیہ اور چالیس خلعت مرحمت ہوئے،

سید عثمان شریف مکہ کے قاصد کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی، اور نو ہزار روپیہ اور ایک گھوڑا باساز نقرہ اسے عطا ہوا، ملتان کا معزول صوبہ دار طاہر خاں حضور شاہی میں حاضر ہوا، اور اس نے ایک

سو اشرفیاں اور ایک ہزار روپیہ نذر تصدق پیش کیا، مہابت خاں کے گھر میں فرزند پیدا ہوا اور نوید ولادت کے ساتھ پانچ سو اشرفیاں بطور نذر پیش کی گئیں، قبلۂ عالم نے مولود کو زمانہ بیگ کے نام سے موسوم کیا۔ بخشیانِ ممالک کے نام فرمان صادر ہوا کہ سوا اہل خدمت و زمینداروں کے بقیہ تمام امرا سی صدی تک سواروں کو موقوف کریں، صف شکن خاں شاہزادہ محمد معظم کی خدمت سے اور مختار خاں حاکم قلعہ پرینڈہ شاہی آستانہ پر حاضر ہوئے، بادشاہ دین پناہ نے شریعت حقہ کا لحاظ فرما کر حکم دیا کہ سنگی ہاتھیوں کی دونوں مورتیں جو دروازۂ قلعہ کے ہر دو بازو پر نصب ہیں، اور جن کی وجہ سے اس دروازہ کو ہتیا پول کہتے ہیں اتار دی جائیں،

شاہزادہ محمد اعظم کا جشن کدخدائی

رجب کی بیس تاریخ شاہزادہ محمد اعظم کا جشن کدخدائی کا آغاز ہوا دسویں شعبان کو قبلۂ عالم نے بعد نماز ظہر دیوان خاص میں اجلاس فرمایا، اور شاہزادۂ مذکور کو خلعت با چہار قب و دس عدد عربی و عراقی گھوڑے اور دو فیل مع ساز طلائی و شمشیر مرصع قیمتی بیس ہزار روپیہ و سرپیچ قیمتی ساٹھ ہزار و نقد بارہ لاکھ کی رقم عطا فرمائی، نواب قدسی خصال بیگم صاحبہ کو فیل سرور گنج قیمتی پندرہ ہزار اور نواب جہاں زیب بانو بیگم کو دو ہاتھی بطور انعام مرحمت فرمائے گئے، شاہزادہ محمد اعظم پانچ گھڑی رات گزرنے کے بعد بے حد شان و شوکت کے ساتھ اپنی حویلی سے قبلۂ عالم کے حضور میں حاضر ہوئے، جہاں پناہ مسجد میں تشریف لائے اور قاضی عبدالوہاب نے میر سید محمد قنوجی کی وکالت و ملا عوض وجیہہ و شیخ سیف اللہ سرہندی کی شہادت میں خطبۂ نکاح پڑھا، اور چھ لاکھ روپیہ دَین مہر قرار پایا، قبلہ عالم مع شاہزادہ کے گھوڑے پر سوار بیگم صاحبہ کی حویلی میں تشریف لائے، امرائے دربار ہزار سے پانصدی تک شاہزادہ کے جلو میں تھے، دو پہر اور ایک گھڑی شب گذرنے کے بعد جہاں پناہ واپس آئے،

اور صبح کے وقت عروس کا ہودج شاہزادے کے محل سرا میں پہونچ گیا ، جو زیب و زینت کہ اس جشن مسرت کی تھی اور جس قدر رقم اس میں خرچ کی گئی اور جو سامان داد و دہش کہ عمل میں آیا اس کا اندازہ و تفصیل حد بیان سے باہر ہیں ۔

سترہ شعبان کو قبلۂ عالم شاہزادہ کی حویلی میں تشریف لائے قلعہ سے لے کر شاہزادہ کے محل تک سنہرے و روپہلے کپڑوں کا فرش بچھا تھا ، جہاں پناہ نے تخت طلائی پر جلوس فرمایا ، بادشاہ نے حکم دیا کہ ہزار و پانصدی تک کے امرا بخشیان ملک کے واسطہ سے خلعت حاصل کریں اور بقیہ امیروں کو داروغۂ خلعت خانۂ حضور میں لے آئے ، شاہزادہ کے تحفے و نذرانے جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش کئے گئے جواہرات و پارچہ تمام کی قیمت پانچ لاکھ اندازہ کی گئی ، قبلۂ عالم دولت سرا کو تشریف لے گئے ، شاہزادہ سواری کے وقت بیرون دروازہ ، نقار خانہ آداب و مجرا بجا لایا اور واپسی کے وقت اندرون غسل خانہ سے بے حد اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا گیا ،

تیرہ شعبان کو بولبارس خاں حاکم کاشغر کا سفیر مسمی عبدالرشید خدمت شاہی میں حاضر ہوا اور حاکم کاشغر کا نیاز نامہ بادشاہ کے حضور میں پیش کیا ، قبلۂ عالم نے نامۂ مذکور خدمت خاں داروغۂ عرائض کے سپرد فرمایا ۔

بیس شعبان کو حکم شاہی صادر ہوا کہ زربفت کی پوشش شرعاً منع ہے آئندہ سے یہ پارچہ استعمال میں نہ آئے ،

جلوس عالمگیری کا بارہواں سال

سنہ ۱۰۷۹ھ
۱۶۶۹ء

اسی مبارک زمانہ میں رمضان کا مقدس مہینہ آیا اور خلقت خدا رحمتِ الٰہی سے بہرہ یاب ہوئی، بادشاہ جہاں پناہ کے عہد حکومت کا بارہواں سال شروع ہوا۔ دین دار فرماں روا نے تمام ماہ صوم وصلوٰۃ میں بسر کیا، کارکنان سلطنت شاہی حکم کے مطابق ترتیب جشن میں مشغول ہوئے عید الفطر کا مسرت خیز دن جمعہ کو ہوا اور دو عیدوں کے جمع ہونے سے عیش مسرت بھی دوچند ہو گئی، جہاں پناہ نے نماز عید الفطر عیدگاہ میں اور نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا فرمائی عید کے دوسرے روز بادشاہ نے تخت مرصع پر جلوس فرمایا اور شاہانہ داد و دہش کا بازار گرم ہوا، شاہزادگان عالی قدر و امیران دربار نے نذریں پیش کیں اور اہل دربار و دیگر صوبوں کے حکام کے تحائف شاہی ملاحظہ میں پیش کئے گئے۔

شاہزادہ محمد اعظم کو خلعت و منصب پانزدہ ہزاری ۸ ہزار سوار

مرحمت ہوا، شاہزادہ محمد اکبر کو خلعت فاخرہ عطا ہوا، عمدۃ الملک جعفرخاں، اسد خاں، عبدالرحمٰن، سلطان ولد نذر محمد خاں و نامدار خاں دانشمند خاں و سید منور خاں و دیگر خدام بارگاہ خلعت و عطیۂ اسپ و فیل و نیز اضافۂ منصب سے سرفراز کئے گئے، بدیع سلطان ولد خسرو سلطان دو ہزاری دو صد سوار کے منصب پر فائز ہوا، حسن علی خاں کے بجائے امیر خاں ولد خلیل اللہ خاں منصب داران جلو کا داروغہ مقرر فرمایا، معتقد خاں ولد نجابت خاں جو کسی قصور کی وجہ سے معزول کر دیا گیا تھا اپنے عہدہ و منصب دو ہزاری دو ہزار سوار پر بحال فرمایا گیا، ابو محمد نبیرۂ بہلول خاں میانہ آستانہ شاہی پر حاضر ہوکر پنج ہزاری چہار ہزار سوار کے منصب و اخلاص خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔ بیجاپور کے قلعہ دار مختار خاں کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی سترہ ذی قعدہ کو سورج گرہن ہوا اور قدیم دستور کے مطابق نماز پڑھی و خیرات تقسیم کی گئی،

کتب باطلہ کے درس و تدریس کی ممانعت بادشاہ دیں پناہ کو معلوم ہوا کہ صوبۂ ٹھٹھہ و ملتان میں بالعموم اور خاص کر بنارس میں برہمنوں نے مدارس قائم کئے ہیں اور کتب باطلہ کے درس و تدریس میں مشغول ہیں، ہندو و مسلم طلبا دور دراز مقامات سے سفر کر کے ان علوم کی تحصیل کے لئے آتے ہیں، قبلۂ عالم نے عام صوبجات کے نظماء کے نام فرامین روانہ کئے کہ یہ مدارس مسمار کر دیئے جائیں اور ان علوم کے درس و تدریس کی ممانعت کی جائے،

اٹھارہ ذی قعدہ کو جشن وزن قمری کا انعقاد ہوا اور قبلہ عالم نے تخت فرماں روائی پر جلوس فرمایا، رسم وزن جو سال گزشتہ سے موقوف کر دی گئی تھی امسال بھی عمل میں نہیں آئی، ارباب نشاط و نغمہ پردازوں کو باریابی کی اجازت مرحمت نہ ہوئی، نوبت نوازوں نے کوس شادمانی بلند کیا۔ اور جہاں پناہ کی عمر گرامی کا

ترپنواں سال شروع ہوا، شاہزادہ محمد اعظم کو خلعت اور ایک سرپیچ لعل مرصع کا مرحمت ہوا، شاہزادہ محمد اکبر بھی عطائے خلعت سے سرفراز کیا گیا، جملۃ الملک جعفر خاں و دیگر خدام بارگاہ بھی عطیۂ خلعت سے سرفراز کئے گئے،
شاہزادہ محمد معظم نے ایک قطعۂ لعل مرسلہ عادل خاں دنیا دار بیجاپور شاہی حضور میں روانہ کیا، یہ لعل وزن میں پانچ ٹانک و پانچ سرخ تھا، جس کی قیمت بیس ہزار روپیہ اندازہ کی گئی، بادشاہ نے شاہزادہ محمد معظم کو خلعت فاخرہ روانہ فرمایا۔

دلیر خاں **دیوگڈھ** کی فتح کے صلہ میں پنج ہزاری پنج ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوا۔

صوبہ الہ آباد کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ شمشیر خاں عالمگیر شاہی نے وفات پائی، حسن علی خان و ارسلان خان و محمد شاہ و امان اللہ خان و بہرہ خاں و حسین علی خان و سنجر خاں مرحوم کے بھائیوں کو خلعت تعزیت مرحمت ہوئے، اور بادشاہ رعایا پرور کی شفقت و عنایت سے ماتم سے آزاد ہوئے،

اللہ وردی خاں کے بجائے میر خان صوبہ دار الہ آباد مقرر ہوا، اور منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار دو اسپہ و عطائے خلعت سے سرفراز فرمایا گیا میر خاں کے تغیر سے معتقد خاں اور معتقد خاں کے عہدہ پر ہمت خاں کے تقررات عمل میں آئے، کامگار خاں ولد جملۃ الملک جعفر خاں داروغہ جواہر بازار و لطف اللہ خان پسر سعد اللہ خاں عاقل خاں کے بجائے داروغہ ڈاک چوکی مقرر کئے گئے، میر شہاب الدین والی بخارا کے قاصد کو دو گھوڑے مرحمت ہوئے، دسویں ذی الحجہ کو بادشاہ نے نماز عید الضحیٰ ادا فرمائی اور قربانی کے بعد دولت سرا میں تشریف لائے، سربلند خاں دکن سے آستانہ شاہی پر حاضر ہوا حکیم ابراہیم جو شاہی حکم کے مطابق عبد اللہ خاں کاشغری کے ہمراہ بندر سورت تک گیا تھا خدمت والا میں واپس آیا میرزا مکرم خاں خلوت گزینی سے باہر آیا اور بے یراق شاہی ملاحظہ میں حاضر ہوا۔ قبلۂ عالم

نے میرزا مذکور کو شمشیر مرصع عطا فرمائی۔

مبارز خاں کے بجائے سیف خاں صوبہ دار کشمیر مقرر ہوا۔

عبدالنبی خاں فوجدار کا قتل

اکیس ذی الحجہ کو معلوم ہوا کہ عبدالنبی خاں فوجدار متھرا نے موضع سہرا کے مفسدوں پر حملہ کیا، پہلے تو اسے سرکشوں پر فتح ہوئی، اور فتنہ پردازوں کو تباہ کرتا رہا، لیکن انتہائے جنگ میں ایک گولی کی ضرب سے قتل ہوا یہ امیر بے حد فیاض و شجاع تھا، متھرا میں ایک مسجد اس کی یادگار موجود ہے، محمد انور جو اس کا برادر زادہ و داماد تھا خلعت تعزیت کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا، اور اس کے مال و متاع پر شاہی عمال نے قبضہ کر لیا اس کے خزانہ میں ترانوے ہزار اشرفیاں، تیرہ لاکھ روپیہ اور چار لاکھ پچاس ہزار کا سامان برآمد ہو،

تئیس تاریخ کو رعد انداز خاں تخت گاہ کے نواح کے مفسدوں کی سرکوبی پر مامور ہوا اور اسے ایک گھوڑا مع ساز طلائی مرحمت ہوا، ہمت خاں کے بجائے سربلند خاں قوربیگی کی خدمت پر مقرر کیا گیا۔

محمد امین خاں ناظم لاہور کو واپسی کی اجازت عطا ہوئی، معصوم خاں نے عرض کیا مورنگ کے نواح میں ایک جعلی شجاع پیدا ہوا ہے جس نے اطراف میں ہنگامہ برپا کر رکھا ہے، قبلۂ عالم نے ابراہیم خاں و فدائی خاں کے نام تاکیدی فرامین اسی مضمون کے جاری فرمائے کہ اگر یہ شخص ذرا بھی سر اٹھائے تو فوراً تہ تیغ کیا جائے، صف شکن خاں متھرا و دلیر خاں ولد بہادر خاں رہیلہ عبدالنبی خاں کی وفات کی وجہ سے نسلطاباد کے فوجدار مقرر کئے گئے، بیرم دیو سیسو دیہ صف شکن خاں کے ہمراہ روانہ کیا گیا،

حاکم چین کے قاصد سید عبدالوہاب نے شرف قدم بوسی حاصل کیا، اور عطائے خلعت سے سرفراز فرمایا گیا۔

صالح بہادر گرز بردار نظارنہ کا بت خانہ ڈھاتے پر مامور کیا گیا۔

قبلۂ عالم تیرہ محرم کو ایک گھڑی رات گزرنے کے بعد باغ حیات بخش کے راستہ سے شیخ سیف اللہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور دیر تک حقایق ومعارف کی گفتگو فرما کر دولت خانہ واپس آ گئے۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ فرقۂ ہنود کا مشہور گرو ادھو بیراگی اغوا کے جرم میں چبوترہ کوتوالی میں مقید تھا، دو راجپوت جوگی کے ہم قوم قاضی ابوالمکارم پسر قاضی عبدالوہاب کے پاس جوگی کی رہائی کی کوشش میں آتے جاتے تھے، اثنائے راہ میں ہندوؤں نے قاضی صاحب کو شہید کر دیا، بادشاہ دین پناہ نے گرو اور اس کے ہر دو چیلوں کو قتل کرایا، رگھناتھ سنگھ سیسودیہ رانا سے جدا ہو کر شاہی آستانہ پر حاضر ہوا، قبلۂ عالم نے رگھناتھ سنگھ کو جمدھر قیمتی ایک ہزار عنایت فرما کر منصب ہزارسی صد سوار کے مرتبہ پر فائز کیا۔

حسین پاشا حاکم بصرہ کا آستانۂ شاہی پر حاضر ہونا

اس سے پیشتر قبلۂ عالم کو ملتان کے اخبار نویسوں کے ذریعہ سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ حسین پاشا حاکم بصرہ اور فرماں روائے ملک روم میں کچھ ایسی نزاع واقع ہوئی کہ پاشا مذکور اپنی خدمت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ یحییٰ پاشا کا تقرر عمل میں آیا، حسین پاشا بصرہ میں اپنا قیام خلاف مصلحت سمجھا اور نیز یہ کہ بادشاہ روم کی بارگاہ میں بھی اسے پناہ لینے کا موقع نہ ملا، یہ معزول امیر بہ حالت مجبوری ترک وطن کر کے ایران وارد ہوا، لیکن ایران پہونچ کر اس کی قدر و توقیر نہ ہوئی اور مایوسی کے عالم میں آستاں بوسی کے لئے ہندوستان آ رہا ہے، چونکہ دور و نزدیک ہر گوشۂ دنیا کے حاجت مند بارگاہ عالی پر جبہ فرسائی کر کے اپنی مرادیں حاصل کرتے اور غم واندوہ سے نجات

پاکر شاد و آباد ہوتے ہیں اور نیز یہ کہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ قبلۂ عالم در دولت
ہر مصیبت زدہ کا ملجا و ماوا ہے حسین پاشا کا خوابیدہ نصیب بھی جاگا، اور تقدیر
کی یاوری نے اس برگشتہ بخت کو درِ دولت کی راہ بتائی، بادشاہ غریب پرور نے
اپنی شرفا نوازی سے ارتق بیگ گرز بردار کو حکم دیا کہ خلعت و پالکی و فیل
لے کر سرحدِ ہند جائے اور حاکم بصرہ کو یہ اشیاء پہونچا کر اسے آئندہ
مراحم خسروانہ کا ایسا امیدوار بنائے کہ حسین پاشا اطمینان کے ساتھ ہندوستان
روانہ ہوئے

اسی دوران میں گیارہ صفر کو معلوم ہوا کہ پاشا مذکور اعزاباد
پہونچ گیا ہے۔ بادشاہی حکم کے مطابق فولاد خاں کوتوال ہندوی تک
اور بخشی الملک اسد خاں وصدر الصدور عابد خاں دیکہ تاز خاں میر تزوک لاہوری
دروازہ تک پیشوائی کے لئے گئے، اور حسین پاشا کو بارگاہ شاہی میں لے آئے
حسین پاشا حسب دستور آداب بجالایا اور تخت مبارک کو حسب اجازت
بوسہ دیا، قبلۂ عالم نے اس کی پشت پر دست شفقت رکھ کر غمگین مسافر
کو شاد فرمایا۔

حسین پاشا کے فرزندوں یعنے افراسیاب بیگ و علی بیگ نے پانچ ہزار
روپیہ بطور تصدق پیش کئے اور خود حسین پاشا نے ایک قطعۂ لعل قیمتی
بیس ہزار روپیہ اور دس عربی گھوڑے نذر گزرانے، قبلۂ عالم نے
حسین پاشا کو اسلام خانی کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور منصب پنج ہزاری
پنج ہزار سوار اور خلعت خاص و شمشیر مرصع قیمتی چھ ہزار و خنجر مرصع و
فیل با ساز نقرہ اور ایک لاکھ روپیہ نقد حسین پاشا کو مرحمت فرمائے گئے
افراسیاب بیگ خطاب و منصب دو ہزاری و یک ہزار سوار و علی بیگ
خطاب خانی اور منصب ہزار و پانصدی و پانصد سوار کے عطیات سے
سرفراز فرمائے گئے،

رستم خاں کی حویلی جو عالی شان و دل کشا منزل ہے مع فرش و دیگر لوازم کے ان کے قیام کے لئے عطا ہوئی جس کشتی پر سوار ہوکر یہ مسافر در دولت پر حاضر ہوئے تھے وہ مع فرش کے ان کو عطا ہوئی، حسین پاشا صاحب فہم و فراست امیر ہے، اور شجاعت و بہادری کی شان اس کے بشرہ سے نمایاں ہے یہ امیر اور اس کے دونوں فرزند موزوں طبع اور سخن سنج بھی ہیں،

اٹک بنارس کے حالات سے معلوم ہوا کہ چوتھی صفر کو زمین میں زلزلہ کی وجہ سے پچاس گز دور کا ایک غار ہوگیا، ہرچند اس غار کی گہرائی معلوم کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن کامیابی نہ ہوئی،

واقعات کشمیر سے معلوم ہوا کہ تیسری صفر کو شام سے زلزلہ کا آغاز ہوا اور صبح تک تمام عمارات گہوارہ کی طرح ہلتی رہیں، لیکن کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔

سید منور خان پسر سید خان جہان بارہہ گوالیار کا فوج دار مقرر کیا گیا، رائے مکرند بریلی کی خدمت سے علیحدہ کرکے بنگالہ میں متعین کیا گیا

شاہزادہ محمد کام بخش کو ایک بچہ فیل مرحمت ہوا۔

راجہ رام سنگھ پسر راجہ جے سنگھ کو ایک ہزار سوار عنایت ہوئے،

اسلام خان کے منصب میں ہزار سواروں کا اضافہ فرمایا گیا اور دس ماہ کی تنخواہ اسلام خان کو اور آٹھ ماہ کی تنخواہ اس کے فرزند کو مرحمت ہوئی اور اس کے علاوہ اسلام خان کو ہمیشہ کے لئے جانوروں کی خوراک کی معافی عطا ہوئی، اور اس کے بیٹوں کے ساتھ صرف دو سال کے لئے یہ رعایت منظور فرمائی گئی،

عبداللہ خاں منصب دو ہزاری ہزار سوار پر بحال فرمایا گیا، اور اس کو خلعت و جمدھر میناکار عطا فرماکر غسل خانہ کا داروغہ مقرر فرمایا۔

پندرہ ربیع الآخر کو کرم خان صفوی نے تپ محرقہ کے عارضہ میں وفات پائی۔

بادشاہ دیں پناہ کو معلوم ہوا کہ کارکنان سلطنت نے فرمان مبارک کے مطابق بنارس کے بُت خانہ کو بالکل منہدم کر دیا، دوسری جمادی الاول کو یکہ تاز خاں اور گروہر داس سیسودیہ میں انتظامی معاملہ میں لاھوری دروازہ کے سامنے جنگ ہوئی ہندو امیر قتل ہوا اور یکہ تاز خاں کے جسم میں پانچ زخم کاری لگے اور پانچ اشخاص اس کے ہم قوم قتل کیے گئے،

افتخار خاں خانساماں کو حکم ہوا کہ اونٹوں، گائے اور خچر کا سال میں دو بار معائنہ کرایا کرے،

پندرھویں تاریخ معتقد خاں، ہمت خاں اور روح اللہ خاں باہم گفتگو کر رہے تھے، دلدار ولد الفت خاں محمد طاہر نبیرۂ دولت خان جو ملتفت خان کی طرف سے آزردہ خاطر تھا، دونوں ہاتھوں میں تلوار پکڑ کر ملتفت خان کی پشت پر تلوار کا وار کیا، ملتفت خاں نے وار سپر پر روکا، اور ایک زخم شمشیر کا لگایا، اسی دوران میں ہمت خاں نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا اور فضل اللہ خاں میر توزک نے ایک لکڑی اس کے سر پر ماری جس کی وجہ سے وہ پریشان ہو کر بھاگا، بہرہ مند خاں وغیرہ نے بھی چند لکڑیاں رسید کیں اور مجرم چوکی سنگ مرمر تک پہونچا تھا کہ اس درمیان میں جمیل بیگ خواص چونر دھال نے جمدھر کی ایک کاری ضرب لگائی اور اس کا کام تمام ہو گیا، مقتول کی لاش دیوان خانہ کے باہر پھینک دی گئی،

اس واقعہ سے دنگل چپ کے سواروں وغیرہ اسی ہمت کے چہل ہائے چوکی کے منصب میں کمی کی گئی،

شاہزادہ محمد معظم کی جاگیر چکلہ حصار میں سے دو کرور دام بطور جاگیر مرحمت ہوئے اور اس کے عوض میں شاہزادہ مذکور کو دکن کے خزانہ سے تنخواہ مرحمت ہوئی، پچیس تاریخ کو معلوم ہوا کہ شب کو چار گھڑی گذرنے کے بعد ایک ستارہ مشرق کی جانب آسمان سے جدا ہو کر مغرب کے سمت

گرا، اسی کی روشنی چاندنی کی طرح پھیل گئی، اور اس کے بعد گھڑیال کی آواز سنائی دی

دسویں جمادی الآخر مطابق چودہ آبان کو جشن وزن شمسی منعقد ہوا، اور بادشاہ کی عمر گرامی کا ترپنواں سال شروع ہوا، اہل دربار نے نذریں و تحائف پیش کئے شاہزادہ محمد اعظم و محمد اکبر و نیز اعیان دولت طرح طرح کی نوازشوں سے سرفراز فرمائے گئے۔ اسلام خاں کو ایک سو تھان زربفت کے مرحمت ہوئے

سفیر بخارا مسمی شادمان خواجہ کو مفضل اللہ خاں و بہرہ خاں دروازہ غسل خانہ سے بارگاہ کے اندر لائے شادمان نے خان والا شان حاکم بخارا کا سلام نیاز عرض کیا اور جہاں پناہ نے سفیر کو دس ہزار روپے مرحمت فرمائے،

تربیت خاں کے بجائے صفی خاں اڑیسہ کا صوبہ دار مقرر کیا گیا،

پندرہ شوال تاریخ جہاں پناہ نے مقامات متبرکہ کی زیارت کی جنت آشیانی ہمایوں بادشاہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے بعد قبلہ عالم حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی و حضرت خواجۂ خواجگان قطب الدین بختیار چشتی رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات پرانوار پر حاضر ہوئے، ہر سہ مقامات کے خدام کو انعام و اکرام سے شاد و مالا مال فرمایا۔

محمد یار خاں ولد اعتقاد خاں جدید چہار صدی منصب دار مقرر فرمایا گیا، علی اکبر حاجب دنیا دار گولکنڈہ ملازمت شاہی میں حاضر ہوا اور ایک ہزار اشرفیاں و پندرہ ہاتھی پیش کش اپنے ہمراہ لایا،

میر شہاب الدین ولد عابد خاں کے طالع بیدار نے یاوری کی اور ولایت سے جہاں پناہ کی درگاہ میں حاضر ہوا، خان مذکور نے وقت قدم بوسی ایک سپر مینا کار ملاحظۂ والا میں پیش کیا اور منصب سی صدی ہفتاد سوار کے عطیہ سے سرفراز کیا گیا۔

خواجہ محمد یعقوب نے جن کا مجمل حال آیندہ اوراق میں پیش کیا جائے گا خاکسار مؤلف سے یہ نقل بیان کی کہ خان والا شان سلیمان قلی خان ہم کو بھی

اپنے ہمراہ سیر باغ کے لئے لے گئے، میں اور رستم بے اتالیق ایک طرف گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتہً میر شہاب الدین ہمارے پاس آئے اور کہا کہ میرے والد مجھے طلب کر رہے ہیں اور جناب عالی کی طرف سے اجازت نہیں ہوئی چونکہ وقت آچکا تھا میں اور اتالیق دونوں نے طے کر لیا کہ خان مذکور سے اس بارے میں عرض کریں اور منشور بھی لکھ کر تیار کر لیا، تاکہ اجازت کے بعد روانگی میں تاخیر نہ ہو، ماحضر کے وقت ہم نے گزارش پیش کی اور اجازت حاصل ہو گئی، میر شہاب الدین نے اس وقت گٹھریاں شال کی اپنے باپ کے فرستادہ خان مذکور کی خدمت میں پیش کیں اور سلیمان قلی خان نے منشور پر دستخط فرما دیئے خان نے فاتحۂ رخصت پڑھا میر شہاب الدین چند قدم چلا ہوگا کہ خان نے اس کو دوبارہ طلب کیا، اور کہا کہ تم ہندوستان جاؤ گے اور وہاں جاکر نام و نمود حاصل کرو گے، بڑے آدمی ہو کر ہم کو فراموش نہ کرنا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ میر شہاب الدین کا نصیب جاگا، اور یاوری تقدیر اس کو ہندوستان جنت آشیان میں لے آئی جس کا ثمرہ یہ ملا کہ میر مذکور اپنی بلندی طالع و حضرت ظل سبحانی کی توجہ و عنایت سے ایسا عالی مرتبہ ہوا کہ حد بیان سے باہر ہے ظاہر ہے بلخ و بخارا کے سلاطین کی دولت و ثروت کو سوا نام شاہی کے بارگاہ والا سے کیا مناسبت ہے ،

جہاں پناہ کا مفسدوں کی تنبیہ کیلئے اکبرآباد تشریف لانا

چودہ رجب کو حسب الحکم سرا پردۂ شاہی، دریائے جمنا کے کنارے لایا گیا اور جہاں پناہ نے نیک ساعت میں اکبرآباد کا رخ کیا، راہ میں کوئی روز ایسا کم گذرا ہوگا جس میں بادشاہ نے شکار نہ کھیلا ہو،

بیس رجب کو دیوارہ چندکہ اور سرخرو کے مفسدوں کی فتنہ انگیزی کا حال بادشاہ کو معلوم ہوا اور قبلۂ عالم نے حسن علی خان کو اس گروہ کی تنبیہ کے لئے مقرر فرمایا۔

دوپہر تک ہنگامۂ کارزار گرم رہا، لیکن آخر میں اقبال شاہی نے فتنہ انگیزوں کو پسپا کیا، حسن علی خاں کے اکثر رفیق اس معرکہ میں کام آئے، اور تین سو مفسد تہ تیغ کئے گئے اور اڑھائی سو زن و مرد اسیر ہوئے حسن علی خاں نے شاہی حضور میں حاضر ہوکر صورت واقعہ بیان کی اور جہاں پناہ نے حکم دیا کہ قیدی اور مویشی اس موضع کے جاگیر دار سید زین العابدین کے سپرد کر دیئے جائیں، صف شکن خاں متھرا کا جاگیردار حاضر ہوا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ دو سو سوار مقرر کرے جو زراعت کی حفاظت کریں، اہل لشکر پر کسی طرح کا ظلم نہ ہونے پائے اور کسی قوم کے لڑکے گرفتار نہ کئے جائیں، فوجدار مرادآباد نامدار خاں شاہی ملازمت میں حاضر ہوا اور اس نے ایک سو اشرفیاں اور ایک ہزار روپیہ رقم تصدق کی اور دو سیاہ شاہین ملاحظۂ عالی میں گزرانے،

صف شکن خاں کے بجائے حسن علی خاں متھرا کا فوجدار مقرر ہوا، اور سہ ہزار پانصدی و دو ہزار سوار کا اس کے منصب میں اضافہ کیا گیا، اور شمشیر و اسپ کے عطیہ سے سرفراز ہوا،

امان اللہ خاں پسر اللہ وردی خاں فوجدار نواح اکبرآباد کے منصب میں تین سو سواروں کا اضافہ منظور ہوا، اور خان مذکور کے ساتھ روانہ کیا گیا، ہوشدار خاں ناظم اکبرآباد نے حاضر ہوکر شاہی ملازمت حاصل کی،

دولت افزا فرزند شاہزادہ محمد معظم کی پیدائش

غرۂ شعبان کو شاہزادہ محمد معظم کی عرض داشت سے معلوم ہوا، کہ شاہزادہ کے محل میں راجہ روپ سنگھ کی دختر کے بطن سے فرزند پیدا ہوا ہے، مولود، دولت افزا کے نام سے موسوم کیا گیا، اور جواہرات، قیمتی

ایک لاکھ روپیہ شاہزادہ اور اس کی والدہ کے لئے روانہ فرمائے گئے،

مزار شاہجہاں پر حاضری

سترہ شعبان کو قبلۂ عالم نے حضرت فردوس آشیانی و ممتاز الزمانی کے مزارات پر حاضر ہوکر سعادت دارین حاصل کی، اور روضہ کے مجاوروں کے لئے اپنے اور دونوں شاہزادوں کی طرف سے چالیس ہزار روپیہ بطور نذر پیش کئے،

اٹھارہ شعبان کو قبلۂ عالم نے قلعہ اکبرآباد کی سیر فرمائی،

کوکلا جاٹ جو پٹنہ کے مفسدوں کا سرگروہ اور بے حد سنگ دل قزاق تھا اور جس کے ناپاک وجود کی وجہ سے عبدالنبی نے شہادت پائی تھی اور نیز جس کا فرتے پرگنۂ سعدآباد کو تباہ و برباد کردیا تھا، حسن علی خاں کی سعی و کوشش سے گرفتار ہوا، اس بدبخت کے گرفتار کرنے میں رضی الدین نے بھی بے انتہا کوشش کی، حسن علی خاں نے اس مفسد کو مع اس کے رفیق طریق مسمی سنگی کے شیخ میر کے ہمراہ بارگاہ عالی میں روانہ کردیا شاہی حکم کے موافق چبوترہ کوتوالی پر ان دونوں مفسدوں کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے،

کوکلا کا فرزند اور اس کی دختر دونوں تربیت کے لئے جواہر خاں کے سپرد فرمائے گئے، دختر تو بعد اس کے شاہ قلی چیلہ کے حبالۂ عقد میں آئی اور کوکلا جیسے شقی کا فرزند شاہی توجہ سے ایسا جید حافظ کلام اللہ ہوا کہ بادشاہ دین پناہ کو اس سے زیادہ کسی کے حفظ پر اعتماد نہ تھا، اور یہی شخص برابر شاہی قرآت کی سماعت کی عزت حاصل کیا کرتا تھا،

شیخ رضی الدین بھاگلپور بہار کے شرفا میں سے تھے، یہ فاضل مؤلفین فتاوی عالمگیری میں شامل تھے، اور تین روپیہ یومیہ ان کی تنخواہ مقرر تھی، شیخ رضی الدین علاوہ ایک فاضل متبحر ہونے کے فن سپاہ گری میں کامل تھے، اور علم لدنی و ندیمی وغیرہ کمالات میں بھی ان کو کافی دستگاہ حاصل تھی،

حضور پُرنور کے محتسب قاضی محمد حسین دمقرب درگاہ مسمی بختاور خاں نے ان کے کمالات وجوہر گیر قابلیت سے قبلۂ عالم کو آگاہ کیا بادشاہ ہنرپرور نے ایک صدی منصب دار مقرر فرمایا، رفتہ رفتہ حسین علی خاں اعانت وامداد اور اپنی سلیقہ شعاری سے مرتبۂ امارت و خانی پر فائز ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے،

جلوس عالمگیری کا تیرھواں سال

سنہ ۱۰۸۰ھ / ۱۶۷۰ء

اسی مسرت انگیز زمانے میں ماہ رمضان کا مقدس مہینہ آگیا اور جہاں پناہ کے عہد معدلت کا تیرھواں سال شروع ہوا بادشاہ دیں پناہ نے تمام ماہ رمضان عبادت و اطاعت الٰہی میں بسر کیا، پندرہ رمضان کو بادشاہ انصاف پرور نے یہ حکم نافذ فرمایا کہ دادخواہوں کو درشن کی طرف سے درخواست دینے کی ممانعت نہ کی جائے اور محلیان ان کے عرائض رسی میں باندھ دیا کریں اور پھر اوپر کھینچ کر شاہی ملاخطے میں پیش کیا کریں۔

متھرا کے بت خانہ کا انہدام

اس مقدس مہینے میں بادشاہ دین پناہ نے حفظ شریعت و پابندیٔ احکام الٰہی کا لحاظ فرما کر متھرا کے بت خانے کے انہدام کا حکم صادر فرمایا یہ بت خانہ جو ایک عالی شان و مضبوط عمارت تھا، کارپردازان سلطنت کی کوشش سے قلیل زمانے میں زمین کے برابر کر دیا گیا اور اس کی جگہ رقم کثیر صرف کر کے ایک

مستحکم مسجد کی بنا ڈالی گئی، بُت خانہ مذکور نرسنگھ دیو بندیلہ کا تعمیر کیا ہوا تھا،

جنت مکانی حضرت جہانگیر بادشاہ کے عہد سے پیشتر اس شخص نے شیخ ابوالفضل کے قتل کرنے میں بے حد سعی و کوشش کر کے جنت مکانی کے دل میں اپنی جگہ کر لی تھی، جہانگیری جلوس کے بعد اس نے بادشاہ مرحوم سے اجازت حاصل کر کے اس عمارت کی تعمیر میں تینتیس ۳۳ لاکھ روپیہ صرف کیا، خدا کا شکر ہے کہ اس عہد مبارک میں ایسا اہم کام اس قدر خوبی و عجلت کے ساتھ عمل میں آیا، کہ اس کو دیکھ کر تمام ہندو راجہ انگشت بدنداں رہ گئے،

متھرا کے نام کی تبدیلی

اس بُت خانے کے تمام خرد و بزرگ اصنام اکبرآباد میں لائے گئے اور نواب قدسیہ بیگم کی تعمیر کردہ مسجد کے زینوں کے نیچے دفن کر دیئے گئے شہر متھرا اسلام آباد کے نام سے پکارا اور لکھا جانے لگا

اسی دوران میں شوال کا مسرت انگیز مہینہ آیا اور کارپردازانِ سلطنت نے جشن جلوس کی ترتیب و انعقاد کی تیاریاں شروع کیں، نغمۂ شادی کی پُرجوش آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے، بادشاہ دریا نوال نے اپنے ابر کرم سے ہر گوشے کو سیراب فرمایا، قبلۂ عالم ہاتھی پر سوار ہو کر عیدگاہ تشریف لے گئے، شہزادہ محمد اعظم بادشاہ کے ہمراہ تھے،

عید کے دوسرے روز جہاں پناہ نے دیوان خاص و عام میں تخت طلائی پر جو امیرالامراء علی مردان خان نے نذر دیا تھا اور جو وسط صحن میں رکھا گیا تھا، جلوس فرمایا، شہزادہ محمد اعظم و شہزادہ محمد اکبر کو خلعت عنایت ہوئے جمدۃ الملک جعفر خاں کو عطیۂ خلعت کے علاوہ ایک کروڑ دام مرحمت ہوئے اور منصب میں ایک ہزار سواروں کا اضافہ فرمایا گیا، راجہ رام سنگھ در اصل چار ہزاری چار ہزار سوار دو اسپہ کا منصب دار تھا، اس شرط پر کہ راجہ اسام

کی مہم پر تعینات کیا جائے اس کے منصب میں مزید ہزار سواروں کا
اضافہ منظور ہوا، کنور کشن سنگھ ولد راجہ رام سنگھ کو مرصع سرپیچ عنایت
فرمایا گیا، حسن علی خاں کو بلا کسی شرط کے پانچ سو سواروں کا منصب مرحمت
ہوا، اشرف خاں و نجف خاں کو اضافۂ پانصدی، میر تقی کو مرتبۂ سہ ہزاری
اور ملتفت خاں و مغل خاں کو پانصدی کا اضافہ عطا ہوا، سردار خاں و
فضل اللہ خاں ہر ایک کو سو سوار مرحمت ہوئے، بخشی الملک اسد خاں
و فیض اللہ خاں کو دو بہترین گھوڑے مرحمت ہوئے، عبدالرحمٰن سلطان
و بہرام ہر ایک کو ایک ایک ہزار روپیہ کا انعام دیا گیا، شادماں خواجہ
قاصد بلخ کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی اور پچیس ہزار روپیہ نقد
اور خلعت و شمشیر مرصع قیمتی پانچ ہزار و فیل بازین نقرہ اور ایک سو پانچ
جامہ وار اور اسی قدر چیرہ آغا بانی و گجراتی مرحمت ہوئے، اور اس کے
ہمراہیوں کو دس ہزار روپیہ انعام عطا ہوئے، محمد عابد ولد زاہد خاں
پنجابی یک ہزار و پانصدی دو صد سوار کے منصب و نوازش خاں کے
خطاب سے سرفراز فرمایا گیا، عبداللہ خاں کے بجائے داراب خاں داروغہ
صندوق خانہ، غسل خانہ کا داروغہ مقرر ہوا،

تخت گاہ ملک یعنی اکبرآباد کے عمال نے غلے کا نرخ نامہ بادشاہ
دین دار کے حضور میں پیش کیا اور خلقت خدا فرمانروائے رعیت نواز کے
ازدیاد عمر و دولت میں زمزمہ پرداز ہوئی،

پندرہ ذی قعدہ (مطابق سترہ فروری ۱۶۷۰ء) کو قمری حساب سے
بادشاہ کی عمر گرامی کا چوالیسواں سال شروع ہوا، جہاں پناہ نے اس جشن
کی رسم موقوف فرمادی، البتہ نقار خانہ کے عملے کو حکم ہوا کہ بدستور سابق
نوبت بجائیں،

داروغۂ خواصان مسمی بختاور خاں کو خنجر دستۂ بلوریں و ساز مینا کار

طلائی مرحمت ہوا،

آداب سلام میں تبدیلی

قاضی محمد حسین کے انتقال کی وجہ سے سید احمد خان پسر سید محمد قنوجی کو خدمت احتساب عنایت ہوئی، اہل دربار جو حضورِ شاہی میں ہاتھ سر پر رکھ کر آداب کے لئے جھکتے تھے ان کو حکم ہوا کہ مسنون طریقہ پر سلام کیا کریں،

ملا عبد العزیز عزت

نویں ذی الحجہ کو ملا عبد العزیز عزت پسر ملا رشید اکبرآبادی ہمت خاں وبختیاور خاں کے وسیلے سے آستانہ والا پر حاضر ہوا، ملائے مذکور نے تحصیلِ علوم عقل ونقل کے بعد اکثر علوم وفنون میں قابلیت حاصل کی تھی، اور تین روپیہ یومیہ وظیفہ پر قناعت کے ساتھ اپنے وطن میں خلوت نشین رہتا تھا، اس فاضل نے کبھی اہل دولت کے آستانے پر قدم نہیں رکھا، لیکن چونکہ اس کے مقدر میں شہرت ونام ونمود لکھی تھی، لہٰذا اب اس کی فطرت کی بلندی، قابلیت، متانت، دقت نظر غرض کہ ہمہ گیر طبیعت نے بادشاہ پایہ شناس کی توجہ اس پر منعطف کرائی اور پہلے ہی موقعہ پر منصب چہار صدی ہفتاد سوار پر فائز ہوا، اور خلعت و پانچ گھوڑے اور شمشیر وجمدھر وبرچھی وپالکی باساز واسباب اس کو مرحمت فرمائی گئیں، تین روز کے بعد ملا عبد العزیز عزت مکرر سلام کے لئے حاضر ہوا اور بادشاہ خدام نواز نے بجائے لطف اللہ خاں کے ملا عبد العزیز کو داروغہ عرض مکرر مقرر فرماکر منصب میں یک صدی وسی سوار کا اضافہ فرمایا، اس کے علاوہ پیش برآمد دربار خاصہ کی حاضری کی عزت عطا ہوئی، اور آداب ومجرے کی خدمت سے بری فرماکر ان کو صرف سلام علیک کہنے کی اجازت مرحمت ہوئی،

سیواجی کا حصار پورندھر پر قبضہ

صوبہ دکن کے واقعات سے معلوم ہوا کہ سیواجی برگشتہ بخت

نے حصار پورندھر پر قبضہ کر کے رضی الدین قلعہ دار کو نظر بند کر لیا ہے،

بختاور خاں نے تمام اہل دیوانی کو اطلاع دی کہ سال ختم ہونے کے بعد آمدنی و اخراجات کا مفصل حساب حضور میں پیش کریں اور چہارشنبہ کے روز تمام جلدیں دفاتر خالصہ کی ہمراہ لے کر عمارت غسل خانہ میں حاضر ہوں،

عنایت خاں نے حضرت فردوس آشیانی کے عہد حکومت سے آج تک آمدنی سے چودہ لاکھ روپیہ کے زائد خرچ کی فرد حساب بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کی، فرمان ہوا کہ خالصہ کی رقم چار کروڑ مقرر کی جائے، اور اس قدر حساب دیگر اخراجات کا بھی ملاحظہ فرما کر قبلۂ عالم نے سرکار بادشاہی و بیگمات و شہزادوں کی سرکار میں سے اکثر ابواب میں معتدبہ کمی منظور فرمائی،

جہاں پناہ نے سُنا کہ حسن علی خاں نے فتنہ پردازوں کے قتل و قید اور ان کے مکانوں اور مال و اسباب کے تاراج کرنے میں پوری جانفشانی سے کام لیا اور شاہ محمد نواز وصیدم بلوچ رضی الدین و لعل محمد و نذر محمد وغیرہ کو ان کے محال زمینداری پر مستقل و برقرار کر دیا، قبلۂ عالم نے خان مذکور کو حضور میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔

حسن علی خاں پچیس تاریخ آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا اور بادشاہ خدام نواز نے تحسین و آفرین سے اس کو دل شاد فرمایا،

بدرالنساء بیگم کا انتقال

اٹھائیس تاریخ نواب عفت مآب بدرالنساء بیگم صبیۂ حضرت قبلۂ عالم کے انتقال پر ملال کی خبر وحشت اثر تخت گاہ سے پہونچی، جہاں پناہ کو اگرچہ دختر نیک اختر کی وفات سے بے حد رنج ہوا لیکن نہایت خلوص کے ساتھ راضی بہ رضائے الٰہی ہوئے اور حسب الحکم مرحومہ کی روح کو ثواب رسانی کی غرض سے خیرات و مبرات کے مراسم عمل میں لائے گئے بادشاہ دین پناہ کی توجہ سے عفت مآب

نے حفظ کلام اللہ کی سعادت حاصل کی تھی اور بہترین اخلاق و آداب کا اپنے کو نمونہ بنایا تھا،

شہزادہ محمد معظم کی خودپسندی

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ شاہزادہ محمد معظم باوجود صاحب شعور و فہم فراست ہونے کے بداخلاق، حاشیہ نشینوں کی صحبت ان کی خوشامد و چاپلوسی سے کچھ راہ راست سے منحرف ہوگئے ہیں، اور نیز یہ کہ شہزادۂ مذکور نے خود آرائی و خودپسندی کو اپنا شعار بنالیا ہے،

بادشاہ نے شفقت و مرحمت پدری کے جذبہ سے مجبور ہو کر بارہا نصیحت آمیز فرامین روانہ فرمائے، لیکن شہزادہ پر ان تحریرات کا کچھ اثر نہ ہوا قبلۂ عالم نے شہزادۂ مذکور کی والدہ یعنی عفت مآب نواب بائی صاحبہ کو تخت گاہ سے اپنے حضور میں طلب فرمایا تاکہ بیگم صاحب خود شہزادہ کے پاس جاکر ان کو فہمائش کریں اور جس طرح ممکن ہو راہ راست پر لائیں،

جہاں پناہ نے افتخار خاں خانساماں کو بھی جو ایک سمجھ دار ملازم شاہی تھا شہزادہ کے پاس روانہ فرمایا اور اس کی زبان سے بہترین نصائح شہزادہ کے کانوں تک پہونچائے،

چونکہ شہزادہ کی نیت قطعی صاف تھی اور مخبروں کے بیانات میں صدق و راستی کی جھلک بھی نہ تھی شہزادہ کو کمال خجالت ہوئی اور سوا اطاعت و فرماں برداری قبول کرنے کے چارۂ کار نظر نہ آیا۔

شہزادہ محمد معظم کی عجز و انکساری

شہزادہ محمد معظم نے بے حد عجز و زاری و غایت شرم ساری کا اظہار کیا اور خدائے مجازی و خداوند حقیقی کی رضا جوئی کو سرمایۂ دین و دنیا سمجھ کر سعادت دارین حاصل کی، بادشاہ جرم پوش نے بھی فرزند ارجمند کو طرح طرح کی نوازش سے سرفراز فرمایا،

التفات خاں اور ملتفت خاں پر عتاب شاہی

افتخار خاں سے جو لغزش واقع ہوئی اس کی بنا پر جہاں پناہ اس سے بے حد ناراض ہوئے، افتخار خاں بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا اور قبلۂ عالم نے اس کو اور اس کے برادر ملتفت خاں کو موردِ عتاب سمجھ کر ان کے خطاب و منصب ضبط فرمائے،

تیرہ تاریخ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ دلیر خاں دیوگڈھ کے زمیندار کو اس کے محال پر مستقل کر کے خود اورنگ آباد پہونچ گیا،

عفت مآب نواب بائی صاحبہ جو حسب الطلب تخت گاہ سے آستانہ شاہی کو روانہ ہوئی تھیں دوسری ذی الحجہ کو بہشت آباد سکندرہ کے قریب پہونچیں، شہزادہ محمد اکبر و بخشی الملک اسد خاں و بہرہ مند خاں ملکہ کے استقبال کے لئے گئے، اور سواری کو حرم سرا تک پہونچا دیا۔

دسویں ذی الحجہ کو قبلۂ عالم نے نماز و قربانی کی رسم ادا فرمائی، اور حسب دستور سابق دوست محمد خطیب کو خلعت و پانچ سو روپیہ انعام اور نعمت خاں بکاول کو ایک چاقو مرحمت فرمایا

جہاں پناہ نے دلیر خاں و داؤد خاں کو خلعت و جمدھر مرصع گرز برداں کی معرفت روانہ کیا۔

مکرمت خاں کی تبدیلی سے حاجی شفیع خاں دکن کی دیوان داری پر مقرر کیا گیا، اور اس کی جگہ کفایت خاں دیوان دفترتن کے عہدے پر فائز ہوا، شاہ خواجہ کو بجائے کفایت خاں کے داروغہ داغ و تصحیحہ مقرر فرمایا۔

عفت مرتبت نواب بائی اورنگ آباد روانہ ہوئیں اور حکم ہوا کہ بادشاہ زادہ محمد سلطان کے پاس جو گوالیار کے قلعہ میں قید تھا دو روز

قیام کریں، سربلند خاں نے بیگم صاحب کو شہزادہ محمد معظم کے پاس دکن پہونچا دیا۔

جمدۃ الملک جعفر خاں کی وفات

جمدۃ الملک جعفر خاں کے مرض نے طول پکڑا اور بادشاہ بندہ پرور دو مرتبہ اس کے مکان پر تشریف لے گئے، پچیس تاریخ کو جمدۃ الملک نے وفات پائی،

حقیقت یہ ہے کہ یہ امیر بہترین عادات وصفات کا مجموعہ تھا قبلۂ عالم کو جمدۃ الملک جیسے بہترین اعیان دولت کی رحلت کا بے حد قلق ہوا اور حکم دیا کہ تین روز متواتر ایک سو بیس قاب خاصہ کے اہل ماتم کے پاس روانہ کئے جائیں، شہزادہ محمد اعظم و شہزادہ محمد اکبر کو حکم ہوا کہ جعفر خاں کے فرزندوں نامدار خاں و کامگار خاں کے مکان پر ان سے جاکر اور عفت مرتبت فرزانہ بیگم ان کی والدہ سے مراسم ماتم پرسی بجالائیں، جمدۃ الملک کے دونوں بیٹوں کے لئے خلعت خاص اور ان کی والدہ کے واسطے لباس مرحمت ہوا، شہزادہ محمد اکبر مرحوم کے دونوں فرزندوں کو سوگواری کے غم واندوہ سے نجات دے کر حضور شاہی میں لایا گیا قبلۂ عالم نے دونوں کو خلعت خاص خنجر مرصع مع علاقۂ مروارید کے مرحمت فرماکر ہر طرح کی نوازش وشفقت سے سرفراز فرمایا اور ان کو قید غم سے قطعاً آزاد کیا۔

عمدۃ الملک اسد خاں و میرزا بہرام و بہرہ مند خاں و شرف الدین اس کے فرزندوں اور التفات خاں اور مفتخر خاں اور مفاخر خاں و روشن دل خاں وغیرہ کو خلعت ماتمی خان مذکور کا مرحمت ہوا،

عمدۃ الملک اسد خاں نیابت دیوانی پر فائز ہوا اور اس کو مرصع خنجر اور دو بیڑے پان کے دست مبارک سے عطا ہوئے، جہاں پناہ نے حکم دیا کہ اسد خاں بادشاہ زادہ محمد معظم کی سرکار میں سیاہہ نویسی کرے۔ اور دیانت خاں شاہزادہ مذکور کا مُہر بردار مقرر کیا جائے،

ستائیس تاریخ کو یکہ تاز خان سفارت بخارا کی خدمت پر مامور ہوا، اور اسپ یک صد مہری و فیل قیمتی چار ہزار و جمدھر مرصع وجیغۂ مرصع مرحمت ہوا، یکہ تاز خاں دراصل ہزار و پانصدی و پان صد سوار کا منصب دار تھا اب سو سواروں کے اضافہ سے شادکام فرمایا گیا،

عبدالعزیز والی بخارہ کو علاوہ ہندوستانی تحائف کے جن کی قیمت دو لاکھ روپیہ سے زاید تھی پانچ تازی و چار عدد کچھی گھوڑے بھی روانہ فرمائے گئے ، یکہ تاز خاں کے بجائے مغل خاں میر تزک مقرر ہوا اور اسے عصائے طلا مرحمت ہوا ، ناظم خاں کے بجائے مبارز خاں ناظم ملتان ہوا ، جہانگیر قلی خاں شہزادہ محمد اعظم کی نیابت میں چکلا سنبھل کا فوج دار مقرر فرمایا گیا،

جہاں پناہ نے بجائے مہابت خاں کے سرگروہ عمایدِ محمد امین خاں کو بذریعہ فرمانِ مبارک صوبہ کابل کے بندوبست و انتظام کا حکم دیا ، فدائی خاں کے بجائے تربیت خاں اودھ کا صوبہ دار مقرر کیا گیا ، اور فدائی خاں حضورِ شاہی میں حاضر ہوا اور جہاں پناہ نے بنا بر مصلحت حکم دیا کہ گوالیار میں قیام کرے ، بادشاہ نے فدائی خاں کو خلعتِ رخصت عطا فرمایا۔ اور یہ امیر شرف قدم بوسی حاصل کر کے روانہ ہوگیا۔ فدائی خاں کے ہمراہیوں میں رعد انداز خاں داروغۂ توپ خانہ رکاب راجہ دھنی سنگھ و غنی خاں و سید علی اکبر و رومی خان و کارطلب خاں میواتی و بدیع سلطان بلخی، میرزا صدر الدین ولد میرزا سلطان وغیرہ اپنے اپنے مراتب کے مطابق اضافۂ منصب و خلعت و اسپ و شمشیر مرصع و جمدھر وغیرہ کے عطیات سے سرفراز کئے گئے

جانی خان، رعد انداز خاں کی نیابت میں داروغۂ توپ خانہ رکاب مقرر ہوا۔

بیدار بخت کی پیدائش

ستائیس ربیع الاوّل کو شاہزادہ محمد اعظم کے محل میں جہاں زیب بانو بیگم کے بطن سے فرزند نرینہ پیدا ہوا، قبلۂ عالم اس پوتے کی ولادت سے بے حد خوش ہوئے اور شاہزادے کو خلعت فاخرہ عطا فرما کر مولود کو بیدار بخت کے نام سے موسوم کیا، جہاں پناہ نے بچے کو کلاہ مروارید قیمتی دس ہزار اور بیگم کو مالائے مروارید قیمتی دس ہزار اور سمرنی قیمتی سات ہزار مرحمت فرمائیں امانت خاں عرف سیّد احمد کو خطاب خانی مرحمت فرما کر صوبۂ بنگالہ کا دیوان مقرر کیا، خان علوشان عبداللہ خان والی کاشغر، حرمین شریفین کی زیارت سے بہرہ اندوز ہو کر بارگاہ شاہی میں واپس آیا، اور قبلۂ عالم نے خان مذکور کو سورت و مالوہ کے خزانہ سے ایک لاکھ روپیہ لبطور انعام مرحمت فرمائے،

دانشمند خاں کی وفات

معلوم ہوا کہ دانشمند خاں میر بخشی ناظم و قلعہ دار اکبر آباد نے دسویں ربیع الاول کو وفات پائی، یہ نامی امیر اپنے زمانہ کا فاضل و علامۂ دہر تھا، اور زندگی بے حد تقویٰ و عبادت کے ساتھ بسر کرتا تھا،

لشکر خاں صوبہ دار ملتان جو بادشاہ کے حضور میں حاضر تھا بخشی گری اول کی خدمت پر مامور کیا گیا، یہ شخص اصل چار ہزاری و چار ہزار سوار کا منصب دار تھا، اب ایک ہزاری ہزار سوار کا اضافہ منظور ہوا،

ہمت خاں بخشی سوم اسد خاں کے بجائے بخشی گری دوم کے عہدہ پر فائز ہوا،

مدار خاں اکبر آباد کا ناظم و معتمد خاں قلعہ دار مقرر کئے گئے

سید امیر خاں جو منصب سے استعفیٰ دے کر اکبر آباد میں مقیم تھا، سترہ ربیع الآخر کو فوت ہوا، محمد ابراہیم و محمد اسحاق و محمد یعقوب اس کے

برادر زادے یعنی شیخ میرزا کے فرزند خلعت تعزیت وعنایات شاہی سے سرفراز کئے گئے،

پشاور کے معروضے سے معلوم ہوا کہ محمد امین خاں دس ربیع الآخر کو شہر میں پہونچ گیا، اسد خاں، مرتضیٰ خاں، عابد خاں وحسن علی خاں وطاہر خان وغیرہ کو خلعت مرحمت ہوئے۔ احمد سعید خاں بیگم صاحب کی سرکار میں دیوان مقرر کیا گیا، اور بجائے اس کے لطف اللہ خاں دار وغگی عرض مکرر کی خدمت پر سرفراز کیا گیا بادشاہ زادہ کے وکلار کے بجائے فیض اللہ خاں فوجدار سنبھل مقرر فرمایا گیا، اور اس کے بجائے سربلند خاں کو قوش بیگی کی خدمت عطا ہوئی،

چوبیس جمادی الآخر مطابق سترہ آبان کو جشن وزن شمسی منعقد کیا گیا، اور بادشاہ نے طلائی تخت پر جلوس فرمایا، شہزادوں اور امرائے دربار نے مبارک باد عرض کی اور ہر شخص نوازش سلطانی سے شاد فرمایا گیا،

سیواجی کا بندر سورت پر حملہ جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ سیواجی مرہٹہ نے بندر سورت پر حملہ کرکے اہل شہر کو تباہ وبرباد کیا اور اس کے بعد واپس گیا۔

محمد معظم کے ایک اور فرزند کی پیدائش میرزا محمد وکیل نے شہزادہ محمد معظم کی عرض داشت مع ایک ہزار اشرفیوں کے بادشاہ کے ملاحظے میں پیش کی جس سے معلوم ہوا کہ شہزادہ مذکور کے محل میں نور النسار بیگم دختر سنجر نجم ثانی کے بطن سے فرزند نرینہ پیدا ہوا ہے، بادشاہ نے مولود کو رفیع الشان کے نام سے موسوم فرمایا۔

مہابت خاں سربلند خاں جو ملکہ نواب بائی کے ہمراہ دکن گیا ہوا تھا، آستانۂ والا پر حاضر ہوا، مہابت خاں صوبہ کابل کا معزول حاکم خدمت اقدس میں حاضر ہو کر شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوا جہاں پناہ نے اس امیر کو دیکھ کر زبان مبارک سے

فرمایا کہ "خوش آمدید و صفا آوردید" پچیس رجب کو مہابت خاں دکن روانہ ہوا، اور اس کو خلعت با نیمہ آستین گریباں دار و اسپ باساز طلا و فیل مرحمت ہوا، اس کے فرزند بہرام کو خنجر مرصع مرحمت ہوا راؤ روپ سنگھ ولد راؤ کرن و راجہ امر سنگھ ولد کشن سنگھ و دلیر ہمت برادر و سہراب برادر زادۂ مہابت خاں، خلعت و فیل و اسپ و خنجر و شمشیر کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے، جہاں پناہ نے حکم صادر فرمایا کہ شہزادوں اور امرا کی کشتیوں اور پالکیوں پر فرنگیوں سے مشابہ زنجیر نہ لگائے جائیں،

جلوس عالمگیری کا چودھواں سال

سنہ ۱۰۸۱ ھ / ۱۶۷۱ ء

اسی مبارک زمانہ میں رمضان کا مقدس مہینہ آگیا اور خلقت خدا پر آسمانی برکات کا مینہ برسنے لگا، بادشاہ دین پناہ کے عہد معدلت کا چودھواں سال شروع ہوا، دولت خانہ شاہی میں حسب دستور سابق آئین بندی کی گئی اور ہر چہار جانب عیش و مسرت کا دور دورہ ہوا، عید الفطر کے روز قبلۂ عالم نے بعد نماز تخت کامرانی پر جلوس فرما کر رعایا کو داد و دہش سے دل شاد کیا، شہزادوں و امرائے نامدار کے تحائف بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش ہوئے،

لشکر خاں کے انتقال کی وجہ سے اسد خاں بخشی گری درجۂ اول پر فائز ہوا، حسن علی خاں اسپ و خلعت کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا، سفیر بخارا مسمی محمود شریف پانچ ہزار روپیہ کے انعام خلعت و اسپ با ساز طلا کے گراں بہا عطیات سے بہرہ مند ہوا،

شریف مکہ معظمہ کے قاصد مسمی شیخ علی خاں نے دو عربی گھوڑے اور شمشیر بند و باز نقرہ شریف مذکور کی جانب سے جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش کیا، قبلۂ عالم نے قاصد کو خنجر مرصع اور دس ہزار روپیہ و اشرفیاں اور خلعت مرحمت فرمایا، سید محمد رومی فرستادۂ حاکم حبش کے عرائض نظر مبارک سے گزرے ملازمت کے وقت جہاں پناہ نے اسے خلعت عطا فرمایا اور واپسی کی اجازت دیتے وقت بھی اسے خلعت اور دس ہزار روپیہ مرحمت ہوئے،

پلنگ توش خان بہادر، شمشیر و جمدھر و برچھی و سپر کے گراں قدر عطیات سے سرفراز فرمایا گیا، روح اللہ خاں کے تبادلہ کی وجہ سے ارادت خاں کو آختہ بیگی کا عہدہ عنایت ہوا سعادت خاں قاقشال جو حضور شاہی میں حاضر ہوا تھا، اپنی متعلقہ خدمت پر روانہ ہوا،

دسویں ذی الحجہ کو نماز قربانی کے مراسم ادا فرمائے گئے نواب قدسیہ پرہیز بانو بیگم و گوہر آرا بیگم کو پانچ پانچ ہزار اشرفیاں مرحمت ہوئیں،

محمد امین خاں حسب الحکم چودہ سفر کو بارگاہ میں حاضر ہوا لطف اللہ خاں و اسد خاں نے دروازۂ غسل خانے تک اس کا استقبال کیا، اور حضور میں لے آئے محمد امین نے شرف قبولیت حاصل کر کے چار عربی گھوڑے ملاحظۂ والا میں پیش کئے، جہاں پناہ نے خلعت مرحمت فرما کر اس کے احوال کی پرسش فرمائی،

نورس بانو بیگم کی وفات

بائیس محرم کو عفت مرتبت نورس بانو بیگم جہاں پناہ کی خوش دامن زوجۂ شاہ نواز خاں صفوی نے رحلت فرمائی، داراب خاں و خانہ زاد خاں فرزندان میرزا ابو سعید کو (نور جہاں بیگم کے بھانجے تھے) خلعت ماتمی مرحمت ہوا،

امیر الامراء کے پیشکش و تحائف فیل اور دیگر اشیا جنگی قیمت تقریباً

دو لاکھ بیس ہزار کی حضرت کے ملاحظہ میں پیش ہوئے، شادکام چیلا جو قبلہ عالم کا پرانا ملازم تھا فوت ہوا، بادشاہ خدام نواز نے اس کے پس ماندگان کو خلعت و خدمات مرحمت فرمائے،

ارباب خان کی وفات

ارباب طرب کے مشہور استاد بسرام خان نے وفات پائی اور اس کے فرزند اور خوش حال خاں کو بھی ماتمی خلعت مرحمت فرمائے گئے، ضیاءالدین حسین و یادگار حسین و محمد حسین (اشرف خاں کے نواسے) ملازمت شاہی میں حاضر ہو کر عطیہ خلعت سے سرفراز فرمائے گئے؛ چونکہ ان کی فربہی و تنومندی کا ذکر خود زبان مبارک سے ارشاد فرمایا، ہر روز ان میں سے ایک کو شرف باریابی عطا فرمایا گیا،

علی مرداں خاں امیرالامرا کا فرزند محمد علی بیگ ولایت سے ہندوستان وارد ہوا، قبلہ عالم نے اس کو خلعت و شمشیر و خنجر مرصع و علاقہ مروارید و دس ہزار روپیہ مرحمت فرمائے، میر محمود برادر اصالت خاں تازہ ولایت سے وارد ہوا اور دوسری ربیع الآخر کو شاہی حضور میں پیش کیا گیا، خنجر مرصع و سات ہزار روپیہ کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا، داؤد خاں کے تبادلہ کی وجہ سے ہوش دار خاں ناظم برہان پور مقرر ہوا، داؤد خاں آستانہ والا پر حاضر ہوا اور میر خاں کے تبادلہ کی وجہ سے وہ الہ آباد کا ناظم مقرر فرمایا گیا، جہاں پناہ نے داؤد خاں کو خلعت خاص و اسپ باساز طلا و فیل باساز برنجی مرحمت فرمائے،

عنایت خاں دفتر دار خالصہ کو خلعت مرحمت فرما کر چکلہ میولی کا فوجدار متعین فرمایا۔ اور اس کے بجائے امانت خاں عرف میرک معین الدین کا تقرر عمل میں آیا، اور اس کو ایک بلورین دوات مرحمت ہوئی، محمد علی بیگ کو علی قلی خاں کا خطاب و علم و نقارہ و اسباب قیمتی بیس ہزار روپیہ کا مرحمت

ہوا، یحییٰ پادشاہ جو بجائے حسین پاشا کے شاہ روم کی طرف سے حاکم بصرہ مقرر ہوا تھا، چند وجوہات کی بنا پر بصرہ میں قیام نہ کرسکا اور بادشاہ شرفا نے اس کو خلعت خاصہ تکمہ دار زری، شمشیر و خنجر مرصع اور دس ہزار روپے بطور انعام مرحمت فرمائے، اس کے علاوہ پاشائے مذکور کو منصب ہزار پانصدی و ہفت صد سوار پر فائز فرمایا۔

جہاں پناہ نے بارانی خلعت شہزادوں اور امیران دربار و صوبہ جات کو مرحمت فرمائے، مبارز خاں کے تبادلہ کی وجہ سے عابد خاں ملتان کا صوبہ دار مقرر فرمایا گیا۔

روشن آرا بیگم کی وفات

سترہ جمادی الاوّل بروز پنجشنبہ نواب عفت قباب روشن آرا بیگم، قبلۂ عالم کی ہمشیر نے رحلت فرمائی، بیگم صاحبہ بہترین عادات و عمدہ خصائل کی مجموعہ تھیں، روشن آرا بیگم کو برادر گرامی مرتبت یعنی خود بدولت حضرت جہاں پناہ کے ساتھ بے حد محبت تھی، قبلۂ عالم کو ایسی شفیق بہن کی دائمی مفارقت کا بے حد صدمہ ہوا لیکن صبر و شکر کے ساتھ راضی برضائے الٰہی ہوئے اور مرحومہ کی روح کو ثواب رسانی کی غرض سے خیرات و مبرات کے تمام مراسم عمل میں لائے۔ جہاں پناہ نے بیگم صاحب کے تمام متعلقین کو شاہانہ نوازش سے سرفراز فرما کر ان کے بدن سے لباس ماتمی دور فرمایا۔

اعیان ملک کے سرگروہ، محمد امین خاں کو عہدۂ وزارت سپرد فرمانے کے لیے حضور میں طلب فرمایا گیا، اگرچہ یہ امیر صائب الرائے اور فہم و فراست و دانائی میں ضرب المثل ہے، لیکن اس کے ساتھ رعونت و خود رائی بھی اس کی سرشت میں داخل ہے،

محمد امین خاں نے بعض خلاف مزاج معروضات کے منظور فرمانے پر قبلۂ عالم سے اصرار کیا اور اسے روز سیاہ دیکھنا پڑا، جہاں پناہ۔

امین خاں کو عہدۂ وزارت سے معزول فرما کر کابل کا صوبہ دار مقرر کیا، اور رخصت کے وقت خلعت خاص و خنجر مرصع با علاقۂ مروارید و فیل باساز نقرہ اس کو مرحمت فرمائے،

افتخار خاں و مفتخر خاں کا قصور معاف ہوا اور ان کے خطابات و مناصب بحال فرمائے گئے،

افتخار خاں، سیف خاں کے بجائے ناظم صوبہ کشمیر اور مفتخر خاں کو معتمد خاں کے عہدہ پر حصار دھلی کا قلعہ دار مقرر فرمایا گیا، چودہ جمادی الآخر کو میر خاں الہ آباد کے معزول صوبہ دار نے شرف باریابی حاصل کیا، لطف اللہ خاں نے لشکر خاں کی دختر سے نکاح کیا اور اس کو خلعت کتخدائی عطا ہوا،

کامگار خاں امیرالامرار کی خدمت میں روانہ ہوا، صوفی بہادر انوشہ خاں والی اورگنج کا حاجب مقرر ہوا، اور اس کو خلعت وجیغۂ مرصع وشمشیر و ترکش مرحمت ہوئے، نامدار خاں صوبۂ اکبرآباد کا ناظم اور معتمد خاں حصار کا قلعہ دار مقرر کیا گیا۔

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ خان عالی شان عبد اللہ خاں سفر حجاز سے واپس ہو کر بارگاہ شاہی میں دوبارہ حاضر ہو رہا ہے، جہاں پناہ نے الطاف خسروانہ سے اس کی جہاں داری و دل جوئی کے لحاظ سے ایک ہزار اشرفیاں اور ایک نقرئی سپر پوش مرحمت فرمایا۔

جہاں پناہ کا اکبرآباد سے دہلی واپس آنا

دسویں رجب کو قبلۂ عالم اکبرآباد سے دھلی روانہ ہوئے، اور تمام راہ صید افگنی میں طے فرمائی، یکم شعبان کو جہاں پناہ خضرآباد پہونچے اور چوتھی تاریخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیارؒ و حضرت شیخ نصیر الدین

چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات پُرانوار کی زیارت سے فیض یاب ہوئے اور ہر دو مقامات متبرکہ کے مجاورین کو ایک ہزار پانچ سو روپیہ مرحمت فرمائے،

قبلۂ عالم سعادت زیارت حاصل فرما کر حرم سرائے شاہی میں تشریف فرما ہوئے،

بادشاہزادہ محمد اعظم کے محل میں بیگم صاحب کے بطن سے فرزند پیدا ہوا، چھبیس شعبان کو تولد فرزند کی نذر مبلغ ایک ہزار اشرفی شہزادہ کی جانب سے ملاحظۂ عالی میں پیش ہوئی، قبلۂ عالم نے نذر قبول فرما کر مولود کو جوان بخت کے نام سے موسوم فرمایا،

خان والاشان عبد اللہ خان قبلۂ عالم کے ورود سے قبل دہلی پہونچ چکا تھا، اسد خاں و بہرہ مند خاں مذکور کو بادشاہ کے حضور میں لائے اور جہاں پناہ نے دو ہزار اشرفیاں اور پچاس قاب طعام خان مذکور کی فرودگاہ پر روانہ فرمائے، امیر خاں جو اپنے منصب سے برطرف کر دیا گیا تھا دوبارہ عہدہ پر فائز ہوا میر محمود کو خطاب عقیدت خان و منصب یک ہزاری و چہار صد سوار مرحمت ہوا، چوبیس شعبان کو محمد امین خاں کے پیش کش یعنی دو سو اسی دانہ ہائے مروارید قیمتی ایک لاکھ پانچ ہزار روپیہ اور پچاس گھوڑے جہاں پناہ کے ملاحظہ میں پیش ہوئے اور امین خاں کو قبول نذر کا شرف حاصل ہوا،

جلوس عالمگیری کا پندرہواں سال

سنہ ۱۰۸۲ھ / ۱۶۷۲ء

اسی مبارک زمانہ میں رمضان کا مقدس مہینہ آیا اور شاہی جود و احسان کے بارندہ ابر نے اہل حاجت کی کشتِ امید کو سیراب فرمایا، شہزادوں و امیروں کے مناصب میں اضافہ فرما کر بادشاہ دریا نوال نے نمک خواروں کو طرح طرح کی نعمتوں سے فیض یاب فرمایا۔

عقیدت خاں نے روح اللہ خاں کی دختر سے عقد کیا، اور اسے خلعت کتخدائی مرحمت ہوا، کامگار خاں و جعفر خاں پسران ہوش دار خان ناظم صوبہ برہان پور پسر ملتفت خاں عالم گیری ابن اعظم خاں جہانگیری جس نے برہان پور ہی میں وفات پائی تھی، شاہی ملازمت میں حاضر ہوئے اور طرح طرح کی نوازشوں و عنایات سے سرفراز کئے گئے۔

اعتقاد خاں کی وفات ہوش دار خاں کے انتقال پر مختار خاں صوبہ خاندیس کا حاکم مقرر فرمایا گیا، اعتقاد خاں

اپنے برادر امیرالامراء سے ملاقات کرنے کے لئے گیا تھا، تقدیر الہٰی سے اس امیر نے وہیں وفات پائی، قبلۂ عالم نے اس کے فرزند محمد یار کو خلعت تعزیت مرحمت فرماکر اس کو سوگواری کے غم سے آزاد فرمایا، جہاں پناہ نے اعتقاد خاں کی وفات پر خود امیرالامرا کو بھی خلعت ماتمی و نامۂ تعزیت روانہ فرماکر سرفراز کیا، اعتقاد خاں مرحوم فقیر دوست اور آزاد مشرب امیر تھا، اس کی جدت پسند طبیعت نے بے شمار کلمات و امثال خود ایجاد کی تھیں جو زبان زد عام و خاص ہیں۔

ست نامیوں کی شورش

ناظرین اس واقعہ کو دیکھ کر حیرت کریں گے کہ ایک بے سروپا خون گرفتہ باغی گروہ نے جس میں، سنار، بڑھئی، خاک روب، موچی اور دیگر کم پیشہ لوگ شامل تھے سرکشی کا ارادہ کیا، اس جہنم نصیب گروہ کے سر پر قضا سوار ہوئی۔ اور خود پرستی نے ایسا دل و دماغ پر قبضہ کرکے عصیان و بغاوت پر آمادہ کیا کہ ان کے سر خود ان کے کاندھوں پر بار گراں ہوگئے،

بہ مقتضائے مثل مشہور "صید را چوں اجل آید سوئے صیاد رود" اس ناعاقبت اندیش فرقہ نے بادشاہ عالم و عالمیان کے خلاف شورش برپا کی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک حشرا بنوہ گروہ مفسدوں کا جو میوات کا باشندہ ہے حشرات الارض کی طرح زمین سے دفعتہً نکل پڑا ہے، اور مور و ملخ کی طرح جمع ہو کر سامنے آیا،

کہتے ہیں کہ ان شورہ پشتوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ گروہ اپنے کو زندۂ جاوید جانتا اور یہ سمجھتا ہے کہ اگر ان میں سے ایک قتل ہوگا تو اس کی جگہ ستر اشخاص پیدا ہوں گے۔

مختصر یہ ہے کہ ایسے پانچ ہزار مفسدوں نے نارنول کے نواح میں

فتنہ و فساد کا بازار گرم کیا اور جرأت کر کے شاہی قصبات و پرگنات کو تباہ و برباد کرنے لگے،

طاہر خاں فوجدار نارنول نے اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ پائی اور آستانۂ شاہی پر حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا، جہاں پناہ نے ان بدبختوں کے استیصال پر پوری توجہ فرمائی، چھبیس ذی قعدہ کو رعد انداز خاں توپ خانہ کی فوج و حامد خاں چوکی خاصہ اور نیز اپنے باپ سید مرتضیٰ خاں کے پانچ سو سواروں اور یحییٰ خاں، رومی خاں و کمال الدین ولد دلیر خاں و پردل پسر فیروز خاں میواتی و اسفند یار بخشی و بادشاہزادہ محمد اکبر مع اپنی فوج کے ان فتنہ پسندوں کے قتل و قید کرنے کے لئے روانہ فرمائے گئے،

شاہی فوج نواح نارنول میں پہونچی اور فتنہ پردازوں نے ان امیروں کا مقابلہ کیا، باوجود بے سروسامانی بے دینوں نے ان پرانے افسانوں کو جو ہندوؤں کی کتابوں میں مرقوم ہیں، تازہ کر دیا، اور اہلِ ہند کی اصطلاح کے موافق یہ ہنگامہ کارزار بھی مہابھارت کا نمونہ بن گیا،

مسلمانوں نے بھی بے حد دلیری کے ساتھ حملہ کیا اور فتنہ پردازوں کے خون سے اپنی تلوار اور معرکہ جنگ کی زمین کو سیراب کر دیا، شدید خوں ریز لڑائی ہوئی جس میں امرائے شاہی نے عام طور پر اور رعد انداز خاں، حامد خاں و یحییٰ خاں نے بالخصوص جوہر مردانگی دکھائے، اکثر شاہی امیر و سپاہی میدان جنگ میں کام آئے، لیکن آخر کار اقبال عالم گیری نے اپنا رنگ دکھایا اور حریف معرکۂ کارزار سے فرار ہو گئے، مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے ایک بہت بڑے گروہ کو ہلاک کیا، معدودے چند فتنہ پرداز ہلاکت سے بچ گئے اور شاہی فوج کو کامل فتح ہوئی، نواح نارنول ان اشرار کے نجس وجود سے پاک ہوا، اور اہلِ لشکر فتح مندی کے ساتھ حضورِ شاہی میں حاضر ہوئے۔

بادشاہ خدام نواز نے امیروں کی جاں نثاری کی بے حد تعریف فرمائی رعد انداز خاں کو شجاعت خاں کا خطاب مرحمت ہوا اور اس کے اصل منصب میں اضافہ ہوا اور اب سہ ہزار پانصدی دو ہزار سوار کے مرتبے پر فائز کیا گیا حامد خاں یحییٰ خاں رومی خاں ونجیب خاں غرض کہ تمام خورد و بزرگ جنھوں نے اس معرکۂ کار زار میں اپنی تلوار کے جوہر دکھائے تھے، اضافہ وخلعت کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے،

محمد امین خاں کی شکست

دسویں ذی الحجہ کو قبلۂ عالم نے عید گاہ میں نماز پڑھی اور اس کے بعد قربانی کی رسم ادا کی گئی،

صاحبان بصیرت کو معلوم ہے کہ جس طرح فتح ونصرت عطا کرنا خدا کے قبضۂ اقتدار میں ہے اسی طرح دشمن کے مقابلے میں ناکام کرنا بھی اسی قادر مطلق کے اختیار میں ہے کسی فرد کا دنیا میں معزز و باتوقیر ہونا محض فضل الٰہی پر منحصر ہے جس میں انسان کو ذرہ برابر بھی دخل نہیں ہے،

عام قاعدہ ہے کہ اگر تقدیر نے تدبیر کا ساتھ دیا تو انسان بیدار مغز خوش فکر وبلند طالع کہلاتا ہے اور اگر قسمت نے یاوری نہ کی تو ہر پاسہ الٹا پڑتا ہے، اور غریب انسان کم رائے و تیرہ بخت جیسے دل خراش ناموں سے یاد کیا جاتا ہے،

مذکورہ بالا جملہ صحیح معنوں میں محمد امین خاں پر صادق آیا کہ یہ امیر بڑے جاہ وجلال وشوکت وحشمت کے ساتھ کابل روانہ ہوا تھا تاکہ شورہ پشت افغانوں کے فتنہ کو فرو کرے اور اپنی خواہش کے مطابق حریف کے سر پر پہنچ گیا، اور دشمن بالکل اس کے قابو میں آگیا لیکن تقدیر نے تدبیر کا ساتھ نہ دیا، اور معاملہ قطعاً برعکس ہو گیا،

اس واقعہ کا تفصیلی بیان یہ ہے کہ محمد امین خاں نے تیسری محرم کو کوتل خیبر

سے عبور کرنے کا ارادہ کیا، اس امیر کو اطلاع ملی کہ افغانوں نے یہ معلوم کر کے کہ محمد امین خاں ان کی سرکوبی و استیصال کے لئے آرہا ہے درّہ کو بالکل بند کر دیا، محمد امین خاں نے اس خبر کو کچھ اہمیت نہ دی اور یہ سمجھ کر کہ حریف کو پائمال کر دینا بے حد آسان ہے آگے قدم بڑھایا، دوران عبور میں چند بداندیشہ اشخاص کی سوئے تدبیر سے ان پر وہی حادثہ پیش آیا جو حضرت عرش آشیانی اکبر بادشاہ کے عہد میں، زین خاں کوکہ حکیم ابوالفتح و راجہ بیربل کے سامنے آیا تھا،

افغانوں نے ہر چہار طرف سے گھیر کر تیر و تبر کی بوچھار شروع کر دی، اہل لشکر کا مجمع پراگندہ ہونے لگا، اور گھوڑے اور ہاتھی ایک دوسرے پر گرنے لگے۔

اس حادثہ میں اگرچہ ہزار اشخاص پہاڑ کی بلندی سے غاروں میں گر کر ہلاک ہوئے لیکن محمد امین خاں نے فرط غیرت سے جاں نثاری پر کمر ہمت باندھی مگر اس کے ملازم اس کو چاروں طرف سے گھیر کر معرکۂ کارزار سے سلامت لے آئے۔ رشید خاں فرزند عبداللہ خاں اسی معرکہ میں قتل ہوا، اور امین خاں تمام مال و اسباب سے دست بردار ہو کر بہ حال تباہ لاہور واپس آیا،

بارہ محرم کو قبلۂ عالم نے یہ وحشت انگیز خبر سنی اور فتح و شکست کو مرضی الٰہی پر محمول فرمایا،

تیس محرم کو فدائی خاں لاہور سے پشاور روانہ ہوا بیس محرم کو سربلند خاں، نامدار خاں کے تغیر سے اکبرآباد کا ناظم مقرر کیا گیا اور سربلند خاں کے بجائے ملتفت خاں داروغہ سپاہیان جلو متعین فرمایا گیا، فیض اللہ خاں کو خلعت خاص و اسپ با ساز طلا مرحمت ہوا اور یہ امیر مرادآباد روانہ کیا گیا،

عبداللہ خاں کو بیس ہزار روپیہ مرحمت ہوئے اسپت خاں گوشہ نشین ہوچکا تھا، اس کو دوبارہ عہدۂ ملازمت عطا ہوا اور خلعت وشمشیر کے ساتھ اپنے قدیم منصب پر بھی بحال فرمایا گیا،

شہزادہ محمد اکبر اور سلیمہ بانو بیگم کا جشن کدخدائی

اسی مسرت انگیز زمانہ میں بادشاہزادہ محمد اکبر کے جشن کدخدائی کا انعقاد ہوا، سلیمہ بانو بیگم دختر شہزادہ سلیمان شکوہ نواب قدسیہ گوہر آرا بیگم نے اپنی فرزندی میں لے کر شہزادی کی پرورش کی تھی، شہزادہ محمد اکبر کا نکاح شہزادی کے ساتھ کیا گیا، اور گوہر آرا بیگم صاحبہ کے در دولت پر جشن منعقد ہوا،

قبلۂ عالم نے شہزادہ موصوف کو چار لاکھ روپیہ نقد و خلعت خاص بانیمہ آستین و کلغی و رہوپ مرصع اور مالا اور سہرہ مروارید دو عربی گھوڑے مرحمت فرمائے،

دوسری ربیع الاول کو مسجد جامع میں حضرت بندگان والا کی وکالت میں قاضی القضاۃ عبدالوہاب نے خطبۂ نکاح پڑھا اور پانچ لاکھ کی رقم کابین قرار پائی، حاضرین مجلس نے مبارکباد عرض کی اور پانچ گھڑی شب گزرنے کے بعد شہزادہ محمد اکبر سوار ہوا اور شہزادہ محمد اعظم و بخشی الملک اسد خاں و میر خاں و نامدار خاں وغیرہ امرائے کبار شہزادہ کے ساتھ ہوئے دہلی دروازے سے قریب نواب قدسیہ بیگم کے محل تک دو رویہ بانس کی باڑہ باندہ کر روشنی کا انتظام کیا گیا تھا، جس کی وجہ سے ایک عجیب دلکش نظارہ تھا آتشبازی کی کثرت و اقسام سے ناظرین حیرت زدہ تھے، غرض کہ جشن شادی بے حد شان و شوکت و آرائش کے ساتھ انجام پایا اور عروس کا ہودج شہزادہ کے محل میں پہونچا دیا گیا،

معروضہ پیش کیا گیا کہ شہزادہ محمد معظم حسب فرمان شرف قدم بوسی کے لئے روانہ ہوئے ہیں، نویں ربیع الآخر کو شہزادۂ مذکور حضور معلّٰی میں حاضر ہوئے، اورجہاں پناہ نے خلعت خاصہ وشمشیر باساز مرصع و مالائے مروارید و اورلیسی اور ایک لاکھ روپیہ کی رقم مرحمت فرمائی، بادشاہ زادہ محمد معز الدین و محمد اعظم پر شاہانہ نوازش فرمائی گئی،

دوسری جمادی الآخر کو محمد شائیش بانو بیگم دختر شہزادہ مراد بخش محمد صالح ولد خواجہ طاہر نقشبندی کے حبالۂ عقد میں دی گئی، سربلند خاں و قاضی عبدالوہاب و ملّا محمد یعقوب مجلس عقد میں حاضر تھے،

چھبیس تاریخ کو بارگاہ والا کے دو قدیم نمک خوار وزیر خاں و محمد طاہر نے وفات پائی، میر خاں بجائے وزیر خاں کے مالوہ کا صوبہ دار مقرر کیا گیا، اور سربلند خاں، ہمت خاں کے تغیر سے صوبہ دار اکبرآباد بنالیا گیا، مغل خاں اس کے تغیر سے خوش بیگی کی خدمت پر مامور ہوا،

محمد طاہر کی سزائے موت

محمد طاہر قدیمی والا شاہی جو حسب الحکم حسن علی خاں کی دیوان داری پر متعین تھا اپنی بدزبانی و بدافعالی کی وجہ سے واجب القتل ہوچکا تھا، بائیس رجب کو ملّا عوض وجیہ کے معروضہ کے مطابق شرعاً اس کا قتل واجب سمجھا گیا اور مجرم تہ تیغ کردیا گیا،

مہرالنسا بیگم کا نکاح

سلطان ایزد بخش ولد سلطان مراد بخش شاہی حکم کے مطابق قلعہ گوالیار سے آستانۂ والا پر حاضر کیا گیا تھا، قبلۂ عالم نے شفقت بزرگانہ سے ملکۂ عفت جناب مہرالنسا بیگم اپنی دختر نیک اختر کو شہزادۂ مذکور کے حبالۂ عقد میں دیا، قاضی عبدالوہاب و شیخ نظام و بختاور خاں و دریا خاں کے حضور میں خطبۂ نکاح

پڑھا گیا،

ملتفت خاں جو شہزادہ محمد سلطان و سپہر شکوہ کو قلعہ گوالیار سے لینے گیا تھا خدمت شاہی میں حاضر ہوا اور جہاں پناہ نے حکم دیا کہ دونوں شہزادے قلعۂ سلیم گڈھ میں سکونت پذیر ہوں،

انتیس تاریخ کو جہاں پناہ شہزادہ محمد معظم کے مکان پر تشریف فرما ہوئے دروازہ سلیم گڈھ کے پل سے بادشاہ زادے کی حویلی تک زربفت و دیگر بیش قیمت کپڑوں کا فرش بچھا ہوا تھا جہاں پناہ نے شہزادہ کے پیش کش قبول فرمائے اور حرم سرا کو واپس ہوئے،

شہزادہ محمد اکبر کے بست ہزاری و دو ہزار سوار کے منصب میں دو ہزاری کا اور اضافہ فرمایا گیا،

جواھر خاں کی وفات

چوبیس شعبان کو جہاں پناہ کا قدیمی نمک خوار جواہر خاں تحویل دار جواہر خانہ فوت ہوا یہ شخص غربا کا بے حد خیر خواہ تھا خدا غریق رحمت کرے۔

محمد امین خاں کا نیا عہدہ

تیس محرم کو فدائی خاں لاھور سے پشاور روانہ ہوا، چوبیس صفر کو محمد امین خاں احمد آباد گجرات کا صوبہ دار مقرر ہوا اس کا منصب شش ہزاری پنج ہزار سوار تھا، اب پنج ہزاری پنج ہزار سوار کے منصب پر بحال رہا، جہاں پناہ نے حکم دیا کہ بلا آستانہ شاہی پر حاضر ہوئے اپنی خدمت پر روانہ ہو جائے،

مہابت خاں جو حضور میں حاضر ہو کر دکن کی مہم پر روانہ ہوا تھا، افغانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بنا پر حضوری سے ممنوع قرار دیا گیا، اسلام خاں نے اپنے قبائل و فرزند سوم مسمی مختار بیگ کے طلب کرنے میں لیت و لعل سے کام لیا تھا، اور اسی

پس و پیش کی وجہ سے دولت حضوری سے محروم ہو کر اُجین میں قیام پذیر تھا، عمدۃ الملک بہادر خاں کی سفارش سے منصب پر بحال فرما کر خان مذکور کی فوج میں شامل کیا گیا، اسلام خاں نے اس نوازش کے بعد اپنے قبائل کو بصرہ سے طلب کر لیا،

جلوس عالمگیری کا سولھواں سال

سنہ ۱۰۸۲ھ / ۱۶۷۳ء

اس مبارک زمانے میں رمضان کا مہینہ آیا اور حکم الٰہی کے مطابق عام مسلمانوں نے اس مقدس ماہ کے برکات حاصل کرنے پر کمر ہمت باندھی، بادشاہ دین پناہ نے تمام ماہ صوم وصلوٰۃ و اعتکاف میں بسر فرمایا، یہ مقدس مہینہ تمام ہوا، اور ہلالِ عید اُفق آسمان پر نمودار ہوا۔ صدائے مبارک باد کا شور و غل بلند ہوا، قبلۂ عالم ہاتھی پر سوار ہو کر نمازِ عید ادا فرمانے کے لئے عیدگاہ تشریف لے گئے فراغت نماز کے بعد حرم سرا واپس ہوئے۔

عید کے دوسرے روز بادشاہ دین پناہ نے تختِ کامرانی پر جلوس فرمایا جہاں پناہ نے شہزادہ محمد معظم کو خلعت با نیمہ آستین و مالائے مروارید و ایک لاکھ روپیہ و فیل باساز طلا ر قیمتی پانچ ہزار روپیہ عطا فرمایا۔

مناصب میں اضافہ
شہزادہ محمد اعظم بھی خلعت با نیمہ آستین کے عطیے سے سرفراز فرمائے گئے، شہزادہ محمد اکبر کو طرۂ مرصع مرحمت ہوا،

بخشی الملک اسد خاں و نیز دیگر خورد و بزرگ طرح طرح کی نوازشوں و انعامات سے سرفراز فرمائے گئے اور تمام حاضرین کو حسب مراتب جواہرات و اسپ و فیل و خلعت مرحمت ہوئے، شاہی اراکین کے روزینوں اور مناصب میں مندرجہ ذیل اضافے فرمائے گئے،

شہزادہ محمد معظم، اصل بست ہزاری و پانزدہ ہزار سوار، اضافہ دہ ہزاری پنج ہزار سوار،

سلطان معز الدین روزینہ اصل ایک سو پچاس روپیہ، اضافہ پچاس روپیہ،

سلطان محمد عظیم روزانہ ایک سو روپیہ، اضافہ پچاس روپیہ، بادشاہزادوں و امرائے کبار کے پیش کش ملاحظۂ عالی میں گزرانے گئے، تمام تحائف کی قیمت پچاس لاکھ روپیہ اندازہ کی گئی،

نذرانے
دنیا دار بیجاپور سکندر عادل خاں کے حاجب نے آلات جواہر و مرصع شاہی ملاحظہ میں پیش کئے، عبداللہ قطب الملک دنیا دار حیدرآباد کے حاجب نے اسباب و جواہر و ظروف چینی نذر گذرانے، حکم شاہی صادر ہوا کہ ان کے تحائف کے معاوضہ میں تین لاکھ روپیہ نقد مرحمت ہو،

دکن کا نیا صوبہ دار
شہزادہ محمد معظم کے وکلا کے تغیر سے بہادر خاں خان جہاں بہادر کے خطاب سے دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا، جہاں پناہ نے خاں جہاں کے منصب میں ہزار سواروں کا اضافہ فرما کر خلعت خاصہ و جمدھر مرصع گرز برداروں کی معرفت

اس کے لئے روانہ فرمایا،

میوات کا فوج دار میر ابراہیم داماد صفیہ بیگم کو میوات کا فوج دار مقرر فرمایا گیا، میر ابراہیم کو کار طلب خاں کا خطاب عطا ہوا، اور اس کے جاہ وحشمت میں ترقی ہوئی، میر ابراہیم کے بھائی مرشد قلی خاں کو داروغہ داغ وتصحیح مقرر فرمایا گیا،

دیانت خاں کی وفات دیانت خاں جو فنِ نجوم میں بے نظیر استاد تھا فوت ہوا دیوانگن و رستم انگن وشیر انگن اس کے فرزندوں کو خلعت ماتمی عطا ہوئے،

رمضان کی چھ تاریخ کو بادشاہ شفقت پناہ کے حکم کے مطابق داراب خاں نے شہزادہ محمد سلطان و شہزادہ سپہر شکوہ کو دیوان خواب گاہ میں بادشاہ کے حضور میں پیش کیا دونوں شہزادے شرف قدم بوسی سے بہرہ یاب ہوئے اور جہاں پناہ نے فرزند و برادر زادہ دونوں کو خلعت و سرپیچ زمرد عطا فرمایا،

محمد سلطان اور دوستدار بانو بیگم کا نکاح

بادشاہ زادہ محمد سلطان نے دوست دار بانو بیگم دختر شہزادہ مرادبخش سے نکاح کیا، اور قبلۂ عالم نے شہزادۂ مذکور کو خلعت وشمشیر مرصع و عصائے مرصع واسپ مرصع بازین مرحمت فرمایا، جہاں پناہ نے محل خواب گاہ میں اپنے دست مبارک سے شہزادہ کے سر پر مروارید کا سہرا باندھا اور فرزند کا ہاتھ پکڑے ہوئے مسجد میں تشریف لائے، قاضی القضاۃ قاضی عبدالوہاب نے محمد یعقوب کی وکالت و ملاعوض وجیہ و میر سید محمد قنوجی کی شہادت میں خطبۂ نکاح پڑھا اور دو لاکھ روپیہ دینِ مہر قرار پایا، شجاعت خاں شیخ نظام و دریا خاں و بختاور خاں و خدمت گار خاں مجلس عقد میں حاضر تھے،

زبدۃ النساء بیگم اور سپہر شکوہ کا نکاح

اکیس شوال کو قبلۂ عالم نے اپنی دختر ثریا نقاب نواب زبدۃ النساء بیگم کو شہزادہ سپہر شکوہ کے حبالۂ عقد میں دیا، جہاں پناہ و قاضی عبدالوہاب و ملا محمد یعقوب و دربار خاں و بختاور خاں مجلس عقد میں شریک تھے، شہزادہ سپہر شکوہ کو خنجر مرصع و سرپیچ و مالائے مروارید و سہرۂ مروارید مرحمت فرمائے گئے، ملکہ تقدس نقاب گوہر آرا بیگم و حمیدہ بانو بیگم نے رسوم کتخدائی کو انجام دیا،

افتخار خاں کشمیر کی خدمت سے علیحدہ ہو کر پیشاور روانہ ہوا، بادشاہ زادہ محمد سلطان کو بارہ ہزار، شہزادہ سپہر شکوہ کو چھ ہزار و شہزادہ ایزد بخش کو چہار ہزار سالانہ کے وظائف مرحمت ہوئے،

چوتھی ذی قعدہ کو سیف اللہ مشرف قوش خانہ نے عرض کیا کہ ایک میر شکار نے خواب دیکھا کہ ایک شخص شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے اس کے مقابلہ کو تیار ہے میر شکار خواب سے بیدار ہوا اور اپنے کو زخمی و اپنی شمشیر کو برہنہ پایا،

سولہ تاریخ کو شہزادہ محمد معظم حکم شاہی کے مطابق حضرت خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے گئے اور ایک ہزار کی رقم درگاہ میں نذر پیش کی، اسی تاریخ بادشاہ زادہ محمد سلطان بھی درگاہ مذکور پر حاضر ہوئے اور پانچ سو روپیہ نذر پیش کی،

یکم ذی الحجہ کو اسد خاں نے نیابت دیوانی سے استعفیٰ داخل کیا جہاں پناہ نے حکم دیا کہ امانت خاں دیوان خالصہ و کفایت خاں دیوان تن بھی اپنی مہریں دیوان اعلیٰ کی مہر کے نیچے ثبت کر کے مہمات دیوانی کو انجام دیں،

ایک خون ناحق فرحام برلاس نے اپنی دختر کی نسبت اپنے ہمشیرزادہ سے کی تھی لیکن بہن کی بدمزاجی و زبان درازی کی وجہ سے جن صفات میں کہ یہ عورت ضرب المثل تھی اس نسبت کو ترک کردیا اس زمانہ میں فرحام اٹک کی فوجداری سے معزول ہوکر حضور میں حاضر ہوا فرحام کی بہن نے اپنے فرزند کو اس امر کی ترغیب دی کہ فرحام کو دربار خاص وعام میں بادشاہ کے حضور میں قتل کرے، ورنہ یہ اس کو دودھ نہ بخشے گی،

عورت نے اپنا برقعہ اس کے چہرہ پر ڈال کر کہا کہ یا تو میرے حکم کی تعمیل کر ورنہ اس کو پہن کر گھر میں عورتوں کی طرح بیٹھ، لڑکے نے ناچار ماں کے حکم کی تعمیل پر کمرہمت باندھی، اور جلوس شاہی میں جب کہ خاص وعام اپنی آراستگی میں مصروف تھے یہ شخص کسی نہ کسی طرح فرحام کے قریب گیا اور ایک زخم کاری سے اس بوڑھے و باتوقیر شخص کو خاک و خون میں ملادیا

مجرم نے ارادہ کیا کہ فرار ہوجائے لیکن ظاہر ہے کہ خونِ ناحق اپنا رنگ دکھاتا ہے اور موت قاتل کو بھی مقتول کے پاس سُلاتی ہے یہ شخص گرفتار کرکے قیدخانہ بھیج دیا گیا، چوتھی ذی الحجہ کو محکمۂ قضا میں مقدمہ پیش ہوا مقتول کے وارث یعنی اس کی زوجہ اور اس کی دختر زوجہ علی قلی برلاس عدالت میں حاضر تھے، جہاں پناہ نے ورثاء مقتول سے درخواست کی کہ خون قاتل سے درگذریں، لیکن ان کو عفو تقصیر کی توفیق نہ ہوئی، اور نوجوان قاتل بھی حوض جلوخانہ پر خاص وعام کے روبرو تہ تیغ کیا گیا، مقتول کی لاش اس کی ماں کو جو قلعہ کے دروازہ پر رتھ پر سوار کھڑی تھی حوالہ کی گئی،

عید الضحیٰ دسویں ذی الحجہ کو قبلۂ عالم نے نماز عید الضحیٰ ادا فرمائی چاروں شہزادے بادشاہ کے حضور میں حاضر تھے قبلۂ عالم نے اپنے دست مبارک سے گوسفند ذبح فرمائی اور شہزادہ محمد سلطان نے حسب الحکم اونٹ کی قربانی کی،

جہاں پناہ پر ایک دیوانہ کا حملہ

واپسی میں ایک دیوانہ صورت شخص، سواری مبارک کے قریب آیا اور ایک لکڑی ماری، لکڑی تخت سے اچھل کر زانوئے مبارک پر لگی، گرز بردار اس کو گرفتار کرکے حضور میں لائے بادشاہ کرم گستر نے اس کی رہائی کا حکم صادر فرمایا۔

چودہ ذی الحجہ کو بادشاہ زادہ محمد کام بخش کے ختنے کی رسم ادا ہوئی،

مان سنگھ و مہا سنگھ و انوپ سنگھ پسران راجہ جے سنگھ اپنے باپ کی وفات کے بعد آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے، ہر سہ اشخاص کو خلعت مرحمت ہوا، میرزا خان منوچہر فوجدار ارابوج نے وفات پائی

نئے عہدے فرمان والاشان صادر ہوا کہ خان جہاں بہادر کو ماہی مراتب مرحمت فرمایا گیا وہ خود اس کا انتظام کرلے،

روح اللہ خاں ولد فیض اللہ خاں دھامونی کا فوجدار مقرر فرمایا گیا، باقی خاں بخشی صوبۂ دکن نے وفات پائی اور مرشد قلی خاں اس کی جگہ مقرر ہوا

سنہ ۲۰ ۔ محرم کو جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ مہابت خاں حوالی پشاور

یعنی باغ ظفر سے کوچ کرکے کابل روانہ ہوا، سربلند خاں کو حکم ہوا کہ دفتر سررشتہ والا شاہی کی بھی نگرانی کرے،

سورج گرہن گیارہ ربیع الاول کو معروضہ پیش ہوا کہ دوپہر سے دو ساعت پیشتر آفتاب کے گرد قوس و قزح کا ہالہ نمودار ہوا اور ساٹھ گھڑی قائم رہا،

تیرہ ربیع الآخر کو بادشاہ زادہ محمد معظم کی زوجہ یعنی دختر عبدالمومن نے وفات پائی، جہاں پناہ مسجد جامع سے شہزادہ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے اور فاتحہ مغفرت پڑھ کر کشتی پر دولت خانہ کو واپس آئے

اٹھائیس تاریخ کو واقعات دکن کے معروضہ سے معلوم ہوا کہ کیرت سنگھ ولد جے سنگھ فوت ہوا،

سترہ جمادی الاول کو بادشاہ زادہ محمد اکبر کے محل میں فرزند پیدا ہوا اور مولود عبدالوہاب کے نام سے موسوم کیا گیا، بائیس جمادی الآخر کو بادشاہ زادہ محمد معظم کی محل سرا میں لڑکا پیدا ہوا اور جہاں پناہ نے نووارد بچہ کو خجستہ اختر کے نام سے موسوم کیا،

زمیندار کمایوں اپنے ملک میں شاہی لشکر کی آمد اور ان کی تاخت و تاراج کی وجہ سے بے حد خوف زدہ ہو گیا تھا، سید مرتضیٰ کی سفارش سے جہاں پناہ نے عفو تقصیر فرما کر زمیندار مذکور کو مطمئن فرمایا،

سید مرتضیٰ خاں نے حامد خاں کو ہدایت کی کہ زمیندار کمایوں کے فرزند کو بارگاہ شاہی میں حاضر کرے، حامد خاں نے دوسری رجب کو امیدوار مکرمت شاہی کو بارگاہ والا میں حاضر کیا، فرزند زمیندار نے ایک ہزار اشرفیاں اور تین ہزار روپے رقم پیش کی اور عطائے خلعت سے سرفراز فرمایا گیا

دیار ایران کے وقائع سے معلوم ہوا کہ شہر نیشاپور و ہرات و

شیراز زمین میں دھنس گئے،

سیواجی کی شکست

خان جہاں نے چھ کوس کا دھاوا کر کے سیواجی کو فاش شکست دی، اور حریف کو مغلوب و پسپا کر کے بے شمار مال غنیمت حاصل کیا، خان مذکور نے تمام مال غنیمت دلیپ کنور کے ہمراہ بارگاہ عالی میں ارسال کیا، اکتیس رجب کو مال مرسولہ شاہی ملاحظے میں پیش ہوا اور خان جہاں کے منصب میں ایک ہزار سواروں کا اضافہ فرمایا گیا،

حامد خاں بنگلہ جس کے نین پاؤں تھے کوہستان کمایوں سے حضور شاہی میں حاضر کیا گیا،

فیض اللہ خاں مراد آباد سے حاضر ہو کر شرف ملازمت سے سرفراز ہوا۔

کابل کی مہم

مہابت خاں نے افغانوں کو قرار واقعی تنبیہ کرنے سے چشم پوشی کی اور اس باغی گروہ کو جیسا کہ چاہیئے تھا پامال نہ کیا بلکہ حریف سے "ما بخیر و شما بہ سلامت" کہہ کر کابل روانہ ہو گیا قبلۂ عالم کو خان مذکور کی یہ ادا پسند نہ آئی، اور جہاں پناہ کے حکم سے سترہ شعبان کو شجاعت خان ان بدبختوں کی سرزنش و تنبیہ کے لئے کثیر فوج و ساز و سامان کے ساتھ رخصت ہوا، قبلۂ عالم نے خان مذکور کو خلعت خاص و جیغۂ مرصع و اسپ عربی با ساز طلا مرحمت فرما کر اس کے منصب میں پانصدی پانصد کا اضافہ فرمایا،

سرفراز خاں توپ خانہ کی نیابت پر متعین ہوا اور خدمت گار خاں قلعہ داری اور دربار خاں غسل خانہ کی نیابت پر مامور فرمائے گئے،

شجاعت خاں کے تمام ہمراہی علی قدر مراتب خلعت و شمشیر و اسپ و اضافۂ منصب کے عطیات سے سرفراز کئے گئے،

جلوس عالمگیری کا تیرھواں سال

سنہ ۱۰۸۴ھ / ۱۶۷۴ء

رمضان کا مقدس مہینہ شروع ہوا اور آستانۂ شاہی سے غلغلۂ شادمانی بلند ہوا، ماہ صیام کی آمد نے اہل عالم کو ہر طرح کے دینی و دنیاوی برکات کا امیدوار بنایا،

بادشاہ حقیقت شناس و حق پسند نے تمام ماہ رمضان شبانہ روز عبادت و طاعت میں بسر کیا، کارپردازان سلطنت نے جشن جلوس کے انعقاد کا انتظام شروع کیا، صیام کا زمانہ ختم ہوا، اور بادشاہ دین پناہ نے نماز عید الفطر ادا فرمائی نماز کے بعد جود و سخا کا بازار گرم ہوا، اہل حاجت کی آرزوئیں بر آئیں، اور خورد و بزرگ جواہرات و اضافۂ مناصب و خلعت و اسپ و فیل وغیرہ مختلف عطیات سے سرفراز فرمائے گئے شہزادگان والا قدر و امیران نامدار کے تحائف حضور میں پیش ہوئے اور ان کو شرف قبولیت عطا ہوا،

میر قوام الدین کی ہندوستان میں آمد

میر قوام الدین صدر قلمرو ایران برادر خلیفہ سلطان وزیر مملکت ایران کے طالع بلند نے یاوری کی اور اسے ہندوستان جنت نشان لے آیا، چھ شوال کو صدر موصوف نے شرف ملازمت حاصل کیا اور قبلۂ عالم کی مرحمت خسروانہ سے سرفراز ہوا، جہاں پناہ نے میر قوام الدین کو خلعت خاص وجمدھر مرصع با پھول کٹارہ و علاقۂ مروارید و شمشیر با ساز طلا و سپر باگل مرصع و عصا و دس ہزار روپے نقد مرحمت فرمائے،

میر قوام الدین رفتہ رفتہ خطاب خانی و منصب سہ ہزاری دو ہزار پانصد سوار سے سرفراز کیا گیا، قوام الدین کے فرزند مسمی صدر الدین کو خلعت و شمشیر با ساز مرصع و منصب ہفت صدی و ایک صد سوار مرحمت ہوا،

میر ابراہیم ولد شیخ میر زیارت حرمین شریفین سے بہرہ اندوز ہوکر آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور منصب ہزار و پانصدی سوار کی مرحمت خسروانہ سے سرفراز ہوا،

حکیم صالح خاں نے وفات پائی، اور حکیم محسن و دیگر فرزندان مرحوم و نیز دوسرے اعزا کو خلعت ماتمی عطا ہوئے، حکیم مرحوم کے بجائے محمد علی خاں پسر نصرت خاں داروغۂ کو کیراق خانہ مقرر ہوا،

میر عبد الرحمٰن ولد اسلام خاں مرحوم حاجب حیدرآباد مقرر فرمایا گیا دسویں ذی الحجہ کو قبلۂ عالم نماز و رسم قربانی ادا فرمانے کے لئے عیدگاہ تشریف لے گئے

کوتل خیبر سے عبور کی کیفیت

قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ سترہ ذلقعدہ کو شجاعت خاں کے نااہلی سے

گزر کر کوتل کھرپہ سے عبور کرنے کا خواہاں تھا، اس امیر نے لشکر آراستہ کر کے قدم آگے بڑھائے،

افغانوں کا گروہ جو کمین گاہ میں مقیم تھا ایک تنگ پہاڑی راہ پر شجاعت خاں کے مقابلے کے لئے آیا، بہادر سپاہیوں نے ہر چند کوشش کی کہ دشمن کو پامال و زیر کریں، لیکن چونکہ اکثر بندگان درگاہ کی قضا آچکی تھی، شجاعت خاں اور اس کے ہمراہیوں کی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور یہ امیر مع سپاہیوں کی ایک معقول تعداد کے میدان جاں نثاری میں کام آیا،

بندہ پرور کو ایسے با اخلاص و نمک حلال ملازم کی موت و فوج شاہی کی شکست کا بے حد صدمہ ہوا، اور جہاں پناہ نے خود سفر کرنے کا مصمم ارادہ فرمایا،

گیارہ محرم کو قبلۂ عالم نے حسن ابدال کی طرف کوچ کیا شجاعت خاں کی وفات کے باعث صف شکن خان داروغۂ توپ خانہ اور شجاعت خاں کے بھائی ہمت خاں داروغۂ غسل خانہ مقرر فرمائے گئے، سیف خاں ناظم اکبراباد، دہلی کی نظامت پر مامور ہوا اور اکبرآباد کی نظامت شہر کی قلعہ داری میں ضم فرما دی گئی،

فیض اللہ خاں کو خلعت مرحمت فرما کر مرادآباد روانہ ہونے کی اجازت عطا ہوئی، اہتمام خاں داروغۂ عمارت و تخت گاہ کے دیگر عمال و کارپردازان کو متعلقہ خدمت پر روانہ ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی

قوام الدین اور اس کے فرزند کو حکم ہوا کہ دو ماہ کے بعد بادشاہ کی ملاقات میں حاضر ہو جائیں،

شیخ عبدالعزیز فوج دار سرہند کو دلاور خاں کا خطاب مرحمت ہوا، جہاں پناہ نے حکم دیا کہ سربلند خاں دو ہزار پانچ سو سواروں اور توپ خانہ کی جمعیت کے ساتھ دامن کوہ سے راستہ طے کرے

نامدار خاں منصب سے برطرف کیا گیا اور چالیس ہزار روپیہ سالانہ اس کو وظیفہ عطا ہوا، محمد صالح خطاب خانی سے سرفراز فرما کر اپنے باپ کے پاس روانہ کیا گیا،

رحمت خاں کو لاہور جانے کا حکم ہوا تاکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عرس مبارک کا انتظام کرے،

میر خاں کی برطرفی

میر خاں ولد خلیل خاں نے ایرج کی فوج داری قبول کرنے میں پس و پیش کیا جو منصب سے برطرف کیا گیا، نویں ربیع الاول کو اسمٰعیل زمیندار کو نواح ملتان کو واپس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی، اسمٰعیل مذکور خطاب خانی و عطیۂ اسپ سے سرفراز فرمایا گیا، افتخار خاں و عقیدت خاں فدائی خاں کی امداد کے لئے جموں سے روانہ ہوئے، راجہ عنایت اللہ کو خلعت رخصت مرحمت ہوا،

اٹھارہ ربیع الاول کو سربلند خاں بدیع سلطان و ناصر خاں وغیرہ کے ہمراہ پشاور روانہ فرمایا گیا۔

بیس ربیع الاول کو مہاراجہ جسونت سنگھ اپنے تھانہ سے شاہی حضور میں حاضر ہو کر شرف قدم بوسی سے بہرہ مند ہوا، قبلۂ عالم نے جسونت سنگھ کو خلعت خاص وار لبس قیمتی سات ہزار روپے مرحمت فرمائی، جسونت کو اس کے محلات پر روانہ ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی، اور رخصت کے وقت شمشیر با ساز مرصع و فیل کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا،

دوسری ربیع الثانی کو قبلۂ عالم حسن ابدال پہونچ گئے،

ایک ضعیفہ پر عنایات خسروانہ

مقام حسن ابدال میں ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا جو قبلۂ عالم کی

معدلت گستری و غربا نوازی کی ایک بیّن دلیل ہے

جہاں پناہ کو باغ حسن ابدال میں قیام فرمائے ہوئے دو تین روز گذرے تھے، کہ خاکسار مؤلف کے ملازمین نے مجھ سے آکر بیان کیا کہ دولت خانۂ شاہی کے زیر دیوار ایک ضعیفہ رہتی ہے، اس پیرزال کے پاس ایک پانی کی چکی ہے جو اس کا ذریعہ معاش ہے، چکی اس پانی سے چلتی ہے جو باغ سے نکل کر نالے میں گرتا ہے، چونکہ یہ مقام عملہ نظارت کی نگرانی میں ہے اس لئے اس سررشتہ کے ملازمین نے پانی کی گذرگاہ بند کردی ہے، جس کی وجہ سے چکی کا چلنا بند ہو گیا ہے، ہم سپاہی آٹے کے نہ ملنے سے پریشان ہیں اور غریب ضعیفہ کی روزی کا دروازہ بند ہے، راقم الحروف نے یہ قصہ بے کم وکاست خان والاشان بختاور خان سے بیان کیا، خان مذکور نے حاضری کے وقت سارا ماجرا قبلۂ عالم سے عرض کیا، بادشاہ غربا نواز نے اسی وقت خان مذکور سے فرمایا کہ تم خود جاکر پانی کی گذرگاہ کھول دو، اور تاکید کردو کہ کوئی فرد بھی پیرزال کی روزی میں سدراہ نہ ہو، شاہی حکم کی فوراً تعمیل کی گئی، اور خان مذکور اپنے مکان واپس آئے، اسی دوران میں قبلۂ عالم خاصہ تناول فرمانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھے اور دو قاب طعام اور پانچ اشرفیاں شیخ ابوالخیر ولد شیخ نظام کو جو شرف حضوری سے باریاب تھا عطا کر کے فرمایا کہ یہ اشیاء لے کر بختاور خاں کے پاس جاؤ وہ اس ضعیفہ کا مکان جانتا ہے اس سے دریافت کر کے تم ہمارا یہ ہدیہ پیرزال تک پہونچاؤ، ضعیفہ سے ہمارا سلام کہو اور یہ پیغام دو کہ تم ہماری ہمسایہ ہو، ہمارے یہاں کے ورود و قیام سے جو تکلیف تم کو پہونچی ہے اس کو معاف کرو، شیخ نظام، خان مذکور کی خدمت میں آئے اور ضعیفہ کا مکان دریافت کیا معلوم ہوا کہ پیرزال مذکور ایک دوسرے ٹیلے پر جہاں ایک چھوٹا گاؤں آباد ہے

سکونت پذیر ہے ۔ آدھی رات کو شیخ نظام و بختاور خاں ضعیفہ کے مکان پر پہونچے اور اس کو خواب سے بیدار کرکے بادشاہ کا تحفہ و پیغام اس کو پہونچایا ،

دوسرے روز قبلۂ عالم نے دربار خاں ناظر کو حکم دیا کہ پالکی روانہ کرکے پیر زال کو لے آؤ ، اور اس کو محل میں پہونچا دو اس غریب بوڑھی نے اپنی تمام عمر نقرئی پالکی کا نام بھی نہ سُنا تھا ، بہرحال ضعیفہ حضور والا میں حاضر ہوئی ، اور بادشاہ غریب پرور نے اس کا حال دریافت فرمایا ، اس نے عرض کیا اس عورت کی دو ناکتخدا لڑکیاں ہیں اور دو لڑکے ہیں جو فاقہ کش و سروپا برہنہ ہیں اور آوارہ گردی میں میں زندگی بسر کرتے ہیں ،

قبلۂ عالم نے ضعیفہ کو دو سو روپیہ مرحمت فرمائے یہ عورت دو شب محل میں مقیم رہی اہل حرم کے لئے یہ عجوبۂ روزگار ہوگئی اور تمام ساکنانِ حرم نے اس کو نقد و زیور و لباس عنایت کیا ،

اس بوڑھی نے کسی شخص سے یہ سُن لیا کہ راقم الحروف نے اس کا قصہ بختاور خاں سے بیان کیا تھا میرے خیمے کے سامنے شکر گزاری کے لئے آئی ، کیا دیکھتا ہوں کہ دلق پوش ضعیفہ دوشالہ اوڑھے کناری دامن کی پشواز پہنے کھڑی ہے اس کے پاؤں میں کمخواب کی جوتیاں ہیں اور سارا جسم زیور سے لدا اور دامن اشرفیوں سے بھرا ہوا ہے ، میں نے دریافت کیا کہ تو کون ہے ، اس پیر زال نے جواب دیا کہ میں وہی ضعیفہ ہوں جو تمھاری اور تمھارے خان کے بدولت اس مرتبہ کو پہونچی ہوں ،

خاکسار مؤلف اس بوڑھی عورت کو بختاور خاں کے پاس لے گیا ، خان مذکور نے بھی اس کے ساتھ رعایت فرمائی ،

دو یا تین روز کے بعد قبلۂ عالم نے ناظر کو دوبارہ حکم دیا کہ ضعیفہ اور

اس کی لڑکیوں کو محل میں لے آئے، خواجہ سرا پالکیاں لے کر گئے اور ضعیفہ مع اپنی بیٹیوں کے محل سرا میں آئی، قبلۂ عالم نے اس مرتبہ دو ہزار روپیہ کنیادان مرحمت فرمائے، اہل محل نے اس مرتبہ پہلے سے دو چند نقد و زیور و لباس وطرح طرح کی پوشاکیں ضعیفہ اور اس کی دونوں لڑکیوں کو نہایت خوشی سے عطا کیں، جہاں پناہ نے دو چکی پانی کی پیرزال کو بطور انعام مرحمت فرمائی اور ناظر کو حکم دیا معافی محصول و دیگر مزاحمت کی ممانعت کے اسناد دفتر معلیٰ سے لکھ کر پیرزال کے پاس روانہ کرے،

قبلۂ عالم کے حکم کے مطابق حکیم سبحان پیرزال کے مکان پر اس کی آنکھوں کا علاج کرنے کے لئے برابر جانے لگا، پیرزال کو شہزادہ محمد سلطان و محمد معظم و محمد اعظم و محمد اکبر و نیز اسد خان و یلنگ توش خاں کے مکانوں پر لے گئے اور اس ضعیفہ کو اتنی رقم ملی کہ بڑی دولت مند ہوگئی، اس عورت نے اپنی لڑکیوں کا نکاح کیا، اور اس کے لڑکے جو برہنہ بے سروپا پھرتے تھے زربفت و مخمل پہننے لگے، اس کا شوہر بھی صاحب ہو کر پھر جوان ہوگیا اور سارے موضع کا چودھری اور مکھیا قرار پایا۔

شباب کے عود کرنے کی آرزو اس میں شبہ نہیں کہ تمنائے محال ہے لیکن اس واقعہ نے ثابت کر دیا کہ معجزہ بوریہ نشیں کا ظل اللہ کے فیض رحمت سے جوان ہونا ممکن ہے بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ اس کے چہرے کی جھریاں مٹ گئیں اور بے رونق چہرے پر پھر جوانی کی آب و تاب آگئی، بے نور آنکھوں میں بصارت عود کر آئی، اور جسم کے تمام اعضا میں قوت و چستی پیدا ہوگئی،

اعز خاں، نصرت خاں میر سلطان و دیگر امرا کی جمعیت کے ہمراہ سازوسامان کے ساتھ جمہود کے افغانی گروہ کی تنبیہ کے لئے روانہ

گیا، رائے لعل چند خالصہ کابل کے مقدمات کی تحقیق کے لئے مامور ہوا،

شہزادہ محمد اکبر کی کوہاٹ کو روانگی

قبلۂ عالم کی رائے یہ قرار پائی کہ بادشاہ زادہ محمد اکبر و اسد خاں کوہاٹ کی راہ سے کابل روانہ ہوں، چنانچہ چوبیس جمادی الآخر کو شہزادۂ مذکور کو خلعت خاصہ و پر کلنگ کی کلغی وشمشیر و سپر مرصع اور پچاس عدد عربی، عراقی، ترکی و کوہی گھوڑے وفیل با ساز نقرہ مرحمت ہوئے، اسد خاں بھی خلعت خاصہ و شمشیر و اسپ وفیل کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا،

شہامت خاں و غیرت خاں وغیرہ امرائے دربار شہزادہ کے ہمراہ ہوئے، اور ہر امیر اپنے مرتبہ کے موافق خلعت و شمشیر و اسپ کے عطیات سے سرفراز کیا گیا،

فدائی خاں صوبہ دار کابل

ساتویں رجب کو فدائی خاں، مہابت خاں کا بھائی صوبہ دار کابل مقرر فرمایا گیا اور خلعت عطا کرکے بہترین نوع اور ساز و سامان کے ساتھ روانہ فرمایا گیا، بختاور خاں کے ذریعہ سے یہ ہدایت فرمائی گئی کہ جب فوج کا ورود کوتل میں ہو تو سب سے پہلے فوج ہراول عبور کرکے اس جانب مقام کرے، دوسرے روز بھیر و غول کے سپاہی راستہ طے کریں اور چنداول کا دستہ کوتل کے اسی جانب مقیم رہے، اگر برانغار کے سپاہیوں کے لئے راہ نہ ہو تو یہ حصہ ہراول کے ساتھ رہے اور فوج برانغار چنداول کے ساتھ عبور کرے،

ستائیس تاریخ مہابت خاں شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوا،

اور بیر سنگھ نبیرہ تخیل داس گور کی تنبیہ کے لئے روانہ فرمایا گیا،

شیخ عبدالعزیز کی پریشان حالی

شیخ عبدالعزیز داروغۂ عرض مکرر اس زمانہ میں منصب ہفت صدی دو صد سوار کے مرتبہ تک فائز ہوچکا تھا لیکن اسراف کی وجہ سے معاش سے بے حد تنگ و پریشان رہتا تھا، باوجودیکہ قبلۂ عالم نے چند دیگر جاگیریں اور نقدی انعامات سے بھی وقتاً فوقتاً سرفراز فرمایا، لیکن اس کے افکار دُور نہ ہوئے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عبدالعزیز مذکور سے احکام کی تعمیل پوری نہ ہوسکتی تھی، اور حاضری دربار کا بھی پابند نہ رہ سکا، چونکہ خدا کی مرضی یہ تھی کہ اس کی موجودہ حالت بھی قائم نہ رہے، اس نے جہاں پناہ سے درخواست کی کہ چند روز لاہور میں قیام کرنے کی اجازت عطا فرمائی جائے، قبلۂ عالم نے قرآن شریف کی ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا مفہوم یہ تھا کہ عبدالعزیز اس ارادہ سے باز رہے اور اپنے کو مزید پریشانی میں مبتلا نہ کرے، جہاں پناہ نے عبدالعزیز کو خلعتِ رخصت مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ لطف اللہ خاں اس کی نیابت میں حاضرین کو حضور والا میں لائے اور بختاور خاں معروضات دستخط مبارک کے لئے پیش کرے،

شیخ عبدالعزیز لاہور پہونچ کر بے حد پریشان ہوا جیسا کہ اس کی ایک غزل سے جو اس نے بختاور خاں کے نام لکھ کر بھیجی تھی واضح ہوا

جلوس عالمگیری کا اٹھارہواں سال

سنہ ۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۵ء

رمضان کا مقدس مہینہ شروع ہوا اور بادشاہ دین پناہ نے طاعتِ پروردگار پر کمر ہمت باندھی، شبانہ روز صوم و صلوٰۃ میں میں بسر فرمایا،

عطیات

غُزۂ شوال کا مسرت خیز روز آیا، کارپردازان سلطنت نے جشن کو بہترین زیب و زینت کے ساتھ منعقد کیا، قبلۂ عالم نے تخت کامرانی پر جلوس فرمایا، اور پیش کش و تحائف نظر انور سے گزرنے لگے، اراکین شاہی و امیران دربار طرح طرح کی نوازش و مراحم خسروانہ سے سرفراز فرمائے گئے

شہزادہ محمد سلطان کو منصب بست ہزاری و دو ہزار سوار کے علاوہ خلعت با نیمہ آستین و مالائے مروارید و گلوآویز لعل قیمتی چودہ ہزار روپیہ و ایک لاکھ روپیہ نقد و دو گھوڑے باساز طلا و مینا کار و دو زنجیر فیل باساز

نقارہ، نقارہ و طوغ و علم مرحمت ہوئے

شہزادہ محمد معظم کو خلعت و مالائے مروارید و گلوآویز لعل و طرۂ مرصع و پانچ لاکھ روپیہ مرحمت فرمایا گیا،

شہزادہ محمد اعظم کو خلعت با نیمہ آستین عطا ہوا،

شہزادہ محمد اکبر کے لئے خلعت با نیمہ آستین روانہ فرمایا گیا،

سلطان معز الدین کو خلعت با نیمہ آستین و سلطان محمد عظیم کو خلعت مرحمت ہوئے، ان ہر دو شہزادگان گرامی قدر کو منصب ہفت ہزاری ودو ہزار سوار و طوغ و علم مرحمت فرمائے گئے،

رانا راج سنگھ مرزبان کو فرمانِ عنایت عنوان کے ہمراہ خلعت خاص و جمدھر مرصع ارسال فرمایا گیا، مہاراجہ جسونت سنگھ بھی ارسال خلعت کے شرف سے بہرہ اندوز ہوا، ہمت خاں و اشرف خاں خان صدر الصدور رضوی خاں و سید مرتضیٰ خاں و تربیت خاں و صف شکن خاں و نیز دیگر خدام خورد و بزرگ ہر فرد عطیہ خلعت سے سرفراز کیا گیا،

بخشی الملک سربلند خاں کے منصب میں پانصد سواروں کا اضافہ ہوا، میر خاں برطرفی کے بعد امیر خاں کے خطاب سے چہار ہزار و پانصد سوار کا منصب دار کیا گیا، قوام الدین و نیز کامگار خاں و محمد علی خاں کے مناصب پانصدی میں اضافے فرمائے گئے،

خطابات

خواجہ شاہ کو شریف خاں کا خطاب عطا ہوا اور کمال الدین ولد دبیر خاں، باقر خاں کے مناصب میں بھی اضافہ ہوا، اور ہر سہ امیر ہزاری منصب و صد سوار کے منصب دار قرار پائے اقابل خاں برہان الدین برادرزادہ فاضل خاں مرحوم کو اعتماد خاں کا خطاب عطا فرمایا گیا، محمد شریف منشی داروغہ ڈاک دارالانشا، برادر ابوالفتح قدیمی والا شاہی بلحاظ مناسبت خطاب کے یک صدی کے اضافہ سے سرفراز فرمایا گیا،

بختاور خاں اصل و اضافہ سے ایک ہزاری دو صد و پنجاہ سوار کے منصب پر فائز ہوا، سید علی حاجب شریف مکہ معظمہ و محمد امین سالار اسپان کو خلعت رخصت و پانچ ہزار روپیہ کی رقم عطا ہوئی،

خواجہ محمد یعقوب کو جو خود عالی نسب شریف و نیز نذر محمد خان والی بلخ کا داماد تھا اور جس پر بادشاہ شرفا نواز ہمیشہ مراحم خسروانہ فرماتے تھے دس ہزار روپے عنایت فرمائے گئے، قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ ہر ماہ کے آغاز پر رقم مذکور خواجہ کے مکان پر پہونچا دی جایا کرے،

دلیر خاں شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوا اور عابد خاں کے تبادلہ کی وجہ سے اس کی جگہ ناظم صوبۂ ملتان مقرر فرمایا گیا،

حسین بیگ خان، علی مردان خاں کا داماد جونپور کا فوج دار مقرر کرکے اپنی خدمت پر روانہ کیا گیا، پرتھی سنگھ زمیندار جموں لودی خاں کے ہمراہ کابل کی مہم پر متعین کیا گیا،

محمد وفا و عبد اللہ خاں مرحوم گذر نشیں کوہاٹ کی تھانہ داری پر مامور کرکے اپنے مستقر کو روانہ فرمایا گیا،

مہابت خاں کی وفات

بہرام و فرہام پسران مہابت خاں کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ ان کے پدر مسمی مہابت خاں نے امن آباد میں چوتھی شوال کو وفات پائی عرضی گذار حضور میں طلب کرکے مطمئن فرمائے گئے،

راگھوداس جھالا رانا کا ملازم آستانۂ والا پر حاضر ہو کر ہفت صدی پنج ہزار سوار کے عطیہ منصب سے سرفراز فرمایا گیا،

محتشم خاں، میر ابراہیم پسر کلاں شیخ میر ملتفت خاں کے تغیر سے لنگرکوٹ کا فوج دار مقرر کیا گیا، محتشم خاں کو خلعت و علم و اسپ با ساز طلا مرحمت ہوا،

بائیس ذی الحجہ کو عابد خاں ملتان کی خدمت سے علیحدہ ہو کر شرف حضوری سے بہرہ یاب ہوا،

میر عباس برادر سلطان کربلائی وخویش محمد امین خاں نے وطن جانے کی اجازت طلب کی، قبلۂ عالم نے میر عباس کو خلعت رخصت و دو ہزار روپیہ مرحمت فرمایا، اورنگ خواجہ چوراغاسی کو بخارا کی واپسی کے وقت خلعت و جیغۂ مرصع وفیل مادہ کے علاوہ، دس ہزار روپیہ کی رقم بھی عطا کی گئی

خواجہ محمد طاہر نقش بندی پدر خواجہ محمد صالح خویش شہزادہ مراد بخش نے خلوت میں وطن واپس جانے کی درخواست کی، جہاں پناہ نے خواجۂ مذکور کو پانچ سو اشرفیاں عنایت فرما کر ان کا معروضہ قبول کیا،

بکرم سنگھ گوالیاری کو خلعت وجمدھر مرصع و اسپ با ساز طلا مرحمت فرما کر اس کو ہم جنسوں میں سرفراز فرمایا، اور عہدۂ تھانہ داری مرحمت ہوا جہاں پناہ نے حکم دیا کہ بکرم سنگھ دو ہزار پانچ سو کوہی پیادے اپنے ہمراہ لے جائے،

صف شکن خاں کی وفات

مجاہد خاں کے تغیر سے عنایت خاں خیرآباد[2] کا فوج دار مقرر کیا گیا، نویں ربیع الاول کو صف شکن خاں نے وفات پائی، ملتفت خاں اس کے انتقال کی وجہ سے غائبانہ اس کے بجائے داروغۂ توپ خانہ مقرر ہوا اور گرز برداری کی معرفت اس کو خلعت روانہ کیا گیا،

سیواجی کا دکن کی سمت فرار ہونا

خاں جہاں بہادر نے اپنے پے در پے حملوں سے سیواجی کو بالکل تباہ و برباد کر دیا اور متواتر دھاووں سے اس کو مغلوب و مجروح کر کے ولایت دکن کے دیگر فتنہ پرداز افراد کو بھی پامال و برباد کیا،

خان جہاں بہادر کے منصب میں اضافہ

خان جہاں نے مرہٹوں کے استیصال کے علاوہ دنیا دار دکن و بیجاپور وحیدرآباد سے پیش کش وتحایف وصول کرکے بارہا خدمت سلطانی میں روانہ کیا، بادشاہ خادم نواز وقدر شناس نے اپنے بہترین و باوفا امیر کو خان جہان بہادر ظفر جنگ کے خطاب سے سرفراز فرماکر منصب میں ایک ہزار اضافہ فرمایا، خان جہاں بہادر اب منصب ہفت ہزار سوار پر فائز ہوا، اس کے علاوہ خان جہاں کو ایک کرور دام بھی بطور انعام مرحمت فرمائے گئے،

خان جہاں کے فرستادہ امیر محمد صالح کو جو خزانہ واسپ فیل ہمراہ لے کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا تھا، خلعت مرحمت ہوا اور اس کے ہمراہیوں کو ایک ہزار روپیہ بطور انعام مرحمت فرمائے گئے، قبلۂ عالم نے عمدۃ الملک خان جہان بہادر اور اس کے فرزندان باوفا کے لئے خلعت فاخرہ روانہ فرماکر تمام خاندان کو اضافہ وخطابات سے سرفراز فرمایا، جہاں پناہ نے فرمان تحسین وخلعت وغیرہ محمد میرک گرز بردار کی معرفت روانہ فرمایا،

سنبھا پسر سیواجی

خان جہاں کے معروضے کے مطابق سنبھا پسر سیواجی کو شش ہزاری وشش ہزار سوار کا منصب دار مقرر فرماکر اسی لاکھ دام بطور انعام و نقارہ وعلم مرحمت فرمائے فرمان وخلعت بھی محمد میرک کے توسط سے روانہ فرمائے گئے، اشرف خان خان سامان نے صدر الصدور رضوی خان کو گوشۂ ماتم سے باہر نکالا اور حضور شاہی میں لے آیا، قبلۂ عالم نے صدر الصدور کو خلعت تعزیت مرحمت فرماکر تخت گاہ روانہ ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی،

سکندر نشاں کی پیدائش

نو جمادی الاول کو بادشاہ زادہ محمد اعظم کے محل میں فرزند پیدا ہوا، جہاں پناہ نے مولود کو سکندر نشاں کے نام سے موسوم فرمایا اور شہزادہ کو خلعت و بچہ کو مالائے مروارید اور جہاں زیب بانو بیگم کو دس ہزار روپیہ مرحمت فرمائے،

ہر سال جو رقم نذر حرمین شریفین کو روانہ کی جاتی تھی وہ اس سال بھی روانہ فرمائی گئی، عابد خاں میر حاج مقرر فرمایا گیا اور اسے خلعت رخصت مرحمت ہوا، قاضی عبدالوہاب اپنے مرض کی وجہ سے تخت گاہ روانہ گئے اور سید علی اکبر ان کی نیابت میں کام کرنے کے لئے مامور ہوئے،

عبداللہ خاں کاشغری اور عبداللہ قطب الملک کی وفات

عبداللہ خاں کاشغری جو جہاں پناہ کے سایۂ عاطفت میں تخت گاہ میں زندگی بسر کر رہا تھا دوسری شعبان کو فوت ہوا، ناصر خاں اور مرحوم کے دیگر اعزا رخلعت کے عطیہ سے ماتم سے آزاد فرمائے گئے،

انیس تاریخ کو معلوم ہوا کہ عبداللہ قطب الملک دنیا دار حیدرآباد نے وفات پائی اور ابوالحسن اس کا برادرزادہ و داماد اس کا جانشین ہوا سیادت خاں کے تغیر سے نامدار خاں منصب چہار ہزاری دو ہزار سوار پر بحال ہوکر اودھ کا صوبہ دار مقرر فرمایا گیا، مختار بیگ پسر اسلام خاں جو خان مذکور کے متعلقین کے ہمراہ اجین میں قیام پذیر تھا، غائبانہ منصب ہفت صدی دو صد سوار پر فائز فرمایا گیا،

امانت خاں خالصہ مبارک کی خدمت سے سبکدوش ہوا اور دار السلطنت لاہور کے عہدۂ حراست پر فائز ہوا، کفایت خاں پیش دست دفتر تن پیش دستی خالصہ کی خدمت پر بھی مقرر فرمایا گیا، خان زمان ولد اعظم خاں مرحوم

صوبہ دار بیدار مقرر ہوا، اور اصل و اضافہ کے اعتبار سے پنج ہزاری وسہ ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوا،

ابوالحسن دنیا دار حیدرآباد نے قوام الدین حاجب کے ہمراہ نو لاکھ روپیہ وجواہر وفیل بطور پیش کش روانہ کئے، قوام الدین کو ملازمت و رخصت کے وقت خلعت عطا ہوئے،

روح اللہ خاں منصب ہزار و پانصدی وچہار صد سوار پر بحال ہو سہارن پور کا فوج دار مقرر کیا گیا،

تربیت خاں، مکرم خاں، محمد اسحاق پسر دوم شیخ میر کے داروغہ بند ہائے جلو مقرر فرمایا گیا،

مکرم خاں اپنے بھائی شمشیر خاں محمد یعقوب کے ہمراہ ایک شائستہ فوج لے کر اس امر پر مامور ہوا کہ کتل جلوس (خا بوش) کی سمت سے افغانوں پر حملہ آور ہو،

مکرم خاں کی شکست

ستائیس ربیع الاول کو معلوم ہوا کہ مکرم خاں نے مکرر غنیم پر حملہ کیا اور اُن کے اکثر گھروں کو تاراج اور بے شمار باشندوں کو نظر بند کیا، ایک روز فتنہ پردازوں کی ایک قلیل جماعت نمودار ہوئی، مکرم خاں نے اس گروہ کو قلیل سمجھ کر اس پر حملہ کیا، حملہ کے بعد دو دستے حریف کے کمر کوہ کے ہر دو جانب سے نکل کر شاہی فوج پر حملہ آور ہوئے شمشیر خاں و میر عزیز اللہ داماد شیخ میر نے غیرت و مردانگی سے کام کیا اور مردانہ وار میدان جنگ میں کام آئے، سپاہیوں کی بھی ایک کثیر تعداد قتل ہوئی اکثر سوار و پیادے بے آبی و برگشتہ راہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے، شاہی لشکر کو شکست فاش ہوئی، اور ہر خرد و بزرگ مبتلائے مصیبت ہو رہا ہے،

مکرم خاں معدودے چند زندہ سواروں کے ہمراہ اس سرزمین کے واقف کاروں کی رہنمائی سے عزت خاں تھانہ دار باجوڑ کے پاس پناہ گزیں ہے، عزت خاں جو ہمیشہ سے افغانوں کی سرکوبی کرتا رہا ہے اپنی برادری کے ہمراہ بلجوڑ میں مقیم ہے، اس نے مکرم خاں اور اس کے ہمراہیوں کو اپنے دامن میں پناہ دے کر ہر طرح ان کی امداد و اعانت کی ہے، خاقان خدام پرور کو ایسے کار آموز بہادروں کی ہلاکت خصوصاً شمشیر خاں جیسے جواں مرگ بہادر کی موت سے بے حد رنج ہوا اور عزت خاں کی کارگزاری پسند آئی، قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ مکرم خاں حاضر بارگاہ ہو اور محتشم خاں کو فرمان تسلی عنوان وخلعت ماتمی روانہ فرمائے گئے،

ربیع الاول کی تیس تاریخ بخشی الملک سربلند خاں نو ہزار کی ایک جرار فوج اور ساز و سامان کے ساتھ شورہ پشت افغانوں کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا گیا،

سفید خاک اور بازارک کے ناموں کی تبدیلی

اعز خاں جلال آباد کی تھانہ داری پر مامور ہوا اور ہنر بر خاں جگدلک کا تھانہ دار مقرر فرمایا گیا، فراق جان لمغانات کا اور اللہ داد خاں غریب خانہ کے تھانے دار مقرر ہوئے، سہراب ولد گرشاسپ کو دنکلی کی اور خنجر خاں کو بنگشات کی فوج داری مرحمت ہوئی جہاں پناہ نے حکم دیا کہ آئندہ سے سفید خاک کو مغل آباد اور بازارک کو فتح آباد کے نام سے موسوم کریں،

افغانوں کی شکست

فوج فدائی خاں کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ سترہ ربیع الآخر کو کابل روانہ ہوا، خان مذکور

نے اپنے بہادر سپاہیوں کی مدد سے افغانوں کو بے حد پامال کیا، اور ان کے مکانوں اور ملک کو بخوبی تاخت و تاراج کر دیا، اور حریف کو برباد کرنے میں پوری جاں نثاری و مردانگی سے کام لے کر ان کو نیست و نابود کیا، جہاں پناہ اس امیر کی کوشش و کارگزاری سے بے حد خوش ہوئے، اور بادشاہ خدام نواز نے خان مذکور اعظم خاں کوکہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

دوبارہ مقابلہ

چودہ جمادی الآخر کو معلوم ہوا کہ ہژبر خاں تھانہ دار جگدلک اور افغانوں میں مقابلہ ہوا، وہ مع اپنے فرزند و دیگر سواروں کے میدان جنگ میں کام آیا اور عبداللہ خاں خویشگی بانگ تھانہ کو چھوڑ کر فرار ہوا اور ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا قید و قتل ہوا،

افغان قیدی

نویں شعبان کو امین خان کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ عالم خاں و اسمٰعیل خاں و دیگر شاہجہاں پورو کانت گولہ کے شورش انگیز افغانوں کو شاہی فوج نے گرفتار کر لیا ہے اور قیدی ابراہیم خاں کے ہمراہ جو بنگالہ سے آ رہا ہے حضور شاہی میں روانہ کر دیئے گئے ہیں،

بختاور خاں نے بادشاہ دین پناہ و حق آگاہ کے حکم سے بادشاہی نجومیوں و شہزادوں کے ملازم اختر شناسوں سے اس مضمون کے مچلکے حاصل کئے کہ سالِ نو کے آغاز پر جنم پتریاں نہ بنائیں، اور نیز اسی مضمون کے احکام دیگر صوبہ جات کو بھی روانہ کئے گئے،

شہزادہ محمد سلطان کے میر سامان محمد شفیع کی حویلی کے کنوئیں میں ایک ڈول گر پڑا اور دو اشخاص پیہم ڈول نکالنے کے لئے کنوئیں میں اُترے اور فوراً مر گئے، تیسرا شخص کنوئیں میں اُتارا گیا، اس شخص نے آدھے ہی راستے سے چلانا شروع کیا کہ مجھ کو نکالو یہ شخص اوپر کھینچ لیا گیا، اور معلوم کیا کہ قطعاً

بے ہوش ہے تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آیا اور بیان کیا کہ کنوئیں میں ایک سیاہ رنگ کی بلا رہتی ہے مجھ کو دیکھتے ہی زور سے چلائی کہ کہاں آتا ہے،

پرہنر بانو بیگم کی وفات

تخت گاہ کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ نواب قدسیہ پرہنر بانو بیگم جہاں پناہ کی خالہ علاتی نے وفات پائی، بیگم مرحومہ حضرت فردوس آشیانی کی وہ دختر تھیں جو قندھاری محل یعنی مرزا حسین صفوی کی دختر کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں اور اعلیٰ حضرت کی تمام اولاد میں باعتبار عمر کے سب سے بڑی تھیں صفی خاں ناظم و دیگر حکام صوبہ نے مرحومہ کو خود انھیں کے نصب کردہ باغ میں دفن کیا۔

جلوس عالمگیری کا انیسواں سال

سنہ ۱۰۸۶ھ
۱۶۷۶ء

رمضان کا مقدس و مبارک مہینہ آیا اور بادشاہ دین پناہ نے تمام ماہ صیام شبانہ روز کی اطاعت و عبادت میں بسر کیا رحمت خیز ماہ تمام ہوا اور عید الفطر کے روز جشن جہاں افروز کا انعقاد ہوا، شہزادے و سلاطین و امرائے کبار عطیۂ خلعت سے سرفراز فرمائے گئے،

سیف خاں فقیر اللہ ولد تربیت خاں بحالی خطاب و خلعت خاصہ و شمشیر و منصب کے عطیات سے گوشۂ تنہائی سے باہر نکلا،

ابوالمحمد بیجاپوری آستانۂ شاہی پر

ابوالمحمد نبیرۂ ابراہیم عادل خاں پسر محمد خاں جو اپنے وقت کا بہت بڑا فاضل بھی تھا بیجاپور سے آستانۂ والا پر حاضر ہوا، قبلۂ عالم نے ابوالمحمد کو خلعت عطا فرمایا اور بیجاپوری فاضل شاہانہ مرحمت سے بتدریج منصب دو ہزاری دو ہزار سوار پر فائز ہو کر خطاب خانی و ساٹھ ہزار روپے کے انعام سے سرفراز فرمایا گیا

ابوالمحمد کے بھائی و فرزند بھی اپنے مرتبہ کے مطابق شاہانہ نوازش سے سرفراز کئے گئے،

نو تاریخ کو امیر خاں بہادر آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور اس کے بجائے تربیت خاں کا تقرر عمل میں آیا، پچیس تاریخ شیخ نظام بہوت دی دختر راجہ کشتوراباد شاہزادہ محمد سلطان کے عقد میں دی گئیں،

شاہی سواری کا حسن ابدال سے تخت گاہ کو واپس ہونا

پندرہ شوال کو قبلۂ عالم نے حسن ابدال سے کوچ فرمایا اور سب سے پہلے کالاباغ میں قیام فرمایا، اکثر منزلیں صید افگنی میں طے ہوئیں، پندرہ ذی قعدہ کو باغ فیض بخش واقع لاهور میں نزول اجلال ہوا امانت خاں حارس شرف قدم بوسی سے سرفراز ہوا،

ملا عبدالوہاب کی وفات قاضی عدالت ملا عبدالوہاب نے پندرہ رمضان کو تخت گاہ میں وفات پائی تھی جہاں پناہ نے شیخ الاسلام پسر قاضی مذکور کو جو تخت گاہ کے قاضی تھے اپنے حضور میں طلب فرما کر ان کے پدر کے بجائے قاضی لشکر مقرر فرمایا،

مولوی عبداللہ سیالکوٹی مولوی عبداللہ سیالکوٹی پسر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی جو علاوہ علم و فضل کے صاحبِ عرفان بھی تھے اور اپنے اخلاق و افعال میں اسلام کا بہترین نمونہ سمجھے جاتے تھے ہنوز ملازمت عالی سے سرفراز نہ ہوئے تھے، قبلۂ عالم نے حسن ابدال سے ان کے نام پیام شوق روانہ فرمایا، کہ جہاں پناہ لاهور پہونچنے پر فاضل مذکور اپنے وطن سے روانہ ہو کر اس شہر میں بادشاہ کی ملازمت کا شرف حاصل کریں، مولوی عبداللہ لشکر شاہی کے ورود سے دو یا تین روز پیشتر ہی لاہور پہونچ گئے تھے، مولوی مذکور چند مرتبہ خدمتِ شاہی میں حاضر

ہو کر صحبت فیض اثر سے بہرہ اندوز ہوئے، بادشاہ علم پرور نے فاضل سیالکوٹی کو خلعت خاص اور دو سو اشرفیاں و مادۂ فیل عطا فرما کر ان کو وطن جانے کی اجازت مرحمت فرمائی،

یکہ تاز خاں یکہ تاز خاں جو خدمت سفارت پر بلخ گیا ہوا تھا، چار سال تین یوم کے بعد آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا، خان مذکور نے گیارہ گھوڑے و پوستین و چاقو پیش کئے، قبلۂ عالم نے یکہ تاز خاں کو خلعت مرحمت فرمایا،

ملا محمد طاہر برادر ملا عوض وجیہ فرستادہ خان والاشان سبحان قلی خاں بھی یکہ تاز خاں کے ہمراہ حاضر ہوا، جہاں پناہ نے محمد طاہر کو خلعت و سات ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمائے،

فیض اللہ خاں کے تبادلے سے لطف اللہ داروغۂ فیل خانہ مقرر ہوا ترک تاز خاں خلعت و اسپ و ترکش کے عطیات سے سرفراز ہو کر کابل روانہ کیا گیا،

شہزادہ محمد معظم کے نئے اعزازات

چودہ ذی الحجہ کو شہزادہ محمد اعظم دارالامان ملتان کے انتظام کے لئے مامور ہوئے اور مندرجہ ذیل انعامات عطا ہوئے، خواجہ طالب خلعت لے کر شہزادۂ مذکور کے مکان پر حاضر ہوا،

شہزادہ محمد اعظم دو سو عراقی و عربی و ترکی گھوڑے، ۲ فیل باساز نقرہ ایک کروڑ دام نقد، سلطان بیدار بخت، خلعت و اسپ و فیل،

ملا محمد طاہر سفیر بلخ کو چار ہزار روپیہ و پالکی با فرش اور اس کے ہمراہیوں کو دو ہزار روپے مرحمت ہوئے،

خجستہ اختر فرزند محمد اکبر کی پیدائش

قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ شہزادہ محمد اکبر کے محل میں فرزند پیدا ہوا ہے، اور مولود خجستہ اختر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، جہاں پناہ اس خبر کو سن کر بے حد خوش ہوئے اور خسرو چیلہ کی معرفت مالائے مروارید و کلاہ مروارید اور پانچ تھان ارسال فرمائے،

دلیر خاں کو خلعت و اسپ و فیل و جمدھر مرصع عطا فرما کر دکن کی مہم پر روانہ فرمایا، حسن بیگ خاں کے انتقال کی وجہ سے غیرت خاں جونپور کا فوج دار مقرر کیا گیا، ابراہیم خاں بہار سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا،

چوبیس محرم کو حکم ہوا کہ روح اللہ یساول خلعت و خنجر مرصع و فرمان آفرین عنوان بابت فتح مورنگ و صوبہ داری اڑیسہ اور دو کروڑ دام بطور انعام رکن السلطنت امیر الامراء بہادر کے پاس لے جائے وکیل کو خود بھی خلعت مرحمت ہوا،

ملّا عوض وجیہ جو گوشہ نشین ہو گئے تھے منصب ہزاری پر دوبارہ بحال فرمائے گئے، حسن علی خاں کے تغیر سے ہمت خاں الہ آباد کا فوج دار مقرر فرمایا گیا، اور اس کو خلعت و ایک لاکھ روپیہ مرحمت ہوا،

ہمت خاں داروغۂ غسل خانہ مقرر کیا گیا، اور عبدالرحیم کی جگہ پر روح اللہ خاں خدمت آختہ بیگی پر مامور ہوا، سربلند خاں جو منصب سے برطرف کر دیا گیا تھا اپنے عہدہ پر بحال کیا گیا، داراب خاں، اجمیر سے حاضر ہو کر شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوا، ملتفت خاں کے تغیر سے داروغہ توپ خانہ مقرر فرمایا گیا اور سید احمد خاں داراب کے بجائے اجمیر روانہ کیا گیا،

قولم خاں ناظم صوبہ کشمیر ہو کر اپنے فرائض کی انجام دہی میں مشغول

ہوا، بادشاہ زادہ محمد سلطان کو جواہرات قیمتی سات لاکھ بطور انعام مرحمت ہوئے، شہزادہ محمد معظم کو طرّہ اور جواہرات کا جھمکا قیمتی نو ہزار روپیہ و پہونچی، مرصع قیمتی پچاس ہزار عطا فرمائی گئی،

عبدالرسول خاں جو اسی سال ممالک محروسہ میں داخل ہوا تھا گلبرگہ کا داروغہ مقرر کیا گیا، حمزہ خاں حصار کلیانی کا قلعہ دار متعین ہوا، خان زمان کے تغیّر سے ایرج خاں، ایرج پور کا اور معصوم خاں کے تبادلہ سے طہماسپ خاں اور پنوارہ کے فوجدار مقرر فرمائے گئے۔

اسلام خاں کی وفات

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ اسلام خاں ناظم صوبہ مالوہ جو خان جہان بہادر کوکلتاش کی تعیناتی میں مامور ہوا تھا عین معرکۂ جنگ میں فوج ہراول کا کماندار تھا اتفاق سے بارود میں آگ لگی اور اسلام خاں کا ہاتھی بھڑک کر غنیم کی فوج میں چلا گیا، دشمن نے اسلام خاں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور عماری کی رسیاں کاٹ کر اس کو زمین پر گرادیا اور اسلام خاں اور اس کے فرزند کو پارہ پارہ کردیا،

بادشاہ خدام نواز کو اس واقعہ سے بے حد قلق ہوا اور جہاں پناہ نے اسلام خاں کے فرزند کلاں افراسیاب خاں کے منصب میں پانصدی پانصد سوار کا اضافہ فرمایا، اسی طرح اسلام خاں کے چھوٹے فرزند کے منصب میں سی صدی چہار صد سوار کا اضافہ منظور فرمایا، اسلام خاں کا مال و متاع یعنی تین لاکھ تیس ہزار اشرفیاں و دیگر ساماں اوجین و شولاپور ضبطی میں آیا، لیکن قبلۂ عالم نے تمام نقدی دولت و سامان اسلام خان کے فرزندوں کو مرحمت فرماکر حکم دیا کہ فرزندان مذکور اپنے باپ کے مطالبات کے ذمہ دار ہیں

اسلام خاں کی وفات کی وجہ سے چھبیس رجب کو شہزادہ محمد اکبر مالوہ کے صوبہ دار مقرر فرمائے گئے، جہاں پناہ نے شہزادہ محمد اکبر کو خلعت خاصہ

مع بالابند و سرپیچ لعل و دو عراقی و عربی گھوڑے با ساز طلا، و ایک عدد فیل مرحمت فرمایا، ملا محمد طاہر سفیر کو رخصت کے وقت دس ہزار نقد و عصائے مرصع کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا،

پانچویں شعبان کو سلطان معزالدین کا دختر میرزا مکرم خاں صفوی کے ساتھ عقد کیا گیا، قبلۂ عالم نے شہزادہ مذکور کو خلعت با چہار قب و مالائے مروارید قیمتی دس ہزار و سمرنی قیمتی دس ہزار و فیل مع جھول کے عطا فرمایا،

یلنگتوش خاں کو کتخدائی کے روز خلعت و سرپیچ زمرد و اسپ با ساز طلا و فیل با ساز نقرہ مرحمت ہوئے،

مبارز خاں میر کل کے تغیر کی بنا پر سلطان قلی خاں کو خطاب خانی و اسلام آباد (متھرا) کی فوجداری مرحمت ہوئی،

دس شعبان کو عمدۂ امیران بارگاہ نواب اسد خاں وزارت عظمیٰ کے جلیل القدر عہدہ پر فائز ہوا، قبلۂ عالم نے اسد خاں کو خلعت خاصہ و دوات مرصع کار قیمتی پانچ ہزار روپیہ مرحمت فرمائی،

شہزادہ محمد معظم کا نیا خطاب

سترھویں تاریخ بادشاہزادہ محمد معظم امیران نامدار و توپ خانہ دشمن رُبا و بے شمار خزینہ و سامان کے ہمراہ کابل کی مہم پر روانہ فرمائے گئے، جہاں پناہ نے شہزادہ مذکور کو شاہ عالم بہادر کے خطاب امتیازی سے سرفراز فرما کر خلعت خاصہ با نیمہ آستین و جواہرات قیمتی دو لاکھ روپے و شمشیر دو قبضہ با ساز مرصع و تین گھوڑے شاہ پسند عربی، جہاں پیما و عراقی با ساز مرصع و ترکی با زین نقاشی و ایک لاکھ اشرفیاں مرحمت فرمائیں،

سلطان معزالدین کو خلعت و کلغی مرصع و سرپیچ مرصع و اسپ کوہ زرنام با ساز طلا، و شمشیر مینا و فیل با ساز نقرہ و ترکش و کمان مرصع مرحمت فرمائی

گئیں ، سلطان دولت افزا کو لٹکن یاقوت و سلطان محبتہ اختر کو کنگن زمرد مرحمت ہوئے، امیر خاں و سیف خاں و راجہ رام سنگھ وغیرہ امرائے کبار جواہرات وخلعت و اسپ کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے،

مغل خاں منصب دو ہزار و پانصدی وچہار صد سوار سے برطرف فرمایا گیا، محتشم خاں کو سہارنپور کی فوج داری مرحمت ہوئی، حسن علی خاں کے تغیر سے ہمت خاں الہ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا، محمد شجاع پسر قوام الدین خاں ولایت سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا اور بادشاہ رعایا پرور نے اس کو منصب ایک ہزاری سی صد سوار عطا فرمایا،

عادل خاں خدمت سے علیحدہ ہوکر گوشہ نشیں ہوا اور اس کو بارہ ہزار روپے سالانہ وظیفہ عطا فرمایا گیا،

ابراہیم خاں نے ترک منصب کی درخواست کی جو قبول فرمائی گئی،

افتخار خاں بنگشات کا فوج دار مقرر ہوا،

عالم پناہ پر گورو تیغ سنگھ کے ایک چیلے کا حملہ

انیس تاریخ سواری مبارک مسجد جامع سے واپس ہورہی تھی قبلۂ عالم کشتی سے اتر کر تخت رواں پر سوار ہورہے تھے، ایک بدبخت شوریدہ سر نے جو گورو تیغ سنگھ کا چیلہ تھا دو اینٹیں پھینکیں جن میں سے ایک تخت پر گری، پیادگانِ جلو نے اس بدنصیب کو گرفتار کرکے کوتوال کے حوالے کیا،

جہاں پناہ کا لاھور سے تخت گاہ واپس آنا

انیس ذی الحجہ کو قبلۂ عالم لاہور سے تخت گاہ کی طرف روانہ ہوئے کمال الدین ولد دلیر خاں کو خطاب خانی عطا ہوا، بادشاہ زادہ محمد سلطان

کی زوجہ مسماۃ دستدار بانو بیگم نے سولہ ذی الحجہ کو سرائے رستم خاں میں
اس سرائے فانی سے کوچ کیا،

بائیس محرم کو جہاں پناہ تخت گاہ پہونچے، بائیس ربیع الآخر کو راجہ
رام سنگھ، اسام سے واپس آکر آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا،

قبلۂ عالم پر ایک فریادی کا حملہ

ایک فریاد خواہ نے چوک میں قبلۂ عالم کی سواری کے وقت ایک لکڑی
پھینکی جو چتر مبارک کے اس طرف گری یہ شخص گرفتار کر کے کوتوال کے
حوالہ کیا گیا،

قزاولوں نے ایک ہرن سفید رنگ ملاحظۂ والا میں پیش کیا،

بارہ جمادی الاول کو شہزادۂ سپہر شکوہ کے محل میں عصمت قباب
نواب زبدۃ النسا بیگم کے بطن سے فرزند پیدا ہوا، مولودِ عالی تبار کے
نام سے موسوم کیا گیا، جہاں پناہ مولود کے دیدار کے لئے سپہر شکوہ کے
مکان پر تشریف فرما ہوئے،

پانچویں جمادی الآخر شہزادہ محمد سلطان کے محل میں فرزند
پیدا ہوا اور مسعود بخت کے نام سے موسوم کیا گیا، یکم رجب کو دولت آبادی
محل کی برادر زادی کا عقد شہزادہ محمد سلطان سے کیا گیا،

اللہ قلی ولد مراد قلی کی دختر تیسری رجب کو شہزادہ محمد اکبر
کے حبالۂ عقد میں دی گئی،

قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ محمد بخش ولد خان جہاں بہادر قلعہ نلدرگ (دکن)
کی جنگ میں کام آیا،

جہاں پناہ پر ایک اور حملہ

اکیس شعبان کو جہاں پناہ مسجد
جامع سے واپس ہو کر گھوڑے پر سوار

ہوئے ایک بدنصیب تلوار ہاتھ میں بلند کئے ہوئے قریب پہونچا، بندگانِ جلو نے اس کو گرفتار کیا، مکرم خاں کی انگلی پر ایک زخم لگا، گرز برداروں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا لیکن بادشاہ رحم پرور نے گرز برداروں کو منع کیا اور نیم روپیہ یومیہ اس کا وظیفہ مقرر کر کے مجرم کو رنتھنبور روانہ کر دیا۔
ستائیسویں شعبان کو ایک آب دار مسجد کے زینوں پر قریب پہونچا اور بہ آواز بلند سلام علیکم کہا، حکم ہوا کہ یہ شخص کوتوال کے حوالے کیا جائے

جلوس عالمگیری کا بیسواں سال

سنہ ۱۰۸۷ھ / ۱۶۷۷ء

اس زمانہ میں رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آیا اور مخلوقِ خدا پر فلاح و بہبود کے دروازے کشادہ ہوئے، ہر شخص سعادت دارین سے بہرہ اندوز ہوا، اور بادشاہ دین پناہ نے تمام ماہ شبانہ روز کی طاعت و عبادت میں بسر کیا، قبلۂ عالم نے سترہ رمضان سے کثیر وقت غسل خانے کی مسجد کے اندر طاعت میں گزارا اور اس مقدس مقام پر دیوان عدالت بھی گرم رہا،

یکم شوال کا مسرت انگیز روز آیا اور اہل استحقاق و امید کے آرزوئیں برآئیں، شہزادگان نامدار و امرائے کبار حضرت ظل سبحانی کے مراحم خسروانہ سے معزز و مفتخر ہوئے، جہاں پناہ نے حسب ذیل مراعات فرمائیں :-

★

شہزادوں اور امراء کے لئے مراعات

(۱) شہزادہ محمد معظم ۔ در اصل چہل ہزاری ہشت و پنج ہزار سوار، اضافہ پنج ہزار سوار،

(۲) شہزادہ محمد اعظم ۔ اصل پانزدہ ہزاری نہ ہزار سوار، اضافہ پنج ہزاری ذات،

(۳) یلنگ توش خاں، اصل ہزاری پانصد سوار، اضافہ پانصدی دو صد سوار،

اعتقاد خاں میر کل برطرفی کے بعد دو ہزاری ہزار سوار کے منصب پر بحال فرمایا گیا،

سید مصطفیٰ ولد سید مرتضیٰ خاں کو پانصدی یک صد سوار کا منصب مرحمت ہوا،

روح اللہ خاں، اشرف خاں کے تغیر سے خدمت خانسامانی پر فائز ہوا،

یلنگ توش خاں بہادر نے جہالت سے اپنے چانو مار لیا، اور اس کے منصب سے جدید اضافہ یعنی پانصدی دو صد سوار کی کمی کر دی گئی

ملا عوض وجیہ کی وفات

علامۂ زماں و سرگروہ فضلائے دوراں، ملا محمد عوض وجیہ نے انتقال فرمایا، ملائے مرحوم اخیس کپت کے باشندے تھے، اور یہ مقام مضافات سمرقند میں داخل ہے ملا عوض وجیہ میر عوض تاشقندی کے حلقۂ درس کے بہترین طالب العلم تھے، جو اپنے تمام ہم سبق طلبار پر سبقت لے گئے، ملائے مرحوم نے ایک مدت تک بلخ میں درس دیا، اور حضرت فردوس آشیانی کے عہد معدلت بمطابق ۳۱ سنہ جلوس شاہجہانی میں اعلیٰ حضرت

کی فضیلت پناہ بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضرت فردوس آشیانی نے ملا عوض وجیہ کو مفتی لشکر کے عہدہ پر مقرر فرمایا،

عہد مبارک عالم گیری میں ملا عوض محتسب لشکر مقرر فرمائے گئے، اس میں شبہ نہیں کہ ملا عوض نے بے حد اتقا و پرہیز گاری کے ساتھ احکام شرع کی پابندی کی اور عوام کو اس راہ پر قائم رکھنے و نیز بدعات کا قلع قمع کرنے میں پوری سعی و کوشش سے کام لیا اور یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں ہے کہ ملائے مرحوم کا ایسا محتسب کوئی دوسرا نہیں ہوا،

ملا نے خدمت احتساب سے علیحدہ ہونے کے بعد بقیہ عمر درس و تدریس میں بسر کی اور ان کے فیض کمال کا ہر صاحب کمال کو اعتراف ہے،

شہزادہ محمد اعظم آستانہ بوسی کے ارادے سے روانہ ہو لعزاباد پہونچے، اور قبلۂ عالم نے پاندان و خوانچہ و دوگبرہ و رکابی و اگالدان سب سنگ پشم کے ساختہ اور مرصع ماہ بانو نے ذریعہ سے شہزادۂ موصوف کے لئے بطور انعام روانہ فرمائے،

بیس ذی قعدہ کو شہزادہ محمد اعظم شرف ملازمت سے فیض یاب ہوئے، جہاں پناہ نے شہزادہ مذکور کو خلعت با سرپیچ و دیگر پوشاک خاصہ و نو گھوڑے مرحمت فرمائے، سلطان بیدار بخت و سکندر نشان سرپیچ قیمتی پانچ ہزار روپے کے عطیہ سے سرفراز کئے گئے،

چوبیس ذی الحجہ کو میرزا بیگ شاہ عالم بہادر کے ملازم نے شہزادۂ مذکور کی عرض داشت و ایک ہزار اشرفیاں نذر تولد فرزند ملاحظۂ عالی میں پیش کیں، جہاں پناہ نے مولود کو محمد ہمایوں کے نام سے موسوم کرکے شاہ عالم بہادر کے لئے سرپیچ مرصع و سلطان کے لئے مالائے مروارید ملازم مذکور کی معرفت روانہ فرمایا،

شاہ عالم بہادر کے معروضہ کے مطابق اعظم خاں کوکہ کے تغیر سے امیر خاں

کابل کی صوبہ داری پر مامور فرمایا گیا، بخشی الملک سربلند خاں کو دوات لیشم مرصع عطا ہوئی،

منوہر داس قلعہ دار شولاپور نے عطائے خطاب راجگی کی نذر پچاس ہزار روپیہ پیش کئے جو قبول فرمائی گئی،

شہزادہ محمد اعظم کا نیا تقرر

انیس صفر کو تربیت خاں کے تغیر سے شہزادہ محمد اعظم صوبہ بہار کے صوبہ دار مقرر ہوئے اور جہاں پناہ نے خلعت خاص و جمدھر و سرپیچ مرصع و کلگی و دو گھوڑے و پانچ کرور دام بطور انعام مرحمت فرمائے،

ہادی خاں کے تغیر سے تربیت خاں ترہٹ دربھنگہ کا فوج دار مقرر فرمایا گیا، روح اللہ خاں کے تغیر سے داراب خاں میر توزک اوّل و مکرم خاں کے تغیر سے عبدالرحیم خاں داروغہ گرز برداران مقرر فرمائے گئے، افتخار خاں کے تغیر سے سید خاں بنگشات کا فوج دار مقرر ہوا، اور خاں زماں کو مظفر آباد و بیدار کی صوبہ داری و قلعہ دار کی خدمت مرحمت ہوئی،

شاہ بیگ کاشغری کی آمد

شاہ بیگ کاشغری اپنے طالع کی یاوری سے ہندوستان وارد ہوا، جہاں پناہ نے شاہ بیگ کو شرف حضوری سے بہرہ اندوز فرما کر خلعت خاصہ و خنجر با دستۂ طلا و علاقۂ مروارید و جیغۂ مرصع و سپر با گل طلا و مادہ فیل و پانچ ہزار روپیہ نقد کے عطیات مرحمت فرمائے، اور سات قاب طعام و تین قاب نان اور ایک منزل پالکی با فرش اس کے مکان پر روانہ فرمایا،

قبلۂ عالم نے شاہ بیگ کو ہزار و پانصدی دو صد سوار کے منصب سے سرفراز فرما کر اس کو گروہ امراء میں داخل کیا،

کشن سنگھ ولد رام سنگھ کابل سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا راجہ نے چار ماہ کی رخصت طلب کی جو عطیۂ خلعت کے ساتھ منظور ہوئی،

عنایت اللہ ولد سعد اللہ خاں مرحوم حکیم محمد بخش کے تغیر سے بخشی شاگرد پیشہ مقرر ہوا، حسن علی خاں کے نام اکبر آباد کی صوبہ داری کا فرمان گرز بردار کی معرفت روانہ فرمایا گیا،

محمد اسمٰعیل پسر جمدۃ الملک اسد خاں نے امیر الامرا کی دختر کے ساتھ عقد کیا، جہاں پناہ نے نوشہ کو خلعت و اسپ باساز مرصع مرحمت فرما کر اس کو اعتقاد خاں کا خطاب عطا کیا، محمد اسمٰعیل کلگی و سہرا خود لایا تھا قبلۂ عالم نے دونوں اشیا اپنے دست مبارک سے اٹھا کر شہزادہ سپہر شکوہ کو مرحمت فرمائیں اور شہزادہ نے نوشہ کے سر پر سہرا باندھا،

محتشم خاں کے تغیر سے کامیاب خاں سہارنپور کا فوجدار مقرر فرمایا گیا، اور محتشم خاں کو بجائے فولاد خاں کے میوات کی فوجداری عطا ہوئی سید احمد خاں کے تغیر سے حامد خاں اجمیر کا صوبہ دار بنایا گیا، حاکم بخارا کے نامہ بر مسمی خواجہ نعمت اللہ کو چار سو روپیہ مرحمت ہوئے،

غیاث الدین خاں کے تغیر سے محمد قاسم خاں متصدی بندر کھنبایت بندر سورت کا متصدی مقرر ہوا،

شہزادہ محمد کام بخش نے حفظ کلام اللہ سے فراغت پائی اور خلعت و دو اسپ باساز طلا، و سرپیچ مرصع و مالائے مروارید و سپر باگل مرصع و ترکش باکمان کے عطیات سے سرفراز ہوئے،

خانہ زاد خاں تھانہ دار غزنی و اللہ یار خاں قلعہ دار کابل کی خدمات میں باہم تبادلہ فرمایا گیا،

امیر الامرا شائستہ خاں کے تغیر سے اعظم خاں کوکہ بنگالہ کا صوبہ دار مقرر ہوا، اور خلعت و خنجر مرصع و اسپ پانصد مہری باساز طلا اسے مرحمت فرمائے گئے، کفایت خاں کے تغیر سے عنایت خاں دفتر خالصہ کا پیش دست مقرر فرمایا گیا، مغل خاں برطرفی کے بعد دو ہزاری ہزار سوار

کے منصب پر بحال فرمایا گیا، فضل اللہ خاں برطرفی کے بعد اپنے منصب پر بحال ہو کر بنگالہ میں متعین فرمایا گیا،

شہزادہ محمد سلطان کا انتقال پرملال

چمن عالم میں بہار کے بعد خزاں کا آنا لازمی ہے اور دنیائے فانی کے ہر گوشہ میں راحت کے ہر ذرّہ کے برابر اندوہ و الم کے پہاڑ کھڑے ہوئے ہیں، کاشانۂ شاہی میں ہر طرف عیش و عشرت کا دور دورہ تھا کہ دفعتًا زمانے نے پلٹا کھایا اور شہزادہ محمد سلطان شدید بیمار ہوئے ساتویں شوال کو خاص مقام شکار میں یہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ شہزادۂ مذکور نے رحلت فرمائی، باوجود اس قوت حوصلہ و طاقت صبر و ثبات کے جو پروردگار نے قبلۂ عالم کو عطا فرمائی ہے، فرزند رشید کے اس ناگزیر واقعے نے حضرت کو بے قرار کر دیا، قلب مبارک پر غم و اندوہ کے بادل چھا گئے، اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے،

روح اللہ خاں خانساماں، سیادت خاں و عبدالرحیم خاں و شیخ نظام و ملا محمد یعقوب کو حکم ہوا کہ شہزادۂ مرحوم کو حضرت قطب الاولیا خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں پیوند خاک کریں،

جہاں پناہ نے شہزادۂ مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کی غرض سے خیرات و مبرات جاری کرنے کا حکم دیا،

شہزادہ محمد سلطان ۱۰۴۹ھ ہجری (۱۶۳۹ء) میں پیدا ہوئے اور اڑتیس سال دو ماہ کی عمر میں وفات پائی

"ایں ماتم سخت است کہ گو ہند جواں مرد"

شہزادہ محمد اکبر کی عرض داشت سے معلوم کہ سلطان عالی تبار پسر شہزادہ سپہر شکوہ نے وفات پائی،

ستائیس تاریخ جہاں پناہ اجین پہونچے ،

چوتھی ذی الحجہ کو حضرت فردوس آشیانی کی زوجہ المعروف اکبر آبادی محل نے دنیا سے رحلت کی ،

بخشی الملک سربلند خاں کو حکم ہوا کہ تنخواہ ہفت ماہہ وہشت ماہہ موقوف ہو اور نقد وصول کنندگان کو شش ماہی تنخواہ ادا کی جائے ،

پانچ صفر کو معلوم ہوا کہ فیض اللہ خاں کو جو بنگالہ میں متعین کیا گیا تھا اس کے کسی ملازم نے جمدھر سے قتل کیا ،

نویں صفر کو سکندر شان پسر شہزادہ محمد اعظم نے وفات پائی ،

خان جہاں بہادر کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ اکیس ربیع الاول کو قلعۂ نلدرگ پر شاہی قبضہ ہو گیا ،

سترہ ربیع الآخر کو سلطان مسعود بخت پسر سلطان محمد نے انتقال کیا ۔

کشن سنگھ کی خودکشی

اجین کے واقعات سے معلوم ہوا کہ کشن سنگھ ہاڑہ شہزادہ محمد اکبر کی خدمت میں حاضر ہوا ، کشن سنگھ و شہزادۂ مذکور میں سخت گفتگو ہوئی اور ہندو امیر نے جمدھر اپنے پیٹ میں بھونک کر جان دی اس کے چار ملازم برسرپیکار ہوئے اور پندرہ شاہی نوکروں کو قتل کرکے خود ہلاک ہوئے ،

چودہ جمادی الآخر کو شہزادہ محمد اعظم پٹنہ پہونچے اور پچیس تاریخ کو شاہ عالم بہادر کابل میں داخل ہوئے ،

قطب الدین خان و راجہ اندرمن بوندیلہ نے وفات پائی ۔

عبدالرحمن خاں بخشی واقعہ نویس دکن کے نام اس مضمون کا

فرمان صادر ہوا کہ

"خان جہاں بہادر حضور میں طلب کیا گیا ہے، صوبہ دار کے پہونچنے تک دلیر خاں دکن کا حاکم سمجھا جائے، اور مہمات ملک اس کی رائے کے مطابق طے کئے جائیں"

عمدۃ الملک بہادر نواب اسد خاں بے شمار فوج و سامان کے ساتھ دکن روانہ فرمایا گیا،

جلوس عالمگیری کا اکیسواں سال

سنہ ۱۰۸۸ ھ
۱۶۷۸ ء

ماہ صیام کا چاند مطلع فیض اثر پر نمودار ہوا اور آفتاب جمال وجلال الٰہی نے اس مہمان عظیم الشّان کی ضیافت ومہمان داری میں شبانہ روز کی طاعت وعبادت سے دنیا کے ہر گوشے کو منوّر و روشن فرمایا،

تیرھویں رمضان کو شہزادہ محمد اکبر اُجّین سے آستانۂ والا پر حاضر ہوئے اور خلعت با نیمہ آستین و بالا بند و پانچ اسپ کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے،

عید کا راحت اندوز دن آیا اور قبلۂ عالم دولت خانے سے عیدگاہ کو تشریف لے گئے، دوسری شوال کو بدستور جشن مبارک کا انعقاد ہوا، اور فرمانروائے عالم وعالمیان نے تخت کامرانی پر جلوس فرمایا، حاضرین دربار کو پان اور عطر تقسیم ہوئے، جہاں پناہ نے ارشاد فرمایا کہ جو مختصر سامان جشن کے لئے استعمال کیا گیا ہے وہ بھی اٹھا لیا جائے،

نقرئی داوات کے استعمال کی ممانعت

بخشی الملک صفی خاں سے ارشاد ہوا کہ جشن کا انعقاد موقوف کیا جاتا ہے امیرالامرار کا پیش کش واپس کیا جائے اور دیگر امرار بھی نذریں نہ پیش کریں، فرمان واجب الاذعان صادر ہوا کہ اہل قلم نقرئی دوات کے بجائے چینی و سنگ ملمع کی دواتیں استعمال کریں، طلائی و نقرئی عودسوز دربار خاص و عام میں نہ سلگائی جائیں، انعامات کی رقوم بجائے خوان ہائے نقرہ کے سپر میں رکھ کر ملاحظۂ عالی میں لائی جائیں،

شرعی پائجامے پہننے کا حکم

جو اشخاص شرعی پائجامہ نہیں پہنتے وہ موزے پہن کر دربار میں حاضر ہوں خلعت خانہ میں بجائے مغرقی پارچہ کے کلا بتونی کپڑے استعمال کئے جائیں کارخانہ دو والی جو چندیری میں قائم کیا گیا ہے موقوف کیا جائے طلائی نقرئی نامشروع کپڑوں کے بجائے لاجوردی کپڑے نصب کئے جائیں، سوائے باغ اعزا و ولور باڑی کے اور کسی باغ شاہی میں جشن گلزار موسمی نہ منعقد کیا جائے،

جدید عمارات کی تعمیر پر پابندی

چہارصدی سے بالاتر امرا بلاحکم شاہی جدید عمارات تعمیر کرنے کی جرأت نہ کریں،

دسویں شوال کو شہزادہ محمد کام بخش منصب ہشت ہزاری و دو ہزار سوار سے سرفراز فرما کر توسن و طوغ و علم و نقارہ و سائبان و بیس گھوڑوں و پندرہ فیل کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے، تمام شہزادوں و امرائے دربار صوبجات کو خلعت زمستانی مرحمت ہوئے،

بارہ شوال کو قوام الدین خاں کے تغیر سے ابراہیم خاں کشمیر کا صوبہ دار مقرر فرمایا گیا، خدمت گار خاں کے تغیر سے محمد یار خاں ولد اعتقاد خاں زرگر خانہ کا داروغہ مقرر فرمایا گیا سزا وار خاں کو قنوج کی فوج داری مرحمت ہوئی محمد نعیم مشرف اصطبل شہزادہ محمد کام بخش کا بخشی مقرر فرمایا گیا،

خواجہ بہاء الدین ولد خواجہ پارسا نبیرۂ سبحان قلی خاں والیٔ بخارا ولایت سے ہندوستان وارد ہوا قبلۂ عالم نے نووارد مہمان کو خلعت خاصہ اور چودہ ہزار روپیہ نقد و خنجر مرصع مرحمت فرمایا، اعتقاد خاں کے تغیر سے خواجہ خدمت خاں کو جواہر و بازار کی خدمت داروغگی عطا ہوئی، روح اللہ خاں کے تغیر سے مغل خاں خدمت آختہ بیگی پر فائز ہوا، سوبھکرن بوندیلہ کے تغیر سے منور خاں راٹھیہ و مہوبہ و جلال پور، کھدوب کا فوج دار مقرر فرمایا گیا۔

ماہی بیگم کی وفات

ماہی بیگم ہمشیرۂ نجابت خاں ولد سربلند خاں نے وفات پائی، نامدار خاں، نجابت خاں کو حضور شاہی میں لے آیا اور جہاں پناہ نے خلعت عطا فرما کر اس کو ماتم سے آزاد فرمایا،

سید مرتضیٰ خاں کی وفات

تیسری ربیع الاوّل کو سید مرتضیٰ خاں نے وفات پائی مرحوم عالی نسب و والاحسب سید تھا۔ سیادت و شجاعت کا نور اس کی پیشانی پر تاباں تھا سید مرتضیٰ مرحوم، سپاہ کو بے حد عزیز رکھتا تھا، مرحوم کی رحلت سے پیشتر جہاں پناہ نے ایک روز بختاور خاں کو پرسش احوال کے لئے بھیجا، خاں نے سید کی طرف سے عرض کیا کہ دلی تمنا یہ تھی کہ مالک کی جان نثاری میں کسی میدان جنگ میں کام آؤں لیکن تقدیر میں یہ سعادت لکھی نہ تھی،

اور یہ آرزو دل میں لے کر جاتا ہوں، دیگر خدام موت کے بعد زر و جواہر چھوڑتے ہیں بندہ بے درم چند نفوس کو چھوڑ کر تہی دست دنیا سے جاتا ہے، امید ہے کہ پس ماندگان کبھی حضرت پر تصدق و قربان ہوں گے،
سید مرتضیٰ مرحوم کے بعد اس کے اکثر ملازموں نے جاں نثاری کی جن میں سے بعض منصب پنجہزاری تک پہونچے، مرحوم کے ملازمین کا ایک کثیر گروہ، ہزاری سے لے کر چہاربستی تک سرکار شاہی میں نوکر ہوئے، سید مرتضیٰ کے اکثر پیادے بھی کارخانجات میں ملازم ہوئے،

شیخ عبد العزیز کی وفات

چھ ربیع الاوّل کو شیخ عبد العزیز نے وفات پائی، شیخ مذکور کی وفات سے چند روز پیشتر بختاور خاں نے خاکسار مؤلف کو مرحوم کے پاس بھیج کر یہ پیغام دیا کہ علاج میں اس قدر تعصب جائز نہیں ہے اگر آپ معالجہ کرانے پر تیار ہوں تو اطبائے یونانی میں سے جس کو آپ فرمائیں خدمت میں روانہ کیا جائے اور آپ اس سے علاج کرائیں، خاکسار مؤلف اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ شیخ بستر بیماری پر دراز، مگر تصنیف میں مشغول ہیں خود املا کرا رہے ہیں، اور میرزادی و محمد سعید اعجاز جیسے شاگردان رشید لکھتے جاتے ہیں، بختاور خاں کا پیغام سُن کر راقم الحروف کو جواب دیا کہ مجھ کو ان اطبا کی قابلیت پر بھروسہ نہیں ہے اگر ان میں سے کوئی قابل خطاب ہو تو بسم اللہ اسے میرے پاس بھیج دیجئے، عبد الملک نام ایک شخص ہے جس کے علم و عقل و تجربہ و غیرہ اصابت رائے پر مجھے فی الجملہ اعتماد ہے، میں نے اس طبیب سے رجوع کیا ہے خود حد سے زیادہ کوشش کرنا بیکار ہے، حیات ایسی گراں قدر دولت نہیں ہے جس کے لئے بے انتہا ہاتھ پاؤں مارے جائیں، اس قسم کی کوشش کرنا بعینہٖ اُس پانی میں غوطہ لگانا ہے جو سر سے گزر چکا ہے،
راقم الحروف نے شیخ کے ارشادات بختاور خاں سے بیان کئے، خان مذکور

نے فرمایا کہ ان کلمات کو ایک کاغذ پر لکھ دو، میں نے حکم کی تعمیل کی ۔ا
بختاور خاں نے یہ نوشتہ قبلۂ عالم کے حضور میں پیش کیا، جہاں پناہ
خان مذکور سے فرمایا کہ صرف اسی قدر اعتقاد مت رکھو شیخ عبدالعزیز
فاضل نے اس طرح فرمایا ہے ہم کو جو خوف ہے وہ عاقبت کا ہے ہر وقت یہ
دھڑکا لگا رہتا ہے کہ خدا کی بارگاہ میں ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا،

شیخ مذکور کے بجائے اشرف خاں داروغۂ عرض مکرر مقرر فرمایا گیا ۔ا
وردی خاں کو فوجدار سہارنپور بنایا گیا، اور اس کے تغیر سے محمد یار خا
داروغۂ قور خانہ مقرر ہوا ، محمد علی خاں کے تغیر سے محسن خاں دارو
چینی خانہ مقرر فرمایا گیا،

اٹھائیس جمادی الاول کو حامد خاں بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا اور ا
مرحوم باپ کے بجائے داروغگی خاص چوکی کی خدمت پر مامور ہو کر خلعت
کے عطیے سے سرفراز کیا گیا، بجائے حامد خاں کے افتخار خاں اجمیر میں متعین
کیا گیا ، قوام الدین کشمیر سے آستانۂ والا پر حاضر ہو کر عطیۂ خلعت
سے فیض یاب ہوا، مغل خاں کے تغیر سے عبدالرحیم خاں آختہ بیگی کی خد
پر مامور ہوا ، لطف اللہ خاں کو یہ تمغۂ اعزازی حاصل ہوا کہ خان مذ
قلعہ میں پالکی پر سوار حاضر ہوا کرے،

دکن کے حالات

دکن کے واقعہ نگار کے معروضے سے معلوم ہوا
دلیر خاں و حریفان گولکنڈہ میں شدید خو
لڑائی واقع ہوئی ، ایک فیل بان کے زخم سے ہلاک ہوا ، دلیر خاں کے ہا
کو ایک گولی لگی جو خدمت گار کہ خان کے عقب میں ہاتھی پر سوار تھا، با
کے زخم سے فوت ہوا ، اور اس کی آگ خاں مذکور کے گریبان میں بھی
لیکن چھاگل کے پانی سے فرو کر دی گئی، حریف کا ایک گروہ ہلاک ہوا ۔ا
دلیر خاں کے بھی اکثر سپاہی میدان جنگ میں کام آئے ، دلیر خاں لشکر کی طرف

جنگ گناں شام کے وقت اپنے خیمہ کو واپس آیا،

چھ ذی الحجہ کو شاہ عالم بہادر کابل سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے اور خلعت خاصہ وجیغۂ مرصع کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے، سلاطین والاتبار و دیگر امرائے شاہ عالم بھی جواہرات و خلعت کے عطیات سے سعادت اندوز ہوئے،

سیواجی کا مونگی پٹن پر حملہ

دسویں ذی الحجہ کو نماز وقربانی کے مراسم ادا فرمائے گئے، چھبیس ربیع الاول کو معلوم ہوا کہ سیواجی نے مونگی پٹن کو تاخت و تاراج کیا،

سورت کے واقعہ نگار کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ ایک گھوڑی نے تین پاؤں کا بچہ جنا، تیسرا پاؤں سینہ سے متصل ہے، اور بچہ ہر سہ پاؤں سے چلتا ہے،

دختر شہزادہ مراد بخش، خواجہ یعقوب برادرزادہ خواجہ صالح نقش بندی کے حبالۂ عقد میں دی گئی، اور نوشہ کو خلعت واسپ با ساز طلا و جیغۂ سنگ یشم و چہار ہزار روپیہ نقد و ایک مادۂ فیل مرحمت فرمائے گئے، سربلندخاں خواجہ یعقوب کو پہلے نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے در دولت پر ادائے آداب کے لئے لے گیا بعد ازاں مسجد اکبرآبادی میں خطبۂ نکاح پڑھا گیا اور دو لاکھ روپیہ دین مہر مقرر فرمایا،

خواجہ بہاء الدین پسر خواجہ پارسا کا نکاح دختر شہزادہ سلیمان شکوہ سے کیا گیا، خواجہ بہاء الدین کو بھی مذکورہ بالا مراحم خسروانہ سے سرفراز فرمایا گیا،

سلطان الدین ولد سید محمد سجادہ نشین خانقاہ حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

کو احمد آباد جانے کی اجازت مرحمت ہوئی اور خلعت و مادۂ فیل و نیز ایک ہزار روپیہ کا انعام عطا ہوا،

سترہ تاریخ کو قوام الدین خاں کو صوبہ دار لاہور مقرر فرمایا گیا اور رحمت خاں کے تغیر سے کامگار خاں خدمت بیوتات پر متعین کیا گیا،

سید محمد بیجاپوری کا وظیفہ حضرت سید محمد بیجاپوری جو حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کی اولاد اور شہر بیجاپور کے بے حد معزز و مکرم بزرگ تھے، آستانۂ والا پر حاضر ہوئے قبلۂ عالم و عالمیان نے جناب سید کو چھ ہزار روپیہ سالانہ کے وظیفہ سے مطمئن خاطر فرمایا،

پچیس جمادی الاول کو بادشاہزادہ محمد اکبر ناظم صوبۂ ملتان مقرر فرمائے گئے، جہاں پناہ نے شہزادہ مذکور کو خلعت خاصہ و مالائے مروارید و گلو آویز لعل، دو اسپ با ساز طلا و فیل مع جھول مرصع مرحمت فرمائے صفی خاں شہزادہ کی خدمت پر متعین ہوا اور عبدالرحیم خاں اس کا نائب مقرر فرمایا گیا،

شہزادہ محمد عظیم کا نکاح کیرت سنگھ کی دختر شہزادہ محمد عظیم کے حبالۂ عقد میں دی گئی، جہاں پناہ نے ترسٹھ ہزار کے جواہرات و چوڈول طلائی اور ایک پالکی نقرئی و پانچ ڈولیاں چاندی سے منڈھی ہوئی عروس کے جہیز میں عطا فرمائیں، اور خود شاہزادہ کو کتخدائی کے روز خلعت خاصہ و مالائے مروارید و کلغی مرصع مرحمت فرمائی گئی،

ملول خاں بیجاپوری کے پیشکش قیمتی گیارہ لاکھ قبول فرمائے گئے،

ایک عجیب و غریب آئینہ عمدۂ اعیان مملکت اخلاص نواب شائستہ خاں بہادر بنگالہ سے آستانہ شاہی پر حاضر

ہو کر خلوت میں شرف قدم بوسی سے فیض اندوز ہوا، جہاں پناہ نے اپنے باوفا امیر کو خلعت خاصہ و خنجر دستہ مرصع باساز مینا باعلاقہ اور طلائی چتر وغیرہ اشیاء بطور انعام مرحمت فرمائیں، قبلۂ عالم نے علاوہ ان انعامات کے عصائے سنگ یشم جو خاص دست مبارک میں رہتا تھا، امیر الامرا کو عطا فرما کر اس کی قدر و منزلت دہ چند کیا گیا، امیر الامرا کے پیش کش یعنی تیس لاکھ روپے نقد و جواہرات قیمتی چار لاکھ ملاحظہ والا میں پیش ہو کر قبول فرمائے گئے، ان تحائف میں ایک آئینہ تھا جس کی خاصیت یہ تھی کہ تربوز اس کے سامنے رکھنے سے خشک ہو جاتا تھا، اور خشک پھل سے پانی کے قطرات ٹپکنے لگتے تھے،

ایک نادر صندوق

انھیں تحائف میں ایک عجیب وغریب صندوق تھا جس کے ایک طرف ہاتھی بندھا تھا اور دوسری جانب بکرا،

ہاتھی اس صندوق کو نہ کھینچ سکتا تھا اور بکرا صندوق کو مع ہاتھی کے کھینچ لے جاتا تھا،

امیر الامرا کی درخواست کے مطابق یہ امیر انتہائی اعزاز سے سرفراز فرمایا گیا، اس عزت افزائی سے امیر الامرا بہادر در دولت خداداد تیموری کے بہترین و اعلیٰ بندگان شاہی میں داخل ہوا، جہاں پناہ نے حکم دیا کہ امیر الامرا غسل خانۂ مبارک تک پالکی سوار آیا کرے اور نیز یہ کہ شاہ عالم بہادر کی نوبت کے بعد شائستہ خاں کے دروازے پر نوبت بجائی جائے، امیر الامرا نے شاہی حکم کے مطابق شاہ عالم بہادر کی ملازمت میں حاضر ہو کر دو سو اشرفیاں اور دو ہزار روپے نذر پیش کئے، شاہ عالم بہادر نے کھڑے ہو کر امیر الامرا سے معانقہ کیا اور اپنی مسند کے متصل بٹھا کر خلعت با چہار قب و خنجر دستہ یشم عطا کیا،

چھ جمادی الاوّل کو حسن علی خاں کے تغیر سے امیرالامرا صوبہ دار اکبرآباد مقرر فرمایا گیا، جہاں پناہ نے نواب شائستہ خاں کو خلعت خاصہ دو و راس اسپ عربی و عراقی مرحمت فرمائے،

عبدالرحمٰن بخشی کی خطاب خانی سے برطرفی

عبدالرحمٰن بخشی واقعہ نویس دکن اس جرم پر خطاب خانی سے برطرف کیا گیا کہ جو رقم بہادر خاں نے مرزبان سے وصول کی تھی اس کا صحیح اندراج نہیں کیا، بہادر خاں صوبہ داری دکن سے معزول کر دیا گیا، اور اپنے مستقر سے آستانہ شاہی پر حاضر ہوا اس امیر سے بعض لغزشیں ہو گئی تھیں، اور مال سرکاری میں خیانت کرنے و نیز پیش کش مقررہ کو بہ تاخیر ارسال کرنے کے جرم میں بادشاہ ادب آموز نے مجرم کو منصب و خطاب سے برطرف فرما کر اس کے مال و متاع کی ضبطی کے احکام نافذ فرمائے تھے، بہادر خاں شرف حضوری سے باریاب ہوا، اور اس نے اصل واقعات سماعت مبارک تک پہونچائے، بادشاہ جرم بخش نے اس امیر کو ناکردہ گناہ تصوّر فرما کر اپنے قدیم نمک خوار کا قصور معاف فرمایا،

دلیر خاں گیارہ ربیع الاوّل کو عفو تقصیر کی عزت سے سرفراز ہوا، اور بدستور سابق منصب و خطاب پر بحال فرمایا گیا، شاہی حکم کے مطابق عاقل خاں اس امیر کو شاہ عالم بہادر کی خدمت میں لے گیا اور شہزادۂ مذکور نے دلیر خاں کو خلعت و خنجر قیمتی سات ہزار مرحمت فرمائے،

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ بنگال کا معزول صوبہ دار عظیم خاں کوکہ بہار جا رہا تھا۔ لیکن قضائے الٰہی سے بارہ ربیع الآخر کو ڈھاکہ میں فوت ہو گیا بادشاہ زادہ محمد اعظم صوبہ دار صوبۂ پٹنہ جلد اس طرف روانہ ہوئے، نوراللہ خاں شہزادہ مذکور کی نیابت میں صوبۂ اڑیسہ کی نظامت

پر فائز ہوا، سیف خاں صوبہ دار بہار مقرر ہوا، اعظم خاں کا برادر خرد خان جہاں بہادر خلعت کے عطیہ سے سرفراز ہو کر گوشۂ ماتم سے باہر آیا، اس کے دونوں بیٹوں کو بھی خلعت مرحمت ہوئے، اعظم خاں کے فرزندوں صالح خاں وغیرہ کے لئے گرز بردار کی معرفت خلعت روانہ فرمائے گئے، متوفی کا مال و متاع یعنی دو لاکھ روپے اور ایک لاکھ بارہ ہزار اشرفیاں ضبط سرکار ہوئیں،

شاہ عالم بہادر کی دکن کی طرف روانگی

گیارہ شعبان کو شاہ عالم بہادر لشکر جنبوہ کے ہمراہ صوبجات دکن کے انتظام کرنے کے لئے روانہ فرمائے گئے،

جہاں پناہ نے خلعت خاص با بالا بند مرصع و مالائے مروارید و جیغہ و تین راس اسپ و فیل باساز طلاء و ایک لاکھ اشرفیاں نقد اور اصل چھ کرور دام اضافۂ چہار کرور مرحمت فرمائے، دیگر شہزادے بھی اضافۂ مناصب و عطیات جواہر سے سرفراز فرمائے گئے، اس لشکر کے ہر متعینہ امیر کو خلعت و اسپ و فیل مرحمت ہوئے، قوام الدین خاں ناظم صوبۂ لاہور کو جموں کی فوج داری مرحمت ہوئی، راجہ جسونت سنگھ بوندیلہ چنپت بوندیلہ کے بیٹوں کی سرکوبی و تنبیہ کے لئے روانہ فرمایا گیا، بادشاہ فریادرس کو معلوم ہوا کہ لاہور میں غلہ بے حد گراں ہو گیا ہے، قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ سرکاری غلہ خانے میں بیس روپیہ یومیہ کا اضافہ فرمایا جائے،

کابل کے حالات

کابل کے واقعات سے معلوم ہوا کہ والیان بلخ و بخارا ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں اور ہر دو ممالک میں ایسا شدید قحط ہے کہ انسان مردخوری پر زندگی بسر کر رہے ہیں، چودھویں شعبان کو معلوم ہوا کہ جدۃ الملک اسد خاں

برہانپور سے اورنگ آباد روانہ ہوا، خان بیگ ولد سبحان بیگ آتش خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا،

فرمان مبارک صادر ہوا کہ کفایت خاں و عنایت خاں یک شنبہ و پنج شنبہ کو عرض مطالب دیوانی کے لئے حضور میں حاضر ہوا کریں،

آسائش بانو بیگم، دختر مراد بخش و زوجہ محمد صالح نے وفات پائی،

امیر خاں صوبہ دار کابل، ستائیس ربیع الآخر کو اپنے محال پر پہونچ گیا،

جون پور میں شدید بارش

جون پور کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ سترھویں ربیع الآخر سے شدید بارش کا سلسلہ شروع ہوا، غیرت خاں مشرقی ایوان پر بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتاً برق گری چھ آدمی ہلاک ہوئے، اور چار اشخاص مدت کے بعد ہوش میں آئے، خان مذکور کے پاؤں کو صدمہ پہونچا، لیکن جان سلامت رہی

انیسویں جمادی الآخر کو شہزادہ محمد اعظم جہاں نگر میں داخل ہوئے،

شفیع خاں دیوان بنگالہ کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ تمام سال کی تنخواہ کے علاوہ امیر الامرا نے ایک کرور تیس لاکھ روپے زائد صرف کئے، حکم ہوا کہ اس رقم کا امیر الامرا سے مطالبہ کیا جائے،

جلوس عالمگیری کا بائیسواں سال

سنہ ۱۰۸۹ ھ
۱۶۷۹ ء

رمضان کا مقدس مہینہ آیا اور بادشاہ عالم و عالمیاں پیر و مرشد جہانیاں نے طاعت الٰہی پر کمر باندھی اور شبانہ روز کی عبادت گزاری سے ذخیرۂ سعادت جمع فرمایا،

دسویں رمضان کو حکم ہوا کہ میر مغیث دیوانی بنگالہ جا رہا ہے ایک سرپیچ مرصع قیمتی پینتیس ہزار شہزادہ محمد اعظم کے لئے اپنے ہمراہ لے جائے،

سالگرہ کے روز شہزادہ محمد کام بخش کو جن کا سن اب بارہ سال کا ہو چکا تھا مالائے مروارید و سپر با گل مرصع مرحمت فرمائی،

خواجہ محمد صالح نقش بندی نے دختر شیخ میر مرحوم سے عقد کیا اور عطیہ خلعت سے سرفراز فرمایا گیا، غیاث الدین خاں کی وفات پر عبد الرحیم خاں و عبد الرحمٰن خاں اس کے بھائیوں اور رضی الدین خاں متوفی کے فرزند کو خلعت ماتمی عطا ہوئے،

بہرہ مند خاں و شرف الدین کو ان کی والدہ کی وفات پر خلعت ماتمی عطا ہوئے، اور یہ امیر گوشۂ سوگواری سے باہر نکلے، تہور خاں کے تغیر سے ابو المحمد بیجاپوری اودھ کا فوج دار مقرر فرمایا گیا، داراب خاں ایک شائستہ لشکر کے ہمراہ راجپوتان کھنڈیلہ کی تنبیہ اور وہاں کے بُت خانہ کے انہدام کے لئے روانہ فرمایا گیا، بہرہ مند خاں کو داراب خاں کی نیابت عطا ہوئی، اور بہرہ مند خاں کے تغیر سے خواجہ میرزا داروغۂ فیل خانہ مقرر فرمایا گیا،

راجہ جسونت سنگھ کی وفات

غرۂ شوال کو عید گاہ میں دوگانۂ عید الفطر ادا فرمایا گیا، پنج شنبہ کو پشاور کے معروضہ سے معلوم ہوا کہ سرگروہ راجگان ہند مہاراجہ جسونت سنگھ نے چھ ذی قعدہ کو وفات پائی،

دسویں ذی الحجہ کو نماز و قربانی کے مراسم ادا فرمائے گئے، لطف اللہ خاں کے تغیر سے بہرہ مند خاں کو خدمت میر بخشی گری عطا ہوئی، طاہر خاں مہاراجہ متوفی کے وطن جودھپور کا فوج دار مقرر فرمایا گیا، اور خدمت گار خاں کو تعلقہ داری اور شیخ انور کو خدمتِ امانت عطا ہوئی، عبد الرحیم خاں جودھپور کا کوتوال مقرر ہوا،

جہاں پناہ کا پہلی مرتبہ دار الخیر اجمیر روانہ ہونا

چھ ذی الحجہ کو قبلۂ عالم تخت گاہ سے اجمیر روانہ ہوئے، کامگار خاں تخت گاہ کا قلعہ دار و فولاد خاں فوجدار مقرر ہوا، یہ دونوں امیر بھی دیگر حکام کی طرح بہ اعزاز تمام رخصت فرمائے گئے،

چھ محرم کو خان جہاں بہادر حسن علی خاں و دیگر امرار کی ہمراہی میں راجہ جسونت سنگھ کے ممالک کے انتظام کے لئے روانہ ہوا، تیرہ محرم کو کشن سنگھ

نبیرۂ راجہ رام سنگھ اپنے وطن سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا،
عبدالرحیم خاں کے تغیر سے روح اللہ بیگ خدمت آختہ بیگی پر متعین فرمایا گیا،
سولھویں محرم الحرام کو عمدۃ الملک اسد خاں دکن سے واپس ہو کر کشن گڈھ میں شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوا،
اٹھارھویں محرم الحرام کو قبلۂ عالم اجمیر پہونچ گئے۔ بادشاہ دیں پناہ نے دارالخیر میں ورود فرماتے ہی سب سے پہلے حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ پاک پر حاضر ہو کر سعادت زیارت حاصل فرمائی، آستانۂ چشتیہ پر حاضری دیکر بادشاہ دولت خانہ پر تشریف لائے،
پچیسویں محرم الحرام کو مہا راجہ متوفی کے وکیل نے عرض کیا کہ راجہ کی دو رانیاں حاملہ تھیں، جسونت سنگھ کے لاہور پہونچنے کے بعد راجہ کے محل میں چند ساعت کے تفاوت سے دو فرزند پیدا ہوئے،
تیسویں محرم الحرام کو بادشاہ زادہ محمد اعظم کے ملازم میرزا شاہ رُخ نے فتح گواہٹی کی عرض داشت ملاحظۂ عالی میں پیش کی اور ایک ہزار روپیہ انعام پایا،
سترھویں صفر کو شہزادہ محمد اکبر ملتان سے خدمت شاہی میں حاضر ہوئے، اور خلعت با نیمہ آستیں و بالا بند کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے، ملتان کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ ٹھٹھہ کا معزول صوبہ دار غیرت خاں، بادشاہ زادہ محمد اکبر کی نیابت میں ملتان پہونچ گیا صفی خاں لاھور روانہ ہوا، سید عبد اللہ مہا راجہ جسونت سنگھ کے اموال کی ضبطی کے لئے قلعۂ سیوانہ روانہ فرمایا گیا، امیر الامرا کو خلعت خاصہ با نیمہ آستین و بالا بند و خنجر مرصع عطا فرما کر اکبرآباد روانہ ہونے کی اجازت

مرحمت ہوئی،

کھنڈیلہ کے مندروں کا انہدام

داراب خاں جو شاہی حکم کے مطابق کھنڈیلہ کے شورہ پشتوں کی تنبیہ اور بت خانوں کو منہدم کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا، پانچ صفر کو اپنی آماجگاہ پر پہونچا، ایک سو سے زیادہ راجپوتوں نے مقابلہ کیا جو سب کے سب ہلاک ہوئے، کھنڈیلہ، سانومیلہ و دیگر اطراف ونواح کے تمام مندر زمین کے برابر کر دیئے گئے،

افتخار خاں کے تغیتر سے تہوّر خاں اجمیر کا فوج دار مقرر ہوا، رانا راج سنگھ کے وکلاء کو اجازت مرحمت ہوئی کہ رانا کی درخواست ملاحظۂ عالی میں پیش کریں۔ رانا نے درخواست کی تھی کہ اس کے فرزند کنور جے سنگھ کو بارگاہ شاہی میں حاضر ہونے کا شرف عطا ہو۔ رانا کا معروضہ قبول فرمایا گیا اور محمد نعیم اس کی رہ نمائی کے لئے مقرر ہوا،

انتیس صفر کو اندر سنگھ ولد راؤ رائے سنگھ نے خیمہ تک جے سنگھ کا استقبال کیا اور اسے بارگاہِ شاہی میں لے آیا، جہاں پناہ نے جے سنگھ کو خلعت خاصہ و مالائے مروارید و زمرد دارسپی سنگ یشم وپہونچی مرصع و مادۂ فیل کے عطیات سے سرفراز فرمایا،

فیض اللہ خاں مرادآباد سے اور ممتاز خاں مالوہ سے بارگاہ شاہی میں حاضر ہوئے تھے۔ ہر دو امیروں کو مستقر واپس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی،

معتمد خاں کے تغیّر سے امان اللہ خاں گوالیار کا فوج دار مقرر فرمایا گیا،

ساتویں صفر کو قبلۂ عالم نے اجمیر سے روانہ ہو کر غرۂ ربیع الاوّل کو تخت گاہ میں نزول اجلال فرمایا، چونکہ بادشاہ دین پناہ نے احکام شریعت اسلام

کے رواج دینے اور کفر و بے دینی کا قلع قمع کرنے کا مصمم ارادہ فرمالیا تھا، اس لئے فرمان واجب الاذعان صادر ہوا، کہ موافق حکم الٰہی و ارشاد رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تخت گاہ نیز صوبجات کے ذمیوں سے جزیہ وصول کیا جائے

بارہ ربیع الاوّل کو شہزادہ محمد اکبر کو لاہور جانے کی اجازت ہوئی، اور خلعت خاصہ با نیمہ آستین و سرپیچ مرصع مرحمت فرمائے گئے،

محمد زماں خاں لوحانی کو خطاب خانی مرحمت ہوا اور شاہ بیگ خاں کاشغری، عبداللہ خاں کے نام سے موسوم ہوا، افتخار خاں وغیرہ عنایات بادشاہی سے سرفراز فرماکر شہزادہ کے ہمراہ روانہ کئے گئے، اٹھارہ ربیع الاول کنور جے سنگھ لپھر رانا کو خلعت و سرپیچ مروارید و آویزۂ لعل و طرۂ مرصع و اسپ عربی با ساز طلا و فیل مرحمت ہوئے، اور اس کو وطن جانے کی اجازت عطا ہوئی رانا راج سنگھ کے لئے فرمان خوشنودی کے ہمراہ خلعت و سرپیچ مرصع اور بیس ہزار روپے روانہ فرمائے گئے،

جودھپور کے بت خانے

چوبیس ربیع الآخر کو خان جہاں بہادر جودھپور سے بت خانوں کو منہدم کرکے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا، اور کئی گاڑیاں بتوں سے لدی ہوئی اپنے ہمراہ لایا، قبلۂ عالم نے خان جہاں کی کارگزاری کی بے حد تعریف کی اور اور حکم دیا کہ یہ اصنام جن میں اکثر مرصع و طلائی و نقرئی و مسی و برنجی تھے، جلوخانے کے دروازوں اور مسجد کے زینوں کے نیچے ڈال دیئے جائیں تاکہ پامال ہوں، عرصہ تک یہ بت ان مقامات پر پڑے رہے یہاں تک کہ قطعاً نیست نابود ہوگئے،

پچیسویں تاریخ اندر سنگھ ولد راؤ رائے سنگھ نبیرۂ امر سنگھ اپنے چچا راجہ جسونت سنگھ کی وفات کے بعد خطاب راجگی و خلعت خاصہ و شمشیر باساز مرصع و اسپ باساز طلا، و فیل و علم و طوغ و نقارہ کے عطیات سے سرفراز

فرمایا گیا، اندر سنگھ نے چھتیس لاکھ روپے نذر پیش کی جو قبول فرمائے گئے، قدیم زمانہ میں دستور تھا کہ فرمانروا اپنے ہاتھوں سے عالی مرتبہ راجاؤں کی پیشانی پر قشقہ لگاتے تھے، عہد معدلت عالمگیری میں راجہ رام سنگھ کی پیشانی پر اسد خاں نے بموجب حکم قشقہ لگایا، لیکن آخر میں یہ بھی موقوف فرماکر صرف تسلیم کافی سمجھی گئی،

داراب خاں کی وفات

صفی خاں کے تغیر سے عاقل خاں خدمت بخشی گری پر فائز ہوا، پچیس تاریخ داراب خاں یعنی مختار نے وفات پائی، جان سپار خاں اس کے برادر اور محمد تقی علیل و محمد کامیاب مرحوم کے بیٹوں اور لشکر خاں اس کے داماد کو ماتمی خلعت عطا ہوئے، داراب خاں کی وفات پر روح اللہ خاں میر آتش مقرر فرمایا گیا، اور روح اللہ خاں کے بجائے بہرہ مند خاں کو خدمت آختہ بیگی، و اعتقاد خاں کو بخشی گری احدیاں کا عہدہ عطا ہوا،

بادشاہ زادۂ محمد معظم کی فوج کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ شرزہ خاں بیجاپوری، شہزادے کی خدمت میں حاضر ہوا، جہاں پناہ نے شرزہ خاں کو رستم خاں کے خطاب سے سرفراز فرماکر فرمان خوشنودی کے ہمراہ اس کے لئے خلعت و اسپ و فیل و نقارہ روانہ فرمائے،

راجہ جسونت سنگھ نے جس وقت دارالملک کابل میں وفات پائی اس کے کوئی بیٹا نہ تھا، راجہ کی وفات کے بعد اس کے معتمد ملازمین یعنی سونک و رگھناتھ بھاٹی و ستجھور و درگا داس وغیرہ نے جیسا کہ قبل مذکور ہوا جہاں پناہ کے حضور میں عرض داشت روانہ کی کہ راجہ کی دو بیویاں حاملہ ہیں، راجہ کے متعلقین لاہور پہونچے اور دونوں رانیوں کے بطن سے فرزند پیدا ہوئے، راجہ کے ملازمین نے اصل واقعہ عرض کرکے یہ التجا کی کہ ان کو منصب و راج عطا فرمایا جائے، قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ راجہ کے ہر دو فرزند آستانۂ شاہی پر حاضر کئے جائیں، جب یہ بچے سن تمیز کو پہونچیں گے، تو ان کو منصب و راج مرحمت

فرمایا جائے گا،

جسونت سنگھ کے ملازمین کی ناعاقبت اندیشی

جسونت سنگھ کے ناعاقبت اندیش ملازمین شاہجہان آباد پہونچے اور اپنی درخواست کے قبول فرمانے میں بے حد مبالغہ و اظہار عاجزی کیا، اس دوران میں ایک بچہ بھی فوت ہوگیا،

شاہی فرمان

قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ اس کمینہ خصائل گروہ کا ارادہ ہے، کہ دوسرے بچہ کو اس کی دونوں ماؤں کے ساتھ جودھپور لے جائیں اور وہاں پہونچ کر فتنہ و فساد کا بازار گرم کریں، جہاں پناہ نے سولہ جمادی الآخر کو فرمان جاری فرمایا، کہ جسونت سنگھ کا فرزند اور متوفی کی دونوں رانیاں روپ سنگھ راٹھور کی حویلی سے منتقل کرکے نورگڈھ میں بہ حفاظت رکھے جائیں، اور فولاد خاں کوتوال و سید احمد خاں چوکی خاص کے ملازمین کے ہمراہ وحید خاں پسر داؤد خاں و کمال الدین خاں پسر دلیر خاں و خواجہ میر احسن جس نے صلابت خاں کا خطاب حاصل کیا پادشاہ زادہ محمد سلطان مرحوم کے رسالے کے ساتھ اس گمراہ فرقے کو اس کے ارادۂ بد سے روکیں اس امر کی پوری نگہداشت کریں کہ یہ گروہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہونے پائے، جہاں پناہ نے فرمان مبارک میں یہ صراحت فرمادی کہ اگر یہ بدبخت گروہ اپنی شامت اعمال سے برسرپیکار ہو تو ان کو ان کے کردار کی قرار واقعی سزا دے کر ان کو نیست و نابود کردیا جائے،

حکم عدولی

معتبر امیروں نے فرمان مبارک کے بموجب پیشتر ان بدنصیبوں کو نصیحت کی لیکن ان برگشتہ بخت ملازمین پر کچھ اثر نہ ہوا اور اپنے نفع و نقصان میں کچھ تمیز نہ کرسکے، ہندوؤں نے مسلمان امیروں کا مقابلہ کیا طرفین سے ایک گروہ میدان جنگ میں کام آیا، فرقۂ راجپوت نے جب

دیکھا کہ ان کو غلبہ نہیں ہو سکتا، تو راجہ کی دونوں رانیوں کو جو سپاہیوں کی ہمت بڑھانے کے لئے میدان کارزار میں ان کے ہمراہ تھیں قتل کر ڈالا اور دوسرے بچہ کو جو ایک شیر فروش کے مکان میں مخفی کر دیا گیا تھا اسی حال میں چھوڑ کر بے حد پریشانی و کمال اضطراب کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے فولاد خاں کو اس بچے کے حال سے آگاہی ہوئی، اور اس نے راجہ کے فرزند کو شیر فروش سے لیکر آستانۂ شاہی پر حاضر کیا، جہاں پناہ نے حکم دیا کہ راجہ کی کنیزوں سے جو نظر بند ہو کر آئی ہیں دریافت کیا جائے کہ یہ لڑکا کون ہے، کنیزوں نے اقرار کیا کہ بچہ مہاراجہ کا صلبی فرزند ہے، جہاں پناہ نے لڑکے کو محمدی راج کے نام سے موسوم کر کے اس کی پرورش و پرداخت ملکہ فلک احتجاب نواب زیب النسا بیگم کے سپرد فرمائی، فولاد خاں دوسرے روز اس بچہ کے زیورات اور دوسری چیزیں لے کر حاضر ہوا، اس ہنگامہ میں راجہ و نیز رانیوں و دیگر راجپوتوں کے مال و متاع تاراجیوں کے قبضہ میں آئے اور جو مال کہ متصدیان سرکار نے بطور ضبطی حاصل کیا بیت المال کے کوٹھے میں داخل کیا گیا،

شورہ پسندوں کا حشر میدان جنگ میں دونوں رانیوں و رنچھور رئیس راجپوتان اور دوسرے تیس راجپوتوں کے لاشے پائے گئے، بقیہ افراد جو مسلمانوں سے شکست کھا کر فرار ہوئے تھے، چودہ جمادی الآخر کو جودھپور پہونچے اور درگا اور دیگر شورہ پشت افراد کے اغوا سے فتنہ و فساد کی آگ روشن ہوئی، یہ فتنہ پرداز دو جعلی لڑکوں یعنی رن منحن جو جلد ہلاک ہوا، اور راجیت سنگھ کو جسونت سنگھ کے فرزند مشہور کر کے برسرپیکار ہوئے، طاہر خاں فوجدار راجپوتوں کے مقابلہ میں شاہی احکام کی پابندی نہ کر سکا اور اس جرم میں معزول کیا گیا، اندر سنگھ اپنی ناقابلیت کی وجہ سے ملک کا انتظام نہ کر سکا اور اس فتنہ کو فرو کرنا اس کی طاقت سے

باہر نظر آیا، یہ ناقابل راجہ آستانۂ والا پر طلب کر لیا گیا،

بیس رجب کو جہاں پناہ باغ خضرآباد میں وارد ہوئے، اور ایک جرار لشکر سربلند خاں کے تحت جودھپور پر قبعہ وفتنہ پردازان کو پامال و تباہ کرنے کے لئے روانہ فرمایا گیا،

چھبیس رجب کو معلوم ہوا کہ راجہ جسونت سنگھ کے ملازمین میں ایک شخص مسمی راج سنگھ نے بہت بڑی فوج فراہم کرکے تہور خاں فوجدار اجمیر سے مقابلہ کیا، تین روز کامل لڑائی کا سلسلہ جاری رہا اور معرکۂ کارزار نے تیروتفنگ سے گزر کر تلوار و گرز کی بے پناہ ضرب تک طول کھینچا، لیکن آخر کار اقبال شاہی نے اپنا کام کیا اور تہور خاں کو فتح حاصل ہوئی۔ راج سنگھ ایک گروہ کثیر کے ہمراہ ہلاک ہوا،

واقعہ یہ ہے کہ اس معرکہ میں راجپوت ایسے پسپا و پامال ہوئے کہ پھر کبھی ان کو فتنہ پردازی وجنگ آزمائی کی ہمت نہ ہوئی ان سرکشوں میں اکثر تو تہ تیغ ہوئے اور بقیہ نے صحرا نوردی کے عالم میں جان دی

دوسری شعبان کو شہزادہ محمد اکبر لاھور سے خدمت والا میں حاضر ہوئے جہاں پناہ نے شہزادۂ مذکور کو خلعت وجواہرات قیمتی ۷۰ ہزار روپے خواجہ ہمت کی معرفت عطا فرمائے،

قبلۂ عالم کا تخت گاہ سے دوبارہ اجمیر کا سفر فرمانا

سات شعبان ۲۲ جلوس مبارک کو جہاں پناہ نے سرکشوں کو پامال فرمانے کے ارادے سے سفر کیا شہزادہ محمد اکبر اس روز قصبۂ پالم سے رخصت کر دیئے گئے، تاکہ ورود مبارک سے پیشتر اجمیر پہونچ جائیں، شہزادہ کو خلعت خاصہ مع بالابند اور سات گھوڑے مرحمت ہوئے، محمد اکبر کے تمام ہم رکاب امیر بھی شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمائے گئے،

اعتماد خاں برہان الدین کو تخت گاہ کی دیوانی اور امیر ہدایت اللہ کو بخشی گری و واقعہ نویسی کی خدمتیں عطا ہوئیں، افلاطون خان قلعہ دار عبد اللہ چینی ناظر بیوتات و نور الحق پسر قاضی عبد الوہاب قاضی عدالت و ابو سعید خویش دوامادم قاضی مذکور داروغۂ عدالت مقرر فرمائے گئے، دیگر ملازمین دولت مہمات سلطنت کو انجام دینے کی غرض سے مختلف عہدوں پر متعین ہوکر رخصت فرمائے گئے،

تیرہ تاریخ امیر الامراء وکلائے شہزادۂ محمد اعظم کے تغیر سے صوبہ دار بنگالہ مقرر فرمایا گیا، صفی خاں کو الہ آباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی ان تقررات کے فرامین و خلعت، گرز برداروں کی معرفت روانہ فرمائے گئے،

بیس شعبان کو محتشم خاں صوبہ دار میوات مقرر فرمایا گیا، انیس شعبان کو قبلۂ عالم نے حضرت غریب نواز سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک کی سعادت زیارت حاصل کر کے محلات جہانگیری واقعۂ کنار تالاب اناساگر میں نزول اجلال فرمایا،

جلوس عالمگیری کا تیئیسواں سال

سنہ ۱۰۹۰ھ / ۱۶۸۰ء

بابرکت ماہ صیام کا آغاز ہوا اور اہلِ عالم فلاح دارین سے بہرہ اندوز ہوئے، خدیو خدا آگاہ نے تمام ماہ طاعت و عبادت میں بسر فرمایا،

غرۂ رمضان کو ہمت خاں صوبہ دار الہ آباد شرف قدم بوسی سے سرفراز ہوا، اور شہزادہ محمد اکبر کی خدمت میں روانہ فرمایا گیا،

ہمت خاں کو خلعت خاصہ و اسپ با ساز طلا مرحمت ہوئے اور شہزادہ مذکور کے لئے خاں مذکور کی معرفت سرپیچ مرصع ارسال فرمایا گیا،

ساتویں رمضان کو شہزادہ محمد اعظم کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ شہزادۂ مذکور کے محل میں دختر کیرت سنگھ کے بطن سے فرزند پیدا ہوا ہے، عرض داشت کے ہمراہ چار سو اشرفیاں نذر پیش کی گئیں،

جہاں پناہ نے مولود کو سلطان محمد کریم کے نام سے موسوم کیا،

قلعۂ منگل پر شاہی قبضہ

نویں رمضان کو دلیر خاں کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ قلعۂ منگل بیدہ سیواجی کے قبضے سے نکال لیا گیا، غرۂ شوال کو جہاں پناہ ادائے نماز کے لئے عیدگاہ تشریف لے گئے،

سجان سنگھ کے نام قلعے کی فتح کا فرمانِ تحسین صادر فرمایا گیا، حافظ محمد امین صوبہ دار احمد آباد آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا صوبہ دار اور اس کے تمام ہمراہی عطیۂ خلعت سے سرفراز فرمائے گئے،

فاخر خاں کو تخت گاہ جانے کی اجازت ہوئی اور خلعت رخصت مرحمت فرمایا گیا، تہور خاں کو خلعت و ترکش و کمان اور ایک زنجیر فیل مرحمت ہوئی اور خان مذکور ماندل و دیگر پرگنوں کے انتظام کے لئے روانہ کیا گیا، اندر سنگھ کو مہیج کی، رگھناتھ سنگھ کو سیانا و دھلمان کی، اور محکم سنگھ کو قصبہ پور کی تھانہ داریاں عطا ہوئیں،

غرۂ ذی قعدہ کو شہزادہ محمد اکبر کی عرض داشت پیش ہوئی، معروضہ کے ہمراہ نو سو اشرفیاں بھی بطور نذر ملاحظۂ والا میں پیش کی گئیں، عرض داشت سے معلوم ہوا کہ شہزادے کے محل میں فرزند پیدا ہوا ہے، جہاں پناہ اس خبر مسرت اثر سے بے حد خوش ہوئے شہزادے کی نذر قبول فرمائی گئی اور مولود کو نیکو سیر کے نام سے موسوم کیا گیا،

جہاں پناہ کا اجمیر شریف سے اودے پور تشریف لے جانا

ساتویں ذی قعدہ قبلۂ عالم، رانا کی گوش مالی کے لئے اجمیر سے اودے پور روانہ ہوئے، بادشاہ زادہ محمد اکبر اسی روز میرٹھ سے روانہ ہو کر مقام دیورالی میں شرف ملازمت سے فیض اندوز ہوئے،

بادشاہزادہ محمد اعظم کا حسب الحکم اقدس بنگالہ سے آستانہ والا پر حاضر ہونا

قبلۂ عالم و عالمیان کے احکام کی اس سعادت و اطاعت کے ساتھ فرمانبرداری کرنا اور موانع کے باوجود جن سے اکثر عظیم الشان مقاصد کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا، فرمان شاہی کے مطابق روانہ ہونا اور اس قدر جلد سفر کی منزلیں طے کرکے سعادت قدم بوسی حاصل کرنا حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ زادگان سعادت اطوار ہی کا کام ہے،

ملازمین ہمراہی جن کی راست بیانی میں شبہ کی گنجائش نہیں ہے بیان کرتے ہیں کہ شہزادۂ مذکور نصف شب کے بعد پالکی میں سوار ہوکر آرام فرماتے تھے، مصطفیٰ کاشی و لہراسپ بیگ و قاسم بیگ وغیرہ نوبت بہ نوبت جلو میں چلتے تھے، اور نماز فجر کے بعد سے دوپہر تک گھوڑے پر سوار ہوکر راہ طے فرماتے تھے، سواری سے اترنے کے وقت دو یا تین اشخاص سے زیادہ ہمراہ نہیں پہونچ سکتے تھے، بقیہ ہمراہی یکے بعد دیگرے ملازمت میں حاضر ہوجاتے تھے، خیمہ و خرگاہ و محل و کارخانجات میر ہادی کے ہمراہ پٹنہ میں چھوڑ دیئے گئے تھے، کہ متعاقب پہونچ جائیں گے، بادشاہزادے نے پٹنہ سے بنارس تک سات روز میں سفر کیا اور اس تمام سفر میں نواب عالیہ جہاں زیب بانو بیگم ہمراہ تھیں، میر خاں و شاہ قلی خاں اس امر پر مامور تھے کہ نواب عالیہ کے ہودج کو منزل بہ منزل پہونچاتے رہیں یہ اشخاص شہزادے کے ورود کے پچیس روز بعد پہونچے، بادشاہ زادہ محمد اعظم بنارس سے جریدہ روانہ ہوئے، اور بارہ دن ایک پہر میں تمام راہ طے کرکے تئیس ذی قعدہ کو شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوگئے،

جس روز کہ بادشاہ زادۂ مذکور چار پایہ چپر پر سوار ہوئے قاسم بیگ سے فرمایا کہ اب ترکش ہم کو بارگراں معلوم ہوتا ہے، مخاطب نے عرض کیا

کہ فدوی کو عنایت ہو ہیں اس کو اٹھاؤں گا! بادشاہ زادہ نے فرمایا کہ تم اپنا ترکش کیا کروگے، اس نے عرض کیا کہ اس کو اپنی پیٹھ پر باندھ لوں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، پانچ سوار خوش اسپہ بادشاہ زادہ کے ہمراہ تھے، اکثر سواروں کو گھوڑے عنایت فرمائے گئے، بارہ سوار چار پیادے، ایک چوبدار ایک جریب کش دو گھڑیالی ہر وقت ہمراہ حاضر رہتے تھے،

ایک روز قطع مسافت کے دوران میں جبکہ خود بادشاہ زادہ اور شہزادہ بیدار بخت چار پایہ چپر پر سوار سفر کی منزلیں طے کررہے تھے شہزادہ پر تشنگی کا غلبہ ہوا ایک موضع کے قریب پہونچے جس کے کنارے ایک کنواں واقع تھا آب کش پانی کا ایک پیالہ لایا، اور بادشاہ زادہ نے دو اشرفیاں اسے عنایت فرمائیں، ایک بدمعاش نے یہ واقعہ دیکھا اور سمجھا گرز بردار کے پاس بے شمار اشرفیاں ہیں، یہ بدبخت سرراہ کھڑا ہوگیا، اور کرخت آواز سے مزدوروں سے کہا کہ خبردار آگے نہ بڑھو، بادشاہ زادہ متوجہ نہ ہوئے اور نیز مزدور بھی اس کے منع کرنے سے نہ رُکے، اس اجل رسیدہ بدگہر نے سختی کی اور بادشاہ زادہ نے تیر کمان میں رکھ کر اس کی طرف پھینکا، تیر سینے میں بیٹھ گیا اور بداندیش وہیں ٹھنڈا ہو گیا،

ملازمین شاہی کے چند اشخاص بادشاہ زادہ کے عقب میں آرہے تھے جن میں سے سہراب بیگ اس بدبخت کے سر پر پہونچا، اور تیر کو فوراً پہچان لیا کہ اس والا نژاد کے کمان سے نکلا ہے جس پر ہزار جانیں قربان ہیں سہراب بیگ نے اس سرگراں کا سر قلم کیا اور تیر اس کے سینہ سے نکال کر جلد سے جلد خدمت عالی میں پہونچا اور تیر سامنے پیش کردیا، بادشاہ زادہ نے اس کے بعد فرمایا کہ ہر وقت جیب میں چند چرن دو آنہ چہار آنہ طلا و نقرہ وغیرہ تنگ ہائے سیاہ رکھنے چاہئیں

اکثر منازل میں شاہ عالم بہادر وغیرہ دیگر اراکین دولت کی جاگیروں

کے عمال گھوڑے اونٹ وخچر بہ قیمت خرید کرلاتے اور حلوان ومرغ پیش کرتے تھے لیکن اس زمانہ میں کسی وقت بھی شہزادہ نے طعام تناول نہیں فرمایا، ایک روز البتہ جب کہ قاضی مالپور کے مکان سے کھانا آیا تو خشک روٹی ومیوہ خشک پر بسر فرمایا،

ایک روز شہزادہ نے کھچڑی کا نام زبان سے لیا، ہمراہی پیادے سرا میں گئے اور کھچڑی پکا کر لکڑی کے برتن میں لے آئے، اگرچہ پدر وفرزند دونوں بھوکے تھے، لیکن بادشازادہ نے کھانے کو دیکھا اور فرزند سے اشارہ کیا کہ نہ کھائیے فرزند ارجمند دیکھتا رہ گیا، اور کھانے کو ہاتھ نہ لگایا، بادشاہزادہ نے فرزند کو تسلی دی اور کہا کہ تھوڑا صبر کرو انشاءاللہ دو ہی تین روز میں قبلۂ دین ودولت حضرت ولی نعمت کا الوش نصیب ہوگا،

اللہ اللہ فرمان مبارک کی تاثیر تعمیل اور اس کی قوت نفاذ ونیز فرزند ارجمند کی سعادت و فدویت کا کیا ذکر ہے،

چوبیس تاریخ شہزادہ بیدار بخت کو منصب ہشت ہزاری دو ہزار سوار مرحمت ہوا، اور عابد خاں کو غائبانہ قلیغ خاں کے خطاب سے سرفراز کیا گیا پانچویں ذی الحجہ کو ماندل سے کوچ ہوا اور قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ رانا کے ملازمین درۂ دویاری کو چھوڑ کر فرار ہو گئے ہیں، حافظ محمد امین خاں نے عرض کیا کہ فدوی کے ملازم پہاڑ پر گئے تھے درے کے اس طرف کسی شخص کا نام ونشان بھی نہیں ہے، رانا نے اودے پور کو خالی کیا اور خود روبہ فرار ہوا،

بارہویں تاریخ کو جہاں پناہ نے درۂ مذکور پر قیام فرمایا اور حسن علی خاں رانا کے تعاقب میں روانہ فرمایا گیا،

اودے پور کا بت خانہ

بادشاہزادہ محمد اعظم وخان جہاں بہادر کو اودے پور کے دیکھنے کی اجازت مرحمت ہوئی، روح اللہ خاں و

یکہ تاز خاں اُس نادرۂ روزگار بُت خانے کے مسمار کرنے پر متعین ہوئے، جو رانا کی حویلی کے سامنے واقع اور اودے پور کے غیر مسلم باشندوں کی جان اور ان کے مال کی خرابی کا باعث ہوا،

بیس نفر راج پوت بُت خانے پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے وہاں موجود تھے، باری باری سے ایک ہندو مقابلے کے لئے بُت خانے سے باہر آتا تھا اور چند سپاہیوں کو قتل کر کے خود بھی ہلاک ہو جاتا تھا اسی طرح بیسوں نفر تہ تیغ ہو گئے سرکاری فوج کا ایک گروہ اخلاص چیلے کے سمیت اس لڑائی میں کام آیا، بُت خانہ ہندوؤں سے خالی ہو گیا، اور شاہی بیلداروں اور تبرداروں نے تمام بت توڑ ڈالے،

میر شہاب الدین میر شہاب الدین کی تقدیر میں مرتبۂ امارت پر فائز ہونا لکھا تھا، زمانے نے اس کے لئے ایک عمدہ موقع پیدا کیا،

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ میر مذکور میر شکاروں کی ایک جماعت کے ساتھ دولت خانۂ شاہی میں قیام پذیر تھا، قبلۂ عالم نے اس کو اپنے حضور میں طلب فرما کر فرمایا کہ حسن علی خاں چند روز ہوئے کہ رانا کے تعاقب میں درّے کے اندر داخل ہوا تھا خان مذکور کا کچھ حال معلوم نہیں کہ اس پر کیا گذری تم جاؤ اور خبر لے کر جلد واپس آؤ،

میر شہاب الدین اسی وقت مع اپنی جماعت کے تعمیل ارشاد میں روانہ ہوا، اور باوجود اس کے کہ بیگانہ ملک ہونے کی وجہ سے راہ کے نشیب وفراز و نیز مختلف راستوں سے ناواقف اور دشمنوں کے خوف سے مطمئن نہ تھا، لیکن اپنے طالع کی یاوری اور عقیدت کے خلوص نے اسے ایک راست باز راہبر سے ملا دیا اور یہ قاصد خان مذکور کے لشکر تک پہونچ گیا،

میر شہاب الدین نے حالات سے واقفیت حاصل کی اور حسن علی خاں کی

عرض داشت کے ہمراہ دو روز کے اندر آستانۂ شاہی پر حاضر ہوگیا، میر مذکور بلا وساطت بخشیاں، دو صدی کے اضافے سے سرفراز ہو کر ہفت صدی امرار میں داخل ہوا، قبلۂ عالم نے میر شہاب الدین کو علاوہ اضافۂ منصب کے خطاب خانی و فیل و کمان و ترکش خاصہ بھی مرحمت فرما کر احکام رسانی کے لئے دوبارہ حسن علی خاں کی خدمت میں روانہ کیا،

غرضیکہ یہ واقعہ میر مذکور کی ترقی کی ابتدا ہے اس کے بعد جو مواقع کہ یاوری تقدیر سے حاصل ہوئے اور جس طرح کہ یہ امیر مدارج اعلیٰ پر فائز ہوا وہ اپنی اپنی جگہ تالیف مذکور میں بیان کئے جائیں گے،

سربلند خاں کی وفات

سربلند خاں میر بخشی کی ناسازگاریٔ مزاج نے طول کھینچا اور اس امیر نے چوتھی ذی الحجہ کو وفات پائی، سربلند خاں ان امرائے عظام میں داخل تھا جو ظاہر و باطن ہر قسم کی ہر خوبیوں کا مجمع تھے، قبلۂ عالم کو ایسے بندۂ اخلاص مند کے انتقال سے بے حد ملال ہوا،

چوتھی ذی الحجہ کو ہمت خاں الہ آباد روانہ فرمایا گیا، شہزادہ محمد اکبر کو سرپیچ قیمتی چالیس ہزار مرحمت فرما کر اودے پور روانہ ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی،

جہاں پناہ نے حسن علی خاں کے تحت ایک فوج مع بہترین سازوسامان کے رانا کے تعاقب میں روانہ فرمائی، حسن علی خاں کے تمام ہمراہیوں کو خلعت عطا ہوئے، شیخ رضی الدین جو حسن علی خاں کے رفقاء کا سرگروہ تھا، اس مہم میں مشتبہ سمجھا گیا جس کی بنا پر شیخ مذکور خطاب خانی سے برطرف فرمایا گیا،

سربلند خاں کی وفات پر روح اللہ خاں کو خدمت میر بخشی گری عطا ہوئی اور بجائے اس کے صلابت خاں داروغۂ توپ خانہ مقرر فرمایا گیا، صلابت خاں کے بجائے صالح خاں داروغۂ فیل خانہ ہوا اور تہور خاں

کو بادشاہ قلی خاں کا خطاب عطا ہوا،

سید علی اکبر قاضی شہر لاہور

دارالسلطنت لاہور کے واقعہ نگار نے اطلاع دی کہ سید علی اکبر قاضی شہر اپنی دیانت وطبیعت کی سختی اور تیزی کی وجہ سے کسی کے آگے سر نہیں جھکاتا تھا، قاضی مذکور کی وضع کے خلاف اس کا ہمشیرزادہ سید فاضل نام اپنی کم عقلی کی وجہ سے دست دراز و بدزبان تھا۔ لاھور کے حکام یعنی ناظر وکوتوال شہر اس شخص کے دست وزبان سے تنگ آگئے تھے اور مجبور ہوکر اس کی جان لینے کے خواہاں ہوئے،

قاضی مذکور نے بھی اس فتنہ وآشوب میں امیر قوام الدین ناظم لاھور کے ہاتھوں بے حد ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنی جان دی۔

ناظم ونظام الدین کوتوال دونوں اشخاص خدمت وخطاب سے برطرف فرمائے گئے، نظام الدین کوتوال لاھور ہی میں ختم ہوا اور قوام الدین حضور شاہی میں طلب کیا گیا، قوام الدین کے بجائے بادشاہ زادہ محمد اعظم ناظم پنجاب مقرر ہوئے۔ اور طرۂ مرصع کے عطیئے سے سرفراز فرمائے گئے۔ لطف اللہ خاں کو صوبے کی نیابت عطا ہوئی، اور اس امیر کے تغیر سے ابونصر خاں خدمت عرض مکرر پر مقرر فرمایا گیا؛

قوام الدین خاں اجمیر میں آستانۂ والا پر حاضر ہوا، محکمۂ شرعیہ میں مقدمہ دائر ہوا، اور قوام الدین روزانہ عدالت میں ذلیل وخوار ہونے لگا، آخرکار پسر سید علی اکبر مرحوم اعزۂ دربار کی شفاعت سے دعوئے قصاص طلبی سے باز آیا، خان مذکور کو خود ہی اپنے حال پر رحم آیا اور اس نے جلد سے جلد دنیا کو خیرباد کہا

اودے ساگر کے مندروں کا انہدام

دوسری محرم کو قبلۂ عالم تالاب اودے ساگر تشریف لے گئے تالاب

مذکور کے کنارے تین بت خانے نظر آئے، بادشاہ دین پناہ نے ان منادر کے انہدام کا حکم دیا جس پر فوراً عمل کیا گیا،

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ حسن علی خاں نے انیسویں ذی الحجہ کو درّے عبور کر کے رانا پر حملہ کیا۔ ہندو راجہ خیمہ و اسباب چھوڑ کر فرار ہوا اس سفر میں بے حد غلہ اہل لشکر کے ہاتھ آیا جس کی وجہ سے ارزانی ہو گئی،

ساتویں محرم کو حسن علی خاں بیس اونٹ غلہ و دیگر اسباب غنیمت لے کر آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رانا کی حویلی والے بت خانے کے علاوہ ایک سو بہتر دیگر منادر بھی جو نواح اودے پور میں واقع تھے مسمار کر دیئے گئے، جہاں پناہ نے خان مذکور کو خطاب بہادر عالمگیر شاہی عطا فرمایا،

نویں محرم کو خان جہاں بہادر خلعت و خنجر مرصع و اسپ با ساز طلا کے عطیات سے سرفراز ہو کر متھرا سور روانہ ہوا، غرۂ صفر کو بادشاہ دین پناہ نے چتوڑ کا سفر کیا اور فرمان مبارک کے مطابق اس مقام کے ترسٹھ بت خانے منہدم کئے گئے،

پانچویں صفر کو خان جہاں بہادر لہاور سے چتوڑ میں آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا، جہاں پناہ نے نیم آستین جسم مبارک سے اتار کر خان جہاں کو مرحمت فرمائی،

ساتویں صفر کو حافظ محمد امین خاں ناظم احمد آباد کو خلعت و اسپ و فیل عطا فرما کر مستقر جانے کی اجازت مرحمت ہوئی،

نویں صفر کو خان جہاں بہادر ظفر جنگ کو کلتاش خاں کو کالے شاہ عالم بہادر کے تغیر کی وجہ سے ناظم دکن مقرر ہوا، اور خلعت و جمدھر مرصع واسپ و فیل کے عطیات سے بہرہ اندوز ہوا،

شیخ سلیمان داروغہ عدالت کو فاضل خاں کا خطاب عطا ہوا،

شہزادہ محمد اکبر کی چتوڑ کو روانگی

بارہ صفر کو بادشاہ زادہ محمد اکبر مرتب و باقاعدہ فوج کے ہمراہ چتوڑ کی مخالفت پر مامور کئے گئے، جہاں پناہ نے بادشاہ زادے کو خلعت خاص والائے مروارید جیغۂ مرصع واسپ وفیل مرحمت فرمائے،

حسن علی خاں و رضی الدین خاں خلعت کے عطیے سے شرف یاب ہوکر بادشاہ زادۂ مذکور کے ہمراہ روانہ ہوئے،

حکیم شمسا دختر عادل خاں بیجاپوری کے ہمراہ بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا تھا قبلۂ عالم نے حکیم مذکور کو خلعت خاصہ واسپ باساز طلا و فیل و منصب سہ ہزاری ہزار سوار عطا فرماکر شمس الدین خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا، شمس الدین خاں خان جہاں بہادر کی مہم پر متعین فرمایا گیا،

جہاں پناہ کا اودے پور سے دار الخیر اجمیر کو واپس آنا

چودھویں صفر کو قبلۂ عالم اودے پور سے اجمیر روانہ ہوئے عبد اللہ خاں سالانہ دار عبد الرسول خاں کے تبادلے کی وجہ سے اکبرآباد کا قلعہ دار مقرر فرمایا گیا، مکرم خاں کو خلعت واسپ عطا ہوا، اور مفسدوں کی تنبیہ کے لئے رنتھنبور روانہ ہوا،

ملکہ عالیہ اورنگ آبادی محل عفت مآب بادشاہ زادہ زیب النساء بیگم کے ہمراہ حضور میں طلب کی گئی تھی، چوبیسویں صفر کو یلنگ توش خاں بہادر ملکۂ موصوف کو بارگاہ شاہی میں حاضر کرنے کے لئے روانہ ہوا،

قابل خاں کی برطرفی

قابل خاں میر منشی برادر ابو الفتح قابل خاں ٹھٹھوی قدیمی والا شاہی جو خاندانی خدمات و مزاج دانی کی وجہ سے تربیت و عنایت شاہی کا ممنون منت تھا اپنی بدنصیبی سے

جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا، اور بے جا لغزشوں کی وجہ سے راہ راست پر قائم نہ رہا، جہاں پناہ نے قابل خاں کو منصب ہزاری وہفتاد سوار و خدمت تقرب سے برطرف فرمایا، قابل خاں کا داماد مسمی عبدالواسع بھی خدمت قانون گوئی صوبہ ٹھٹھہ سے معزول فرمایا گیا،

قابل خاں کی درخواست کے مطابق اسے حکم ہوا کہ تخت گاہ کو روانہ ہو، فرمان مبارک صادر ہوا کہ اس کا گھر ضبطی میں لے لیا جائے، اس طور پر کہ قابل خاں جریدہ مکان سے باہر نکلے اور گھوڑے پر سوار کر کے شہر بدر کر دیا جائے، شاہی حکم کی تعمیل کی گئی، اور مال کی ضبطی کا اندازہ کرنے سے معلوم ہوا کہ قابل خاں نے صرف دو سال کی خدمت تقرب میں علاوہ اسباب و حویلی نو ساختہ کے بارہ لاکھ روپے جمع کئے تھے، قابل خاں نے لاہور پہونچ کر وفات پائی،

فضائل خاں کی وفات

قابل خاں کے بجائے فضائل خاں دارو غہ ڈاک چوکی مقرر ہوا، شیخ مخدوم منشی بادشاہزادہ محمد اعظم کی خدمت انشاء پر مامور فرما کر منصب پانصدی وسی صد سوار و جمدھر سادہ کار و دو ہزار روپیہ نقد کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا، جہاں پناہ نے شیخ مخدوم کو دس دس تھان چیدہ جامہ وار اور کمخواب کے بھی عطا فرمائے، اس واقعہ کے بعد شیخ مخدوم نے بتدریج ترقی کی یہاں تک کہ ہزارو پانصدی کے منصب و فاضل خاں کے خطاب سے سرفراز ہوکر خدمت صدارت پر فائز ہوا۔ فاضل خاں مدارج ترقی طے کر رہا تھا کہ دفعتاً دست اجل نے اس کو نیستی کے عمیق غار میں گرا دیا،

شیخ مخدوم کی جگہ پر شیخ عبدالوالی پسر شیخ عبدالصمد جعفر خانی بادشاہ زادہ محمد اعظم کی سرکار میں مقرر فرمایا گیا،

غرۂ ربیع الاوّل کو جہاں پناہ اجمیر پہونچے اور سب سے پیشتر

حضرت قدوۃ الواصلین خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ اقدس پر پیادہ پا حاضر ہوئے اور سعادت زیارت حاصل کر کے دولت خانہ پر جلوہ افروز ہوئے،

مغل خاں ولد طاہر خاں دکن سے حاضر ہوا، اور میر توزک اوّل مقرر ہو کر خلعت سے سرفراز فرمایا گیا، صلابت خاں سے لغزش ہوئی اور منصب سے برطرف کیا گیا، اس امیر کے بجائے بہرہ مند خاں داروغۂ توپ خانہ اور بہرہ مند کی خدمت پر عبد الرحیم خاں آختہ بیگ مقرر ہوئے،

حیات بیگ کو خطاب خانی و خواجہ کمال کو خنجر خاں و عبد الواحد ولد میرزا خاں کو خطاب نامدار خاں مرحمت ہوا،

کامگار خاں ولد ہوش دار خاں نے جو منصب سے برطرف فرما دیا گیا تھا اپنے جسم پر چار زخم جمدھر کے لگائے لیکن الطاف سلطانی کے اکسیر اثر مرہم نے اسے شفا بخشی،

وارث خاں مؤلف بادشاہ نامہ کی وفات

دس ربیع الاوّل کو وارث خاں واقعہ خواں نے کتاب بادشاہ نامہ کی تیسری جلد تالیف کی ہے، ایک سودا زدہ طالب العلم نے جس پر وارث خاں بے حد مہربانی کرتا اور اس کو بے رحموں کی ایذا رسانی سے بچاتا اور اس کی کفالت کرتا تھا چاقو سے ہلاک کیا۔

بیجاپور میں خطبہ وسکہ

پندرہ ربیع الاوّل کو شاہ عالم بہادر کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ شہر بیجاپور میں قبلۂ عالم کے نام نامی کا خطبہ وسکہ جاری ہوا، حاضرین دربار نے مبارک باد عرض کی،

سولہ ربیع الاوّل کو بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہی حکم کے مطابق ہمشیرۂ معظمہ

نواب عالیہ زیب النسا بیگم کے استقبال کے لئے گئے اور بادشاہ زادہ ملک احتجاب کو مع عفت مرتبت اورنگ آبادی محل کے حرم سرائے عزت میں لے گئے

بادشاہ غربا پرور و اغنیار نواز کو معلوم ہوا کہ نذیر بے اتالیق سلیمان قلی خاں والی بلخ آستانہ والا پر حاضر ہو رہا ہے فرمان مبارک صادر ہوا کہ پانچ پانچ ہزار روپے لاہور و کابل کے خزانہ سے اتالیق مذکور کو دیئے جائیں

قلندر بے سفیر بلخ شرف باریابی سے بہرہ اندوز ہوا اور خلعت و خنجر و ہزار روپے نقد کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا،

میر مغیث کے تغیر سے حاجی شفیع خاں دیوانی بنگالہ کی خدمت پر مامور ہوا، اور اس کے بجائے شریف خاں داروغہ داغ و تصحیحہ مقرر رہا، محمد میرک گرز بردار کو خطاب خانی مرحمت ہوا، شجاعت خاں کے تغیر سے افتخار خاں جونپور کا فوجدار مقرر فرمایا گیا، ملتفت خاں برطرفی سہ ہزاری سوار کے منصب پر بحال ہو کر غازی پور زمانیہ کی فوجداری پر فائز ہوا،

غرۂ جمادی الاوّل کو بہرہ مندخاں داروغۂ توپ خانہ اناساگر تالاب کے اس طرف ایک باغ میں فرش اور ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہً برق گری، خان مذکور حوض میں کود پڑا چند ساعت بے خود رہنے کے بعد ہوش میں آیا،

اکیس تاریخ کو معلوم ہوا کہ خان جہاں بہادر اورنگ آباد پہونچ کر شاہ عالم بہادر کی خدمت میں حاضر ہو گیا، اور بادشاہ زادہ مذکور نے آستانۂ والا پر حاضر ہونے کا ارادہ فرمایا،

چھبیس جمادی الاوّل کو بادشاہزادہ محمد اعظم و سلطان بیدار بخت مرحمت خسروانہ سے بہرہ اندوز ہو کر رانا کی مہم پر روانہ ہوئے،

نذیر بے کو اورنگ خاں کا خطاب مرحمت ہوا اور منصب دو ہزاری ہفت صد سوار کے عہدہ پر فائز ہوا،

محمد امین کو شاہ قلی خاں اور حاجی محمد کو میر خاں کے خطابات مرحمت ہوئے ،

سیواجی کی وفات

سات جمادی الآخر کو بادشاہ زادہ محمد اعظم چتوڑ پہونچے ، بادشاہ زادہ محمد اکبر سے سرسواری ملاقات کی اور سوجیت چتارن روانہ ہوئے ،

دکن کے واقعہ نگار نے عرض داشت کے ذریعہ اطلاع دی کہ چوبیس ربیع الآخر کو سیواجی پر گرمی کا غلبہ ہوا اور گھوڑے سے اترتے ہی اس نے دو مرتبہ خون کی قے کی اور فوت ہوا ،

ابوتراب خاں جو بیتر کے منادر منہدم کرنے کے لئے روانہ فرمایا گیا تھا ، چوبیس رجب کو آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس نواح کے چھیاسٹھ بت خانے زمین کے برابر کر دیئے گئے ،

دسویں شعبان کو خواجہ معتمد خاں قلعہ دار گوالیار نے وفات پائی ،

جلوس عالمگیری کا چوبیسواں سال

سنہ ۱۰۹۱ھ / ۱۶۸۱ء

رمضان کا ارشاد بخش و فیض انگیز زمانہ جو ابتدا سے لے کر انتہا تک خیر و برکات کے نزول و آثار کا باعث ہے آیا اور اہل اسلام کے فلاح دارین میں اضافہ کرنے کا غلغلہ بلند ہوا، قبلۂ ایمان و بادشاہ عالمیان نے شبانہ روز طاعت الٰہی میں بسر فرما کر اس مقدس ماہ کو تمام فرمایا،

یکہ تاز خاں کی وفات خدمت گزار خاں کو چتوڑ کی واقعہ نگاری اور خدمت بخشی گری عطا ہوئی، گیارہ رمضان کو یکہ تاز خاں نے وفات پائی اور اس کے بیٹوں یعنی میر عبداللہ، میر نور اللہ و عطاء اللہ کو خلعت تعزیت مرحمت ہوئے،

عاقل خاں کو صوبۂ تخت گاہ کی بخشی گری دوم عطا ہوئی اور خلعت خاصہ و خنجر مرصع با علاقۂ مروارید کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا،

دسویں شوال کو غضنفر خاں کو چار سو سواروں کے ہمراہ اور محمد شریف

خوش منزل و نیز قراولوں کو حکم ہوا کہ اجمیر سے راج سمندر تک منازل سفر متعین کر کے حاضر حضور رہوں،

دسویں شوال کو ہمت خاں بخشی گری اوّل کے عہدہ پر فائز ہوا، خلعت اور زری کا دوپٹہ اس کے مکان پر روانہ فرمایا گیا، اس تاریخ معتمد خاں کے اموال میں سے بارہ لاکھ پچاس ہزار روپیہ علاوہ جواہرات اور چھ پالیوں کے گوالیار سے لاکر حضور میں پیش کئے گئے،

عطیات

چھبیس شوال کو حامد خاں راٹھور کے مفسدوں کی تنبیہ کے لئے میرٹھ روانہ فرمایا گیا، اس کے ہمراہیوں میں سے میر شہاب الدین کو خلعت و مادۂ فیل عطا ہوئے حامد خاں کے دیگر ہمراہی خلعت کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے،

روح اللہ خاں بخشی دوم مقرر ہوا اور خلعت و فیل و اسپ کے عطیات سے بہرہ اندوز ہوکر غرۂ ذی قعدہ کو شہزادہ محمد اکبر کی خدمت میں روانہ ہوا، مغل خاں سانبھرہ و ڈیڈوانہ کے سرکشوں کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا، مختار بیگ ولد اسلام خاں رومی کو نوازش خاں کا خطاب مرحمت ہوا، قبلۂ عالم نے اس امیر کو خلعت عطا فرما کر ہندی لباس زیب تن کرنے کا شرف عطا فرمایا،

اٹھارہ ذی قعدہ کو محمد نعیم بخشی سرکار بادشاہزادہ کام بخش کو اپنے مالک کی سرکار سے خلعت عطا ہوا، اور اپنی جمعیت کے ہمراہ بادشاہزادہ محمد اکبر کی خدمت میں روانہ ہوا،

صدر الدین ولد قوام الدین کو اس کے باپ کا خلعت ماتمی عطا ہوا، اودت سنگھ بھدوانہ چتوڑ کا قلعہ دار مقرر ہوا، سید خاں کے انتقال کے بعد شہامت خاں کو قلعہ داری کابل کی خدمت عطا ہوئی،

چھ ذی الحجہ کو لطف اللہ خاں لاہور سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا، اور

عبدالرحیم خاں کے تبادلہ کی وجہ سے غسل خانہ کا داروغہ مقرر فرمایا گیا عبدالرحیم خاں کو خدمت بخشی گری سوم عطا ہوئی اور سنگ یشم کی دوات مرحمت فرمائی گئی، سزاوار خاں بخشی گری سے آختہ بیگی کی خدمت پر مامور ہوا۔

ابوالقاسم ولد قاضی عارف، پیش دست بخشی سوم کو شال مرحمت فرمائی گئی،

راج سنگھ و پرتھی سنگھ راٹھور کو خلعت و دو ہزار روپیہ بطور انعام مرحمت ہوئے، اعز خاں راہداری کابل کی خدمت پر فائز ہوا اور اس کو نقارہ عطا فرمایا گیا،

شہاب الدین خاں کو خلعت و اسپ با ساز طلا مرحمت ہوئے کہ قلیچ خاں کے پاس روانہ کرے دیوانگن پسر دیانت کو معتمد خاں کا خطاب مرحمت ہوا اور شریف خاں کے تغیر سے داروغۂ داغ و تصحیحہ مقرر فرمایا گیا، سلطان بیدار بخت حفظ کلام اللہ کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے، اور شہزادۂ مذکور کو مالائے مروارید و ریزہ یاقوت مرحمت فرمائے گئے،

شہزادہ محمد اکبر کی بغاوت

اللہ اکبر، کیا اقبال شاہی ہے سبحان اللہ! کیا خدا کی مہربانی اور اس کا فضل و کرم ہے کہ بادشاہ دین پناہ اگر ناممکنات کے پر شکوہ پہاڑ پر بھی قہر آلود نگاہیں ڈالیں تو یہ کوہ سنگی بھی موم کی طرح پگھل جائے، اقبال و وقار بادشاہی کا یہ عالم ہے کہ اگر تمام عالم بھی مخالفت پر کمر باندھے تو فتح و نصرت جو ہمیشہ ہم رکاب رہتی ہے بدخواہوں کو ایک دم میں معدوم کر دے ہر میدان میں فتح و ظفر قدم مبارک کو بوسہ دیتے ہیں اور ہر مہم ادنیٰ توجہ سے سر ہو جاتی ہے،

قبلۂ عالم و عالمیان و بد اندیش محمد اکبر کا واقعہ میری اس تمہید کا شاہد عادل ہے، محمد اکبر کے کاشانۂ اقبال پر ادبار کی گھنگھور گھٹائیں چھاگئیں، اور تقدیر کی برگشتگی نے اس پروردۂ ناز و نعم کو عصیاں کے مہلک جنگل میں تباہ و برباد کیا، اس بدنصیب بادشاہ زادہ نے ولی نعمت کی مخالفت پر کمر ہمت باندھ کر اپنے شیرازۂ اطمینان کو ایسا پراگندہ و منتشر کیا کہ پھر تا دم آخر اس کو سکون نصیب نہ ہوا، اس بدبخت مریض پر ہوا و ہوس کی روح فرسا بیماری کا ایسا شدید حملہ ہوا کہ تمام عمر بستر شقاوت و بدبختی پر صاحب فراش رہا،

چھبیس ذی الحجہ کو واقعہ نگاروں و نیز دیگر عمال شاہی نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ بادشاہ زادہ محمد اکبر باوجود صاحب فہم و فراست و ذی شعور ہونے کے راٹھوروں و دیگر نمک حرام حاشیہ نشینوں کے دام مکر میں گرفتار ہوا اور اس بدبخت نے اطاعت شاہی کے دائرہ سے قدم آگے بڑھا کر علم مخالفت بلند کیا، ملازمین شاہی میں جو اشخاص محمد اکبر کے موافق ہوتے ان کو مناصب و اضافے و خطابات دیئے اور جن کو اپنا مخالف خیال کیا ان غریبوں کو نظر بند کر دیا ہے

قبلۂ عالم جذبۂ فطری سے مجبور ہوئے شفقت پدری نے فرزند کی اس ناعاقبت اندیشی سے حضرت کو آزردہ خاطر کیا، جہاں پناہ کو فرزند کی اس مخالفت کا بے انتہا ملال ہوا، لیکن اس سانحہ کے تدارک کو توفیق الٰہی کے سپرد کر کے حضرت نے اس بلائے ناگہانی کے دفع کرنے پر توجہ فرمائی،

بہرہ مند خاں میر آتش کو حکم ہوا کہ لشکر کے گرد مورچال باندھے و نیز دروں کی محافظت پر سپاہیوں کو متعین کر کے دولت خانہ سے متصل پہاڑیوں پر توپیں لگا دے،

حافظ محمد امین خاں ناظم احمد آباد و دیگر اعیان و صوبہ داران ملک

کے نام فرامین روانہ ہوئے کہ اپنے اپنے صوبوں کی محافظت کریں،

اس وقت شاہی لشکر اطراف وجوانب کے سرکشوں کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوچکا تھا، اور دس ہزار سواروں سے زیادہ فوج ہم رکاب نہ تھی قبلۂ عالم نے اکثر فرمایا کہ بہادر نے موقع تو اچھا پایا ہے اب تاخیر کیوں کر رہا ہے،

تیئیس ذی الحجہ کو قبلۂ عالم شکار کے لئے تشریف لے گئے اور واپسی میں اکثر اعیان دولت کے محل قیام وجمدۃ الملک اسد خاں کے مورچال ملاحظہ فرمائے، جمدۃ الملک کو حکم ہوا کہ ہر روز شام کے وقت مورچلوں کا معائنہ کرلیا کرے،

فرمان مبارک صادر ہوا کہ بادشاہ زادہ کے وکیل وغیرہ شجاعت خاں ولد نجابت خاں وبادشاہ قلی خاں کے وکلا جنھوں نے محمد اکبر کو ترغیب دے کر گمراہ کیا ہے گڑھ مٹیلی کے قلعہ میں نظربند رکھے جائیں،

شہاب الدین پسر قلیچ خاں سونک ودرگاداس ودیگر راٹھوروں کی سرکوبی کے لئے گجرات کے سفر کے ارادہ سے سر دھی روانہ ہوچکا تھا،

اس زمانہ میں جب کہ بدبخت ونمک حرام افراد تمام شاہ زادہ کے گرد جمع ہوچکے تھے، محمد اکبر نے میرک خاں کو، خان مذکور کے پاس روانہ کرکے عنایات ورعایتوں کا امیدوار بنایا، اور شہاب الدین کو بھی اپنے پاس آنے کی ہدایت کی، خان مذکور نے جس کے پاس بہت بڑی جمعیت تھی اور نیز اس کے اور بادشاہ زادہ کے درمیان فاصلہ بھی تھا اپنے طالع کی یاوری وآل اندیشی سے میرک خاں کو اپنے ہمراہ لیا اور صرف دو روز میں ساٹھ کوس کی مسافت طے کرکے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوگیا،

قبلۂ عالم نے شہاب الدین کی نمک حلالی اور وفاداری کی بے حد تعریف فرمائی اور خلعت عطا فرماکر ترقیات وعطیات سے بھی اسے سرفراز

فرمایا اس واقعہ کا تفصیلی ذکر اپنے موقع پر بیان کیا جائے گا،

خواجہ میرک اپنا خیمہ و اسباب محمد اکبر کے پاس چھوڑ کر چلا آیا تھا، جہاں پناہ نے اس امیر کو خلعت دو ہزار روپیہ نقد عطا فرما کر دو صدی پنجاہ سوار کے اضافے سے سرفراز فرمایا محمد عارف برادر شہاب الدین خاں کو بھی خلعت و اضافہ مرحمت ہوا، الغرض کم و بیش تمام منصب دار خلعت و اضافہ سے شادکام فرمائے گئے،

انیس ذی الحجہ کو بادشاہ عدوکش نے خود سوار ہو کر مورچلوں کا معائنہ فرمایا، حامد خاں جو درجن سنگھ کی سرکوبی کے لئے مامور ہوا تھا، دھاوا کرتا ہوا حاضر حضور ہو گیا، اور سر سواری جہاں پناہ کے شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوا، قبلۂ عالم اس امیر کی وفاداری سے بے حد خوش ہوئے

دوسری محرم کو شاہ عالم بہادر کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ بادشاہ زادۂ مذکور تالاب راتا پر پہونچے اور جلد سے جلد آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا چاہتے ہیں، اسد خاں و محمد قلی خاں و ابونصر خاں وغیرہ بھکر کی سمت روانہ ہو کر واپس آئے، ہمت خاں شدید بیمار تھا اس لئے اجمیر کی حفاظت کرنے کے لئے قلعہ میں چھوڑ دیا گیا۔

تیسری محرم کو جہاں پناہ نے نماز جمعہ ادا کی اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر فاتحہ خوانی فرما کر موضع دیورائی میں نزول اجلال فرمایا، شہاب الدین خاں نے قراولی کی خدمت انجام دی اور عرض کیا کہ باغی کی فوج مقام سرکی میں پراگندہ ہے جہاں پناہ نے اس شب دیورائی میں قیام فرمایا،

بخشیان بادشاہی نے اطلاع دی کہ محمد اکبر کی تمام فوج دس ہزار تعداد میں موجود ہے، قبلۂ عالم نے لشکر کو آراستہ کرنے کا حکم دیا، قول و ہراول و قراول کی صفوف میں دس ہزار اور جرانغار و برانغار میں ہزار

سوار ترتیب کے ساتھ آراستہ ہوئے،

جاسوسوں نے خبر دی کہ بادشاہ زادہ نے مقابلہ کے ارادہ سے قدم آگے بڑھایا، لیکن اہلِ لشکر پر کچھ ایسا خوف طاری ہوا ہے کہ اکثر جرگے سپاہیوں کے بے قابو ہوگئے ہیں،

کمال الدین خاں و دیگر افسرانِ فوج شاہی حضور میں حاضر ہوگئے ہیں، قبلۂ عالم نے پانچویں محرم کو نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے اپنی فوج کے ہمراہ فرودگاہ سے پینتیس جریب کا سفر کیا اور موضع دوبارہ میں فروکش ہوئے، جہاں پناہ نے شامیانے اور ڈوری قنات میں قیام فرمایا، حریف کی آمد آمد کی خبر آرہی تھی حکم ہوا کہ خود سبقت نہ کرو بلکہ باغیوں کو یہاں تک پہونچ جانے دو، نماز ظہر کے بعد شاہ عالم بہادر شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوئے اور دیورائی کا خیمہ جو جہاں پناہ کے قیام کے لائق تھا وہاں سے منتقل کرکے دوبارہ میں نصب کیا گیا،

شب کے ایک پہر دو گھڑی گزرنے کے بعد جب کہ جہاں پناہ نے سجادۂ عبادت پر جلوہ فرمایا اور شاہ عالم بہادر حضوری میں حاضر تھے معلوم ہوا کہ بادشاہ قلی خاں محمد اکبر کے ہزیمت زدہ لشکر سے نکل کر دربار خاص و عام پر حاضر ہوا ہے قبلۂ عالم نے لطف اللہ خاں داروغۂ غسل خانہ کو حکم دیا کہ محمد اکبر کا مغرور امیر بے ہتھیار حضور میں لایا جائے،

بادشاہ قلی بدنصیب کے دل میں خیالات بد جاں گزین تھے، غسل خانہ کی ڈیوڑھی پر پہونچ کر اس نے ہتھیار رکھوانے میں مبالغہ کو عاجزی کے مرتبہ تک پہونچا دیا،

لطف اللہ خاں نے جہاں پناہ کے حضور میں حاضر ہوکر کیفیت حال عرض کی، حکم ہوا کہ یہ شخص ہتھیار بند ہرگز نہ آنے پائے، بادشاہ قلی پر ایسا خوف طاری ہوا کہ قبل اس کے کہ لطف اللہ خاں واپس آئے آستانۂ مبارک

سے بے حواس بھاگا، لیکن نمک حرامی کا وبال اس کے پاؤں میں زنجیر ہو کر لپٹ گیا اور جیسے ہی اس نے غسل خانۂ مبارک کی قنات سے قدم آگے بڑھایا، جلوخاص کے سوار اور چیلے اس پر حملہ آور ہوئے۔

بادشاہ قلی خاں لباس کے اندر چہل قد و زرہ ریزہ پہنے ہوا تھا اس لئے اس کے جسم پر زخم کاری نہ لگتے تھے، کہ دفعتہً ایک ہاتھ اس کے حلق پر پڑا، اور اس زخم نے اس کے دماغ کے فتنہ کو فرو کر دیا، پانچویں محرم کو جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ ہمت خاں بخشی اوّل پسر اسلام خاں بہادر قدیمی والا شاہی نے وفات پائی، یہ امیر نیک ذات و پسندیدہ صفات تھا، ارباب علم و ہنر اس کی مجلس میں باریاب ہو کر کامیاب و مالا مال ہوتے تھے، ہر دو پدر و پسر موزوں طبع و سخن سنج بھی تھے، ان کی نظم و نثر فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے فارسی زبان کے بہترین کلام میں داخل اور ان کی یادگار موجود ہیں۔

شہزادہ محمد اکبر کی شکست

چھ محرم کو سپیدۂ صبح طلوع ہونے کے قبل معروضہ پیش ہوا کہ محمد اکبر جو دولت خانۂ بادشاہی سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر مقیم تھا نصف شب اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر فرار ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ظلِ الٰہی ہو کر دنیا کے سر پر سایۂ رحمت ہونا اور مخلوق کی نگہداشت کا عہد و پیمان خالق بے نیاز سے کرنا اور اپنے عہد پر قائم رہنا ایسا امر سہل نہیں ہے کہ ہر کس و ناکس کلاہ سرداری سر پر رکھ کر مسند حکمرانی پر جلوہ فرما ہو، اس فریب خوردہ بادشاہ زادہ نے تباہ کار و سفلہ مزاج غول بیابانی کے اغوا سے ایسے امر عظیم الشان کا بار اپنے کاندھوں پر رکھنا چاہا تھا جس کے برداشت کرنے کی بالفعل اس کے بازو میں طاقت نہ تھی، جس کی سزا یہ ملی کہ تمام عمر ندامت و آوارہ وطنی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا اور اپنے ولی نعمت

قبلۂ دین و دولت کی شفقت و شرف قدم بوسی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگیا،

حاضرین دربار نے فتح کی مبارک باد عرض کی اور ایک پہر کامل شادیانہ کی آواز کانوں میں گونجتی رہی،

محمد علی خاں خان زماں نے محمد اکبر کے تمام کارخانجات کو ضبط کیا اور دربار خاں ناظر نیکو سیر و محمد اصغر اس کے بیٹوں اور صفیۃ النسار ذکیۃ النسار و نجیبۃ النسار اس کی بیٹیوں اور سلیمہ بانو بیگم محمد اکبر کی زوجہ و دیگر متعلقین کو شاہی حضور میں لے آیا،

زندان نافرمانی کے قیدی یعنی محتشم خاں پسر شیخ میر مرحوم و معمور خاں محمد نعیم خاں و سید عبداللہ قید سے آزاد فرمائے گئے ان امیروں نے شرف زمیں بوسی حاصل کیا اور جہاں پناہ نے ان میں سے ہر ایک کو خلعت مرحمت فرمایا،

شہاب الدین خاں نے حریف کا تعاقب کرکے گروہ کثیر کو ہلاک کیا، شاہ عالم بہادر، محمد اکبر کے تعاقب میں روانہ کئے گئے، قلیج خاں و خان زماں و اندر سنگھ ورام سنگھ و سلیمان سنگھ وغیرہ شاہ عالم بہادر کے ہمراہ متعین کئے گئے،

قبلۂ عالم نے پچاس ہزار اشرفیاں شاہ عالم بہادر کو، دو لاکھ روپے شہزادہ معز الدین کو اور تین ہزار اشرفیاں شہزادہ محمد عظیم کو اور پچاس ہزار اشرفیاں شاہ عالم بہادر کے ہمراہیوں کو عطا فرمائیں، اور روح اللہ خاں کو حکم ہوا کہ رقم مذکور اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہو،

ساتویں محرم کو بادشاہ زمین و زماں فتح مند واپس ہوئے، اور قدوۂ ارباب یقین حضرت خواجہ معین الدین کی زیارت سے فیض یاب ہو کر دولت خانہ شاہی میں مقیم ہوئے،

نو محرم کو معلوم ہوا کہ تھانہ دار مانڈل کام آیا اور قلعہ پر مفسدوں کا قبضہ ہو گیا، محمد اکبر کے رفیق فساد گروہ کے بارے میں حکم ہوا کہ خواجہ منظور در محرم گڈھ پتھلی میں و مرتضیٰ قلی الور میں اور فراق خاں گوالیار میں اور اور محمد قاسم و غضنفر خاں کانگڑہ میں نظر بند رہیں،

قاضی خوب اللہ محمد عاقل و شیخ طبیب و میر غلام محمد امروہہ تختہ کشی و شلاق کے بعد گڈھ پتھلی کے قلعہ میں نظر بند کئے گئے۔ ان اشخاص کے علاوہ بھی ایک گروہ قید و شلاق کی سزا میں گرفتار ہوا،

زیب النساء بیگم پر عتاب شاہی

بادشاہ زادہ محمد اکبر کے نام زیب النساء کے خطوط پکڑے گئے ملکۂ مذکور پر عتاب شاہی ہوا اور وظیفہ رقمی چار لاکھ روپے سالانہ کی برطرفی کے علاوہ تمام مال و اسباب ضبط ہوا، شہزادی کو قلعہ سلیم گڈھ میں قیام کرنے کا حکم ہوا،

تیرہ محرم کو فخر جہاں خانم دختر برخوردار بیگ منصب دار بادشاہ زادہ محمد کام بخش کے حبالۂ عقد میں دی گئی،

سولہ محرم کو عفت مرتبت اورنگ آبادی محل اور سلیمہ بانو بیگم زوجہ محمد اکبر مع اپنی اولاد و ملازمین کے تخت گاہ روانہ ہوئیں،

شاہ عالم بہادر کی فوج کے واقعہ نگار نے اطلاع دی کہ بادشاہزادہ مذکور جالور پہونچ گئے ہیں، اور محمد اکبر نے سانچور کا رُخ کیا ہے قلیچ خاں اور افواج متعینہ مفرور کے تعاقب میں دھاوا کر رہی ہے،

بادشاہ زادہ محمد اعظم کے واقعہ نویس نے اطلاع دی کہ بادشاہ زادہ نے حریف پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا، پال داس رانا کا دیوان اس ارادہ سے آگاہ ہوا اور بادشاہ زادہ نے دلاور خاں کو اس کے مقابلہ

کے لئے روانہ کیا، دلاور خاں نے اکثر نافرمانوں کے خون سے اپنی تلوار کو لال کیا، اور پال داس نے فرار کے وقت اپنی زوجہ کو قتل کر دیا اس کی دختر چند دیگر عورتوں کے ہمراہ گرفتار ہوئی،

قلیچ خاں بے اجازت بادشاہ زادہ کے حضور میں حاضر ہوا اور اس جرم کی سزا میں شرف باریابی سے محروم کیا گیا، پہلے اہتمام خاں کوتوال نے اس کو نظربند رکھا بعد ازاں صلابت خاں کے حوالہ کیا گیا،

محمد ابراہیم شجاعت خاں محمد اکبر سے جدا ہو کر شاہ عالم بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ زادہ نے شجاعت خاں کو جہاں پناہ کے حضور میں روانہ کیا، مجرم اہتمام خاں کے سپرد فرمایا گیا کہ محلات اکبری میں نظربند رہے،

شہزادہ محمد اکبر کا دکن کی طرف فرار

حافظ محمد امین خاں نے عرض داشت کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ محمد اکبر پہلے راٹھوروں کے گروہ کے ہمراہ کوہ ڈونگر سے رانا کے ملک میں وارد ہوا اور احمد آباد روانہ ہونے کا عازم ہوا لیکن اب جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ سروت گڑھ کی راہ سے راجہ پٹیہلی ہوتا ہوتا ہوا دکن روانہ ہو گیا ہے،

سرادار خاں ایک قصور کی بنا پر مع اپنے فرزند کے گرفتار کیا گیا اور جلال بیگ منکباشی کے حوالہ کیا گیا، محمد شفیع مشرف غسل خانہ جو بظاہر اس تقصیر میں سرادار خاں کا شریک پایا گیا منصب و خدمت سے برطرف کر دیا گیا، مغل خاں بجائے اس کے آختہ بیگ و بہرہ مند خاں مغل خاں کی جگہ میر توزک مقرر فرمایا گیا، میرزا محمد ولد مرشد علی خاں مشرف غسل خانہ ہوا روح اللہ خاں کے پیش دست مسمی تاپی داس اور خان مذکور کے منشی

بالکشن نے خان جہاں بہادر کے باغی عامل کی جو الٰہ آباد میں فتنہ و فساد برپا کر رہا تھا ضمانت کی اور ہر دو ضامن اس جرم کی پاداش میں کوتوال کے سپرد کئے گئے،

شہزادہ محمد اکبر کی مرہٹوں سے سازباز

خان جہاں بہادر کی عرض داشت ملاحظۂ والا میں پیش ہوئی کہ ساتویں جمادی الاوّل کو محمد اکبر نواح برہان پور سے گزرتا ہوا سنبھاجی مرہٹہ کے ملک میں وارد ہوا اور اس حربی زادہ نے شاہی باغی کی بے حد خاطر مدارات کرکے اس کو اپنے ملک میں قیام کرنے کی اجازت دی،

ہمت خاں کے فرزند محمد مسیح اور اس کے بھائیوں اور نیز متوفی کے برادر و اعزا کو خلعت ماتمی عطا ہوئے، ہمت خاں کی وفات پر اشرف خاں بخشی اوّل مقرر فرمایا گیا، کامگار خاں اس کے تغیر سے واقعہ خان، اور کامگار کے بجائے عنایت خاں ناظر بیوتات مقرر ہوئے، بدیع الزماں مہابت خانی جو اپنے طالع کی یاوری سے درگاہ والا میں حاضر ہوا تھا، رشید خاں کے خطاب سے سرفراز ہو کر عنایت خاں کے بجائے پیش دستی خالصہ کی خدمت پر مامور ہوا،

بیس محرم کو جامع الکمالات میر سید محمد قنوجی تخت گاہ سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے اور شرف باریابی سے شادکام ہو کر ایک ہزار روپیہ و دو خوان میوہ کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے

خان جہاں بہادر کے تغیر سے ایرج خاں صوبۂ برہان پور کا ناظم مقرر ہوا، افراسیاب خاں پسر اسلام خاں دھامونی کی فوجداری سے حضور میں حاضر ہو کر خلعت ملازمت کے عطیہ سے فیض یاب ہوا،

سید اشرف خطاب خانی پر بحال ہو کر ملکۂ ملک خصلت بیگم صاحبہ کی سرکار کا میر سامان مقرر فرمایا گیا،

دسویں ربیع الاوّل کو فیض اللہ خاں خلعت و فیل کے عطیات سے سرفراز ہو کر حسب الحکم مراد آباد روانہ ہوا،

عنایت خاں اجمیر کی فوجداری پر مامور ہو کر راٹھوروں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا،

خان میرزا سفیر حاکم ارگنج پندرہ ربیع الاوّل کو حضور میں حاضر ہو کر خلعت و کمر و خنجر کے عطیہ سے بہرہ اندوز ہوا اور ساتویں ربیع الآخر کو یعنی وقت رخصت جیغہ مرصع و پانچ ہزار روپے و مہر پنجاہ مہری کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا، قبلۂ عالم نے نوشہ خاں حاکم ارگنج کے لئے شمشیر مرصع قیمتی دو ہزار روپیہ خان میرزا کی معرفت روانہ فرمائی،

تیس ربیع الاوّل کو محرمی راج پسر راجہ جسونت سنگھ شاہجہان آباد سے آستانہ والا پر حاضر ہوا، چودہ ربیع الآخر کو حمید خاں ولد داؤد خاں کو بھوج پور کی اور میرک خاں کو دوآبہ جالندھر کی تھانہ داریاں عطا ہوئیں،

شہامت خاں کے تغیر سے مرید خاں کابل کا قلعہ دار مقرر ہوا راجہ ماندھاتا کو ھنور بنگلہ کی تھانہ داری عطا فرمائی گئی، سیف اللہ میر بحر شاہ عالم بہادر کی خدمت میں پہونچ کر بغیر حصول انعام واپس آیا تھا، حکم ہوا کہ پانچ ہزار روپے سیف اللہ کو سرکار شاہی کے خزانہ سے ادا کئے جائیں اور رقم مذکور بادشاہزادہ کی نقدی سالانہ سے وضع کر لی جائے،

اشرف خاں میر بخشی و اعتماد خاں پیش دست دفتر تن کو ملبوس دو ابقی مرحمت ہوئیں،

تیس ربیع الآخر کو قلیچ خاں زندان تادیب سے نکل کر ملازمت شاہی میں حاضر ہوا، اور رضوی خاں کے انتقال کی وجہ سے سولہ تاریخ اس کو دوبارہ خلعتِ صدارت عطا ہوا،

رانا اودے پور کی تباہی

رانا اودے پور راندۂ ملک ومسکن ہوا حسن اتفاق سے اس کی تباہی و بربادی کا مصرع تاریخ بھی یہی مصرع برآمد ہوا کہ ع

"رانا راندہ شُد از ملک ومسکن"

اس باغی رانا نے لشکر شاہی کے ہاتھوں ضرب شدید کھائیں اور اس کا ملک تاراج و برباد کر دیا گیا، رانا اپنے ملک کی سرحد تک تو ایک مقام سے دوسرے مقام تک بھاگتا رہا، لیکن آخر کار اس ہزیمت اثر فرار سے تھک گیا اور سوا امان طلبی و درخواست عفو قصور کے اس کو چارۂ کار نظر نہ آیا، رانا نے عطا پیشہ فرزند شاہ یعنی بادشاہ زادہ محمد اعظم کے دامن میں پناہ لی اور اقرار کیا کہ رقم جزیہ کے عوض مانڈل پور و بدنور کے پرگنے نذر کرے گا،

رانا اودے پور نے بادشاہ زادہ کی ملازمت حاصل کی اور شہزادہ نے اس کی پریشان حالی پر رحم فرما کر قبلۂ عالم کے حضور میں معروضہ روانہ کیا، بادشاہ کرم گستر نے اپنے قلب مبارک کے اندیشوں پر فرزند رشید کی خاطر داری کو مقدم رکھا اور رانا کا قصور معاف فرمایا،

ساتویں جمادی الآخر کو رانا اودے پور، راج سمندر کے تالاب پر شرف ملازمت سے فیض یاب ہوا،

دلیر خاں ولد حسن خاں، رانا کو دربار میں لے آئے، قبلۂ عالم وعالمیان نے رانا کو دست چپ کی طرف نشست کا حکم صادر فرمایا، اور رانا نے ادائے

آداب ومجرا کے بعد پانچ سو اشرفیاں اٹھارہ گھوڑے باساز طلا ونقرہ نذر پیش کئے، جہاں پناہ نے رانا کو خلعت وشمشیر مرصع وجمدھر با پھول کٹارہ واسپ باساز طلا وفیل باساز نقرہ عطا فرماکر خطاب رانا پر بحال فرمایا، رانا کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی، اور اس کے ہمراہیوں کو ایک سو دس خلعت اور دس قبضہ جمدھر مرصع وچالیس گھوڑے مرحمت ہوئے،

رانا بارگاہ شاہی سے دلیرخاں کی مجلس میں آیا اور خان مذکور نے کھڑے ہو کر استقبال کیا، دلیرخاں نے رانا کو نو تھان پارچہ وشمشیر مرصع ایک قبضہ وسپر باگل مرصع ونقشی برچھی و نو گھوڑے اور ایک فیل دیا، اور اس کے فرزند کو تین تھان پارچے کے خنجر مرصع و بازوبند مرصع اور دو گھوڑے عطا کئے،

ملتفت خاں کی وفات

ملتفت خاں غازی پور زمانیہ کی فوج داری سے معزول فرماکر اکبرآباد کا فوج دار مقرر فرمایا گیا، اس امیر نے ایک گاؤں پر حملہ کیا اور کاری زخم کھایا جس کے صدمہ سے انیس جمادی الآخر کو وفات پائی،

چوبیس تاریخ خان زماں پسر اعظم خاں و داماد آصف خاں جو شاہ عالم بہادر کے ہمراہ دکن سے آیا تھا اور ہنوز بادشاہزادہ کے ہم رکاب خدمات انجام دے رہا تھا ایرج خاں کے تغیر سے برہان پور کا صوبہ دار مقرر فرمایا گیا، جہاں پناہ نے اس امیر کو خلعت واسپ باساز طلا عطا فرما کر اس کے منصب میں ایک ہزاری کا اضافہ فرمایا، اور خان زماں پنج ہزاری دو ہزار سوار کا منصب دار قرار پایا،

انیس جمادی الآخر کو شاہ عالم بہادر سوجت جنیارن سے روانہ ہو کر آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے، تربیت خاں، افتخار خاں کے انتقال کی وجہ سے اجمیر کے عہدہ سے جونپور کی فوج داری پر متعین کیا گیا

شکر اللہ خاں کے تغیر سے نظام الدین احمد سرہند کا فوجدار مقرر ہوا، میر محمد خاں کی وفات پر جان سپار خاں منڈلیر کا قلعہ دار بنایا گیا۔ لطف اللہ خاں کے تبادلہ کی وجہ سے بہرہ مند خاں کو غسل خانہ کی داروغگی اور اس کے بجائے شہاب الدین خاں کو خدمت عرض مکرر عطا ہوئی،

فیض اللہ خاں کی وفات

مراد آباد کے واقعہ نگار نے اطلاع دی، کہ فیض اللہ خاں ولد زاہد خاں کوکہ زادۂ نواب فلک قباب ثریا جناب بادشاہ بیگم صاحبہ نے مراد آباد میں وفات پائی، یہ شخص قبلۂ عالم ونیز بیگم صاحبہ کی خدمت میں بے حد مقرب تھا فیض اللہ خاں نے عجیب بے خبر و آزاد زندگی بسر کی اور کسی شخص کے سامنے سر نیاز نہیں جھکایا یہ امیر بے حد باخیر تھا اہل استحقاق کے ساتھ رعایات کرتا اور دنیاوی امور کی طرف کبھی متوجہ نہ ہوتا تھا، اس کا تمام وقت چوپاؤں اور درندوں اور وحوش وطیور کی جو دور و دراز ممالک و بندرگاہوں سے خاص اسی امیر کے لئے لائے جاتے تھے پرورش و پرداخت اور ان کے سیر و تماشہ میں صرف ہوتا تھا، غرض کہ عجیب شخص تھا، آخر میں فیض اللہ خاں عارضۂ فیل پا میں ایسا مبتلا ہوا کہ ہاتھی کی پشت پر سوار رہنے لگا، کبھی کبھی حضور شاہی میں حاضر ہوتا تھا لیکن دربار میں نہ آتا تھا اور جب کبھی آستانۂ شاہی پر حاضر ہوتا تو زمین پر نہ اترتا تھا بلکہ سر سواری آداب و مجرا بجا لاکر واپس ہو جاتا تھا، فیض اللہ خاں مرحوم کے انتقال کے بعد افراسیاب خاں مراد آباد کا فوجدار مقرر ہوا،

چوتھی رجب کو بادشاہ زادہ محمد اعظم و سلطان بیدار بخت رانا کی مہم کو سر کر کے آستانۂ والا پر حاضر ہوئے، اور خلوت خانہ میں شرف قدم بوسی سے فیض یاب فرمائے گئے،

تیرہ رجب کو سید یحییٰ ملکہ شہر بانو دختر عادل شاہ بیجاپوری کو ساتھ لے کر حاضر حضور ہوا، ملکہ حرم سرا میں پہنچائی گئی اور بیس رجب کو بادشاہ زادہ محمد اعظم کے نکاح میں دی گئی، مسجد خاص وعام میں قاضی شیخ الاسلام نے خطبۂ نکاح پڑھا اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید کو مدنظر رکھ کر پانچ سو درم دَین مہر قرار پایا،

چوبیس رجب کو جمیلۃ النساء عرف کلیان کنور دختر امرچند وخواہر جگت سنگھ زمیندار منوھرپور بادشاہ زادہ محمد کام بخش کے حبالۂ عقد میں دی گئی، قاضی نے مسجد خاص وعام میں خطبۂ نکاح پڑھا اور پچاس ہزار روپے کا بین مقرر ہوئے،

شیر محمد کوہانی کو شیر خاں کا خطاب عطا ہوا، غرہ شعبان کو خان جہاں بہادر کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ محمد اکبر قلعہ پالی میں جو قلعہ مسپولی سے متصل ہے قیام پذیر ہے، اور دو سو سواروں و آٹھ سو پیادوں کی جمعیت اس کے ہمراہ ہے، سنبھا جی نے ان فوجی ملازمین کے اخراجات کے لئے ایک رقم مقرر کر دی ہے،

بادشاہزادہ محمد اعظم کی سنبھاجی اور محمد اکبر کی تنبیہ کیلئے روانگی

پچیس رجب کو بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کے خطاب سے سرفراز ہو کر دکن کی مہم پر مامور فرمائے گئے، خدمت گار خاں نے خلعت با بالابند و سرپیچ مرصع محمد اعظم شاہ کے در دولت پر پہونچا دیا، بادشاہزادہ خواب گاہ مبارک میں حاضر ہو کر آداب بجا لائے، اور جہاں پناہ نے فرزند رشید کو خواب گاہ مبارک میں نیمہ آستین، مروارید دوز قیمتی دو لاکھ پچیس ہزار چار سو روپے اور دیوان خانہ میں دو عربی وعراقی گھوڑے وفیل گج مانگ و پانچ چیتے مرحمت فرمائے، سلطان بیدار بخت بھی خلعت واسپ

اور مرصع کنگن کے عطیات سے فیض یاب فرما کر اپنے پدر عالی قدر کے ہمراہ روانہ کئے گئے، محمد اعظم شاہ کے دیگر ہمراہیوں کو بھی انعامات عطا ہوئے،

تیرہ شعبان کو عمدۃ الملک اسد خاں کو حکم ہوا کہ اپنی فوج کے ہمراہ حکیم محسن خاں کو تخت گاہ روانہ کرے، اور فولاد خاں کی مہری رسید حاصل کرکے حضور میں پیش کرے،

راجہ بھیم برادر رانا جے سنگھ آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا، محمد نعیم رانا راج سنگھ کی تعزیت کا خلعت اس کے فرزند رانا جے سنگھ کے لئے اپنے ہمراہ لے کر گیا تھا اب ملازمت شاہی میں حاضر ہوا / محمد نعیم کو رانا کی سرکار سے چار ہزار روپیہ لفت، دو گھوڑے، انیس تھان کپڑے کے اور چار اونٹ بطور انعام ملے تھے، محمد نعیم نے تمام اشیاء ملاحظۂ عالی میں پیش کیں جو اس کو عطا فرما دی گئیں،

جلوس عالمگیری کا پچیسواں سال

سنہ ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۲ء

رمضان کا مبارک مہینہ اہل عالم کے لئے کرامت و افضال کا مژدہ لے کر آیا اور مسلمانوں کے سر پر رحمت الٰہی سایہ فگن ہوئی

جہاں پناہ کا اجمیر سے برہانپور تشریف لے جانا

دوسری رمضان کو قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ سواری مبارک اجمیر سے برہان پور روانہ ہو، اور پانچویں تاریخ اجمیر سے کوچ کرکے دیورائی میں پہلی منزل ہوئی،

چھ رمضان کو شاہزادہ محمد عظیم کو خلعت خاص و سمرنی مروارید و خنجر مرصع و شمشیر و اسپ و فیل مرحمت فرمائے گئے، اور حکم ہوا کہ شہزادۂ مذکور اجمیر واپس جائیں، عمدۃ الملک اسد خاں شہزادہ کے ہمراہ کیا گیا، عمدۃ الملک کو خلعت خاص و خنجر مرصع و اسپ مرحمت ہوئے

اعتقاد خاں پسر اسد خاں و کمال الدین خاں پسر دلیر خاں و راجہ بھیم اور اس کا فرزند اور دین دار خاں پسر نامدار خاں جس کو آخر میں مرحمت خاں کا خطاب عطا ہوا، اور نیز دیگر ہمراہی بھی خلعت وجواہرات و اسپ وفیل کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے، عنایت خاں فوجدار اجمیر و سید یوسف بخاری قلعدار گڈھ بیٹلی کو خلعتِ رخصت عطا ہوئے،

جہاں آرا بانو بیگم کی وفات

ساتویں رمضان کو تخت گاہ کے واقعہ نویسوں نے اطلاع دی کہ نواب جہاں آرا بانو بیگم نے تیسری رمضان کو رحلت فرمائی اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیار رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مقدس کے صحن میں اسی خانۂ آخرت میں دفن ہوئیں جو مرحومہ نے اپنی حیات میں تعمیر کرایا تھا،

قبلۂ عالم کو ہمشیرۂ کلاں کے سانحۂ وفات سے جو ماں کی طرح برادر گرامی قدر پر مہربان تھیں، بے حد افسوس ہوا، حقیقت یہ ہے کہ مرحومہ تمام پسندیدہ خصائل و بہترین شمائل کا مجموعہ تھیں، احسان و انعام حفظ آدابِ اخلاق و مخلوق کی پرورش کا خیال وغیرہ بہ صفات حسنہ مرحومہ کی سرشت میں داخل تھے، افسوس ہے کہ سایۂ فیض اہل عالم کے سر پر نہ رہا اور زمانہ نے مایۂ کرم وجود کو پیوند خاک کیا، حکم ہوا کہ مرحومہ کو نواب جنت مآب صاحبۃ الزمانی کے القاب سے یاد کیا جائے فرمان صادر ہوا کہ تین روز نوبت نوازی موقوف رکھی جائے، جہاں پناہ نے صبر سے کام لیا اور صاحبۃ الزمانی کے ملازمین وحشم کو طرح طرح کی نوازشوں سے سرفراز فرما کر مرحومہ کی روح کو خوش کیا،

اوزبک خاں نذر بے جس نے منصب سے برطرف ہو کر مکۂ معظمہ حاضر ہونے کی اجازت حاصل کی تھی اٹھارہ رمضان کو فوت ہوا

ساتویں شوال کو مختار خاں کو خلعت خاصہ عطا ہوا اور دوسرے روز عبائے ریشم کے عطیئے سے سرفراز فرمایا گیا،

انیس شوال کو معلوم ہوا کہ فوج دار شاہجہان آباد نے وفات پائی، اور اس عہدہ پر شکراللہ خاں کا تقرر عمل میں آیا،

چوبیس تاریخ قلیچ خاں دکن روانہ ہوا اور خلعت خاصہ واسپ و نقارہ کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا، شہاب الدین خاں کو حکم ہوا کہ افواج شاہی کے چند آدمی کے پہونچنے تک اپنے مقام سے حرکت نہ کرے،

معروضہ پیش ہوا کہ محمد اعظم شاہ چھبیس تاریخ کو برہان پور سے اورنگ آباد روانہ ہو کر دسویں ذی قعدہ کو اورنگ آباد پہونچ گئے، بارہ ذی قعدہ بروز یکشنبہ جہاں پناہ نے برہان پور میں نزول اجلال فرمایا، قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ تیرہ ذی قعدہ کو اعتقاد خاں نے افواج شاہی کی ہمراہی میں راٹھوروں پر جو میرٹھ کے قریب تقریباً تین ہزار کی تعداد میں جمع تھے حملہ کیا، ایک شدید لڑائی کے بعد اقبال شاہی نے اپنا کام کیا اور اس لشکر نے حریف کو پامال و تباہ کیا، دشمن کے پانچ سو افراد جن میں سونگ اور اس کا بھائی عجب سنگھ و سانول داس و بہاری داس و گوکل داس وغیرہ زخمیوں اور مقتولوں میں داخل ہیں ہلاک ہوئے، اور بقیہ تعداد نے راہ فرار اختیار کی اس عجیب ہنگامے میں شاہی سواروں کی بھی کثیر تعداد کام آئی اور شیر افگن وغیرہ نامی سردار زخمی ہوئے، اعتقاد خاں کے منصب میں پانصدی اضافہ فرمایا گیا و دیگر ثابت قدم بہادر بھی عنایات بادشاہی سے سرفراز ہوئے،

اکیس تاریخ کو عبد النبی بیگ روز بہائی کو خطاب خان عطا ہوا اور توپ خانہ دکن کا داروغہ مقرر فرمایا گیا،

بائیس تاریخ دوپہر کے وقت باروت کے دو حجروں میں جو برہانپور کے ارک قلعہ سے متصل واقع تھے آگ لگی جس سے بے شمار انسان ضائع ہوئے اور اسی شب لطف اللہ خاں کے دائرہ میں لال باغ کے قریب ڈاکہ پڑا، چھ آدمی ہلاک اور انیس نفر زخمی ہوئے اور اسباب تاراج ہوا

عجیب الخلقت بچے

واقعہ نگار جنیر نے اطلاع دی کہ ایک زمیندار کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کے سر پر دو سینگ نمودار تھے۔ مولود دو روز کے بعد راہی عدم ہوا، اور ایک عورت نے ایسی دختر جنی جس کے سر اور منہ سیاہ اور ناک سفید و سرخ ہے بچی ہنوز زندہ ہے،

حسن علی خاں اسلام آباد سے شاہی حضور میں حاضر ہو کر خلعت و اسپ و فیل کے عطیات سے بہرہ اندوز ہوا اور دکن کی مہم پر روانہ فرمایا گیا رضی الدین خان جو حسب الحکم حسن علی خاں کے خانگی و سرکاری مہمات کو سرانجام دیتا تھا، خلعت حاصل کر کے رخصت ہوا،

بیس ذی قعدہ کو جہاں پناہ قدوۂ مشائخ کبار شیخ عبد اللطیف رحمۃ اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور فاتحہ خیر پڑھنے کے بعد حضرت شیخ کی روح پُرفتوح سے اعدائے دین کے مقابلہ میں مدد طلب کی،

اکیس تاریخ رحمٰن قلی سفیر بخارا آستانہ والا پر حاضر ہوا اور اس نے دو گھوڑے، دس جوڑ دانہ اور ایک قطار اونٹوں کی ملاحظہ میں پیش کی سفیر مذکور خلعت و پانچ ہزار روپیہ کے انعام سے سرفراز ہو کر رخصت فرمایا گیا،

عضنفر خاں کو حکم ہوا کہ محمد اعظم شاہ کے حضور میں خزانہ لے کر حاضر ہو

شہاب الدین خاں کو بخشی گری احدیاں کی خدمت عطا ہوئی،
صلابت خاں خدمت و منصب پر بحال فرمایا گیا، اور بہرہ مند خاں کے تغیر سے داروغۂ توپ خانہ مقرر فرمایا گیا،
انیس ذی قعدہ کو زمیندار چاندہ نے آستانہ بوسی کا شرف حاصل کر کرکے چار فیل اور نو راس اسپ ملاحظۂ والا میں پیش کئے، دوسری محرم کو زمیندار مذکور خلعت خاصہ و اسپ با ساز طلا و فیل و سرپیچ زمرد وغیرہ کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا، اور اس کو وطن واپس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی،
خان جہاں بہادر کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ خان مذکور نے قصبہ سیواپور کو تاراج کیا،
محمد شاہ ولد محمد علی خاں دارا شکوہی، حاجب گولکنڈہ مقرر ہوا، روح اللہ خاں بنکاپور کے تاراج کرنے پر مامور ہوا، شہاب الدین خاں بندگان جلو و فتح خاں ولد دلیر خاں، روح اللہ خاں کے ہمراہ روانہ فرمائے گئے،
کامگار خاں کے تغیر سے لطف اللہ خاں واقعہ خواں مقرر ہوا،
ساتویں صفر کو عبدالرحیم خاں بخشی سوم نے وفات پائی اور اپنے باپ کے مقبرہ میں بمقام اورنگ آباد پیوند خاک کیا گیا، عبدالرحیم خاں کی خدمت پر کامگار خاں کا تقرر عمل میں آیا،
دسویں صفر کو معلوم ہوا کہ راٹھوروں نے پرگنۂ ماندل پور کو تاراج کیا اور بے شمار مال و متاع لے گئے،

جہاں پناہ کا برہان پور سے اورنگ آباد واپس ہونا

غرۂ ربیع الاول کو جہاں پناہ برہانپور سے اورنگ آباد روانہ ہوئے

دوسری ربیع الاوّل کو شہزادہ معزالدین بہادرپور سے رخصت فرمائے گئے، تاکہ برہانپور میں قیام کریں، شہزادہ کو خلعت وسرپیچ و شمشیر و فیل مرحمت ہوئے، خان زماں ناظم کو خلعت عطا ہوا اور حکم ہوا کہ شہزادہ معزالدین کے ہمرکاب رہے،

حامد خاں مریض حضور میں حاضر ہوا، جہاں پناہ نے اس کے ضعف و نقاہت پر رحم فرما کر خود ارشاد کیا کہ تا حصول صحت برہان پور میں مقیم رہے، اور کمر مبارک سے بالابند کھول کر دست مبارک سے اس کی دستار پر باندھا، شیخ جہاں نواسۂ شیخ ابراہیم قدیم قلعہ دار و فوج دار کو آسیر جانے کی اجازت مرحمت ہوئی،

بیس محرم کو محمد اعظم شاہ اورنگ آباد سے آئے اور مقام کنوری میں پہونچ کر شرف ملازمت سے فیض یاب ہوئے،

تیس محرم کو قبلۂ عالم اورنگ آباد کے دولت خانہ میں تشریف فرما ہوئے،

یلنگ توش خاں بہادر، ابو نصر خاں کے تغیر سے خدمت قوربیگی پر مامور ہوا، قبلۂ عالم آب پاشی درہ و باغ فرمان باری میں تشریف فرما ہوئے باغبانوں کو انعام عطا ہوا،

کنور کشن سنگھ کی وفات

کنور کشن سنگھ ولد راجہ رام سنگھ خانہ جنگی میں زخمی ہوا تھا، بارہ ربیع الآخر کو فوت ہوا، پندرہ تاریخ اس کا فرزند بشن سنگھ اپنے باپ کے منصب ہزاری وچہار صد سوار پر فائز ہوا،

اٹھارہ تاریخ عنایت اللہ ولد سعداللہ کو اخلاص خاں کا خطاب عطا ہوا، جمشید خاں ولد داؤد خاں برہانپور میں صاحب فراش تھا آخر کار راہی عدم ہوا،

آٹھ تاریخ کو جمناجی زمیندار کھنڈک گڈھ ملازم سنبھاجی آستانۂ والا پر حاضر ہو کر عطیہ خلعت سے سرفراز فرمایا گیا، کمرند سنگھ پسر پرتاپ سنگھ زمیندار کالی بھیت زرباقی کی وجہ سے خان جہاں بہادر کے پاس قید تھا، کمرند سنگھ حضور میں طلب فرمایا گیا، چونکہ ہفت سالہ طفل تھا، چودہ جمادی الاوّل کو قید سے آزاد کر کے وطن روانہ کیا گیا،

سولہ تاریخ یادگار علی وکیل سکندر عادل دنیادار بیجاپور خلعت و دو ہزار روپیہ، و شیخ حسین وکیل سیدی مسعود بیجاپوری خلعت و ایک ہزار کے انعامات سے سرفراز فرما کر رخصت کئے گئے فیل و انگشتری فرستادۂ سکندر عادل قبول نہ فرمائی گئیں، اور وکیل مذکور کو واپس کر دی گئیں،

محمد معصوم وکیل قطب الملک دنیا دار گولکنڈہ آستانۂ والا پر حاضر ہو کر عطیہ خلعت سے سرفراز ہوا، دو لاکھ چوالیس ہزار روپیہ پیش کش اس نے نذر گزرانے،

تئیس تاریخ کو شریف خاں چارہ کی تلاش میں گیا ہوا تھا کہ غنیم نمودار ہوا، غائبانہ زد و خورد واقع ہوئی، اور غیر مسلموں کی کثیر تعداد کام آئی زاہد خاں چوڑا غابی و سیف اللہ پسرہائے سعید خاں اس معرکہ میں جاں نثاری کے ساتھ ہلاک ہوئے، فخرالدین خاں قراول بیگی نے سہ نالی بندوق سے ایک نیل گائے کا شکار کیا، جانور حضور میں پیش کیا گیا، یہ گائے تین گز ساڑھے چھ گرہ لانبی اور دو گز تین گرہ اونچی تھی اس کی دم ایک گز ساڑھے تین گرہ لانبی تھی

تیس تاریخ روح اللہ خاں فتنہ پردازوں کی سرکوبی کے لئے احمد نگر روانہ ہوا، اس امیر کو شمشیر زرنشاں مرحمت ہوئی، حیات خاں قلعہ رام سیج کی مہم پر مامور ہوا،

محمد اعظم شاہ کی بیجاپور کو روانگی

اٹھارہ جمادی الآخر کو شاہ جم جاہ بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کو بیجاپور روانہ ہونے کا حکم ہوا، جہاں پناہ نے بادشاہ زادہ مذکور کو خلعت و دو گھوڑے و فیل و کلگی و پہونچی و اورلیبی کے عطیات سے سرفراز فرمایا،

شہزادہ بیدار بخت بھی خلعت و اسپ و فیل کے عطیات سے بہرہ اندوز ہو کر اپنے باپ کی ہمراہی میں متعین فرمائے گئے، محمد پناہ کو پرخانہ زمرد عطا ہوا، شمس الدین خاں و دیگر ہمراہیوں کو بھی خلعت و اسپ و فیل مرحمت ہوئے،

قلیج خاں کے تغیر سے شریف خاں عنایات شاہی سے سرفراز ہو کر صدر الصدور قلمرو ہندوستان مقرر فرمایا گیا، بسونت راؤ دکنی چہار ہزاری وچہار ہزار سوار کا منصب دار مقرر ہوا اور ان کو اورلیبی مرحمت ہوئی، عبداللہ عبدالہادی و عبدالباقی پسران افتخار خاں اپنے باپ کی وفات کے بعد در دولت پر حاضر ہوئے، بادشاہ خدام نواز نے ان کو خلعت عطا فرما کر قید ماتم سے آزاد فرمایا،

حافظ محمد امین کی وفات

غرۂ رجب کو قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ حافظ محمد امین صوبہ دار احمد آباد نے بیس جمادی الاول کو وفات پائی، یہ عمدہ اعیان دولت راستی و خودداری محبت و نیک سیرتی اور نیز مالک کی وفاداری میں اپنی آپ نظیر تھا، اس امیر کا حافظہ بے حد قوی تھا، صوبہ داری احمد آباد کے زمانہ میں بعد قلیل مدت میں قرآن شریف حفظ کر لیا تھا

حافظ محمد امین کی وفات پر مختار خاں کو ناظم صوبۂ احمد آباد مقرر فرمایا گیا

اور مختار خاں کے بجائے خان زماں کو مالوہ کی صوبہ داری مرحمت ہوئی، اور مغل خاں حسب الحکم بجائے خان زماں کے برہان پور میں مقیم ہو،

مفتخر خاں پسر فاخر خاں قمر الدین خاں کے تغیر سے قراول بیگ ہوا، اور مفتخر خاں اپنے باپ کے ساتھ متعین ہوا، سلام خاں کے تغیر سے آتش خاں میر توزک مقرر فرمایا گیا، کانہوجی دکنی آستانہ والا پر حاضر ہوا، اور پنج ہزار سوار کا منصب اس کو عطا ہوا،

چوبیس شعبان کو خان جہاں بہادر ظفر جنگ کوکلتاش گلشن آباد میدک سے قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا اور خلعت خاصہ وخنجر مرصع وچودہ قاب الوش اسے مرحمت ہوئے،

سید منور خاں بجائے مغل خاں کے برہان پور روانہ ہوا، میر عبد الکریم پسر امیر خاں سرباری خواصان جس کا خدمت میں حاضر ہونا خود مرکوز خاطر تھا، عبد القادر پسر حافظ ابراہیم کے تغیر سے داروغہ جانماز خانہ مقرر فرمایا گیا، ایک واقعہ نگار ملا عبد اللہ سیالکوٹی کا شاگرد یک شنبہ کے روز اپنے استادگرامی کے واسطہ سے شرف اسلام کے لئے حاضر ہوا جہاں پناہ نے اس شخص کو اخلاص کیش کا خطاب عطا فرما کر مشرف ابتیاع خانہ مقرر فرمایا، قبلۂ عالم اس کے حال پر بے حد توجہ فرماتے ہیں،

جلوس عالمگیری کا چھبیسواں سال

سنہ ۱۰۹۳ھ / ۱۶۸۳ء

ماہ رمضان نے اپنے قدوم حسنات لزوم سے منتظران رحمت و امیدواران خیر کو شاد کام فرمایا، خدیو دیں پرور نے تمام وقت خدائے ذوالجلال کی طاعت و عبادت میں صرف کیا،

ماہ رمضان کی دوسری تاریخ حمید الدین ولد میرزا ابو سعید برادر زادۂ نور جہاں بیگم کو کرم اللہ خاں کی وفات کے بعد مونگی پٹن کی فوجداری مرحمت ہوئی، خان مرحوم کے ورثا کو خلعت مرحمت ہوئے، پانچویں تاریخ یاقوت خاں و خیریت خاں فوجدار دنڈا راجپوری کے خلعت بہرہ مند خاں کے حوالہ کئے گئے،

عطیات

ساتویں تاریخ خان جہاں بہادر کوکلتاش و خلعت خاصہ با کمر بند و اسپ و فیل کے عطیات سے سرفراز فرما کر گلشن آباد مبارک جانے کی اجازت مرحمت فرمائی گئی، جگدیو رائے برادر جادو رائے دکنی آستانہ دا

پر حاضر ہو کر عطیۂ خلعت سے سرفراز ہوا،

دسویں تاریخ محمد تقی ولد داراب خاں نے بہرہ مند خاں کی دختر کے ساتھ عقد کیا اور خلعت و اسپ و سہرہ مروارید کے عطیات سے فیض یاب ہوا شہاب الدین خاں کے تغیر سے صالح خاں ولد اعظم خاں مرحوم بخشی گری احدیاں کی خدمت پر مامور ہوا،

حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فرزند مسمی سید یوسف کو مادہ فیل بطور انعام مرحمت فرما کر گلبرگہ جانے کی اجازت مرحمت ہوئی، اہل دربار و تمام عمال صوبجات کو خلعت بارانی عطا ہوئے،

چھبیس تاریخ شہزادہ محمد معز الدین برہان پور سے حاضر ہو کر شرف قدم بوسی سے بہرہ اندوز ہوئے

رن مست خاں برادر خضر خاں پنی و داؤد خاں و سلیمان برادران رن مست خاں آستانۂ شاہی پر حاضر ہو کر خلعت عزت کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے،

سید مبارک خاں قلعہ دار دولت آباد حضور میں حاضر ہوا قبلۂ عالم نے خلعت عطا فرما کر واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی،

لطف اللہ خاں کو داروغگی جلو خاص و چوکی خاص کی خدمت مرحمت ہوئی،

چھ شوال کو شہزادہ معز الدین کو خلعت و مالائے مروارید و اسپ عطا ہوئے، شہزادہ مذکور کے منصب میں ایک ہزار سواروں کا اضافہ ہوا، اور ہشت ہزاری و ہشت سوار کے منصب دار قرار پائے، قبلۂ عالم نے شہزادہ معز الدین کو احمد نگر روانہ فرمایا، رن مست خاں و داؤد خاں، غضنفر خاں وغیرہ متعینہ امیر و اہل خدمات بھی اسپ و فیل کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے،

جلوس عالمگیری کا چھبیسواں سال

سنہ ۱۰۹۳ھ / ۱۶۸۳ء

ماہ رمضان نے اپنے قدوم حسنات لزوم سے منتظران رحمت وامیدواران خیر کو شادکام فرمایا، خدیو دیں پرور نے تمام وقت خدائے ذوالجلال کی طاعت وعبادت میں صرف کیا،

ماہ رمضان کی دوسری تاریخ حمید الدین ولد میرزا ابوسعید برادرزادۂ نور جہاں بیگم کو کرم اللہ خاں کی وفات کے بعد مونگی پٹن کی فوجداری مرحمت ہوئی، خان مرحوم کے ورثار کو خلعت مرحمت ہوئے، پانچویں تاریخ یاقوت خاں وخیریت خاں فوجدار دسل راجپوری کے خلعت بہرہ مندخاں کے حوالہ کئے گئے،

عطیات

ساتویں تاریخ خان جہاں بہادر کوکلتاش دخلعت خاصہ باکمربند واسپ وفیل کے عطیات سے سرفراز فرما کر گلشن آباد صیدلک جانے کی اجازت مرحمت فرمائی گئی، جگدیو رائے برادر جادو رائے دکنی آستانہ والا

پر حاضر ہو کر عطیۂ خلعت سے سرفراز ہوا،

دسویں تاریخ محمد تقی ولد داراب خاں نے بہرہ مند خاں کی دختر کے ساتھ عقد کیا اور خلعت و اسپ و سہرہ مروارید کے عطیات سے فیض یاب ہوا شہاب الدین خاں کے تغیر سے صالح خاں ولد اعظم خاں مرحوم بخشی گری احدیاں کی خدمت پر مامور ہوا،

حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فرزند مسمی سید یوسف کو مادہ فیل بطور انعام مرحمت فرما کر گلبرگہ جانے کی اجازت مرحمت ہوئی، اہل دربار و تمام عمال صوبجات کو خلعت بارانی عطا ہوئے،

چھبیس تاریخ شہزادہ محمد معز الدین برہان پور سے حاضر ہو کر شرف قدم بوسی سے بہرہ اندوز ہوئے

رن مست خاں برادر خضر خاں پنی و داؤد خاں و سلیمان برادران رن مست خاں آستانۂ شاہی پر حاضر ہو کر خلعت عزت کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے،

سید مبارک خاں قلعہ دار دولت آباد حضور میں حاضر ہوا قبلۂ عالم نے خلعت عطا فرما کر واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی،

لطف اللہ خاں کو داروغگی جلو خاص و چوکی خاص کی خدمت مرحمت ہوئی،

چھ شوال کو شہزادہ معز الدین کو خلعت و مالائے مروارید و اسپ عطا ہوئے، شہزادہ مذکور کے منصب میں ایک ہزار سواروں کا اضافہ ہوا، اور ہشت ہزاری و ہشت سوار کے منصب دار قرار پائے، قبلۂ عالم نے شہزادہ معز الدین کو احمد نگر روانہ فرمایا، رن مست خاں و داؤد خاں، غضنفر خاں وغیرہ متعینہ امیر و اہل خدمات بھی اسپ و فیل کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے،

شریف خاں کی وفات

شریف خاں صدر نے بارہ شوال کو وفات پائی محمد عادل و محمد صالح اس کے بیٹوں کو خلعت تعزیت مرحمت ہوئے،

شیخ مخدوم منشی صدارت کُل کے عہدہ پر فائز ہوا، محمد صالح کنبوہ میر حسن کے تغیر سے پیش کار صدارت مقرر ہوا، سردار ترین کو سیوگاؤں کی فوجداری عطا ہوئی، عزیز اللہ خاں محمد یار خاں کے تغیر سے خدمت میر توزکی پر مامور کیا گیا، اخلاص کیش کو مشرف جائے نماز کا عہدہ عطا ہوا، ہدایت اللہ خاں خویش خلیفہ سلطان کو شاہجہان آباد کی دیوانی مرحمت ہوئی، شکر اللہ خاں سکندر آباد کا اور کامل خاں سہارن پور کا فوجدار مقرر فرمایا گیا، محمد مسیح ولد ہمت خاں بشاخ خاں کے تغیر سے میر توزکی کی خدمت پر متعین فرمایا گیا دوسری ذی قعدہ کو معروضہ پیش ہوا کہ عنایت خاں فوجدار اجمیر نے انتقال کیا،

حمیدہ بانو بیگم کی وفات

بارہ تاریخ حمیدہ بانو بیگم والدۂ روح اللہ خاں نے وفات پائی، خدیو خدام نواز نے بادشاہزادہ محمد کام بخش و اشرف خاں میر بخشی کو امیر مذکور کے مکان پر روانہ فرما کر روح اللہ خاں کو گوشۂ ماتم سے باہر نکالا، بادشاہزادہ فلک احتجاب نواب زیب النسا بیگم حسب الحکم روح اللہ خاں کے مکان پر تعزیت کے لئے تشریف لے گئیں

پندرہ ذی الحجہ کو کامیاب خاں بخشی دکن مقرر فرمایا گیا، اور خان جہاں بہادر کے لشکر کو ہمراہ لے کر اپنی خدمت پر روانہ ہوا،

سید محمد ہمشیر زادہ حافظ محمد امین احمد آباد سے آستانۂ والا پر حاضر ہو کر خلعت کے عطیہ سے سرفراز ہوا، سلیمان وردی پسر یلنگتوش خاں بہادر تخت گاہ سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا اور عطیہ خلعت سے فیض یاب فرمایا گیا،

چھ محرم کو شہاب الدین خاں مکرم خاں کے تغیر سے غائبانہ خدمت گرز برداری پر متعین فرمایا گیا، سید لو غلان کو شہاب الدین کی نیابت عطا ہوئی، محمد علی خانساماں ضعف کی وجہ سے پائین

کٹہرہ سے نیچے گرا، قبلۂ عالم نے بوڑھے خانساماں کو شیشۂ گلاب و بید مشک و چند انار بیدانہ مرحمت فرمائے،

اورنگ آباد کے قلعہ کی تعمیر اہتمام خاں کے سپرد ہوئی تھی، عبدالقادر پسر امانت خاں نے اس کام کو اپنے ذمہ لے کر چار ماہ میں عمارت تمام کردی،

غرہ صفر کو خان جہاں بہادر شرف قدم بوسی کے ارادہ سے سفر کرکے اورنگ آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر مقیم تھا، قبلۂ عالم نے اس کے فرزند نصرت خاں کی معرفت خان جہاں کو خلعت روانہ فرمایا، اور حکم ہوا کہ حضور شاہی میں حاضر نہ ہو بلکہ بیدر کی سمت روانہ ہو کر وہیں قیام کرے جس سمت کہ محمد اکبر جائے اسی جانب اس کے تعاقب میں خود بھی روانہ ہو،

اٹھارہ تاریخ خان جہاں بہادر کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ محمد اکبر باغی سنبھا کے حدود سے نکل کر جہاز پر سوار ہو گیا ہے،

فرمان مبارک صادر ہوا کہ ملازمین سرکار میں جو امرا کہ دو ہزاری سے کم کے منصب دار ہیں، وہ رخصت و فاتحہ خوانی کے منتظر و امیدوار نہ رہیں مگر جب حضرت ولی نعمت ازراہ خدام نوازی خود فاتحہ کے لئے دست خیر بلند فرمائیں تو امرا، اختتام فاتحہ کا انتظار کریں،

قاضیان ممالک جو ایک مرتبہ اپنی خدمت سے معزول کر دیئے جائیں دوبارہ ان کو عہدہ قضا نہ دیا جائے،

شہزادہ محمد اعظم کے لئے عطیات

پانچویں ربیع الاول کو بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو ایک سو گھوڑے عربی و عراقی و ترکی کچھی و ایک سو اونٹ و بیس خچر و فیل کوہ شکوہ و جواہرات قیمتی اسّی ہزار و خلعت قیمتی دو ہزار آٹھ سو و دیگر لباس قیمتی چودہ ہزار نو سو روپیہ کے عطیات مرحمت ہوئے اور شہزادہ بیدار بخت و گیتی آرا بیگم کو خلعت مرحمت ہوئے، تمام اعظم شاہی امرا کو بھی ان کے مراتب کے موافق خلعت عنایت ہوئے، اور یہ تمام اشیاء سلام خاں کے سپرد کی گئیں کہ بادشاہزادہ تک پہونچا دے،

قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ سلام خاں ہر امیر کو بلا کر خلعت حوالہ کرے اور ہر خلعت یافتہ امیر آداب شاہی بجا لا کر شاہ والا جاہ کی خدمت میں حاضر ہو اور تسلیمات بجا لائے۔

گیارہ ربیع الاوّل کو بادشاہ زادہ محمد کام بخش نے حسب الحکم غسل خانۂ مبارک میں اجلاس فرما کر بندگان شاہی و نیز اپنے ملازموں کو عنایات سے سرفراز کیا، بہرہ مند خاں کو حکم ہوا کہ جب بادشاہ زادۂ مذکور دیوان داری فرمائیں یہ امیر دربار میں موءدب استادہ رہے،

شہزادہ محمد کام بخش کا عقد

پندرہ تاریخ کو آرام بانو بیگم دختر سیادت خاں صفوی بادشاہ زادہ محمد کام بخش کے حبالۂ عقد میں دی گئیں قبلۂ عالم نے خلعت با نیمہ آستین مروارید دوز خدمت گار خاں کی معرفت وجواہرات قیمتی دو لاکھ چھبیس ہزار خدمت خاں کے واسطہ سے شہزادہ کو مرحمت فرمائے، بادشاہ زادہ کی طرف سے پانچ لاکھ روپیہ نقد و دو راس اسپ عربی و فیل بطور نذر تسلیمات جہاں پناہ کے حضور میں پیش کئے گئے، قبلۂ عالم کے حضور میں مسجد کے اندر قاضی شیخ الاسلام نے خطبہ نکاح پڑھا ایک پہر رات گزرنے کے بعد جہاں پناہ نے اپنے دست مبارک سے بادشاہ زادہ کے سر پر سہرۂ مروارید باندھا، تمام اعیان دولت و امرائے سلطنت ڈیوڑھی غسل خانہ سے فلک احتجاب نواب زیب النسا بیگم کی ڈیوڑھی تک حسب الحکم پیادہ پا بادشاہ زادہ کی سواری کے ہمراہ تھے غرض کہ جشن عقد و مجلس عیش وطرب بے حد زیب و زینت کے ساتھ انجام پایا،

حسین میانہ بیجاپوری

بائیس تاریخ بیجاپور کے بزرگ زادوں میں سے ایک صاحب مسمی حسین میانہ اپنے طالع کی بلندی و یاوری اقبال سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے، آتش خاں نے غسل خانۂ مبارک تک مہمان کا استقبال کیا اور اشرف خاں نے چبوترہ کے نیچے اتر کر حسین میانہ سے کہا کہ خوش آمدید بہبود نمود، قبلۂ عالم نے حسین میانہ کو پنج ہزاری پنج ہزار کا منصب و علم و نقارہ و چالیس ہزار روپے نقد عطا فرما کر فتح جنگ خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا، حسین میانہ کے برادر و اعزا بھی اپنے اپنے مرتبہ کے موافق خلعت و منصب سے فیض اندوز ہوئے،

دلپت سنگھ کے تغیر سے مان سنگھ فوجدار ماندل پور کو بدنور کی فوجداری عطا ہوئی، اودت سنگھ پسر مہا سنگھ بھدوریہ اپنے باپ کی وفات کے بعد راجگی کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا،

صفی خاں کی نظر بندی

بہار کا معزول صوبہ دار مسمی صفی خاں بارگاہ والا میں حاضر ہوا، اس امیر نے چھپّن ہزار روپے خزانہ شاہی سے بلا اجازت صرف کئے تھے لہذا اپنی خدمت سے برطرف کیا گیا،

مغل خاں نے حسب الحکم صفی خاں کو آتش خانہ بہرہ مند خاں میں مقید کیا، اور پندرہ ربیع الآخر تک جب تک کہ روپیہ وصول نہیں ہوا، اسی طرح نظر بند رہا۔

مکرم خاں برطرفی کے بعد دوبارہ شرف کورنش سے سرفراز فرمایا گیا، اور بارہ ربیع الثانی کو اسے خلعت ملازمت حاصل ہوا، خسرو بیگ چیلہ حافظ محمد امین خان مرحوم کے اموال و اسباب احمد آباد سے لے کر حضور میں حاضر ہوا، ستر لاکھ روپیہ ایک لاکھ پینتیس ہزار اشرفیاں و ابراہیمی چھتر فیل چار سو بیس گھوڑے ایک سو سترہ اونٹ ایک من سیسہ چار من بارود ست خان مرحوم کا تمام اثاثہ جہاں پناہ کے ملاحظہ میں گزرانا گیا،

چار جمادی الاول کو معروضہ پیش ہوا کہ درجن سنگھ ہاڑہ نے بوندی پر حملہ کرکے شہر پر قبضہ کر لیا،

آٹھ تاریخ محمد شریف ایلچی والی بخارا حضور میں باریاب ہو کر خلعت کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا،

روح اللہ خاں کوکن کی مہم سے فارغ ہو کر حضور شاہی میں حاضر ہوا، اور قبلۂ عالم نے خلعت و خنجر مرصع اور ایک سو دس اسپ عربی اسے عطا فرمائے،

عزیز اللہ خاں اس کے برادر، اور نوازش خاں رومی اور اکرام خاں دکنی ہر شخص کو خلعت و فیل مرحمت ہوئے،

سید عبد اللہ بارہہ عرف سید میاں ملازم شاہ عالم بہادر نے ضابطہ بادشاہی کے مطابق ہزاری شش صد سوار کا منصب حاصل کیا،

سید نور محمد بارہہ کو سید خاں کا خطاب عطا ہوا،

سید مظفر پر عنایت خسروانہ

ابوالحسن قطب الملک نے اپنے مدار المہام اونا برہمن کے اغوا اور اپنی کم عقلی و ناقدری سے حیدر آباد کے نامور ترین

شخص سید مظفر کو نظر بند کر دیا تھا، قبلۂ عالم کے فرمان کے حاجب بادشاہی نے اس عالی نسب سید کو زندان اسیری سے رہائی دے کر حضور شاہی میں روانہ کیا، قبلۂ عالم نے سید مظفر کو وقت ملازمت خلعت و خنجر مرصع سے سرفراز فرمایا، سید موصوف کے ہر دو پسر صلابت خاں و نجابت خاں کے خطابات سے اعلیٰ مناصب پر فائز ہوئے،

بائیس تاریخ کو ہری سنگھ برادر چتر سنگھ زمیندار گڈھ آستانہ پر حاضر ہو کر عطیۂ خلعت سے سرفراز ہوا،

سید احمد برادر حاکم مغرب شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوا جہاں پناہ نے سید احمد کو خلعت مرصع و پانچ ہزار روپے نقد مرحمت فرمائے، مغل خاں، درجن سنگھ کے تباہ کرنے پر مامور ہوا، نرودہ سنگھ نبیرہ بھاؤ سنگھ ہاڈہ کو بوندی جانے کی اجازت مرحمت ہوئی اور اس کے ساتھ خلعت و اسپ و فیل نقارہ کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا رودر سنگھ ولد مہا سنگھ ولد مہا سنگھ بہدوریہ و سید محمد عابد علی ہمشیر زادہ حافظ محمد امین مرحوم و خواجہ بہار الدین خویش سلیمان شکوہ وغیرہ کو خلعت و اسپ عطا ہوئے اور یہ امرا مغل خاں کی ہمراہی میں متعین کئے گئے،

چوتھی جمادی الآخر کو ایوب بیگ ایلچی کاشغر کو خلعت و خنجر و دو ہزار روپے عطا فرما کر واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی گئی خواجہ عبد الرحیم کو بیجاپور کی خدمت حجابت عطا ہوئی اور خلعت و اسپ و ایک ہزار روپے مرحمت ہوئے،

سید عبد اللہ کو عزت خاں کے خطاب پر بحال فرما کر محمد اعظم شاہ کی فوج کی دیوانی مرحمت ہوئی دلیر خاں و فتح جنگ خاں اور دوسرے امرا کو جو بیجاپور کی مہم پر متعین کئے گئے تھے، حکم ہوا کہ محمد اعظم شاہ کے ورود تک حضور میں حاضر رہیں، کشور داس ولد منوہر داس گور شولاپور کا قلعہ دار مقرر فرمایا گیا، شہاب الدین خیبر سے آستانہ والا پر حاضر ہوا، چودہ رجب کو شاہزادہ محمد معز الدین ظفر آباد سے اور شہزادہ محمد اعظم برہان پور سے حاضر ہو کر شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوئے، شہزادہ محمد رفیع القدر نے اپنے قلم کا لکھا ہوا ایک قطعہ خط نستعلیق میں ملاحظۂ والا میں پیش کیا، اور سرپیچ لعل کے عطیہ سے سرفراز ہوئے،

تیس رجب کو حضرت شاہ عالم بہادر کی عمر گرامی کا سال چہل و یکم شروع ہوا اور قبلۂ

دین و دولت نے بادشاہ زادۂ مذکور کو طرۂ مرصع قیمتی ایک لاکھ پانچ ہزار ایک سو اسی روپیہ مرحمت فرمایا،

ملا عبداللہ کی وفات

جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ پیش ہوا کہ فاضل اجل عارف اکمل ملا عبداللہ پسر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے رحلت فرمائی، شہر یار فاضل نواز معارف پرور نے ملائے مرحوم کے ہر چہار پسر اور ان کی زوجہ عفیفہ کے لئے خلعت تعزیت ارسال فرما کر ان کے وظائف میں بھی اضافہ فرمایا، حضرت ملائے مذکور اپنے زمانے کے مشہور فاضل و عارف اور شریعت و طریقت کے جامع تھے، آخر میں ملا صاحب پر فقر غالب آگیا تھا اور دنیا کے ساتھ آخرت کے بھی سرمایہ دار ہو گئے قبلۂ عالم اپنی پایہ شناسی سے ایسے جامع حضرات کی ہمیشہ قدر دانی فرماتے ہیں، جہاں پناہ نے اجمیر شریف کے زمانہ قیام میں ارادہ فرمایا کہ حضرت ملا عبداللہ کو خدمت صدارت عطا فرمائیں، قبلۂ عالم نے اپنے قلم خاص سے فرمان تحریر فرما کر مقرب سلطان بختاور خاں کے جو اپنی فقر دوستی کی وجہ سے عرفا اور شاہ کے درمیان ہمیشہ واسطہ ہوا کرتا ہے حوالہ کیا اور حکم دیا کہ تحریر فرمان کے مطابق یہ امیر خود بھی ملا صاحب کو خط روانہ کر کے ان سے قبول خدمت کی درخواست کرے،

ملا عبداللہ کو فرمان و خط وصول ہوئے اور اس بے نیاز عارف نے جواب میں بختاور خاں کو لکھا کہ اب زمان فراق ہے نہ کہ وقت تحصیل شہرۂ آفاق لیکن فقیر حسب الحکم حاضر ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ اجمیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کی زیارت کے ساتھ حضرت قبلۂ عالم دعا لمبان کے در دولت پر بھی باریابی کا شرف حاصل ہو جائے گا،

جہاں پناہ کو حضرت ملا کے جواب کی ادا بے حد پسند آئی، فاضل مرحوم اپنی تحریر کے مطابق اجمیر میں حاضر ہو کر بارہا خدمت سلطانی میں حاضر ہوئے، ملا عبداللہ نے قدوۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مقدس کی زیارت حاصل کر کے جہاں پناہ سے واپسی وطن کی درخواست کی اور حسب الحکم وطن پہونچ کر چند ماہ کے بعد رحلت فرمائی، اللہم اغفرہ

کوتاہئ دل بہ ہمیں عقدہ بند بود

افسانہا بہ بستن مژگاں تمام شد

محمد اعظم شاہ کی شجاعت

جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ شاہ جم جاہ محمد اعظم شاہ جو دریائے نیرا کے کنارے مقیم اور حضور شاہی میں طلب کئے گئے تھے باوجود شدت برسات و کیچڑ و پانی کے جریدہ سوار ہو کر حاضر ہو گئے ہیں بار برداری کی قلت کی وجہ سے بہت مختصر خیمہ بادشاہ زادہ کے ہمراہ ہے، جہاں پناہ نے ازراہ شفقت حکم دیا کہ سرکار مبارک کا ایک خیمہ مسجد عیدگاہ کے متصل بادشاہ زادہ کے لئے نصب کیا جائے،

آخر روز معروضہ پیش ہوا کہ شاہ والا جاہ گھوڑے پر سوار راہ طے فرما رہے تھے کہ ناگاہ فتح جنگ خاں کا ہاتھی مست ہو کر فوج پر دوڑا اور شاہ کے قریب پہنچ گیا سواری کا گھوڑا بھڑکا اور شاہ نے گھوڑے سے اتر کر ہاتھی کا مقابلہ کیا اور ہاتھی کی سونڈ پر تلوار کا ایک ہاتھ لگایا، اسی دوران میں شاہ کے پراگندہ ہمراہی ایک جا ہو گئے اور انھوں نے کاری زخموں سے ہاتھی کو ہلاک کیا،

بادشاہزادہ محمد کام بخش و روح اللہ خاں اسی وقت روانہ فرمائے گئے اور چار ہزار روپیہ رقم تصدق سرکار والا کی جانب سے اپنے ہمراہ لے گئے، بادشاہ زادہ محمد کام بخش نے پانچ سو اشرفیاں اور روح اللہ خاں نے ایک سو اشرفیاں اور ایک ہزار روپیہ نذر بادشاہ زادہ کے ملاحظہ میں پیش کیا، بادشاہ زادہ ایک پہر چار ساعت گزرنے کے بعد واپس ہوئے،

جو روز ملازمت میں حاضر ہونے کا تھا بادشاہ زادہ محمد کام بخش نے تمام اعیان ملک کے ہمراہ جن میں ایک ہزاری منصب دار تک داخل تھے شاہ کا استقبال کیا ہر امیر نے اپنے مرتبے کے مطابق نذرانۂ تصدق پیش کیا اور شاہ کے حکم اقدس کے مطابق اپنے فرودگاہ سے شادیانہ بجاتے ہوئے قلعہ ارک میں داخل ہوئے، شہزادہ بیدار بخت حضور میں حاضر ہو کر سعادت قدم بوسی سے فیض یاب ہوئے، چونکہ شاہ والا جاہ کی حویلی مرمت طلب تھی اس لئے ختم تعمیر تک ان محلات میں جو خاص و عام سے متصل تھے قیام کی اجازت عطا ہوئی

محمد اسلم سالم کی نظم

محمد سالم المتخلص بہ اسلم نے شاہ و فیل کی معرکہ آرائی کے بیان میں ایک عمدہ مثنوی نظم کی جو مشہور زمانہ ہے،

رشید خاں نے عرض کیا کہ حکم صادر ہوا ہے کہ باون لاکھ روپیہ کی رقم خرچ گواہی

امیر الامراء سے بازیافت کی جائے، امیر الامراء نے عریضہ میں لکھا کہ کل سات لاکھ روپیہ کی رقم خرچ ہوئی ہے، دیگر مصالح ملکی میں بنگالہ کی مد دبھی شامل ہے حکم ہوا اسی قدر رقم بازیافت کریں،

گیارہ تاریخ محمد اعظم شاہ کے محل میں رانی اتم کرکے بطن سے فرزند پیدا ہوا، بادشاہ زادہ کی جانب سے ایک ہزار اشرفیوں کی نذر پیش ہوئی، جہاں پناہ نے نذرانہ قبول فرماکر مولود کو والاجاہ کے نام سے موسوم کیا،

جو جدید ممالک کہ خان جہاں نے فتح کرکے ممالک محروسہ میں داخل کئے تھے ان کے انتظام وتشخیص آمدنی کے لئے حاجی شفیع خاں مامور ہو کر اس طرف روانہ ہوا،

سیواجی کے منشی قاضی حیدر کی حاضری

سیواجی کا منشی قاضی حیدر آستانہ والا پر حاضر ہوا قبلۂ عالم نے خلعت ودس ہزار روپیہ نقد ومنصب دو ہزاری کے عطیات سے سرفراز فرمایا، شہریار جرم بخش وخطا پوش کے فرمان کے مطابق حکیم محسن خاں خزانہ کے ہمراہ حضور میں حاضر ہوکر زندان ندامت سے آزاد ہوا، میرزا صدرالدین کو خطاب خانی ورام گیر کی فوجداری عطا ہوئی،

بارہ شعبان کو خان جہاں بہادر کے مرسلہ تحائف یعنی ہار مرصع واوربسی مروارید ودوعدد فیل ملاحظۂ شاہی میں پیش کئے گئے،

اکیس شعبان کو قبلۂ عالم بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کے مکان واقع اندرون قلعہ اورنگ آباد میں تشریف فرما ہوئے محمد اعظم شاہ کو ایک انگوٹھی قیمتی دوسو پچھتر روپیہ جہاں زیب بانو بیگم کو مالائے مروارید آویزہ لعل قیمتی چودہ ہزار وگیتی آرا بیگم دختر بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کو مالائے مروارید قیمتی انیس ہزار روپیہ اور بیجاپوری محل کو کرۂ مرصع قیمتی دو ہزار دوسو کے عطیات مرحمت فرمائے گئے حضرت شاہ کی طرف سے دولاکھ اٹھانوے ہزار چار سو روپے بطور نذر پیش کئے گئے جن کو شرف قبولیت عطا ہوا،

درجن سنگھ کا فرار

انیس شعبان کو مغل خاں کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ اس بہادر امیر نے برق کی طرح بوندی پر حملہ کیا اور تین پہر کامل شہر پر تیر وتفنگ کا مینہ برسایا، درجن سنگھ فرار ہوا اور انرودہ سنگھ اپنی فوج ودیگر ملازمین شاہی کے ہمراہ بوندی میں داخل ہوا،

جلوس عالمگیری کا ستائیسواں سال

سنہ ۱۰۹۴ھ / ۱۶۸۴ء

سرچشمۂ برکات الٰہی ماہ رمضان اہل عالم کے سر پر سایہ فگن ہوا اور قبلۂ دین و دولت نے مسجد دولت خانہ میں تمام ماہ طاعت و عبادت الٰہی و خیرات و مبرات میں بسر فرمایا،

ساتویں رمضان کو بادشاہزادہ والاجاہ محمد اعظم شاہ کو خلعت و سرپیچ و خنجر مرصع و فیل و ایک سو گھوڑے اور دو لاکھ روپے نقد مرحمت فرما کر بیجاپور روانہ ہونے کی اجازت عطا ہوئی،

شہزادہ بیدار بخت خلعت و سرپیچ و گلی و خنجر و فیل کے عطیات سے سرفراز ہوئے اور حکم ہوا کہ اپنے پدر عالی قدر کے ہمراہ روانہ ہوں، سید شبر خاں و اخلاص خاں و کمال خاں وغیرہ و دیگر متعینہ امیر بھی طرح طرح کی نوازش سے سرفراز فرمائے گئے،

صوبۂ کشمیر میں اضافہ

چودہ شعبان کو عمدہ امیران دولت ابراہیم خاں ناظم صوبۂ کشمیر کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ خان مذکور کے فرزند مسمی فدائی خاں کی حسن کوشش سے قصبۂ تبت ولدل زمیندار کے قبضہ سے نکال کر ممالک محروسہ میں شامل کر لیا گیا، فرمان مبارک صادر ہوا کہ تمام درباری حضور میں حاضر ہو کر تسلیمات مبارکباد بجا لائیں، اور فتح کے شادیانے بجائے جائیں، اس فتح نمایاں کے صلہ میں خان والاشان کے منصب میں دو ہزار سواروں کا اضافہ فرمایا گیا،

ابراہیم خاں ناظم صوبۂ کشمیر کے منصب میں اضافہ

ابراہیم خاں اصل و اضافہ کے اعتبار سے اب پنج ہزاری پنج ہزار سوار دو ہزار دو اسپہ کا منصب دار

قرار پایا، قبلۂ عالم نے خان مذکور کے نام ایک فرمانِ تحسین روانہ فرما کر اپنے باوفا امیر کو ایک کروڑ دام نقد و خلعت خاصہ و خنجر مرصع پھول کٹارہ با علاقۂ مروارید قیمتی سات ہزار و اسپ عربی قیمتی دو صد مہر با ساز طلا و حلقۂ خاصہ کا ایک فیل قیمتی پندرہ ہزار کے عطیات مرحمت فرماتے، ابراہیم خاں کے فرزند رشید کے اصل منصب ہفت صدی چہار صد سوار میں اضافہ فرمایا گیا، اور یہ امیر ہزاری ہفت صد سوار کا منصب دار قرار پایا، فدائی خاں کو بھی خلعت خاصہ و شمشیر زر نشاں باساز مینا اور صد مہری اسپ باساز طلائی اور ایک ہاتھی قیمتی گیارہ ہزار کے عطیات مرحمت ہوئے،

آتش خاں شاہی حکم کے مطابق محمد اعظم شاہ کے لشکر میں گیا اور محمد ہادی پسر میر خاں کو شاہی حضور میں لے آیا، محمد ہادی پہلے روح اللہ خاں کے سپرد کیا گیا، اور بعد میں صلابت خاں کی حراست میں دیا گیا پچیس رمضان کو حکم ہوا کہ مجرم قلعہ دولت آباد میں نظر بند کیا جائے،

شاہ عالم بہادر کا کوکن کے مفسدوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہونا

تیسری شوال کو حسب الحکم حضرت شاہ عالم بہادر کا پیش خانہ نقارۂ شادیانہ کے ہمراہ اورنگ آباد سے کوکن روانہ ہوا، بادشاہ زادۂ مذکور کوکن و رام درہ کے مفسدوں کی سرکوبی و نیز دیگر سرکشوں کی گوشمالی کے لئے حسب الحکم شاہی روانہ ہوئے،

دلیر خاں افغان کی وفات دلیر خاں افغان نے طویل علالت کے بعد وفات پائی یہ بہادر اکثر معرکوں میں داد مردانگی و جاں نثاری دے چکا تھا، دلیر خاں قوی ہیکل و طاقت ور تھا، اس کی قوت نہایت عجیب و غریب تھی، غرض کہ ابتدا سے انتہا تک اقبال مندی کے ساتھ زندگی بسر کرتا رہا،

نواح اورنگ آباد کے حالات ان واقعات کے ساتھ نواح اورنگ آباد کے مزارات کی کیفیت و نیز موضع آلورہ کا بھی مختصر حال تحریر کرنا ضروری ہے، واضح ہو کہ اورنگ آباد سے آٹھ کوس اور قلعہ دولت آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر اولیائے کرام کے مزارات واقع ہیں ان مقابر میں حضرت شیخ برہان الدین، شیخ زین الحق منتجب الدین زر بخش و میر حسن دہلوی و سید راجو بدر میر سید محمد گیسو دراز و دیگر عارفان حق آرام فرما ہیں، ان میں سے اکثر حضرت سلطان اولیا حضرت نظام الدین

محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کے جاروب کش و حضرت کے مرید ہیں،

دولت آباد

محمد شاہ تغلق نے ایک زمانہ میں قلعہ دیوگڈھ کو وسط ہندوستان سمجھ کر اس مقام کو دولت آباد کے نام سے موسوم کیا اور ارادہ کیا کہ اس شہر کو اپنا تخت گاہ قرار دے، بادشاہ نے دہلی کے تمام باشندوں کو دولت آباد میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا، اسی زمانہ میں یہ حضرات بھی دہلی سے دولت آباد تشریف لا کر ہمیشہ کے لئے اسی سرزمین میں آسودہ ہوئے،

الورہ کے غار

مقام مقابر سے تھوڑے فاصلہ پر آلورہ نام ایک مقام ہے جہاں قدیم زمانہ میں سحر کار کاریگروں نے بے حد کوشش و سعی کر کے پہاڑوں کے اندر عالی شان مکانات تراشے ہیں اور ان مکانات کی تمام چھتوں اور دیواروں پر طرح طرح کی سنگی تصویریں پہاڑوں کو تراش کر بنائی ہیں، پہاڑ کی سطح بالکل ہموار ہے اور اوپر سے مکانات کے نشان بالکل نمودار نہیں ہیں،

قدیم زمانہ میں اس ملک پر غیر مسلم اقوام حکمراں تھیں انھیں اقوام میں سے کسی قوم نے ان مکانات کو کندہ کیا ہے غرض کہ بانی مکانات انسان ہیں نہ کہ وہ جن اور دیوتا جو ہندوؤں کے معبود ہیں،

اس زمانہ میں یہ مقام ویران ہے لیکن اس کی بنیادیں بے حد مستحکم ہیں اور اس میں شبہ نہیں کہ عاقبت بیں حضرات کے لئے جائے عبرت ہے یہ جگہ ہر موسم میں سرسبز و شاداب رہتی ہے خصوصاً موسم برسات میں کوہ و صحرا سبزہ کی شادابی و سیرابی کی وجہ سے باغ نظر آتے ہیں یہاں ایک آبشار بھی نو گز کی بلندی سے گرتا ہے اکثر سیاح یہاں سیر کے لئے آتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ یہ مقام عجیب نظر فریب دیرگاہ ہے جس کا لطف صرف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اور معرض تحریر میں نہیں آسکتا

بادشاہ کا اورنگ آباد سے احمد نگر جانا

بادشاہ ذی قعدہ کی پہلی تاریخ موضع کرن پورہ پہونچے، شاہی سواری کے ورود سے دشمن لرزہ براندام ہوئے اور ملازمین بارگاہ آداب و مجرا کی سعادت حاصل کرنے کا موقع پا کر خوش اور بشاش ہوئے،

محمد اعظم شاہ اور شہزادہ بیدار بخت جو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے تھے سرپیچ و فیل و نیمہ و خلعت خاص کے عطیات سے سرفراز کئے گئے، اور حسب اجازت انیس ذی قعدہ کو گلشن آباد روانہ ہوئے، پدم نائک زمیندار سکھر ملازمت سے بہرہ اندوز ہو کر شمشیر و خنجر اور جمدھر

کے عطیہ و انعام سے معزز اور مکرم ہوا ، جانده کی زمینداری بھی رام سنگھ کے تغیر سے کشن سنگھ کے حوالہ کی گئی ،

قاضی شیخ الاسلام کا تارک الدنیا ہونا

تیسری ذی الحجہ کو دبیر خاں کے تعمیر کردہ قلعہ خام میں بادشاہ نے قیام فرمایا، قاضی شیخ الاسلام پسر قاضی عبدالوہاب اپنی ذاتی استعداد و سلیم فطرت کے تقاضہ سے جذبۂ محبت الٰہی سے بے قرار ہوئے اور دنیا سے قطع تعلق کرنے پر مجبور ہو گئے ، ہر چند جہاں پناہ نے ان پر عنایتیں فرمائیں اور ترک خدمت سے انھیں منع کیا اور عہدۂ قضا کو جو ایسے ہی مقدس و پاکیزہ نفوس کے لئے تھے انھیں کی ذات سے وابستہ رکھنا چاہا لیکن قاضی صاحب نے اپنے ارادوں میں کسی طرح کی تبدیلی نہ کی، بادشاہ نے مجبور ہو کر خود قاضی صاحب کی رائے سے سید ابوسعید کو جو عالی نسب سید اور قاضی عبدالوہاب کے داماد تھے عہدہ قضا مرحمت فرمایا ، سید ابوسعید دار الخلافت سے بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور خلعت و شمشیر و جمدھر کے عطیہ و انعام سے خوش اور معزز کئے گئے

عطیات اور تقررات

دسویں ذی الحجہ کو محمد خلیل حاجب شہر نو کے حاکم شاہی آستانہ پر حاضر ہوئے اور آداب و مجرا سے بہرہ اندوز ہو کر خلعت خاص اور ایک ہزار روپیہ کے انعام سے سرفراز کئے گئے ، سری رنگ پٹن کے زمینداروں کے وکلا مع پیش کش کے حاضر ہوئے اور ان کو دو سو روپیہ بطور انعام عطا ہوا ،

سید اوغلان بادشاہ زادہ محمد کام بخش کی معلمی کے لئے مقرر کئے گئے، اور محمد صالح قاضی اورنگ آباد دار الخلافت کے عہدہ قضا پر مامور کئے گئے اور ان کے تغیر سے محمد اکرم مفتی لشکر اورنگ آباد کے قاضی مقرر ہوئے ،

میر عبدالکریم کو امانت ہفت چوکی کی خدمت کے ساتھ جائے نماز خانہ کی دارونگی بھی عطا ہوئی

سربلند خاں خواجہ یعقوب بہادر گڈھ کے شوریدہ پشتوں کی سرزنش و تنبیہ کے لئے روانہ ہوا

کامگار خاں مغل کے تغیر ہونے کی وجہ سے آختہ بیگی کی خدمت پر مامور ہوا شجاعت خاں پسر قوام الدین خاں میر آتشی پر اور مطلب خاں احدیوں کی بخشی گری کے عہدوں پر فائز ہو کر سربلند و صاحب عزت ہوئے ،

نویں محرم کو روح اللہ خاں نے غنیم کی سرزنش کے لئے دریائے تہترا کی طرف اور
اور بہرہ مند خاں کو آستی کی جانب کوچ کرنے کا حکم ہوا،

معمور خاں المخاطب بہ دلیر خاں نے غنیم پر حملہ کرکے فتح پائی، اور اس کو خلعت و فرمان و
طوغ و علم و دو اسپہ عطا ہوا،

شہاب الدین خاں جنھوں نے دشمن کو بار بار کی تاخت و تاراج سے بالکل سرنگوں کر دیا تھا
پندرھویں محرم کو محمد غازی الدین خاں بہادر کے خطاب سے سرفراز ہو کر بہادروں اور دلیروں
کے ایک گروہ کے ساتھ ناموری حاصل کی، ان کے برادر محمد عارف مجاہد خاں اور محمد صادق جوشی
صادق خاں کے خطابات سے بلند آوازہ ہوئے، دلپت بوندیلہ راجہ اودت سنگھ اور دیگر ہمراہیوں
کو خلعت، ہاتھی، اور گھوڑے عطا ہوئے اور ان کے وظائف میں ان کے مرتبوں کے موافق اضافہ کیا گیا

میر ہاشم اعظم شاہ کا ملازم بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا اور تولد فرزند کی عرض داشت اور ایک
ہزار اشرفیاں نذرانہ کی بادشاہ کے حضور میں پیش کیں، تو نو زائیدہ فرزند ذی جاہ کے نام سے موسوم
ہوا اور ایک کلاہ جس میں موتی جڑے ہوئے تھے، اور مرصع چشمک اور موتیوں کی لڑی اسے مرحمت ہوئی
میر ہاشم خلعت خاص اور پانچ سو روپیہ کے انعام سے سرفراز کیا گیا،

انیس صفر کو خان جہاں بہادر کی عرض داشت بادشاہ کے ملاحظہ میں گزری، جس میں مرقوم تھا
کہ غنیم مقہور، دریائے کرشنا کے کنارے جمع ہوئے اور آمادہ بہ فساد تھے، خان جہاں نے تیس
کوس سے ان پر حملہ کیا اور سخت آویزش اور شدید حملہ سے ان کو تاراج اور پامال کر کے بے شمار
غیر مسلموں کو خاک و خون میں ملایا، اور ان کی عزت و ناموس کو تباہ و برباد کیا، جہاں پناہ نے
خوشنودی کا فرمان اس سردار کے نام روانہ کیا اور اس کے فرزندوں یعنی مظفر خاں کو ہمت خاں، اور
نصرت خاں کو سپہدار خاں و محمد سمیع کو نصرت خاں و محمد بقا کو مظفر خاں اور جمال الدین خاں کو
جو اعظم خاں کوکہ کے فرزند کا داماد تھا صفدر خاں کے خطابات سے سرفراز فرمایا،

جملۃ الملک اسد خاں اجمیر سے بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا، اور چھبیسویں تاریخ کو بخشی الملک شہر خاں
غسل خانہ کے دروازہ تک حاضر ہو کر ملازمت سے سرفراز ہوا۔

ستائیس صفر کو محمد اعظم اور شہزادہ بیدار بخت نے شرف ملازمت حاصل کیا، اور ساتویں ربیع الاول کو

دونوں شہزادے خلعت وجواہر کے عطیہ سے سرفراز ہوکر بہادرگڑھ روانہ ہو گئے،

صلابت خاں کی حاضری صلابت خاں لونکاودہ سے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا، اور خلعت کے عطیہ سے سرفراز ہوا، اعظم شاہ کی سرکار کے دیوان لوک چند کو خلعت عنایت ہوا اور ساٹھ ہاتھی جو شہزادہ کو بطور انعام عطا ہوئے تھے اس کے ساتھ روانہ کر دیئے گئے،

صوفی بہادر شرف حضوری کی تمنا دل میں لے کر کاشغر سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا اور خلعت وخنجر بند مع ساز طلا اور تلوار اور ایک ہزار روپیہ کے انعام اور عطیہ سے صاحب عزت وجاہ ہوا،

چوتھی ربیع الآخر کو رندولہ خاں نے دنیا سے کوچ کیا، نویں تاریخ کو لشکراللہ تمیم ثانی کو عسکر خاں سید احسن پسر خان دوراں کو احسن خاں محمد مراد ولد مرشد قلی خاں کو محمد مراد خاں کے خطابات عطا ہوئے، چوبیسویں کو غازی الدین خاں بہادر کو پونا گڈھ پونہ جانے کی اجازت مرحمت ہوئی، اور شاہی بندہ نوازی سے ترکش وکمان ودس ہزار روپیہ اور دومن سونے کے عطیہ سے مالا مال ہوئے، سعداللہ خاں کے نواسہ کے فرزند مسمی قمرالدین چارصدی ایک سو سواروں کے امیر مقرر ہوئے، انیسویں کو محمد نعیم دارالخلافت کی دیوانی پر سرفراز ہوئے، پندرھویں جمادی الاول کو بخشی الملک روح اللہ خاں ایک جرار فوج کے ہمراہ شاہ عالم کے ساتھ روانہ ہوا، اور اس کے ہمراہ بیس ہزار اشرفیاں سو گھوڑے پانچ سو اونٹ اور شہزادوں و مقررہ امرا کے لئے فاخرہ خلعت وجواہرات واسپ وفیل روانہ کئے گئے،

اسی تاریخ محمد اعظم شاہ اور شہزادہ بیدار بخت اور شہزادہ والا جاہ بھی خلعت فاخرہ، جواہرات اور اسپ وفیل کے عطیہ سے مالا مال کئے گئے، صفی خاں کو اورنگ آباد کی صوبہ داری عطا ہوئی،

سنبھا کے ملازمین کا قتل بہرہ مند خاں نے گلشن آباد سے حاضر ہوکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور ایک ہاتھی کے عطیہ سے سرفراز کیا گیا، شجاعت خاں صف شکن کے خطاب اور خلعت وخاصہ وجیغہ وعلم وطوق کے عطیہ سے سرفراز ہوکر بہیری رنگ پٹن

روانہ ہوا، سنبھا کے ایک سو بارہ ملازم جو چبوترہ کوتوالی میں قید تھے قتل کئے گئے، محمد یار خاں پسر دلیر خاں معموری کو معمور خاں کا خطاب مرحمت فرماکر اسے اپنے والد کے پاس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی،

چھٹی جمادی الآخر کو سلطان والاجاہ کو اسی روپیہ یومیہ کا وظیفہ عنایت ہوا، بارھویں تاریخ شہزادہ محمد کام بخش کے محل میں تولد فرزند کا مژدہ آیا، خواجہ یاقوت یہ خوشخبری لے کر آیا اور اسے خلعت عنایت ہوا، اور شہزادہ کو خلعت مع بالا بند وطرہ مرصع مرحمت ہوا، حاجی اسمٰعیل خاص نویس نے مادۂ تاریخ ولد محمد کام بخش نکالا اور اس کے صلہ میں خلعت سے سرفراز کیا گیا، مولود فرزند کو امید بخش کا نام عطا ہوا،

شجاعت حیدر آبادی آستانہ شاہی پر حاضر ہوا منصب پنج ہزاری ہزار سوار پر فائز ہو کر شجاعت خاں کے خطاب سے سرفراز کیا گیا، اعتقاد خاں ایک عمدہ لشکر کے ہمراہ ظفر آباد روانہ ہوا، میرک خاں فوج دار دوآبہ جالندھر گجرات کی فوج داری پر مقرر ہوا،

تیرھویں تاریخ شاہ عالم بہادر کوکن سے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے، اور خلعت و جواہرات قیمتی تین لاکھ نو ہزار روپیہ کے عطیہ سے سرفراز کئے گئے، روح اللہ خاں اور منور خاں نے آستانہ بوسی کا شرف حاصل کیا اور انھیں بیش بہا خلعت عطا فرمائے گئے، مغل خاں جو نردوہ سنگھ کی مدد اور دیجن سنگھ کو تباہ کرنے کے لئے مہم پر گیا ہوا تھا کامیاب واپس آیا اور خلعت تحسین کے عطیہ سے ہم چشموں میں صاحب عزت ہوا،

محمد مظفر کا حاضر ہونا

حاجی مہتاب حیدر آبادی نے آستانۂ والا کی جبہ فرسائی کا شرف حاصل کیا، رجب کی ۲۳ تاریخ قطب الملک کا حاجب محمد مظفر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا، یہ شخص حافظ محمد امین کا استاد زادہ ہے، جس وقت اکبر آباد سے کابل روانہ ہوا اس نے بختاور خاں سے سفارش کی کہ اس کو ملاحظہ والا میں پیش کیا جائے شاہی حضور میں پیش ہونے کی سعادت حاصل کرنے کے بعد اسے محمد اکبر کی سرکار میں ایک منصب مل گیا چونکہ اس میں قابلیت کے کچھ جوہر موجود تھے، قلیل عرصہ کے بعد شہزادہ کی سرکار میں مستقل ہو کر داروغہ کے عہدہ پر فائز ہوگیا۔ محمد اکبر کی بغاوت کے بعد یہ شخص حیدرآباد چلا گیا اور اپنے

لاف وگزاف سے کہ میں ایسا اور ایسا ہوں اور فلاں فلاں امیروں کا عزیز قریب ہوں سلطان ابوالحسن اور اس کے درباریوں میں مقرب ہو گیا اور عین الملک کے خطاب سے سرفراز ہو کر صاحب عزت وجاہ ہوا،

اس زمانہ میں سلطان ابوالحسن نے کسی شخص کو برسم لفافت بارگاہ سلطانی میں روانہ کرنے کا ارادہ کیا، جعفر کے باطل دعاوی اس کے لئے وبال جان ہوئے اور مجبوراً سفیر بن کر شاہی آستانہ پر حاضر ہوا، محمد جعفر کی حاضری کے وقت بختاور خاں نے جہاں پناہ سے سفیر کا پورا حال بیان کیا اور بادشاہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ ابوالحسن کی حماقت دیکھو اس نے محمد اکبر کے نوکر کو سفیر بنا کر میرے دربار میں بھیجا ہے، محمد جعفر اور اقبال نامہ کے کاتب میں رسم ملاقات تھی اور اس نے ملاقات کا پیغام دیا، شان وشوکت کے ملاحظہ اور مال ومتاع کی کثرت دیکھ کر اس سے پوچھا کہ یہاں کیوں آئے ہو اس نے کہا عزیزوں کا شوق دیدار مجھے یہاں کھینچ لایا ہے، جواب دیا کہ تم نے بہت برا کیا، دورروز کے بعد کوتوال اس کے مکان پر گیا اور اسے چبوترہ پر لے آیا اور اس کے تمام مال ومتاع کی ضبطی کا حکم نافذ کیا گیا۔

ایک زمانہ کے بعد سہ صدی منصب دار مقرر ہو کر صوبۂ بنگال کو روانہ ہو گیا،

زیب النسا بیگم کی آمد

ستائیسویں رجب کو نواب ثریا القاب زیب النسا بیگم اورنگ آباد سے خدمت شاہی میں حاضر ہوئیں، شہزادہ محمد کام بخش اور رعایت خاں اور کامگار خاں شہزادی کے استقبال کو گئے اور عزت اور حرمت کے ساتھ حرم سرا میں لے آئے

شعبان کی ۲، تاریخ شہزادہ محمد اعظم کے محل میں والاجاہ کی والدہ کے لطن سے فرزند پیدا ہونے کی تہنیت میں پانچ سو اشرفیوں کی نذر جہاں پناہ کے حضور میں پیش کی گئی، بارگاہ محل کے تمام ملازمین آداب ومجرا بجا لائے اور مولود کو والا شان کے نام سے موسوم کیا گیا،

۱۲ تاریخ کو ایک معروضہ پیش ہوا جس کا مضمون یہ تھا کہ میرزا محمد دس ہزار روپیا در فیل واحد لیسی اور بہاری داس آٹھ ہزار روپیہ اور فیل جوان کو بطور انعام قطب الملک کی سرکار سے ملے تھے حاجب کے پاس چھوڑ کر حاضر ہوئے ہیں، ان اشخاص کو شرف باریابی عطا ہوا،

عبدالرحمٰن قلعہ دار بہادر گڑھ کے معروضہ کے ساتھ سنبھا جی کی دو بیویاں اور ایک لڑکی اور تین

تین لونڈیاں بارگاہ سلطانی میں حاضر کی گئیں

خان جہاں بہادر ظفر جنگ کوکلتاش و دلیر خاں و غازی الدین خان بہادر اور دوسرے نامی امراء و افسران فوج نے اس مدت میں اپنی جانکاہ کوشش و نمایاں کارگزاری سے غنیم بدبخت کے قبضہ سے جس قدر قلعے و محالات متعلقہ نکال کر قلمرو سلطانی میں داخل کئے اگر ان کی فہرست لکھی جائے، تو ایک دوسرا دفتر تیار ہو سکتا ہے بارخدایا اسلام کے حامی و شریعت و احکام کے رائج کرنے والے اور بدعت گمراہی کو مٹانے والے فرماں روا کی عمر و اقبال میں روز افزوں ترقی عطا فرما۔

جلوس عالمگیری کا اٹھائیسواں سال

سنہ ۱۰۹۵ ہجری / ۱۶۸۵ عیسوی

اسی دوران میں ہلال کرامت نشان رمضان نے افق آسمان پر نمودار ہو کر اہل عالم کو صبح رحمت کی آمد آمد کی خبر دی اور فلاح دارین کا مژدہ سنایا، بادشاہ دیں پناہ نے تمام ماہ گوشہ مسجد میں خالق اکبر کی طاعت و عبادت میں بسر فرما کر مخلوق خدا کو انوار عدل و شفقت سے منور فرمایا

مغل خاں صوبہ دار مالوہ

دوسری رمضان کو مغل خاں، خان زماں کی وفات کے بعد سلطنت کے اعلیٰ ترین عہدہ یعنی صوبہ داری مالوہ کی خدمت پر متعین ہوا ۔ نیز عالم نے خان مذکور کو خلعت و ذوالفقار تام فیل مرحمت فرما کر اس کے منصب میں بھی اضافہ فرمایا، مغل خاں اصل و اضافہ ہر دو اعتبار سے اب سہ ہزاری پانصدی سہ ہزار سوار کا منصب دار قرار پایا۔

دو دیگر امراء کے مناصب میں اضافہ

پانچویں تاریخ سیادت خاں کو معظم خاں کا خطاب عطا ہوا

اور یہ امیر بجائے مغل خاں کے خدمت توش بیگی پر متعین فرمایا گیا اصفی خاں کے تغیر سے حاجی شفیع خاں حارس اورنگ آباد و محتشم خاں کے تغیر سے صفی خاں ناظم اکبرآباد اور سیف خاں کے انتقال کرنے سے محتشم خاں ناظم الٰہ آباد مقرر فرمائے گئے ۔

محمد تقی ولد داراب خاں و مطلب خاں ونبیرہ مختار خاں صوبہ دار احمد آباد کے دیگر اعزا مرحوم صوبیدار کی وفات پر صف ماتم پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ خدام نواز نے ان غم زدہ بندگان بارگاہ کو خلعت کے عطیہ سے سوگواری کی قید عاندہ سے آزاد فرمایا، قبیلہ بنی مختار کے اراکین اکثر پسندیدہ عادات کی وجہ سے ممدوح و مشہور زمانہ رہے ہیں مختار خاں مرحوم خاص طور پر قابل تعریف اور ہر طبقہ میں ہر دل عزیز اور ہر شخص کا ممدوح تھا ۔

اٹھارہ رمضان یوم چہار شنبہ کو سیدۃ النسا بیگم دختر میرزا رستم پسر مکرم خاں شہزادہ معزالدین کے حبالۂ عقد میں دی گئی، قاضی ابوسعید نے قبلۂ عالم و شاہ عالم بہادر کے حضور میں عصر کے وقت خطبۂ نکاح پڑھا قاضی مذکور کو خلعت اور ایک ہزار روپے نقد مرحمت ہوئے ۔

کیف خاں اور سیف خاں کی وفات

جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ پیش ہوا کہ کفایت خاں بائیس رمضان کو اور سیف خاں ناظم الٰہ آباد پچیس ماہ مذکور کو فوت ہوئے ۔

انتیس رمضان کو ہلال عید نے نمودار ہو کر مژدہ مسرت سنایا ۔

یکم شوال کو جہاں پناہ نماز عید الفطر ادا فرمانے کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہو کر عیدگاہ تشریف لائے ۔

چوتھی شوال کو صلابت خاں، کار طلب خاں محمد بیگ کے تغیر سے متصدی بندر سورت مقرر فرمایا گیا، اور کار طلب خاں کو احمد نگر کی فوج داری مرحمت ہوئی ۔

صلابت خاں کے تغیر سے خانہ زاد خاں ولد ہمت خاں کو داروغگی بندرہائے جلو عطا ہوئی

صالح خاں ولد اعظم خاں کوکہ کو بریلی کی فوج داری و دیوانی کا عہدہ عنایت ہوا، نورالدین پسر صالح خاں کو خلعت عطا ہوا اور حکم ہوا کہ اپنے باپ کے ہمراہ روانہ ہو کامیاب خاں صالح خاں کے تغیر سے بخشی تیر اندازاں مقرر فرمایا گیا، پلنگ توش خاں بہادر سالانہ دار ملازم تھا دوسری شوال کو

عطیۂ منصب سے سرفراز ہوا، بہرام خاں برادر جعفر خاں پدر بہرہ مند خاں نے وفات پائی،
عمدۃ الملک اسد خاں مرحوم کا ہمشیر زادہ تھا، جہاں پناہ نے نیم آستین چکن دوز اپنے بدن مبارک
سے اتار کر بطور خلعت اسد خاں کو مرحمت فرمائی، بہرہ مند خاں کو بخشی الملک اشرف خاں نوشہ
ماتم سے باہر نکال کر حضور شاہی میں لایا قبلۂ عالم نے اس کو خلعت مرحمت فرما کر غم واندوہ سے آزاد فرمایا

شہزادہ محمد معز الدین کا عقد

آٹھ شوال کو شہزادہ محمد معز الدین کا جشن کتخدائی منعقد
ہوا، شہزادۂ مذکور خلعت بالا دست رجواہرات قیمتی ایک
لاکھ پچاس ہزار و اسپ با ساز طلا و فیل با ساز نقرہ کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے،

سیدۃ النسا بیگم کو جواہرات قیمتی سر سٹھ ہزار مرحمت ہوئے،

نماز مغرب کے بعد حضرت شاہ عالم بہادر و دیگر شہزادے شہزادہ محمد معز الدین کو بے حد
شان و شوکت کے ساتھ اپنے دولت خانہ سے کاشانہ شاہی میں لائے، قبلۂ دین و دولت نے اپنے
دست مبارک سے سہرۂ مروارید شہزادہ کے سر پر باندھا، شاہ عالم بہادر کے دولت خانہ سے
آستانۂ والا تک دور یہ چراغاں سے عمدہ و دل فریب منظر معلوم ہوتا تھا یہ جشن شادی نواب
قدسیہ زینت النسا بیگم کے زیر انتظام انجام پایا، دو پہر رات گزرنے کے بعد عروس شہزادہ کے
حرم میں پہونچا دی گئی،

اکیس شوال کو غازی الدین خاں بہادر قلعہ راہیری کی تسخیر کے لئے روانہ ہوئے اور خلعت
خاصہ پانچ گھوڑوں کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے، ممدوح کے فرزند رشید قمر الدین علی
خاں کو شمشیر و دیگر ہمراہیان لشکر کو خلعت عطا ہوئے،

نوذی قعدہ کو محمد اعظم شاہ کو ایک سو ترکی و کوہی گھوڑے روانہ فرمائے گئے فخر الدین
خاں کو سوپہ کی اور عبد الہادی خاں کو چاکنہ کی اور مرحمت خاں پسر نامدار خاں کو کرہ کی تھانہ داری
مرحمت ہوئیں،

عطیات و مناصب

چھبیس تاریخ بخشی الملک روح اللہ خاں خلعت و اسپ و فیل
کے عطیات سے سرفراز ہو کر مفسدوں کی سرکوبی کے لئے روانہ
ہوا، قاسم خاں محمد بدیع بلخی و الہام اللہ خاں و عبد الرحمن ملازمان شاہ عالم بہادر ایک ہزاری

کے ہمراہ اور حیات ابا ولی جو قندھار سے حضور والا میں حاضر ہوا تھا، ونیز دیگر متعینہ امیر و سوار اضافۂ مناصب و خلعت و فیل و اسپ وغیرہ کے عطیات سے بہرہ اندوز فرمائے گئے، ہر کدام یداجی و اکوجی ملہار وراؤ سبحان چند غازی الدین خاں بہادر کے فرستادہ افراد کو خلعت مرحمت ہوئے، شہزادہ دولت افزا کو سرپیچ لعل باآویزۂ مروارید عطا ہوا کفایت خاں حاکم بیگ صوبجات دکن کی خدمت دیوانی پر مامور ہوا، عنایت اللہ خاں مشرف جواہر خانہ و خلعت خانہ کو وقائع نگاری کی خدمت عطا ہوئی،

سلطان امید بخش کی وفات

چوتھی ذی الحجہ کو سلطان امید بخش ولد بادشاہ زادہ کام بخش نے وفات پائی قبلہ عالم بادشاہ زادہ مذکور کے مکان پر تشریف لائے اور ہر قسم کی دلدہی سے بادشاہ زادہ کو تسلی و تشفی فرماتے رہے،

رام سنگھ کی شکست

معروضہ پیش ہوا کہ افواج بادشاہی نے رام سنگھ زمیندار چاندہ کو شکست دی اور مغلوب حریف چوتھی ذی الحجہ کو اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر کوہستان کی طرف فرار ہوا اور اعتضاد خاں وحمزہ خاں وکشن سنگھ چاندہ میں داخل ہوئے، اس واقعہ کے بعد اکیس ذی الحجہ کو رام سنگھ قصبہ چاندہ میں وارد ہوا اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنی حویلی میں داخل ہو مراد بیگ کا ایک ملازم جس کا نام کشن سنگھ تھا اور جو دروازہ کا محافظ تھا مانع آیا رام سنگھ نے مراد بیگ پر جمدھر کا وار کیا اور ایک کاری زخم سے مجروح کیا دوسرے ملازمین نے رام سنگھ پر ہجوم کر کے اس کو قتل کیا ضرب کے دوسرے روز مراد بیگ بھی فوت ہوا چہ محرم کو جہاں پناہ نے خلعت و فرمان و فیل کشن سنگھ کے لئے روانہ فرمائے، ہری سنگھ زمیندار گڈھہ کو خلعت ارسال فرمایا گیا۔

ہمشیر زادۂ قلیچ خاں بخارا سے آستانہ شاہی پر حاضر اور شمشیر و خنجر با ساز طلا و دو ہزار نقد و منصب شش صدی دو صد سوار کے انعام و عطیات سے سرفراز فرمایا گیا، عبد القادر خویش مخلص خاں مرحوم جس نے قلعۂ کندانہ مغلوب دشمن کے قبضہ سے نکال کر عبد الکریم کے سپرد کر دیا تھا ساتویں محرم کو در دولت پر حاضر ہوا پانصدی ایک صد سوار کا امیر تھا یک صدی پنجاہ سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوا، سیف اللہ خاں کے تغیر سے اہتمام خاں سردار بیگ داروغہ نوارہ

مقرر فرمایا گیا،

دختر سید مظفر حیدر آبادی کامگار خاں کے حبالۂ عقد میں دی گئی، اور خان مذکور کو خلعت کتخدائی عطا ہوا،

اعتقاد خاں چاند سے آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور یلنگتوش خاں کے تغیر سے خدمت قور بیگی پر فائز ہو کر خلعت و اسپ و فیل و اضافہ پانصدی یک صد و پنجاہ سوار کے عطیات سے سرفراز ہوا اور اصل و اضافہ ہر دو اعتبار سے دو ہزاری چار صد سوار کے امرا میں داخل ہوا،

میر عبدالکریم کے بجائے حیات خاں، امین ہفت چوکی مقرر فرمایا گیا، خدمت گزار خاں نے وفات پائی، اور اس کے فرزند محمد قلی کو خلعت ماتمی عطا ہوا، خان مذکور کے انتقال سے داروگی چیلہ و منازل نزول کی خدمت فتح محمد کے سپرد کی گئی،

قاضی حیدر منشی رقم کو خطاب خانی عطا ہوا، شیخ مخدوم منشی و صدر فاضل خاں کے خطاب سے سربلند فرمایا گیا، سرآمد خوش نویساں حاجی اسمٰعیل جو فرامین خط گورین میں رقم کرتا تھا، روشن قلم کا خطاب مرحمت ہوا،

قاضی شیخ الاسلام

غرۂ صفر کو قاضی شیخ الاسلام حرمین شریفین کی زیارت و طواف سے سعادت اندوز ہونے کے خواستگار ہوئے، شیخ الاسلام کو سفر کی اجازت مرحمت ہوئی اور دوشالہ پرم نرم و رسالۂ آداب زیارت عطا فرمایا گیا بادشاہ دیں پناہ نے ایک عریضۂ نیاز سردار دو جہاں بادشاہ کون و مکاں حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی بارگاہ شفاعت پناہ میں اپنے قلم سے لکھا اور عریضۂ مذکور کو ایک صندوقچہ میں بند کر کے شیخ الاسلام کے حوالہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ بارگاہ خیر الانام میں صلوٰۃ و سلام عرض کر کے شبکۂ مبارک سے یہ عریضہ روضۂ اقدس کے اندر ڈال دے،

سہراب خاں ولد رعد انداز خاں کو حکم ہوا کہ ایک توپ گولہ یک منی و تین توپیں لبت آثاری بخشی الملک روح اللہ خاں کے پاس بیجاپور روانہ کرے اعتقاد خاں پا زنیر و سکیر کے سرکشوں کو پامال کرنے کے لئے روانہ فرمایا گیا، رشید خاں پیش دست دفتر خالصہ جنار ریزی کا مقدمہ فیصل کرنے کے لئے اندور روانہ ہوا، خان زماں کی وفات کے بعد اس کے

پسر برہان پور سے در دولت پر حاضر ہوئے قبلۂ عالم نے آستانہ بوس افراد کو خلعت و اضافہ و منصب سے شاد فرمایا،

آتش خاں ایک جرار و آزمودہ لشکر اور بادشاہ زادہ محمد کام بخش کی جمعیت کے پانچ سو سوارں کے ہمراہ گولکنڈہ روانہ ہوا،

حمید الدین خاں ولد اہتمام خاں اپنے باپ کے تغیر سے داروغگی خاتم بندخانہ کی خدمت پر سرفراز ہوا،

قلعۂ راہیری پر قبضہ

چھبیس صفر کو معلوم ہوا کہ غازی الدین بہادر نے قلعہ راہیری میں آگ لگادی اور اکثر سرداران کفار کو قتل کرکے ان کے مال و اسباب کو تاخت و تاراج کیا، غازی الدین خاں بہادر نے بادشاہ کے اقبال سے کامل فتح حاصل کرکے حریف کے زن و فرزند و مویشی پر اپنا قبضہ کیا،

سیداوغلان مژدہ رساں کو ایک فیل بطور انعام مرحمت ہوا شاہ محمد چوبدار غازی الدین خاں بہادر خاں مذکور کے پاس سے بہ تبدیل لباس حاضر ہوا، جہاں پناہ نے چوبدار مذکور کو خلعت اور دو سو روپے مرحمت فرمائے، غازی الدین خاں بہادر کو فیروز جنگ کا خطاب عطا ہوا، علم و نقارہ کے عطیات سے سرفراز فرمائے گئے، خاں مذکور کے ہمراہیوں میں اعلیٰ وادنیٰ ہر قسم کے منصب داروں کے لئے ڈیڑھ سو سے زائد خلعت روانہ فرمائے گئے، چوتھی ربیع الاوّل کو خاں زادخاں ملکۂ عصمت مآب نواب اودے پوری محل کو اپنے ہمراہ لانے کے لئے اورنگ آباد روانہ ہوا، دسویں ربیع الاوّل کو تمام بندگان دربار و نیز ملازمین صوبہ جات کو زمستانی خلعت مرحمت ہوئے،

بختاور خاں کی وفات

۱۵ ربیع الاوّل کو بختاور خاں داروغۂ خواصاں نے رحلت کی، بادشاہ خدام نواز کو مرحوم کے جو مصاحب راز داں اور ملک کا مزاج داں ہونے کے علاوہ صاحب فہم و فراست و بزرگ منش خادم بھی تھا اور جس نے تیس سال کامل جاں نثاری کے ساتھ خدمت کی تھی انتقال سے بے حد افسوس ہوا فرمان مبارک کے موافق بختاور خاں کا جنازہ عدالت گاہ کی طرف لایا گیا، اور خود قبلۂ عالم نے نماز

جنازہ کی امامت فرمائی اور چند قدم لاش کے ہمراہ تشریف لے گئے، جہاں پناہ نے مرحوم کی فاتحہ و نیز اس کے نام پر خیرات و مبرات جاری کرنے کے احکام صادر فرمائے، بختاور خاں کی لاش حسب الحکم تخت گاہ کو روانہ اور خود مرحوم کی تیار کردہ قبر میں پیوند خاک کی گئی۔ بختاور خاں مرحوم علماء و فقرا و شعرا کو بے حد عزیز رکھتا تھا اور جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا، اہل ہنر و باکمال حضرات کا ہمیشہ معاون و مددگار رہا کرتا تھا، فن انشا و تاریخ دانی میں اچھی مہارت رکھتا تھا، مرحوم کی تصنیف و تالیف میں نسخۂ مرأۃ العالم یادگار زمانہ و مقبول خاص و عام ہے، یہ امیر تہذیب اخلاق و خیر خواہی خلایق میں عدیم المثال تھا، رحمۃ اللہ علیہ

بختاور خاں کی وفات پر پانگتوش خاں داروغۂ خواصاں مقرر ہوا، حکیم محسن خاں کو داروغگی جواہر خانہ اور میر ہدایت اللہ کو داروغگی آلات طلائی کے خدمات مرحمت ہوئے،

مصنف کا واقعہ نگار مقرر ہونا

قبلۂ عالم نے خاکسار مؤلف کو جو اس سے پیشتر بختاور خاں مرحوم کا منشی اور رفیق تھا اور مرحوم کے پوشیدہ احکام کے مسودات اصلاح کے لئے جہاں پناہ کے حضور میں پیش کرتا تھا، یاد فرما کر بندگان شاہی میں داخل فرمایا، اور اسی روز وقایع نگاری کی خدمت پر مامور فرمایا،

دربار خاں ناظر کی وفات

دوسری ربیع الآخر کو دربار خاں ناظر محل نے وفات پائی، یہ امیر بھی قدیم بندگان شاہی میں داخل و بزرگ منش و خیر مجسم اور اپنے مالک کا حقیقی جاں نثار تھا، قبلۂ عالم نے بختاور خاں مرحوم کی طرح اس کے ساتھ بھی سلوک فرمایا اور دربار خاں کی لاش بھی اسی طرح لائی گئی اور جہاں پناہ نے نماز جنازہ کی امامت فرما کر لاش کو تخت گاہ روانہ کرنے کا حکم دیا، خدمت خاں ناظر خدمت معزالیہ کو دربار خاں کی خدمت بھی مرحمت ہوئی اور شیخ عبداللہ پسر شیخ نظام داروغۂ دواخانہ مقرر فرمایا گیا، ۱۴ ربیع الآخر کو شجاعت خاں حیدر آبادی نے وفات پائی اور اس کے فرزند ملک میراں کو خلعت و منصب عطا ہوا، ۲۶ تاریخ روح اللہ خاں مفسدان بیجاپور کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا، اس امیر کو خلعت خاص و کلگی مرصع و نقرئی نقارہ مرحمت ہوا، قبلۂ عالم نے دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ نقد وجیغہ برخانۂ الماس و سرپیچ الماس شاہ خورشید کلاہ کے لئے دو لڑی مروارید نواب

جہاں زیب بانو بیگم کے لئے تکیہ مرصع شاہزادہ بیدار بخت کے لئے، سرپی مرصع شاہزادہ والاجاہ کے لئے دو لڑی مروارید ذی جاہ کے لئے اور انہیں خلعت سرفراز خاں و فتح جنگ خاں دکھانو جی و بسونت راؤ وغیرہ امرا کے لئے روح اللہ خاں کے معرفت روانہ فرمائے،

وفادار خاں کا سفیر بلخ مقرر ہونا پچیس تاریخ وفادار خاں نبیرۂ سعید خاں بہادر کو زبردست خاں کا خطاب مرحمت فرماکر سفارت بلخ کی خدمت پر روانہ ہونے کی اجازت عطا ہوئی، قبلۂ عالم نے خان مذکور کو خلعت وجو ہر شمشیر و سپر با ساز مرصع و ترکش و کمان و اسپ و فیل و دس ہزار روپے نقد کے عطیات سے سرفراز فرماکر اس کے منصب میں پانصدی یک صد سوار کا اضافہ فرمایا، ایک عدد ہاتھی قیمتی اٹھارہ ہزار مع دیگر نفیس و بیش بہا تحائف کے خان والا شان سبحان قلی خاں کے لئے زبردست خاں کی معرفت روانہ فرمائے گئے، شفقت اللہ خاں المخاطب سردار خاں کا قصور معاف ہوا، اور میر توزکی دوم کی خدمت پر مامور فرمایا۔

ستائیس ربیع الآخر کو شہزادہ جستہ اختر اورنگ آباد سے حضور میں حاضر ہوئے اور خلعت و بازوبند مرصع کی عطیات سے سرفراز فرمائے گئے، خواجہ عبدالرحیم بیجاپور کی خدمت سفارت انجام دے کر آستانۂ شاہی پر حاضر ہوا، اور اس کو خلعت و فیل و پانچ ہزار روپے کے عطیات مرحمت ہوئے،

میر عبدالکریم کو داروغگی جا کے خانہ خانہ کے علاوہ نقاش خانہ کی داروغگی بھی مرحمت ہوئی، اور راقم الحروف مشرف نقاش خانہ مقرر فرمایا گیا،

یکم جمادی الاوّل خان بہادر نواب فیروز جنگ حضور والا میں حاضر ہوئے اور جہاں پناہ نے اس امیر با توقیر کو خلعت خاصہ اور خنجر مرصع اور پانچ عدد گھوڑے اور سات تولہ گلاب کے عطیات سے معزز و سربلند فرمایا،

بیجاپور کا محاصرہ جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ پیش ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ۱۲ جمادی الآخر کو بیجاپور کا محاصرہ شروع ہوا خان جہاں بہادر ظفر جنگ نے زہرہ پور کی طرف نصف کوس کے فاصلے سے اور روح اللہ خاں و قاسم خاں نے پاؤ کوس

کے فاصلہ سے مورچل بندی شروع کردی ہے

قلعۂ سیوانہ پر راٹھوڑوں کا قبضہ

ہرکارہ کی زبانی معلوم ہوا کہ بیس جمادی الاوّل کو راٹھوڑوں نے قبضہ کرلیا اور پردل خاں ولد فیروز خاں میواتی ایک گروہ کثیر کے ہمراہ میدان جنگ میں کام آیا، دریائے تنگ بھدرا کے کنارہ بیجاپوری دستہ نے بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کے لشکر پر حملہ کیا اور ایک معقول تعداد کو تہ تیغ کرکے فرار ہوا، ۱۸ تاریخ محمد اکبر کا ملازم دو عدد گھوڑے بطور پیش کش لے کر حاضر ہوا ایلچی کو شرف باریابی عطا نہ ہوا لیکن حضرت کے حکم کے مطابق نواب عالم بادشاہ بیگم صاحبہ کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا، ۲۹ تاریخ سربلند خاں خواجہ یعقوب خویش شاہزادہ مراد بخش نے وفات پائی،

احمد نگر کے حالات

شہر و قلعہ احمد نگر کا مختصر حال ہدیہ ناظرین ہے، واضح ہو کہ قلعۂ احمد نگر سطح زمین پر واقع ہے، اس حصار آسمان شکوہ کی بنا جو تحت الثریٰ تک پہونچی ہوتی ہے بلا مبالغہ میخ کوہ ہے جو رفع لرزہ کے لئے سینۂ زمین پر قائم ہے قلعہ کے اطراف میں میدان ہے اور حصار کے اندر عالیشان عمارات و پرفضا باغات ہیں جن میں تہ خانہ کے اندر واقع ہونے سے عجیب صنعت و کاریگری کی گئی ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قلعہ کے دور میں ایک خندق ہے جو ہمیشہ پانی سے لبریز رہتی ہے، دو نہریں بیرون قلعہ سے اندر لائی گئی ہیں، شہر قلعہ سے پاؤ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اور اس میں کوئی حصار نہیں ہے، شہر احمد نگر عمارات و کثرت انہار و آبادی کے لحاظ سے عدیم المثال سمجھا گیا ہے،

دانش مند خاں مرحوم جو ایک عرصہ تک بغرض تجارت اس شہر میں مقیم رہا اکثر کہا کرتا تھا کہ احمد نگر کشمیر سے بہتر ہے حوالی شہر میں باغ فرح بخش و بہشت باغ عجیب و غریب تماشہ گاہیں ہیں جن کو صلابت خاں نے مرتضیٰ نظام شاہ کے زمانہ جنوں میں بادشاہ کے نام سے نصب کیا تھا ان ہر دو باغ کا طول و عرض اور ان کی نادرہ روزگار عمارات کا ذکر بقائے یادگار کے لئے تحریر کرتا ہوں،

باغ فرح بخش دو ہزار گز کے طول و عرض میں جس کے دو سو اٹھتر بیگھے ہوتے ہیں واقع ہے

اس باغ کے وسط میں ایک حوض ہے جو پانچ سو اٹھائیس گز یعنی انتیس بیگھہ کے رقبہ میں ہے، اس حوض میں پایان کوہ سے ایک پوشیدہ نہر لائی گئی ہے حوض کے وسط میں ایک بلند و عجائب روزگار دو منزلہ عمارت ہے جس میں ایک سو ساٹھ کمرے ہیں اس کے علاوہ ایک بلند و آسمان پایہ گنبد ہے، تیرانداز اس کی بلندی پر تیر پھینک کر اپنی مشاقی فن کا اندازہ کرتے ہیں، بہشت باغ کا طول تین سو بارہ گز یعنی سو بیگھے کے مساوی ہے اس باغ کے وسط میں بھی ایک حوض ہے جس میں اسی ترکیب سے نہر لائی گئی ہے، وسط حوض میں ایک عمارت ہے جو بالفعل از کار رفتہ ہے، لب حوض صاف و شفاف حمام و دلکش مکانات واقع ہیں جو قابل قیام ہیں، قلعہ سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام ہے جس کو منجر سنبہ یا منزل سبا کہتے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ کمر کوہ میں ایک مستحکم بنیاد عمارت ہے اور فوارہ سر چشمہ کوہ سے سو گز سے زائد بلند ہو کر نہایت زور و شور کے ساتھ ہمیشہ اور ہر فصل میں حوض میں گرتا ہے، بادشاہ عالم و عالمیان نے ان مقامات کی سیر فرمائی اور تباہ شدہ حصوں کی مرمت کا حکم دیا، صلابت خاں کا مقبرہ بھی جو بالائے کوہ واقع ہے نادر روزگار عمارت ہے اس نواح کی آب و ہوا گرم نہیں اور رات کو لحاف اوڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے،

جہاں پناہ کا احمد نگر سے شولا پور روانہ ہونا

۱۷ جمادی الآخر کو کارپردازان سلطنت نے نیک ساعت و فرخندہ روز میں پیش خیمۂ شاہی کو شہر احمد نگر سے نکال کر باغ فرح بخش کے نواح نصب کیا، پانچویں منزل پر ظل عالم نے قیام فرمایا،

سیدا وغلان چھ تاریخ کو سیدا وغلان کو سیادت خاں کا خطاب مرحمت ہوا، یہ عالی نسب سید جو خان فیروز جنگ کا استاد تھا اپنے شاگرد رشید کے ہمراہ ولایت سے ہندوستان آکر یاوری بخت سے ملازمت شاہی میں داخل ہوا،

ارجمند علم زادہ سنبھاجی خلعت و اسپ و منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار کے عطیات سے سرفراز فرمایا گیا، عزت اللہ خاں کو حصار احمد نگر میں قیام کرنے کی اجازت ہوئی

قبلہ عالم نے خان مذکور کو ایک مصحف مجید و خلعت خاص و بیس ہزار نقد کے عطیات مرحمت فرمائے، فیروز جنگ بہادر کے دیگر ہمراہی بھی عطیہ خلعت و خنجر سے سرفراز فرمائے گئے
خواجہ عبداللہ قاضی لشکر کو قضایت حضور کی خدمت عطا ہوئی، ۲۹ر تاریخ قمرالدین خاں کو مختار خاں کا خطاب عطا ہوا، قمرالدین خاں بہادر پسر نواب فیروز جنگ خطاب خانی سے سرفرازفرمائے گئے، غرۂ رجب کو جہاں پناہ شولاپور پہونچے، اور اعتماد خاں کو ظفرآباد جانے کی اجازت مرحمت ہوئی، اور خلعت خاص و ترکش و کمان کے عطیات سے سربلند فرمایا گیا، خان مذکور کے ہمراہیوں کو بھی خلعت و اسپ و شمشیر مرحمت فرمائی گئیں بہرہ مندخاں حیدرآباد روانہ فرمایا گیا،

شاہزادہ شاہ عالم پر حملہ ساتویں رجب کو حضرت شاہ عالم بہادر گھوڑے پر سوار دربار میں آرہے تھے کہ ایک شخص شمشیر علم کرکے بادشاہزادہ کی طرف دوڑا، مجرم گرفتار کیا گیا اور بادشاہزادہ کے حکم کے مطابق کوتوال کی حراست میں دے دیا گیا،

شاہ عالم بہادر کا ابوالحسن کی تنبیہ کے لئے روانہ ہونا

فرمان مبارک کے مطابق محمد جعفر حیدرآبادی کے ملازمین اردو کے معلیٰ میں مقیم اور اہتمام خاں، کوتوال کے دائرہ میں فروکش تھے، جہاں پناہ کے حکم کے مطابق آقا اور ملازمین کے درمیان جس قسم کی خط و کتابت ہوتی تھی وہ اہتمام خاں کوتوال کو دکھلائی جاتی تھی اگر کوئی امر قابل گزارش ہوتا تو خان مذکور نوشتہ جات کو قبلۂ عالم کے حضور میں پیش کر دیتا تھا اس کے علاوہ جاسوس بھی نگرانی کے لئے مقرر فرما دیئے گئے تھے چونکہ حیدرآبادی کے استیصال کا وقت آچکا تھا اس لئے ملازمین کے نام ایک خط اس مضمون کا روانہ کیا،

" اب تک ہم نے حریف کی بزرگی کا احترام کیا لیکن یہ معلوم کرکے کہ دشمن نے غریب سکندر کو یتیم سمجھ کر بیجاپور کا محاصرہ کر لیا ہے اور کئی فرمان روا

کو بے حد پریشان کر رہے ہیں ہم کو پاس ادب کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں
ہے اس مسئلہ کا بہترین حل یہ ہے کہ ایک طرف سے سنبھاجی بے شمار لشکر
کے ساتھ بیکس سکندر کی امداد کرے اور دوسری طرف یا بدولت، خلیل اللہ
خاں پلنگ حملہ کی ماتحتی میں چالیس ہزار جنگ جو سواروں کو متعین کریں،
اور پھر دیکھیں کہ حریف دکن کے کس طرف اور کن کن اشخاص کے مقابلے میں
جنگ آزمائی و صف اندازی کرتا ہے جو ملازمین کہ چبوترہ کوتوالی کے قریب
حریف کے پنجہ میں گرفتار ہیں ان کو اس واقعہ سے شکستہ دل نہ ہونا چاہیے
اگر خدا نے چاہا تو جلد اس کا تدارک کر دیا جائے گا "

اہتمام خاں نے حیدرآبادی کا یہ خط قبلۂ عالم کے ملاحظہ میں پیش کیا اور اسی خط کی بنا پر
حضرت شاہ عالم بہادر ۶ رشعبان کو حیدرآباد کی مہم پر روانہ ہوئے، جہاں پناہ نے بادشاہزادہ
مذکور کو خلعت خاصہ وخنجر مرصع وبیس عدد گھوڑے مرحمت فرمائے، دیگر شاہزادے اور
امرائے کبار بھی خلعت وجواہر، اسپ وفیل واضافہ کے انعام وعطیات سے سرفراز ہوئے
۔۱۳ رشعبان کو روح اللہ خاں بیجاپور سے واپس آیا، اور خان بہادر نواب فیروز جنگ کو
احمد نگر روانہ ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی، خانہ زاد خاں کے تغیر سے کامگار خاں داروغہ
جلو منفرر ہوا، اور کامگار خاں کے بجائے مختار خاں کو داروغہ اصطبل کی خدمت عطا ہوئی
۲۰ رشعبان کو قبلہ عالم نے خنجر دستہ یشم، باعلاقہ مروارید وپھول کٹارہ بادشاہزادہ
محمد اعظم کے اور مروارید کی سمرنی وفرغل بارانی شہزادہ بیدار بخت کے لئے کامگار خاں کی
معرفت روانہ فرمائیں،

۲۲ رشعبان کو مغل خاں ناظم مالوہ فوت ہوا اور ۲۷ تاریخ تربیت خاں فوجدار
جونپور نے وفات پائی، میر عبدالکریم معتوب ہوکر داروغگی جانمازخانہ کی خدمت سے
معزول فرمایا گیا، اور بجائے اس کے محمد شریف کا تقرر عمل میں آیا، قبلہ عالم نے فرمایا
کہ ہم نے اس میون باز چنیا فروش بتنگ لزاز کی مہم کو کسی وقت پر ملتوی کر رکھا تھا
لیکن اب جبکہ مادا فروش کے بھی ,گمک دی تو تاخیر کا موقع نہیں رہا،

جہاں پناہ۔ نے باوجود مہم بیجاپور پیش ہونے کے، شاہ عالم بہادر کو ابوالحسن کی سرکوبی اور اس کے تباہ کرنے کے لئے روانہ فرمایا، خان جہاں بہادر ظفر جنگ جو بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کے لشکر کو رسد پہنچانے کی غرض سے تھانہ اندی میں فروکش تھا، شاہی حکم کے مطابق حضرت شاہ عالم بہادر کے ہمراہ حیدرآباد کی مہم پر روانہ ہوا،

جلوس عالمگیری کا انتیسواں سال

سنہ ۱۰۹۶ھ
۱۶۸۶ء

اسی دوران کرامت نشان میں رمضان کا مقدس مہینہ جس میں نزول قرآن مجید کا آغاز ہوا ہے، اس عالم کے سر پر سایہ فگن ہوا، بادشاہ دین پناہ نے تمام ماہ طاعت و عبادت الٰہی میں بسر فرمایا۔ قبلۂ عالم نے ہی خواہاں دولت کو عطیات و نوازش سے سرفراز اور بدخواہاں ملک کو قہر و تنبیہ سے پامال فرمایا،

سکندر جو بیجاپوری سمت سے بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا تھا طرح طرح کی نوازش سے بہرہ اندوز ہوا، قبلۂ عالم نے اس نووارد درباری کو خلعت و خنجر و دس ہزار روپے نقد کے انعام و عطیات سے سرفراز فرمایا،

بیجاپور کی جنگ مورچال میں امان اللہ خاں پسر اللہ وردی خاں و فتح معمور خاں پسر ولیر خاں نے وفات پائی اور کمال الدین خاں پسر شہر خاں و فتح جنگ خاں میدان میں کام آئے،

حسن علی خاں عالمگیر شاہی کو کمال الدین خاں کی وفات پر خلعت ماتمی ارسال فرمایا گیا

محمد اعظم شاہ کے بارود خانہ میں آگ

محمد اعظم شاہ کے بارودخانہ میں آگ لگی جس کی وجہ سے پانچ سو تھیلے اور بندوقچی ہلاک ہوئے، خان بہادر نواب فیروز جنگ احمد نگر سے خدمت والا میں حاضر ہوئے قبلۂ عالم نے خنجر دستہ شیر ماہی کمر مبارک سے کھول کر خان مذکور کو عطا فرمایا، نواب ممدوح الصدر کی نذر اپنے دست مبارک سے اٹھا کر قبول فرمائی،

میر خاں دیوان سرکار محمد اعظم شاہ برہان پور کا نائب صوبہ دار مقرر فرمایا گیا، ۴ر شوال کو سکندر خانی کے خطاب سے سرفراز ہو کر سہ ہزاری سہ ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوا، ایرج خاں کی وفات پر حسین علی خاں صوبہ دار برار مقرر ہوا، رضی الدین خان کو نائب صوبہ دار کی خدمت مرحمت ہوئی،

لطف اللہ خاں حضرت شاہ عالم بہادر کی خدمت میں احکام شاہی لے کر روانہ ہوا اور اس کے بجائے سیادت خاں داروغۂ عرض مکرر مقرر فرمایا گیا خواجہ حامد ولد قلیچ خاں کو خطاب و مادہ فیل مرحمت فرما کر ارشاد ہوا کہ خزانہ کے ہمراہ محمد اعظم شاہ کی خدمت میں روانہ ہو ا ۱۳ر ذی قعدہ کو قلیچ خاں کو صوبہ داری ظفر آباد کا عہدہ مرحمت ہوا، قبلۂ عالم نے اس امیر کو خلعت و زرہ و فیل کے عطیات سے سرفراز فرمایا، اصالت خاں و نجابت خاں پسران سید مظفر حیدر آبادی اور اکرام خاں و ناصر خاں و سید حسن خاں کو حکم ہوا کہ قلیچ خاں کے ہمراہ ظفر آباد روانہ ہوں،

لشکر میں قحط مجلس شوریٰ سے مشورہ

شاہ عالی جاہ محمد اعظم شاہ کے لشکر میں قحط کی اطلاع جہاں پناہ کو ہوئی اور معلوم ہوا کہ ایک دانۂ گندم پر انسان اپنی جان قربان کر رہے ہیں، گرانی غلہ کے علاوہ حریف سے روزانہ جنگ آزمائی ہو رہی ہے خواب و خور جو سرمایہ زندگی ہیں بالکل عنقا ہو رہے ہیں اور موت کا بازار گرم ہے قبلۂ عالم نے شاہ عالیجاہ کو تحریر فرمایا کہ جب صورت حال یہ ہے تو بہتر ہے کہ بارگاہ شاہی کو واپس آ جائیں، بادشاہ زادہ نے فرمان شاہی کے ورود کے بعد مجلس شوریٰ منعقد کی اور امرائے کبار سے مشورہ طلب کیا، محمد اعظم شاہ سب سے پہلے حسن علی خاں بہادر عالم گیر شاہی سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ مہم کو انجام تک پہونچانا بندگان شاہی کی ہمت پر منحصر ہے بارگاہ جہاں پناہی سے اس مضمون کا فرمان صادر ہوا ہے آپ حضرات تجربہ کار و نشیب و فراز زمانہ سے آگاہ و سرد و گرم روزگار کے ذائقہ سے آشنا ہیں اب صلح و جنگ، روانگی و قیام وغیرہ میں آپ صاحبوں کی کیا رائے ہے، حسن علی خاں نے عرض کیا کہ لشکر و ملازمین فوج کی بہتری کو مد نظر رکھتے ہوئے یہی مناسب ہے کہ فی الحال اس مہم سے کنارہ کشی کی جائے، عالی جاہ کا مہم سے

دست بردار ہونا نیا واقعہ نہ ہوگا حضرت فردوس آشیانی کے عہد معدلت میں بادشاہ زادہ مراد بخش بھی بلخ کی مہم میں بہ وجوہات چند محاصرہ سے دست بردار ہوکر حسب الحکم شاہی اعلیٰ حضرت کے حضور میں حاضر ہو گئے تھے خلق خدا پر جو مصیبت نازل ہے وہ ظاہر ہے بارگاہ جہاں پناہی سے جو حکم صادر ہوا ہے وہ خود صاحب عالم کے نام مرقوم ہے حسن علی خاں کے بعد دوسرے امرا کی نوبت آئی اور تمام حاضرین نے خان مذکور کی تائید کی

بادشاہ زادہ عالی جاہ نے فرمایا کہ آپ صاحب تو کہہ چکے ہیں اب میری سنیئے محمد اعظم مع دو پسرو کے جب تک تن جان ہے اس میدان سے منہ نہ موڑے گا، اس کے بعد حضرت ولی نعمت معرکہ میں تشریف لاکر ہمارے مردہ اجسام کو پیوند خاک فرماویں گے، رفقا کو قیام و روانگی کا اختیار ہے جو اپنے لئے مناسب خیال کریں عمل میں لائیں،

امرائے دربار نے بادشاہ زادہ کی ہمت و جرات دیکھ کر عرض کیا کہ ہماری جان آقازادے پر قربان ہے جو مرضی مالک کی ہے وہی ہماری صلاح ہے سچ ہے کہ خداوندان ملک وملت کے ارادے ایسے ہی بلند ہوا کرتے ہیں،

رزق رسان مجازی قبلۂ دین و دولت کو فرزند رشید کی جرات وعزم کی اطلاع ہوئی، اور قبلۂ عالم نے ۱۷ ذی قعدہ کو عمدہ امرائے دربار خان بہادر نواب فیروز جنگ کو بے شمار لشکر و فوج و ہزارہا انبار غلہ کے ہمراہ اس مہم پر مامور فرمایا،

جہاں پناہ نے حکم دیا کہ صدی دو چہار صدی کے تمام حضوری و بیرونی منصب داروں کو داغ اسپ سوم و چہارم کی معافی عطا کی گئی، خدام حضور گھوڑوں کو داغ سے بری کر کے سرکار والا کی جانب خرید لیں اور اس قسم کے تمام نو خرید جانور بادشاہ زادہ عالی جاہ کے لشکر میں روانہ کردیے جائیں، تاکہ ان سواروں کو تقسیم کئے جائیں جن کے گھوڑے جنگ میں ضائع ہو گئے ہیں، قبلۂ عالم نے نواب فیروز جنگ بہادر کو رخصت کے روز خلعت و نوازش ماہی مراتب و فیل باربرداری اور چار نشان مع چار شتر نشان بردار کے عطا فرمائے، نواب ممدوح الصدر کو اجازت قدم بوسی عطا ہوئی، اور جہاں پناہ نے دست مبارک امیر فرخندہ بخت کی پشت پر رکھا اور روانگی کی اجازت مرحمت فرمائی، خان بہادر نواب فیروز جنگ کے تمام ہمراہی بھی خلعت و اسپ کے عطیات و اضافۂ مناصب کے انعام سے سرفراز فرمائے گئے،

نواب فیروز جنگ بہادر جلد سے جلد بادشاہ زادہ کی خدمت میں پہنچ گئے اور بادشاہ

رعایا نواز کے فضل و کرم سے درماندگان معیبت نے بلا سے نجات پائی،

بادشاہ زادہ عالی جاہ نے اس نووارد لشکر کو حریف کی اس فوج کے مقابلہ میں متعین کیا جو قلعہ سے باہر آکر جنگ آزمائی میں مشغول تھی، نواب فیروز جنگ بہادر بیجاپور کے نواح میں رسول پور ایک مقام پر فروکش تھے، پیدنایک نے چھ ہزار جنگی پیادے بیجاپوریوں کی امداد کے لئے روانہ کئے تھے یہ فوج رات کے وقت پوشیدہ سفر کی منزلیں طے کرتی تھی،

نواب ممدوح الصدر کی فتح

غنیم کا لشکر نواب ممدوح الصدر کی فوج کو جو قلعہ کے قریب فروکش تھی، بیجاپوری دستہ سمجھ کر اس مقام پر وارد ہوا، جاسوسوں نے نواب فیروز جنگ بہادر کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور نواب ممدوح الصدر نے قبل اس کے کہ سپیدۂ صبح نمودار ہو اس گروہ پر حملہ کرکے حریف کو ایسا تباہ و برباد کیا کہ ان میں ایک متنفس بھی زندہ نہ رہا اور غنیم کو بری طرح شکست ہوئی، نواب فیروز جنگ بہادر نے اعدا کے بریدہ سر بارگاہ جہاں پناہی میں روانہ کئے اور قبلۂ عالم نے فرستادگان نواب ممدوح الصدر کو جو کل باسٹھ منصب تھے دو ہزار روپے بطور انعام مرحمت فرمائے، ۲۲ ذی قعدہ کو اعتقاد خاں کو اینڈی و نیز کنار دریائے بھیمرا کی تھانہ داری مرحمت ہوئی اور عطیہ خلعت کے بعد خدمت پر روانہ ہونے کی اجازت عطا ہوئی، اعتقاد خاں کے ہمراہیوں میں سید نوار الدھر بارہہ سیف خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا، اور دیگر اشخاص کو خلعت و اسپ و فیل مرحمت ہوئے، مرحمت خاں ظفر آباد اور حیدر آباد کے مابین یعنی مدگل کی تھانہ داری پر مامور ہوا، اور اس کے ہمراہی بھی خلعت و اسپ و فیل کے عطیات سے سرفراز ہوئے، بہار سنگھ گور نے اجین کے نواح میں فتنہ برپا کر رکھا تھا،

ایک اور فتح

ملوک چند نائب و ملازم شاہ عالم بہادر بہار سنگھ گور کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا بہار سنگھ نے ایک بڑی جمعیت کے ساتھ ملوک چند کا مقابلہ کیا شدید معرکہ آرائی کے بعد ایک تیر نے اس بدبخت باغی کا کام تمام کیا، ملوک چند نے فتح کی عرض داشت بارگاہ جہاں پناہی میں روانہ کی تمام ارا کین دربار تسلیمات مبارکباد بجا لائے، فضائل خاں جس نے سابق میں خفیہ نویس کے عریضہ کے مطابق اس واقعہ کی اطلاع دی تھی، اور عنایت اللہ وکیل جس نے ملوک چند کی عرض داشت بارگاہ والا میں پیش کی تھی اور عبدالحکیم ملازم بادشاہزادہ تبہ کار باغی کا بریدہ سر بارگاہ میں لے کر حاضر ہوا تھا خلعت کے عطیات سے

سر بلند فرمائے گئے قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ بدبخت فتنہ پرداز کا سر بادشاہزادہ کے حضور میں روانہ کر دیا جائے، ملوک چند کو رائے رایاں کا خطاب عطا ہوا اور اس کے منصب میں ہفت صدی سوار کا اضافہ فرمایا گیا،

بادشاہ زادہ شاہ عالم بہادر کا حیدر آباد کو فتح کرنا

سلخ ذی قعدہ کو شاہ عالم بہادر و نواب خان جہاں بہادر کے عرائض سے معلوم ہوا کہ حیدر آباد فتح ہو گیا اور ابوالحسن والی تلنگانہ قلعہ گولکنڈہ میں پناہ گزیں ہے قبلۂ عالم کو عرض داشت مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ابراہیم خاں سرلشکر خلیل اللہ خاں حیدر آبادی و محمد تقی و داؤد و شریف الملک و دیگر اراکین دولت حیدر آباد بادشاہ زادے کی خدمت میں حاضر ہوئے شاہ عالم بہادر نے ان حاضرین کو منصب عطا فرمانے کا معروضہ اور ابوالحسن دنیادار حیدر آباد کی درخواست جس میں والی تلنگانہ نے بے حد عاجزی کے ساتھ عفو تقصیر کی درخواست کی تھی، میر ہاشم ملازم کے معرفت بارگاہ شاہی میں روانہ فرمائی، میر ہاشم فتح نامے کے ساتھ یہ درخواست بھی لیکر حضور میں حاضر ہوا اراکین دربار نے فتح کی مبارک باد عرض کی اور مرزا محمد حاجی المعروف بہ نعمت خاں پسر حکیم فتح الدین ہم حکیم محسن خاں نے تاریخ فتح نظم کر کے ملاحظہ عالی میں پیش کی تاریخ مذکور مندرجہ ذیل ہے،

ز نصرت بادشاہ غازی ؛ گردید دل جہانیاں شاد ؛ آمد بنظم حساب تاریخ، شد فتح بجنگ حیدر آباد
۱۰۹۷ھ ۱۶۸۶ء،

میرزا مذکور کو خلعت عنایت ہوا، بادشاہ زادہ شاہ عالم بہادر کے منصب میں اضافہ فرمایا گیا، اور شہزادۂ مذکور اصل و اضافہ کے اعتبار سے چہل ہزاری سی ہزار سوار کے امیر نامدار ہوئے میر عبدالکریم معزول داروغہ جائے نماز خانہ کو حکم ہوا کہ خلعت و جواہر بادشاہ زادہ و دیگر شاہزادگان و سلاطین و خان جہاں بہادر و ابراہیم سرلشکر و نیز دیگر ہمراہیان شاہ عالم بہادر کے لئے ہمراہ لے کر روانہ ہو،

محمد شفیع مشرف ڈیوڑھی والہ یار خاں مشرف قراولاں و میر ہاشم ملازم شاہ عالم بہادر و سید ابو محمد پسر منور خاں و کلیان پسر مہر امعمار جداگانہ خدمات پر مامور ہو کر ایک ساتھ روانہ ہوئے،

یہ قافلہ موضع منکال میں جو حیدر آباد سے چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے پہونچا تھا کہ شیخ نظام حیدر آبادی نے ایک عمدہ جمعیت کے ہمراہ ان پر حملہ کیا، ہر چند شاہی ملازمین کی تعداد کم تھی،

لیکن اس میں سے ہر شخص شمشیر بکف ہو کر دشمن کے مقابلہ پر آیا، میر عبدالکریم زخم خوردہ گرفتار ہوا بقیہ سوار جنگ میں کام آئے، انجابت خاں و اصالت خاں پسران سید مظفر جن کو قلیچ خاں نے ظفرآباد سے فوج شاہی کے ہمراہ کر دیا تھا، حریف سے جنگ آزمائی کے بعد سابقہ معرفت کی وجہ سے فرار ہو کر شیخ نظام سے جا ملے، ایک کثیر تعداد ہمراہیوں کی جو قافلے کے ساتھ تھے بلا وجہ تلف ہوئے اور زر و جواہرات و خلعت غرض کہ تمام مرسلہ اشیا پر دشمن نے قبضہ کر لیا۔

اس واقعہ کے چار روز بعد ابوالحسن کے ملازمین نے میر عبدالکریم کو گولکنڈہ سے شاہی لشکر میں پہونچا دیا اور خود علیحدہ ہو گئے، محمد شاہ مراد خاں حاجب کو اس امر کی اطلاع ہوئی، اور میر عبدالکریم کو اپنے مکان میں لے گیا چند روز میں مجروح کے زخم بھر گئے اور وہ بادشاہ زادہ شاہ عالم بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا، میر عبدالکریم نے تمام احکام جو قبلۂ عالم نے زبانی اس سے فرمائے تھے بادشاہ زادے تک پہونچا دیئے، اور خان جہاں بہادر کے ہمراہ جو حسب الحکم آستانہ والا پر حاضر ہو رہا تھا روانہ ہوا،

گیارہ ذی الحجہ کو بادشاہ زادۂ شاہ عالم بہادر کی تجویز کے مطابق جہاں پناہ نے امرائے دکن کو خطاب و مناصب کے عطیے سے سرفراز فرمایا، ابراہیم سرلشکر مہابت خاں کے خطاب سے شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب دار قرار پایا، محمد شریف کو سہ ہزاری سی صد سوار و محمد تقی و محمد داؤد کو دو ہزاری سی صد سوار کے مناصب عطا ہوئے محمد داؤد کو اعتبار خاں کا خطاب عطا ہوا،

پندرہ ذی الحجہ کو سرفراز خاں نے وفات پائی اور اس کے فرزند کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا،

نواب غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ کی عرض داشت سے معلوم ہوا کہ دمدمہ بیجاپور سر ہو گیا، قبلہ عالم نے انگشتری زمرد سیادت خاں کو عطا کی کہ خان ممدوح الصدر کو پہنچا دے عمدۃ الملک اسد خاں کی والدہ نے تخت گاہ میں وفات پائی اور جہاں پناہ نے بائیس یوم کو خان مذکور کو خلعت ماتم عطا کیا،

رحیم نے توران سے اور حاجی محمد رفیع خویش صف شکن خاں مرحوم ایران سے آستانہ والا پر حاضر ہو کر عطیہ خلعت سے سرفراز ہوئے، میرزا محمد خلف حاجی قاسم نسخ نویس مصحف مجید کی کتابت کے لئے مونگی میں گیا ہوا تھا، حاضر ہوا، جہاں پناہ نے خوش نویس مذکور کو ایک ہزار روپے بطور انعام مرحمت فرمائے،

سیادت خاں داروغۂ عرض مکرر و فاضل خاں بہادر کو سنگ یشم کی دو آتیں مرحمت ہوئیں

مختار خاں ترکش دکھان کے عطیہ سے سرفراز ہو کر ہیل سنگی کا تھانہ دار مقرر فرمایا گیا،

۷ صفر کو خاں جہاں بہادر حیدر آباد سے آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور جہاں پناہ خان مذکور کو خلعت عطا فرمایا سبحان قلی و دیگر نو اشخاص بھی جن کو خان جہاں بہادر اپنے ہمراہ لایا تھا خلعت کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے،

۱۴ صفر کو رشید خاں بعض محالات کے انتظام کے لئے مشرقی ہندوستان کی سمت روانہ ہوا بختاور خاں کی حویلی جو تختگاہ میں واقع تھی، سیادت خاں کو مرحمت فرمائی گئی، امیر خاں صوبہ دار کابل کے نام عطیۂ خلعت خاصہ و اضافۂ ہزاری ذات کا فرمان مبارک صادر ہوا، حاتم جو اس سے قبل رانا کا ملازم تھا بھیم کی فوج داری پر متعین فرمایا گیا، برجوکھن قوام الدین خانی جو نو مسلم تھا، دین دار خاں کے خطاب سے موسوم ہوا اور اس شخص کو مشرقی جائے نمازخانہ کی خدمت عطا ہوئی،

روشن رقم خاں کے تغیر سے خاکسار مؤلف مشرف عرائض مقرر فرمایا گیا، قمر الدین خان بہادر حاضر حضور ہوئے تھے، قبلۂ عالم نے خان ممدوح الصدر کو عطیۂ فیل سے سرفراز فرما کر اجازت دی کہ اپنے پدر عالی قدر کی خدمت میں روانہ ہوں، جہاں پناہ نے خلعت و شمشیر ممدوح کے والد ماجد کے لئے روانہ فرمایا، احمد آقا شریف مکہ معظمہ کا ایلچی شرف ملازمت سے فیض یاب ہوا، قبلۂ عالم نے سفیر مذکور کو دو ہزار روپے نقد مرحمت فرمائے،

سولہ ربیع الاول کو مہابت خاں و شریف الملک آستانۂ مقدس پر حاضر ہو کر شرف اندوز ہوئے خان کو خلعت خاص و شمشیر با ساز طلاء اور اکتالیس گھوڑے اور ایک ہاتھی اور پچاس ہزار روپے نقد مرحمت ہوئے، شریف الملک کو خلعت و خنجر و دستۂ بلوریں اور دس ہزار روپے نقد اور سات توڑے عطر ہوا، اس کے فرزند ہدایت اللہ و عنایت اللہ بھی عطیۂ خلعت سے سرفراز فرمائے گئے،

عبدالقادر دکھنی کو دو ہزاری و ہزار سوار کا منصب اور ایک فیل مرحمت ہوا،

اچلاجی خویش سیواجی

اچلاجی خویش سیواجی روز ملازمت پنج ہزاری دو ہزار کے منصب و نقارہ و علم مرصع و فیل کے عطیات سے ہم چشموں میں سربلند ہوا،

صف شکن خاں داروغۂ توپ خانہ بیجاپور سے حاضر حضور ہوا، قبلۂ عالم نے خان مذکور کو خنجر و فیل کے عطیات سے سرفراز فرما کر واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی،

یلنگتوش خاں کی برطرفی

یلنگ توش خاں بہادر بدنصیبی سے خدمت سے برطرف کیا گیا، اور اس کا منصب ضبط فرمایا گیا،

یلنگتوش خاں کے تغیر سے سلاح خاں پسر وزیر خاں شاہ جہانی کو انور خاں کا خطاب و داروغگی خواصاں کی خدمت عطا ہوئی،

سلاح خاں کے بجائے سہراب خاں میر توزک مقرر فرمایا گیا،

۲۰ ربیع الثانی کو خان جہاں بہادر پرستار خاص اورنگ آبادی محل کو لانے کے لئے برہان پور روانہ ہوا، قبلۂ عالم نے خان مذکور کو خنجر مرصع با پھول کٹارہ اور علاقۂ مروارید دست خاص سے مرحمت فرمائے،

اورنگ آبادی محل کے لئے سرنی زمرد خاں بہادر کی معرفت روانہ فرمائی گئی،

پسر خان جہاں اور روح اللہ خاں نے باہم ایک دوسرے کو سر پر ہاتھ رکھ کر سلام کیا

آداب سلام میں تبدیلی

فرمان مبارک صادر ہوا کہ آئندہ سے کوئی شخص حضور میں حاضر ہو کر ایسا نہ کرے اور اگر اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو غسل خانۂ مبارک میں قدم نہ رکھے، میر جلال الدین (عبدالعزیز خاں والی بخارا کا ملازم جو مکۂ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہو کر آستانۂ والا پر حاضری کا ارادہ رکھتا تھا لیکن اسی متبرک مقام میں فوت ہوا) بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا،

قبلۂ عالم نے میر مذکور کو خلعت و خنجر دستۂ طلا اور ایک ہزار روپیہ کے عطیات سے دل شاد فرمایا،

ہدایت اللہ پسر شریف خاں اپنے والد کے فوت ہونے کے بعد حضور میں حاضر اور خلعت ماتمی کے عطیہ سے سرفراز فرمایا گیا،

یکم جمادی الاوّل کو ابوالحسن دنیا دار حیدر آباد کا ایک عزیز قریب مسمی زین العابدین سعادت آستانہ بوسی سے معزز و مکرم ہوا اس شخص نے مادنا برہمن کا سر جو ابوالحسن کی فتنہ پردازی کا اصل سبب تھا، قلم کر کے شاہ عالم بہادر کی خدمت میں روانہ کیا، بادشاہ زادۂ مذکور نے مقتول کا سر بہادر علی خاں کی معرفت حضور میں روانہ کیا،

حمید الدین خاں فوجدار پٹن حصار قندھار کا قلعہ دار مقرر فرمایا گیا،

رستم بیگ معزول حضور میں حاضر ہوا،

جہاں پناہ نے حافظ محمد امین خاں مرحوم کی حویلی واقع دارالحکومت مہابت خاں کو مرحمت فرمائی،

سید انور خاں کے انتقال سے سید زین العابدین کو شولاپور کی فوج داری وقلعہ داری مرحمت ہوئی،

مختار خاں کو خنجر مرصع کے عطیہ سے سرفراز فرما کر بیجاپور روانہ ہونے کی اجازت مرحمت ہوئی۔

بخت بلند کو دیوگڈھ واسلام گڈھ کی جاگیر وخلعت وآرسی واسپ کے عطیات مرحمت ہوئے،

بہار سنگھ کے لڑکوں کے سر بلند افضال بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کا ملازم رائے رایاں ملوک چند کے فرستادہ سر لے کر بارگاہ عالی میں حاضر ہوا،

یہ سر بہار سنگھ کے فرزندوں کے تھے۔ جو حضور میں پیش ہوئے، قبلۂ عالم نے بلند افضال کو خلعت عطا فرمایا، اور حکم دیا کہ سر، شاہ والا جاہ کی خدمت میں پہونچا ئے،

فضائل خاں کے آوردے ابجاجی ونکوجی خلعت وفیل کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے

رائے رایاں ملوک چند نے وفات پائی، اور اس کے بجائے بہرہ ور خاں کو صوبۂ مالوہ کی نیابت عطا ہوئی،

پرستار خاص اورنگ آبادی پائے تخت سے تشریف لائیں اور ۷، جمادی الآخر کو حرم سرائے شاہی میں پہونچ گئیں، بادشاہ زادہ محمد کام بخش دروازہ قلعہ تک جو ڈیوڑھی کی سمت واقع ہے استقبال کے لئے تشریف لے گئے،

خان جہاں بہادر نے شرف قدم بوسی حاصل کیا جہاں پناہ نے خان مذکور اس کے بیٹوں اور سید منور خاں کو خلعت عطا فرمائے،

ہمت خاں پسر کلاں خان جہاں کو خلعت وفیل عطا ہوئے، اور حکم ہوا کہ بیجاپور روانہ ہو،

جسونت سنگھ بندیلہ کو خلعت وفیل مرحمت ہوا،

فاضل بیگ برادر بادشاہ قلی خاں باغی کو تہور خاں کا خطاب مرحمت ہوا اور خان مذکور کی جمعیت میں متعین فرمایا گیا

سید مبارک خاں قلعہ دار دولت آباد کو مرتضیٰ خاں کا خطاب مرحمت ہوا۔ مرحمت خاں بیجاپور کا خزانہ روانہ کرنے کے لئے مقرر فرمایا گیا،

نہچل کے دو فرزندوں کا اسلام قبول کرنا

فاضل خاں کے منشی رام رائے کے برادر مسمی نہچل کے دو فرزندوں کو خواجہ عبدالرحیم نصف شب کے وقت حضور میں لے آیا،

ہر دو شخص مشرف بہ اسلام ہوئے ایک سعادت اللہ اور دوسرا سعداللہ کے نام سے مشہور ہوا،

دوسرے روز کے آخر حصہ میں خواجہ عبدالرحیم نے ہر دو مسلم افراد کو ہاتھی پر بٹھایا اور حسب الحکم ان کی سواری کے آگے نقارہ بجاتا ہوا تمام شہر میں پھرا اور اس طرح ان کے اسلام لانے کا اعلان کیا۔

۹ر تاریخ خان جہاں بہادر مفسدان ہندوستان کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا گیا۔ قبلۂ عالم نے خان جہاں کو خلعت خاصہ وشمشیر مرصع و اسپ باساز طلا وفیل و دو کرور دام بطور انعام مرحمت فرما کر اکبر آباد کی سمت جانے کی اجازت مرحمت فرمائی،

ہمت خاں کے سوا دیگر پسر و نبیرہ منور خاں بھی عطیۂ خلعت سے بہرہ اندوز ہو کر خان مذکور کے ہمراہ روانہ ہوئے،

عبدالعزیز خاں قلعہ دار عیبرنے وفات پائی اور اس کا فرزند اپنے باپ کا جانشین مقرر فرمایا گیا،

جاں سپار خاں فوج دار ظفر آباد حضور میں حاضر ہوا تھا، اپنے مستقر پر روانہ ہوا، خدمت خاں کے تغیر سے فاضل خاں میر منشی وصدر دار وغہ عرائض مقرر فرمایا گیا،

میر حسن ولد روح اللہ خاں نے امیر خاں کی دختر سے عقد کیا، قبلۂ عالم نے نوشہ کو خلعت و اسپ باساز طلا کے عطیات سے شاد کام فرمایا،

خدمت خاں کے تغیر سے اہتمام خاں حرم سرائے شاہی کی خدمت نظارت پر سرفراز فرمایا گیا،

بہرہ مند خاں تھانہ ایندی کو روانہ ہوا اور اس کا نائب محمد مطلب بہرہ مند خاں کا قائم مقام مقرر فرمایا گیا،

بادشاہ زادہ شاہ عالم بہادر ۲۵ رجب کو حاضر حضور ہوئے قبلۂ عالم نے شاہزادہ کو خلعت باگوشں پیچ و پہونچی مرصع عطا فرمائی تمام شاہزادوں اور بادشاہزادوں کو خلعت عطا ہوئے

شاہ عالم کی سالگرہ حضرت شاہ عالم کو ان کی سالگرہ یعنی ۳۰ رجب کو اربسی نگین لعل قیمتی چالیس ہزار مرحمت ہوئی،

مومن خاں حضرت شاہ عالم کا ملازم ابوالحسن کے ایک سو ہاتھی لے کر بارگاہ عالی میں حاضر ہوا،

محمد معصوم ابوالحسن کے حاجب کو خلعت مرحمت ہوا، قلیچ خاں ظفرآباد سے حاضر ہو کر سعادت ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے،

سیف اللہ خاں کے انتقال کی وجہ سے محمد مطلب کو خدمت میرتوزک کی عطا ہوئی،

محکم سنگھ چندراوت اپنے وطن سے بارگاہ عالی میں حاضر ہوا، قبلۂ عالم نے چندراوت کو خلعت عطا فرمایا،

جہاں پناہ کا شولاپور سے قلعہ بیجاپور کی طرف روانہ ہونا

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے اپنے فضل و کرم سے عظیم الشان فتوح عطا فرمائے ہیں اور روزانہ ایک نئی اقلیم ممالک محروسہ میں داخل ہو رہی ہے، بادشاہ دین و دولت کے دائرہ حکمرانی کی وسعت ترقی پذیر ہے اور خدام سلطنت اپنے آقائے عادل کی مرضی کے مطابق قلعہ کشائی میں مصروف اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہو رہے ہیں،

بیجاپور کے مختصر حالات سکندر عادل و نیا دار بیجاپور کے مقدمہ میں مرتبۂ فرمانروائی نہ تھا، سکندر کے ارکین دربار یعنی سیدی مسعود و عبدالرؤف وغیرہ نے اس کو شاہ شطرنج بنا رکھا تھا ان امرا میں خود سری و خود رائی کا اس قدر مادہ موجود تھا کہ باہم دگر بھی نفاق و ریا سے کام لیتے تھے، سکندر عادل شہر سے باہر قدم نہ نکال سکتا تھا، اہل شہر والی ملک کی ناہنجاری و بدکرداری سے بے حد آزردہ تھے، سکندر عادل سنبھاجی کے قابو میں آگیا تھا، اور اس کی رائے و مشورہ کے مطابق برابر سرکشی کر رہا تھا، عادل شاہ اس مرہٹہ سردار سے

اس قدر مغلوب ہوچکا تھا کہ مسلمانوں کو نقصان پہونچانے میں بھی اس کا شریک کار بنا ہوا تھا اور حصار بیجاپور کو قلعہ کی حفاظت سمجھ کر بادشاہ عالم کے مقابلہ میں سرکشی کررہا تھا، اس کو اس امر کی خبر نہ تھی کہ صاحب اقبال سے دست وگریباں ہونا ادبار کو سر پر چھانے کی دعوت دیتا ہے اور تقدیر سے جنگ آزمائی کرنا اپنی عزت کو خود اپنے ہاتھوں سے تباہ کرنا ہے،
غرض کہ مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر بادشاہ عالم نے حصار بیجاپور کی تسخیر پر کمر ہمت باندھی،

ایک روز حضرت شیخ محمد نقش بندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ دین پناہ کی ملاقات کے لئے آئے حضرت شیخ نے دوران گفتگو میں قبلہ عالم سے عرض کیا کہ فقیر نے سنا ہے کہ حضرت شاہ بیجاپور تشریف لے جارہے ہیں قبلۂ عالم نے جواب دیا کہ ہم سلاطین دنیا حصول نام کے شیفتہ و فریفتہ ہیں میری تمنا یہ تھی کہ یہ نام آوری میرے کسی فرزند کو نصیب ہو، لیکن ایسا نہ ہوا اب میں خود جاتا ہوں دیکھوں کہ یہ دیوار حصول مقصد میں کس طرح حائل ہے جو کسی طرح زمین کے برابر نہیں ہوتی مختصر یہ کہ جہاں پناہ ۲ر شعبان کو شولاپور سے بیجاپور روانہ ہوا،
۱۴ر شعبان کو بادشاہ زادہ عالی جاہ و شاہزادہ بیدار بخت شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوئے،

بہادر خاں و راؤ انوپ سنگھ ولد راؤ کرن کو خلعت ملازمت عطا ہوئے، ۲۱ر تاریخ خان بہادر نواب فیروز جنگ لشکر شاہی کے پہونچنے پر رسول پور میں جو بیجاپور سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے جہاں پناہ نے خان والا شان کو بیس ہزار روپے نقد اور دو عدد گھوڑے قیمتی نوہوار و فیل با ساز طلا و خلعت خاصہ کے عطیہ و انعام سے سرفراز فرماکر بجائے شاہزادہ بیدار بخت کے روانگی کا حکم دیا، نواب عالی منزلت قمرالدین خاں بہادر فرزند رشید خان ممدوح الصدر کو خنجر مرصع با علاقۂ مروارید مرحمت ہوا، ۲۲ر شعبان کو جہاں پناہ نے حکم دیا کہ حصار کے مقابلہ میں توپیں نصب کرکے برج دبارہ کو خاک زمین کے برابر کریں،

جلوس عالمگیری کا تیسواں سال

سنہ ۱۰۹۷ھ / ۱۶۸۶ء

اس دوران میں رمضان کا مقدس مہینہ آیا، اور تمام اشخاص کے لئے عموماً اور بادشاہ حق پرست کے لئے خصوصاً نشاط جاوید کے دروازے کھل گئے بادشاہ دین و دولت نے خیر خواہاں ملک کو ہر قسم کی نوازش سے سرفراز فرمایا، نوازش خاں کو قلعہ مندسور کی فوج داری قلعہ داری کی خدمت عطا ہوئی، سہراب خاں کو جیغہ مرصع عطا ہوا، سرفراز خاں و داؤد خاں خلعت ملازمت کے عطیہ سے سرفراز ہوئے،

محمد شریف داروغہ جائے نماز خانہ کے تغیر سے ابوالخیر ولد شیخ نظام اس خدمت پر مامور فرمایا گیا، محمد مومن خویشیں ایرج خان رضی الدین کے انتقال کی وجہ سے جو حسن علی خاں ناظم صوبہ دار کا نائب تھا، اور سپاہ سے گفتگو کرتے فوت ہوگیا تھا خدمت نیابت پر فائز ہوا،

۱۵ رشوال کو جہاں پناہ نے قلیچ خاں کو ترکش کمان کے عطیہ سے سرفراز فرما کر مورچال پر متعین کیا، کمال الدین خاں ولد دلیر خاں کے زخم مندمل ہو گئے خان مذکور حضور شاہی میں حاضر ہو کر خلعت و شمشیر و عطائے سراگی (پیراکی) کے عطیات سے مسرت اندوز ہوا، اعتضاد خاں احمد نگر سے آستانہ والا پر حاضر ہوا، راجہ بھیم سنگھ حسب الحکم اجمیر سے بارگاہ والا میں حاضر ہوا

قلعۂ دمدمہ کا محاصرہ

۲۵ر تاریخ حضرت قبلۂ عالم دمدمہ کو جو کنگرہ قلعہ کے برابر پہونچ گیا تھا لیکن آثار فتح ظاہر نہ ہوتے تھے ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے، سواری مبارک کے ساتھ ہائے ہوئے کے نعرے بلند تھے اور قلعہ سے برابر بانگ و تفنگ سر ہو رہے تھے، توپ کے گولے سراقدس کے اوپر سے گزر رہے تھے لیکن جہاں پناہ کا تخت رواں برابر جارہا تھا، میر عبدالکریم نے اپنی تیزی طبع سے اس وقت تاریخ فتح

کا مصرعہ موزوں کیا اور اس کو کاغذ کے ایک پرچہ پر جیسے کے قلم سے لکھ کر ملاحظہ والا میں پیش کیا، مصرعہ مذکور یہ تھا — "فتح بیجاپور زودی میشود" قبلۂ عالم نے مصرعہ مذکور کو ملاحظہ فرما کر کہا کہ خدا ایسا ہی کرے، خدا کا شکر ہے کہ حصار مذکور اسی ہفتہ میں فتح ہو گیا،

جلال چیلہ نے مورچال کی خدمت بخوبی انجام دی تھی قبلۂ عالم نے چیلۂ مذکور کو بتاریخ ۳۰ ذی قعدہ سربراہ خاں کا خطاب مرحمت فرمایا، شاہی فوج نے بے حد مستعدی و دلیری کے ساتھ حریف کا مقابلہ کیا اور تقریباً دو ماہ محاصرہ برابر جاری رہا،

والی بیجاپور کا معافی نامہ

سکندر عادل اور اس کے بہی خواہوں نے عالمگیری سپاہ کی جرات و استقلال و نیز شاہی سامان جنگ کی کثرت دیکھ کر اپنے انجام پر غور کیا چونکہ والی بیجاپور کی حیات مستعار باقی تھی اور نیز یہ کہ توفیق وسعادت نے بھی اس کی رہبری کی والی و امرا نے عفو تقصیر کی درخواست کی اور ظل سبحانی کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہونے کا معروضہ پیش کیا،

چوتھی ذی قعدہ کو حصار مذکور فتح ہوا اور اہالی ملک بادشاہ دین پناہ کی رعایا میں شامل ہوئے جس ملک میں عرصہ سے شعائر اسلام گمنام ہو چکے تھے خدا کے فضل سے اس سرزمین میں جاء الحق و زھق الباطل کا غلغلہ بلند ہوا، بادشاہ خطا بخش کو سکندر عادل کے عذرات پسند آئے افضال شاہی اس کے سر پر سایہ فگن ہوا، اور سکندر جیسا شدید مجرم بادشاہی غضب سے جو نمونہ قہر الٰہی ہے محفوظ و مامون ہو کر لطف و کرم سے فیض اندوز اور نجات دارین کا مستحق قرار پایا، والی بیجاپور اپنی خوش نصیبی سے بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا، قبلۂ دین و دولت نے والی مذکور کو خنجر مرصع باعلاقہ مروارید و آویزۂ زمرد قیمتی تیس ہزار و کلغی مرصع و عصائے مرصع مرحمت فرمائے،

ان انعام و عطیات کے علاوہ فرمان مبارک صادر ہوا کہ سکندر خاں کے قیام کے لئے گلال بار میں خیمہ نصب کیا جائے اور ضروریات زندگی کے لئے تمام سامان مہیا کئے جائیں عبدالرؤف و شرزہ ملازمت والا میں حاضر ہو کر خلعت و شمشیر و خنجر مرصع باعلاقہ مروارید و اسپ باساز طلا و فیل باساز نقرہ کے انعام و عطیہ سے سرفراز ہوئے، ان عطیات کے علاوہ عبدالرؤف کو دلیر خاں اور شرزہ کو رستم خاں کے خطابات مرحمت ہوئے، اور ہر ایک شش ہزاری شش ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوا،

مہابت خاں و شریف الملک و مختار خاں و سرفراز خاں کو فیل اور قلیچ خاں کو خنجر و اسپ اور

لطف اللہ خاں و غضنفر خاں کو علم و طوغ و صف شکن خاں کو نقارہ و ہمت خاں کو شمشیر باساز مرصع کے عطیات مرحمت ہوئے

قمر الدین خاں کو خنجر مرصع عطا ہوا خدیو خدام نواز نے جملۃ الملک اسد خاں کو مسند مربع عطا فرمائی خواجہ وفادار وغیرہ سکہ سیج خانہ و مسند و تکیہ گاہ زربفت و سوزنی چکن روز گیا تھا ملازم مذکور کا قصور معاف ہوا اور ایک ہزار روپے بطور انعام مرحمت ہوتے ،

حسن علی خاں کی وفات

حسن علی خاں عالم گیر شاہی نے طویل و شدید علالت کے بعد وفات پائی یہ امیر شجاعت و مردانگی راست گفتاری و نمک حلالی میں بے نظیر و شہرۂ آفاق تھا خان مرحوم کے ہر دو فرزند محمد مقیم و خیر اللہ کو خلعت عطا ہوتے اور ہر دو برادر قید غم سے آزاد فرمائے گئے ، مرحوم حسن علی خاں کے بجائے مہابت خاں صوبہ دار برار مقرر فرمایا گیا ، قبلۂ عالم نے مہابت خاں کو خلعت و زرہ و خود و راک تلوار وغیرہ کے عطیات سے سرفراز فرمایا ،

محمد صادق کو نیابت عطا ہوئی اور یہ امیر بھی عطیۂ خلعت سے بہرہ اندوز ہوا

گیارہ تاریخ دولت خاں واقع رسول پور سے کوچ کر کے قبلۂ عالم نے اس تالاب کے کنارے جو دروازہ علی پور کے مقابل واقع ہے قیام فرمایا اور سوار ہو کر قلعہ ارک کے عمارات و فصیل شہر پناہ کی سیر فرمائی ،

۹ ذی قعدہ کو اشرف خاں میر بخشی نے وفات پائی ، اور بجائے اس کے روح اللہ خاں بخشی گری اول کے عہدہ پر فائز ہوا ، روح اللہ خاں کی جگہ پر بہرہ مند خاں بخشی دوم مقرر ہوا اور بہرہ مند خاں کے تغیر سے کامگار خاں داروغۂ غسل خانہ اور بجائے کامگار خاں کے قاسم خاں میر توزک اول کے خدمات پر فائز ہوئے ، اشرف خاں کے برادرزادوں ، یعنی محمد حسین و محمد باقر کو ماتمی خلعت مرحمت ہوئے ،

قبلۂ دین و دولت نے شب ہفدہم کو سکندر عادل کو اپنے حضور میں طلب فرما کر سرپیچ الماس اور تین بیڑے پان کے مرحمت فرمائے ، روح اللہ خاں دار الظفر بیجاپور و نیز دیگر امراء صوبجات کی خدمت نظامت پر مامور ہوا ،

قبلۂ عالم نے خان مذکور کے منصب میں ہزاری ذات و سوار کا اضافہ فرما کر امیر مذکور کو پنجہزاری چہار ہزار سوار کا منصب دار قرار دیا ، عزیز اللہ خاں کو قلعہ داری ، محمد رفیع کو

دیوانی، سعادت خاں کو بخشی گری و واقعہ نگاری، سید ابراہیم کو کوتوالی و فوجداری حاجی مقیم کو داروغگی توپ خانہ، زین العابدین و محمد جعفر کو داروغگی و امانت داغ و تصحیہ، ابوالبرکات کو عہدۂ قضا و محمد افضل کو احتساب کے خدمات عطا ہوئے،

۷ر ذی الحجہ کو سکندر خاں کو دس ہزار روپے بطور انعام مرحمت ہوئے، خانہ زاد خاں کو مرج جانے کی اجازت مرحمت ہوئی،

ہمت خاں ولد خان جہاں بہادر کو نظامت صوبۂ الہ آباد کی خدمت کے ساتھ خلعت رخصت بھی عطا ہوا، یہ امیر دوہزار پانصدی دو ہزار و دو صد کا منصب دار تھا، قبلۂ عالم نے اسی لاکھ دام بھی بطور انعام مرحمت فرمائے،

کفایت خاں حاتم سکھر کی نظامت پر فائز ہوا اور خان مذکور کے داماد مسمی جعفر کو سکھر کی دیوانی کا عہدہ عطا ہوا جہاں پناہ نے کفایت خاں کو فیل کے عطیہ سے سربلند فرمایا، یار بیگ پیش دست بخشی دوم مقرر ہوا اور اس کے تغیر سے اخلاص کیش کو پیش دستی میر بخشی کی خدمت عطا ہوئی،

راجہ انوپ سنگھ کو سکھر کی فوجداری و قلعہ داری عطا ہوئی، عبدالواحد خاں کو ملک جدید کی اور قادر زادخاں کو مریچ کی قلعہ داری مرحمت ہوئی، قاسم کو بسرائین جانے کی اجازت عطا ہوئی اور شیخ چاند صحال مذکور کا قلعہ دار مقرر فرمایا گیا،

سکندر خاں کے ہم قبیلہ افراد کی معافی

۱۵ر ذی الحجہ کو سکندر خاں کے ہم قبیلہ سولہ افراد جن کے دست چپ کی انگلیاں کٹی ہوئی تھیں ملاحظہ والا میں پیش ہوئے یہ انگشت بریدہ اشخاص اپنے آبا و اجداد کی قرار داد کے موافق وراثت سے محروم کر دیئے گئے، بادشاہ غربا پرور نے ان بے کسوں کے حال پر رحم فرما کر ایک سو پچاس اشرفیاں ان کو مرحمت فرمائیں، فرمان مبارک صادر ہوا کہ یہ صاحب احتیاج گروہ شولاپور میں مقیم ہو، شہریار معدلت آثار نے ان میں سے ہر شخص کو اس کی حیثیت کے مطابق وظیفہ عطا فرمایا،

سپہدار خاں پسر خان جہاں بہادر مکرم خاں کے تغیر سے لاہور کا صوبہ دار مقرر فرمایا گیا، اعتقاد خاں سنبھاجی کی تنبیہ کے لئے جو سنگل بیدبہ کی طرف آوارہ وطن ہو چکا تھا، جہاں پناہ نے خان مذکور کو کلنگی پر خانہ کلنگ کی مرحمت فرمائی،

جہاں پناہ کا بیجاپور سے کوچ کرکے شولاپور پہنچنا

قبلۂ عالم ۲۲ر ذی قعدہ کو بیجاپور سے روانہ

ہوکر ۲۵ تاریخ ماہ مذکور کو شولا پور پہونچ گئے، بادشاہ نے حکم دیا کہ سکندر خاں کو بیگمات شاہی کے ہمراہ یہاں پہونچائیں اور خان مذکور کا ماہی مراتب و دیگر اسباب عظمت محکمہ ضبطی خانہ میں داخل کئے جائیں،

اس روز خان بہادر نواب فیروز جنگ مضافات حیدر آباد کے مشہور قلعہ ابراہیم گڈھ کی تسخیر کے لئے روانہ ہوئے جہاں پناہ نے خان ممدوح الصدر کو خلعت و فیل عطا فرمایا، نواب صاحب ممدوح کے ہمراہی امرا یعنی دلیر خاں و شرزہ خاں و جمشید خاں و مالوجی گھور پڑ و کشور سنگھ ہاڈا و شیو سنگھ و شجاعت خاں و گوپال راؤ و کمال الدین خاں و راؤ دلپت خاں و صف شکن خاں و آقا علی خاں و عبدالقادر و جہانگیر قلی خاں و صوفی خاں و اودت سنگھ بھدوریہ و سربراہ خاں چیلہ و دیگر کم و بیش منصب دار خلعت و جواہر و اسپ و فیل و اضافہ و خطاب وغیرہ دیگر شاہانہ نوازش و عطیہ و انعام سے سرفراز فرمائے گئے۔ ۲۹ ر ذی الحجہ کو جہاں پناہ نے قلعۂ شولا پور کی سیر فرمائی،

شاہزادہ بیدار بخت کا عقد

۱۵ ر محرم کو شاہزادہ بیدار بخت کا جشن کتخدائی منعقد ہوا دختر مختار خاں جس کا حسب و نسب آفتاب کی طرح روشن ہے شاہزادۂ مذکور کے حبالۂ عقد میں دی گئی، قاضی عبداللہ نے خطبہ نکاح پڑھا اور دو لاکھ کی رقم دین مہر قرار پائی، جہاں پناہ نے شاہزادہ بیدار بخت کو سرپیچ لعل و اور لبسی و مالائے مروارید اور ایک لڑی و آٹھ انگشتری و ایک لاکھ روپیہ نقد اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی عطا فرمایا، عروس انگشتری و مالائے مروارید و النوت مرصع کے عطیات سے دل شاد فرمائی گئی،

۱۶ ر محرم کو علی آقا سفیر مکہ معظمہ کو واپس جانے کی اجازت مرحمت ہوئی، اور خلعت و خنجر و اسپ و تین ہزار روپے نقد مرحمت ہوئے، عائشہ خاتون دختر سکندر خان کو کلاہ مروارید دوز عطا ہوئی، میر عبدالکریم دوبارہ خدمت امانت ہفت چوکی پر مقرر فرمایا گیا

قبلہ عالم کا شولا پور سے حیدر آباد روانہ ہونا

ابوالحسن دنیا دار حیدر آباد پر قوم ہنود کا بے حد اثر ہوگیا تھا اور ملک کی عنان حکومت اسی فرقہ کے ہاتھ میں آگئی تھی اسلام و اہل اسلام کی توہین ہورہی تھی، اور فرقۂ ہنود کے رسم و رواج

کا ملک میں بول بالا تھا، والیٔ حیدر آباد کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے تھے حاشیہ نشینوں کی شامت اعمال سے خود فرمانروا کو بھی کفر و اسلام میں تمیز باقی نہ رہی تھی، ملک کی یہ حالت تھی کہ سنبھاجی ایسا کافر ابوالحسن شاہ پر مسلط ہوگیا تھا، اس کی ایک چشمک و قلیل خوف دہی سے والیٔ ملک لاکھوں روپے اس کے نذر کرکے اپنی جان بچاتا تھا،

قبلۂ عالم و عالمیان کی حمیت دین پروری اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اس فتنہ سے اسلام و اہل اسلام کو محفوظ و مامون فرمائیں، بادشاہ دین پناہ نے جس کی عزت صرف ارباب دین و ایمان کے قلوب میں جاگزیں ہوسکتی ہے، باوجود قوت جہاں کشائی کے پیشتر پند و نصیحت سے کام لیا، اور ارشاد و ہدایات سے ابوالحسن کو خواب غفلت سے بیدار فرمانے کی تدابیر اختیار کیں قبلۂ عالم نے ابوالحسن کے نام بارہا اس مضمون کے فرامین روانہ کئے کہ سنبھاجی ایسے دشمن اسلام سے رشتۂ محبت کو قطع کرے اور براہمہ کو کار سلطنت سے معزول کرکے بدبختی و فاسق گروہ کا قلع قمع کرے اور خود بھی فسق و فجور و بدعت و گناہ سے اجتناب کرے تاکہ بے گناہ رعیت افواج شاہی کی تاخت و تاراج و خود اس کی ذات ذلت و خواری سے محفوظ رہے، والیٔ تلنگانہ کے سر پر ادبار چھایا ہوا تھا، بادشاہزادہ محمد معظم، ابوالحسن کو راہ راست پر لانے کے لئے مامور ہوئے تھے، شاہ عالم بہادر کے سواروں نے ملک کو تاراج و تباہ کیا،

ابوالحسن نے اس وقت خوشامد و چاپلوسی سے کام لیا، اور انواع و اقسام کے وعدہ ہائے دل فریب و مکاری سے اپنے کو بچایا، والیٔ تلنگانہ نے بادشاہزادہ موصوف کو اس طرح دھوکا دے کر اپنے قدیم وتیرہ روش اختیار کی، اور اپنے مال و فوج کی کثرت و حصار کے استحکام پر مغرور ہوکر آنکھوں پر غفلت کے پردے ڈالے اور عذرخواہی نہ کی،

ابوالحسن کے راہ راست پر آنے سے ناامیدی ہوئی، اور قبلۂ عالم نے ۲۹ محرم کو شولاپور سے کوچ کیا،

قبلۂ عالم حضرت گیسو دراز کے آستانہ پر

بادشاہ دین پرور حضرت سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر حاضر ہونے کی نیت سے گلبرگہ وارد ہوئے، حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پاک کی مکرر زیارت کی اور خانقاہ شریف کے سجادہ نشینوں اور مجاوروں اور زائرین اور محتاجوں کو بیس ہزار روپے تقسیم فرمائے گلبرگہ شریف میں ایک ہفتہ قیام فرماکر حضرت شاہ ظفر آباد بیدر شریف تشریف لائے

اس شہر میں صرف اس لئے بیس روز قیام فرمایا کہ شاید اب بھی ابوالحسن خواب غفلت سے بیدار ہوکر قبلۂ عالم کے نصائح پر عمل پیرا ہو، لیکن اس خوابیدہ بخت کے مقدر نے یاوری نہ کی اور اپنی دیرینہ روش پر قائم رہا۔

بادشاہ دین پناہ نے ابوالحسن کی تنبیہ کے لئے ۔ا صفر کو بیدر سے کوچ فرمایا،

والیِ تلنگانہ کی پریشانی

والیِ تلنگانہ بے حد پریشان ہوا اور اپنے دو صد سالہ خاندان حکمرانی کی تباہی کے سامان دیکھ کر بجز اس کے کوئی چارۂ کار اس کو نظر نہ آیا کہ حصار میں پناہ گزیں ہو جائے، ابوالحسن بدحواس و پریشان ہو کر قلعہ بند ہوا اور چونکہ اس کو اپنی تباہی کا یقین کامل ہو چکا تھا اس لئے اس نے تحائف و ہدیے بھیج کر اظہار عقیدت کو تازہ کرنے کا ارادہ کیا، لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا اور اس کی تباہی کا وقت آچکا تھا، ابوالحسن کا معروضہ قبول نہ ہوا، چونکہ اس خوں گرفتہ کا جواب اب بجز شمشیر زنی کے اور کچھ نہ تھا بادشاہ دشمن کش نے مراحل سفر طے کر کے حیدر آباد سے دو منزل کے فاصلہ پر قیام فرمایا، اس دوران میں عمدہ اعیان ملک خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کی عرض داشت سے جو بیجاپور سے قلعہ ابراہیم گڈھ کی تسخیر کے لئے روانہ ہوئے تھے معلوم ہوا کہ حصار مذکور مسخر ہو گیا، اس قلعہ کی فتح نے بہی خواہاں ملک کے حوصلہ زیادہ بلند کر دیئے اور دشمن کو اپنی تباہی کا یقین کامل ہو گیا،

اللہ اللہ اقبال عالم گیری کے پایۂ عروج و سطوت جہاں کشائی کے رعب و داب کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے کہ دشمن کو با وجود کثرت مال و سپاہ سوا حصار بند ہونے کے اور کوئی تدبیر اپنی حفاظت کی نہ سوجھی، فرط دہشت و خوف سے ابوالحسن اور اس کے رفقا کو نہ یہ یارا ہوا کہ شاہی لشکر کی طرف بڑھیں اور نہ یہ جرأت ہوئی کہ خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کے سد راہ ہو کر نواب ممدوح الصدر کا مقابلہ کریں،

۲۴ ربیع الاوّل کو قلعہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر شاہی خیمے نصب ہوئے، جہاں پناہ نے فرمان صادر کیا کہ روباہ سیرت دشمن کی جمعیت کو جو حصار کے پائیں مور و مگس کی طرح جمع ہے پامال و تباہ کریں، اہل لشکر نے حکم شاہی کی تعمیل کی بہادران لشکر کا حملہ اس مثل یعنی باد آمد و پشہ برخاست کا مصداق ہوا اور دشمن کی سپاہ تباہ اور فرار ہوئی اور اس کا مال و متاع دزن و فرزند اسیر ہوئے، اس ہنگامۂ کارزار میں قلیچ خاں نے اپنے کو دریائے آتش

میں ڈال دیا اور حصار کے قریب پہونچ کر ارادہ کیا کہ اسی وقت قلعہ میں داخل ہو جائے، اور قلعہ کو سر کرلے، چونکہ خدا کی مشیت یہ تھی کہ چندے یہ کارنامہ عجیب معرض تاخیر میں رہے اور ایک خاص وقت پر یہ عقدہ حل ہو، اس لئے زنبورک کا ایک گولہ خان شجاعت نشان کے بازو پر لگا، لطف اللہ خاں کے سوا جو اپنی جراءت و مردانگی سے خان مذکور کے ہمراہ تھا دوسرا شخص مجروح امیر کی مدد کو بھی نہ پہونچا، قلیچ خاں اسی مردانگی اور بہادری کے ساتھ گھوڑے پر سوار معرکۂ کارزار سے نکل کر اپنے فرودگاہ کو واپس آگئے،

قلیچ خاں کی وفات

شاہی حکم کے مطابق جمدۃ الملک بہادر قلیچ خان کی عیادت کے لئے گیا، جراح خان مذکور کے شانہ سے ہڈیوں کے ریزے نکال رہا تھا اور یہ شجاعت مجسم امیر باوجودیکہ شانہ پر عمل جراحی ہو رہا تھا بخندہ پیشانی دوسرے ہاتھ میں پیالہ لئے ہوئے قہوہ پی رہے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اتفاق سے جراح اچھا دستیاب ہو گیا ہے، غرض کہ اس عالم میں بھی بے تکلف احباب سے سرگرم سخن تھے اور ان کے بشرہ سے آثار کدورت و تکلیف قطعاً ظاہر نہ ہوتے تھے ہرچند جراحوں اور اطبائے جہاں پناہ کے حکم کے مطابق علاج میں سرگرمی دکھائی، لیکن قضا کا ہاتھ سب سے زیادہ زبردست ہے خان ممدوح الصدر نے تین روز کے بعد وفات پائی، خان بہادر فیروز جنگ و دیگر پسران خان مغفور و سیادت خان عطیۂ خلعت و دیگر مراحم خسروانہ سے شاد کام فرمائے گئے،

۴، ربیع الآخر کو مورچال بندی کا حکم صادر ہوا، ہرچند حصار کے برج و بارہ سے بذریعہ توپ و تفنگ شبانہ روز آتش باری ہو رہی تھی، دھوئیں سے زمین و آسمان تاریک ہو گئے تھے، لیکن بہادران لشکر نے موت سے بے خوف ہو کر صف شکن خاں کی سرداری میں ایک ماہ کے اندر مورچال خندق تک پہونچا دی جو کام کہ سال ہا سال میں انجام پاتا وہ طرفۃ العین میں پورا ہو گیا، اژدہا پیکر و دشمن کوب توپیں قلعہ کے محاذ میں نصب کی گئیں باوجود اس کے کہ ان توپوں سے ارکان حصار جنبش میں آجاتے تھے، لیکن پھر بھی گوہر مقصود حاصل نہ ہوتا تھا،

صف شکن خاں کا استعفیٰ

صف شکن خاں نے دمدمہ کو کنگرۂ قلعہ تک پہونچا کر توپ اس پر نصب کی لیکن چونکہ خان مذکور و خان والاشان نواب

فیروز جنگ بہادر ہیں صفائی نہ تھی صف شکن خاں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا،

صف شکن خاں کے بجائے صلابت خاں میر آتش مقرر ہوا، لیکن یہ امیر بھی خدمات قلعہ کشائی بخوبی انجام نہ دے سکا اور اپنی خدمت سے مستعفی ہوا جس کے بعد سید عزت خاں کو میر آتشی کا عہدہ عطا ہوا، یہ امیر بھی ناکام رہا،

حریف کا حملہ

ایک روز نصف شب کو سرداران کارکن کی غفلت سے غنیم دمدمہ پر چڑھ آیا، اور توپ کو بیکار کرکے عزت خاں و سربراہ خاں چیلہ وغیرہ ملازمین کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اپنے ہمراہ لے گیا، صف شکن خدمت سے مستعفی ہونے کے جرم میں نظر بند کیا گیا، اور صلابت خاں بارِ دوم میر آتش مقرر ہوا، لطف اللہ خاں و دیگر کارطلب ملازمین چوکی کے ہمراہ دمدمہ کی حفاظت پر مامور ہوئے، خان مذکور نے پائیں حصار میں جو ایک دریا کے مانند تھا، تین روز مردانہ وار قیام کرکے دشمن کو پسپا کیا، اور دمدمہ دوبارہ قائم کیا گیا، دو روز کے بعد ابوالحسن شاہ نے عزت خاں و دیگر نظر بند افراد کو رہا کیا، اور یہ جماعت دمدمہ کی راہ سے واپس آئی، برسات کے موسم و نیز ہنگامۂ کارزار میں بے وقت توقف و کارکنان شاہی کی سستی و کام میں تاخیر سے دمدمہ قائم نہ رہ سکا،

صف شکن خاں نے ایک معروضہ پیش کیا جس میں اس امر کا محلکہ دیا کہ دوسرے برج کی طرف قلیل مدت میں دمدمہ تیار کرکے کنگرۂ قلعہ تک پہونچا دے گا، خان مذکور کا معروضہ قبول ہوا اور صف شکن خاں نے قید سے رہائی پاکر اپنے وعدہ کو جلد وفا کیا،

کثرت بارش اور قحط

اس زمانہ میں کثرت بارش کی وجہ سے زمین پر دریا بہنے لگے، اور قحط نمودار ہوا حوالی شہر سے غلہ کی رسد بند ہوئی اور رعایا میں ماتم پڑ گیا، لاکھوں بندگان خدا کی جانیں ضائع ہوئیں، مکانات دریا اور جنگل مردہ اجسام سے پٹ گئے، لشکرگاہ کا یہ حال ہو گیا، کہ شب کو دولت خانہ شاہی کے گرد مردہ اجسام کے انبار لگ جاتے تھے جن کو جاروب کش و خاک روب روزانہ گھسیٹ کر دریا میں ڈالتے تھے، صبح سے شام تک لاشوں کی باربرداری کا سلسلہ جاری رہتا تھا، زندہ اشخاص کو مردہ اجسام کے کھانے سے پرہیز نہ رہا، مردوں کی لاش سے کوچے اور تمام راستے

پھٹ گئے تھے، بارش کے طویل سلسلہ نے گوشت و پوست کو گلا دیا تھا ورنہ مردوں کی بدبو سے آب وہوا خراب ہوکر بقیہ زندہ افراد کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیتی،

چند ماہ کے بعد بارش کا زور گھٹا اور دریا کی طغیانی کم ہوئی اور اطراف وجوانب سے غلہ پہونچنے لگا، سردار خاں کے بجائے سید شریف خاں پسر قدوۃ المشائخ میر سید محمد قنوجی استاد اعلیٰ حضرت فردوس آشیانی جو فضل وکمال وعقل وشعور میں مشہور ومعروف تھے کروڑہ گنج کی خدمت پر مامور ہوئے، بادشاہ رعایا پرور کے حسن نیت سے گرانی دفع ہوئی اور ملک میں غلہ ارزاں ہوگیا،

بادشاہ زادہ محمد معظم کا زندان ادب میں نظر بند ہونا

صاحب فہم وفراست وعاقبت اندیش حضرات کو صحبت بد سے گریز کرنا اور سفلہ مزاج اشخاص کو اپنے سے دور رکھنا بے حد ضروری و ناگزیر ہے اگر اس حکمت آمیز مقولہ پر عمل درآمد نہ ہوگا تو بجز ندامت وشرمساری کے اور کچھ حاصل نہ ہو سکے گا،

بادشاہ زادہ محمد معظم کی ذات گرامی فہم وفراست انجام اندیشی ودانائی وغیرہ صفات کا ایک کامل مجموعہ ہے لیکن باوجود اس کے ناہنجار مصاحبین کی صحبت اور بدکردار حاشیہ نشینوں کی مصاحبت سے ایک وقت ایسا آیا کہ قبلۂ دین ودولت کو بادشاہ زادہ کی جانب سے بدگمانی پیدا ہوئی یہ امر خود بادشاہ زادہ موصوف کی جاں کاہی دحضرت ولی نعمت کی کدورت کا باعث ہوا جہاں پناہ نے اپنے جذبات عفو سے ایک مدت تک ان واقعات سے چشم پوشی فرمائی اور اس امر کو پسند نہ فرمایا کہ ایسے مکروہات افواہ عام بن کر اہل عالم پر ظاہر ہوں، بیجاپور کی مہم میں بعض معاملات میں پیچیدگی وتاخیر واقع ہوئی اور جہاں پناہ نے ان اشخاص کو جو خفیہ طور پر سکندر عادل کو قلعہ میں پیغام پہونچا رہے تھے، قید کرکے تہ تیغ کیا، بعض بدخواہ ملازم یعنی مومن خاں داروغۂ توپ خانہ وعزیز خاں وملتفت خاں بخشی دوم وبندار ین ۱۸ر شوال کو لشکر سے خارج فرمائے گئے، حیدرآباد کی مہم میں بادشاہ زادہ مذکور ابوالحسن شاہ کے دام فریب میں گرفتار ہوکر قطعاً اس کے قابو میں آگئے قبلۂ عالم کو اس امر کی بھی اطلاع ہوئی، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ نوشتہ جات جو خفیہ طور پر قلعہ گولکنڈہ میں روانہ کئے جاتے تھے خان والا نشان نواب فیروز جنگ بہادر کے ہاتھ

آئے، ان خطوط کے علاوہ دیگر اسباب بدخواہی نے بھی بادشاہ زادہ کے انحراف پر شہادت دی،

خان عظمت نشان فیروز جنگ بہادر ایک شب اپنے مرحلہ سے روانہ ہوکر حضور میں حاضر ہوئے، اور نوشتہ جات ملاحظۂ عالی میں پیش کرکے بادشاہ زادہ کی خودرائی کا ذکر کیا اور بعض ایسے معاملات عرض کئے جس سے بادشاہ زادہ کے اخلاص وعقیدت میں شبہ واقع ہوگیا، جہاں پناہ کو فرزند کی برگشتگی و مصاحبت بد میں گرفتار ہونے کا یقین کامل ہوگیا،

قبلۂ عالم نے اہتمام خاں کے برادر خُرد حیات خاں کو طلب فرماکر حکم دیا کہ بادشاہزادہ کو حکم پہونچائے :۔

"شیخ نظام حیدرآبادی آج شب کو لشکر پر شب خون مارنے کا ارادہ رکھتا ہے، اپنے ملازمین کو پیش رو لشکر مقرر کرو تاکہ حریف کو اس کے ارادہ سے باز رکھے، لشکر کی روانگی کے بعد اہتمام خاں تمہارے خیمہ کے گرد پاسبانی کرے گا، اس حکم سے خان مذکور کو بھی مطلع کردو"

احکام شاہی کی تعمیل کی گئی اور دوسرے روز صبح کو بادشاہ زادہ مذکور مع محمد معزالدین و محمد اعظم کے، دربار میں حاضر کئے گئے، حضرت شاہ دیوان خاص میں تشریف فرما ہوئے بادشاہ زادہ مذکور کی حاضری و نشست کے چند ساعت بعد ارشاد ہوا کہ بعض مقدمات اسدخاں و بہرہ مندخاں سے کہہ دیئے گئے ہیں تسبیح خانہ میں جاکر معاملات مذکور کو ان امیروں سے سمجھ لو، ہرسہ شاہزادگان چاروناچار تسبیح خانہ میں آئے اور ان کی کمر سے ہتھیار کھول لئے گئے اور خیمہ نصب ہونے تک یہ حضرات اسی مقام پر فروکش رہے،

قبلۂ عالم دیوان سے اُٹھے اور پرستار خاص کی ڈیوڑھی سے محل سرا کو تشریف لائے، جہاں کا یہ حال تھا کہ ہائے ہائے فرماتے اور دونوں ہاتھ زانو پر مارتے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ افسوس چالیس سال کی محنت کو ہم نے خاک میں ملا دیا،

غرض کہ اہتمام خاں کے زیر انتظام تیاق دار گرد و پیش بیٹھے اور متصدیاں ملک نے اثاثے اور کوکبہ طارخانجات کو باوجود اس عظمت و شان کے چشم زدن میں ضبط کرکے قطرہ کو دریا سے ملا دیا،

اہتمام خاں ایک ہزاری امیر بنا، بادشاہ خدام نواز اس کو سردار خاں کا خطاب مرحمت فرماکر منصب میں پانصدی کا اضافہ فرمایا، حمید الدین پسر اہتمام خاں دو صدی پنجاہ سوار کے اضافہ سے سرفراز فرمایا گیا،

محاصرہ کو ایک طویل مدت گزر گئی اور باوجودیکہ جمشید خاں نے نقب زنی کے کام کو بخوبی تمام کردیا اور عبد الواحد خاں کی کوشش سے نقب میں بارود وغیرہ بھی بھر دی گئی، قبلۂ عالم خاں والا نشان نواب فیروز جنگ بہادر کے مرحلہ پر براہ دمدمہ قدیم خود بھی تشریف لے گئے، امرائے عظام مختلف مواقع پر یورش کے لئے متعین فرمائے گئے، اور اکثر تمام روز معرکۂ کارزار شدت سے سرگرم رہا، جنگ میں خان بہادر نواب فیروز جنگ زخمی بھی ہوئے، کثرت سے سپاہی بھی کام آئے، اور یورش کے آخیر روز بادشاہ زادہ محمد کام بخش و عمدۃ الملک اسد خاں بھی امداد و کار برآری کے لئے روانہ فرمائے گئے لیکن پھر بھی مقصود حاصل نہ ہوا بالائے حصار سے تفنگ وبان و چادر و حقۂ آتش کی ایسی شدید بارش ہو رہی تھی کہ سواران شاہی کو ایک قدم بھی آگے بڑھنا دشوار تھا اور اپنے اپنے مقام پر کھڑے جان دے رہے تھے،

جہاں پناہ نے خان والا نشان کے مرحلہ میں شب بسر فرمائی اور اول فجر کو بے خبر جنگ گاہ میں تشریف لائے، حصار کی تسخیر کی تدابیر پر بے حد غور و فکر کی گئی اور کثیر رقم صرف میں آئی،

منافقین بے دین نے مال کی حرص و طمع میں غنیم سے سازش کر کے زیادہ فساد برپا کیا نمک حرام سفلہ مزاج افراد دشمن سے مل گئے، لیکن دشمن کے مکروفریب کے ایسے شکار ہوئے کہ سوا خسارہ کے ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا بعض بے ایمان اشخاص حریف کو خفیہ غلہ پہونچا کر دارین میں روسیاہ ہوئے،

محاصرہ کی مدت نے طول کھینچا اور جہاں پناہ کی رائے یہ ہوئی کہ قلعہ گولکنڈہ کے گرد ایک حصار لکڑی اور مٹی کا تیار کیا جائے، تھوڑے ہی زمانہ میں جنگل کی لکڑیوں اور خاک سے قلعہ تیار ہو گیا، قلعہ کے دروازہ پر پاسبان مقرر ہو گئے اور بلا اجازت کوئی شخص حصار کے اندر داخل نہ ہو سکتا تھا اس زمانہ میں خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کے زخم بھی بھر گئے، خان ممدوح حضور شاہی میں حاضر ہوئے جہاں پناہ نے خان والا شان کو خلعت و زرہ

علم خاصہ وعصائے مرصع عطا فرمائے، رستم خاں کے زخم بھی اچھے ہو گئے، اور اس امیر کو بھی خلعت مرحمت فرمایا گیا، بہرام خاں پسر مہابت خاں مرحوم گولہ کی ضرب سے میدان جنگ میں کام آیا مقتول کے برادر فرجام کو خلعت ماتم عطا ہوا، جاں نثار خاں کا بھائی تصدق ہوا خاں مذکور عطائے خلعت سے قید ماتم سے آزاد ہوا شجاعت خاں برادر صف شکن خاں و میرابوالمعالی بخشی فوج خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر و یکہ تاز خاں و بہرام خاں و محمد عالم و دیگر مجروح و سوختہ سپاہی تندرست ہوئے،

۲۶ رجب کو شیخ نظام جو ابوالحسن شاہ کے بہترین ملازم و ارکان دولت میں داخل تھا اپنی یاوری بخت سے آستانہ والا پر حاضر ہوا شیخ نظام نے پانچ سو اشرفیاں یک ہزاری بطور نذر پیش کیں،

قبلۂ عالم نے شیخ نظام کو مقرب خاں کے خطاب سے سرفراز فرما کر شش ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب عطا فرمایا، اور خلعت خاص و شمشیر و خنجر با علاقۂ مروارید و سپر مرصع و علم و نقارہ اور ایک لاکھ روپیہ نقد اور تیس عربی و عراقی گھوڑے اور دو عدد ہاتھی بھی اس کو مرحمت فرمائے،

ملک منور و شیخ لاڈو شیخ عبداللہ فرزندان شیخ نظام نیز اس کے چند اعزہ اعلیٰ خطابات و مناصب سے جو ان کے شایان شان و چار ہزاری سے کم نہ تھے سرفراز فرمائے گئے اور ان تمام اشخاص کو خلعت علم و نقارہ و اسپ و فیل کے عطیات مرحمت ہوئے سوجی دکھنی جو سنبھاجی کی طرف سے سالیسر کا قلعہ دار تھا آستانۂ شاہی پر حاضر ہو کر خلعت و علم و طوغ و نقارہ و اسپ و فیل و بیس ہزار نقد کے انعام و عطیات سے بہرہ اندوز ہوا، سربلند خاں برادر سرفراز خاں کو بھی علم و طوق و نقارہ مرحمت ہوا،

مانکوجی جو سنبھاجی کی طرف سے سالوتہ کا قلعہ دار تھا، حصار سر ہونے کے بعد ملازمت شاہی میں حاضر ہوا جہاں پناہ نے مانکوجی کو خلعت و منصب دو ہزاری ہزار سوار کے عطیات مرحمت فرمائے،

محمد علی خاں کی وفات

۱۸ رجب کو محمد علی خاں خانساماں نے وفات پائی یہ شخص صلاح و تقویٰ و دیانت و راستی سے آراستہ تھا، جو حاجت مند اس کے پاس پہونچتا اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا تھا، محمد علی خاں کے بجائے

کامگار خاں کو یہ خدمت سپرد ہوئی اور کامگار خاں کے تغیر سے اعتقاد خاں داروغۂ غسل خانہ مقرر ہوا،

افتخار خاں ولد شریف الملک حیدرآبادی ہمشیرہ زادہ ابوالحسن آستانہ والا پر حاضر ہوا، اور عطیۂ خلعت سے سرفراز ہوکر سہ ہزاری دو ہزار کے منصب پر فائز ہوا،

شریف خاں اردوے شاہی کی خدمت کروڑہ گنج و بہر چہار صوبہ جات دکن سے تحصیل جزیہ کی خدمات پر مامور تھا، خان مذکور کو حکم ہوا کہ خود صوبہ جات کا دورہ کرکے جزیہ موافق احکام شریعت وصول کرے،

میر عبدالکریم کو حکم ہوا کہ اپنی خدمت کے علاوہ شریف خاں کی عدم موجودگی میں بطور نائب خدمت کروڑہ گنج کو بھی انجام دے،

۲۴ر شعبان کو شریف الملک نے وفات پائی، خان مذکور کے فرزند عطیۂ خلعت سے دل شاد فرمائے گئے،

جلوس عالمگیری کا اکتیسواں سال

سنہ ۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۸ء

رمضان کا بابرکت مہینہ آیا اور برگزیدۂ جہاں پادشاہ دیں پناہ نے طاعت الٰہی پر کمر باندھی عہد معدلت کے قرون دوم کا آغاز ہوا اور ارکین دولت و خدام سلطنت تسلیمات مبارک باد بجا لائے، ۱۰ر رمضان کو جہاں پناہ مورچال و دمدمہ صف شکن خاں کو جو اس مدت میں کنگرۂ قلعہ تک پہونچ گیا تھا ملاحظہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے قبلۂ عالم نے دو ساعت کامل حصار کو ملاحظہ فرمایا۔

شاہ والاجاہ محمد معظم شاہ جو مفسدان ہندوستان کی سرکوبی کے لئے شولاپور سے روانہ ہوئے تھے اور برہان پور تک پہونچ چکے تھے، و نیز بخشی الملک روح اللہ خاں جو صوبہ بیجاپور کے برہم و درہم انتظام کی درستی کے لئے مامور تھا، مطابق فرمان اس ماہ کی ۱۰ تاریخ ملازمت شاہی میں حاضر ہو کر شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوئے،

حیدرآباد کی معرکہ آرائی بادشاہ زادہ والاجاہ کی سرکردگی میں روح اللہ خاں کے سپرد فرمائی گئی،

قلعۂ گولکنڈہ کی فتح

قلعۂ گولکنڈہ کی فتح ۲۴ ذی قعدہ کو نصف شب کے وقت ہوئی بخشی الملک چند سرداروں یعنی بہادر خاں وغیرہ کے ہمراہ موقع پا کر حصار کے گرد چکر لگا رہا تھا، سرانداز خاں تنی بیجاپوری کی جو فتح بیجاپور سے پیشتر بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا تھا اور بعد کو ابوالحسن تانا شاہ کا ہی خواہ بن کر اس کا معتمد علیہ بنا تھا، بخشی الملک مورچال سابق کے متصل ایک کھڑکی سے حصار کے اندر داخل ہو گیا، محمد اعظم شاہ ساحل دریا پر جو حصار کے بائیں طرف بہتا تھا مقیم ہوا شاہ والاجاہ فوراً مورچال پر پہونچے اور فتح کے شادیانے بجنے لگے، بخشی الملک ابوالحسن کی خواب گاہ میں پہونچا ابوالحسن اور اس کے ہمراہی نقش بدیوار کھڑے رہے اور روح اللہ خاں ان سب کو گرفتار کرکے باہر لایا اور شاہ والاجاہ کی خدمت میں پیش کیا،

عبدالوالی پسر شیخ عبدالصمد جعفر خاں منشی سرکار نے ایک رباعی تہنیت فتح میں نظم کرکے شاہ والاجاہ کی خدمت میں پیش کی،

اے شاہ جہاں، جہاں پناہی کردی　　فتح عجب از لطف الٰہی کردی
از مصرع تاریخ شنو مژدۂ نو　　فتح الباب بادشاہی کردی

چونکہ مقبولان بارگاہ الٰہی کی فطرت میں رحم و کرم خلقی طور پر موجود ہے شاہ والاجاہ نے اپنے مجرم کو سزا دہی سے محفوظ رکھا اور قبلۂ عالم کے حکم کے مطابق ابوالحسن کو اپنی دولت سرا میں لے آئے آخر اسی روز دولت خانۂ شاہی میں پہونچا دیا، ابوالحسن اپنے تقصیرات سابقہ کی وجہ سے بے حد خوف زدہ تھا لیکن اس کو امان ملی اور جو خیمہ اس کے لئے معین کیا گیا تھا اس میں مقیم ہوا اور بجائے قہر و غضب کے جہاں پناہ کی چشم پوشی کو دیکھ کر زبان و دل سے ثنا خواں ہوا،

خدا کا شکر ہے کہ ایسا مستحکم اور دیر کشا حصار آٹھ ماہ وچند یوم کی مدت میں سر ہوا، طرفہ یہ کہ ایک سال کے اندر دو قلعہ جن کا فتح ہونا حاشیۂ خیال میں بھی نہ گذرا تھا، اقبال شاہی سے سر ہو گئے

میر عبدالکریم نے فتح کی تاریخ نکال کر ملاحظۂ والا میں پیش کی، جہاں پناہ نے تاریخ فتح بے حد پسند فرمائی جو حسب ذیل ہے،

"فتح قلعۂ گولکنڈہ مبارک باد"

مؤلف تاریخ اپنے یہاں کی تکمیل کو مدنظر رکھ کر اس قلعہ کے استحکام واس سرزمین کی دلکشی وخوشگواری کا مختصر حال تحریر کرتا ہے

تاریخ گولکنڈہ

گولکنڈہ کو قدیم زمانہ میں مانکل کہتے تھے دیو رائے اس شہر کا حاکم تھا، عرصہ کے بعد شاہان بہمنیہ نے اس شہر پر قبضہ کیا، بہمنی خاندان کا شیرازہ حکومت منتشر ہوا اور سلطان قلی قطب الملک جو سلطان محمود شاہ بہمنی کا غلام اور اس نواح کا حاکم تھا خاندان بہمنی کے زوال کے زمانہ میں شہر پر خود مختارانہ قابض ہو گیا

یہ قلعہ ایک پہاڑ پر واقع ہے، حصار اس قدر بلند ہے کہ آسمان سے باتیں کرتا ہے، حصار کے باشندے بلاشبہ اہل فلک سے ہم کلام ہو سکتے ہیں، اس حصار کو فتح کرنے کا خیال بھی کسی فرمانروا کے ذہن میں نہ گزرا ہوگا اور سوا بادشاہ کشورکشا کے کسی حکمران نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا ہوگا، طرفہ یہ کہ اس کے کسی طرف کوئی کنگرہ بھی نہیں ہے جس کے ذریعہ سے کمند لگائی جا سکے

قبلۂ عالم نے اپنے جلوس سے پیشتر اس ملک کو تاخت وتاراج کیا تھا والی ملک عبداللہ قطب الملک نے عذرات پیش کئے اور جہاں پناہ شاہزادگی کے زمانہ میں ملک فتح کرنے سے دست کش ہو گئے، عبداللہ قطب الملک نے اس خیال سے کہ بادشاہ باردگر اس ملک پر دھاوا فرمائیں گے، پہاڑ کے گرد یہ مستحکم حصار کھچوا کر اپنے کو مطمئن کر لیا تھا، ہر چند کہ عبداللہ قطب الملک کی زندگی میں حصار فتح سے محفوظ رہا، لیکن آخر کار اس کے جانشین کو خمیازہ بھگتنا پڑا،

حیدرآباد کی تاریخ

قلعہ سے دو کوس کے فاصلہ پر شہر حیدرآباد واقع ہے محمد قلی قطب الملک نے بھاگ متی نام ایک طوائف پر شیدا ہو کر اس شہر

کو اس کے نام پر بسایا، اور بھاگ نگر کے نام سے موسوم کیا بعد کو بہ شہر حیدرآباد کے نام سے مشہور ہوا، اب جب کہ یہ شہر ممالک محروسہ میں شامل ہو کر صوبجات دکن میں ضم کر دیا گیا، بلدہ مذکور کو کاغذات سرکاری میں دار الجہاد حیدرآباد کہتے ہیں، بلدہ مذکور قطعہ زمین پر بہشت بریں کا نمونہ ہے جس کی آبادی شمار سے باہر ہے، شہر کی عمارتیں بے حد بلند و دلکش ہیں، ہوا کی رطوبت اور چشموں کی روانی و شیرینی و سبزہ کی شادابی اس درجہ معتدل ہے کہ یہاں کے گل و سبزہ بلاشبہ زمرد و لعل نظر آتے ہیں خدا کا شکر ہے کہ ایسا دلکش ملک قلمرو عالمگیری میں داخل ہوا اور شہر فسق و فجور و بدعات کی نجاست سے پاک و صاف ہو گیا۔

فتح بلدہ کے حالات قلم بند کر دیئے گئے اگر علما یدو اکابر شہر کا بارگاہ شاہی میں حاضر ہونا اور ہفت ہزاری سے لے کر پانصدی مناصب پر سرفراز ہونے اور نیز حیدرآباد کے ہنرمندوں اور پیشہ وروں اور کاریگروں کے عطیات سے و انعام سے سرفراز ہونے کا مفصل حال معرض تحریر میں لایا جائے تو بلاشبہ ایک دوسری جلد تاریخ کی تیار ہو جائے گی بہر حال میری تحریر چند قطرات ہیں جو اظہار واقعات کے لئے حوادث کے دریا میں مل گئے ہیں،

۲۹ ذی قعدہ کو بادشاہزادہ محمد کام بخش برار کے صوبہ دار مقرر فرمائے گئے، محمد کام بخش دہ ہزاری پنج ہزار سوار کے منصب دار تھے پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا اضافہ فرمایا گیا عمدۃ الملک اسد خاں وخان والاشان نواب فیروز جنگ بہادر ایک ہزار سوار کے اضافہ سے ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوئے، مہابت خاں کو ہزاری ہزار سوار کا اضافہ مرحمت ہوا، مہابت خاں کا پسرزادہ محمد منصور ولایت سے وارد ہندوستان ہو کر شرف قدم بوسی سے فیض یاب ہوا قبلۂ عالم نے نووارد وامیرزادہ کو مکرمت خاں کا خطاب عطا فرما کر ہزار و پانصدی اضافہ کی وجہ سے دو ہزاری سی صد سوار کا منصب دار ہوا،

میر محمد امین میر محمد امین پسر میر بہار الدین برادر زادہ قلیچ خاں مرحوم اپنے باپ کے قتل کئے جانے کے بعد دیار توران میں اس امر سے متہم ہوا کہ میر مذکور انوشہ خاں والی اورگنج سے جو اپنے خسر عبدالعزیز خاں حاکم بخارا کا مخالف ہے سازش کرتا ہے، امیر محمد امین توران سے آستانہ شاہی پر حاضر ہوا، بادشاہ غریب نواز شریف پرور کی عنایت سے نووارد امیر کو دو ہزاری دو ہزار سوار کا منصب و خطاب خانی

عطا ہوا،

مخلص خاں

مخلص خاں پسر صف شکن خاں اپنے پدر کی نیابت میں داروغگی توپ خانہ کی خدمت انجام دیتا تھا، قبلۂ عالم نے خان مذکور کو اس خدمت پر مستقل فرما کر منصب میں دو صد سوار کا اضافہ فرمایا اور مخلص خاں یک ہزاری سی صد سوار کے منصب داروں میں داخل ہوا،

عنایت اللہ مشرف جواہر خانہ چہار صدی پنجاہ سوار کا منصب دار تھا اس کے منصب میں دس سواروں کا اضافہ فرمایا گیا، شکر اللہ خاں خویش عاقل خاں سید یحییٰ کے تغیر سے نواح جہاں آباد کی فوجداری پر مقرر فرمایا گیا یہ شخص پانصدی پانصد سوار کا منصب دار تھا، یک ہزار سوار کے اضافہ سے سرفراز فرمایا گیا،

میر عبدالکریم داروغگی جرمانہ کی خدمت پر مامور ہوا جس نے اس خدمت کو بخوبی انجام دیا بادشاہ زادہ محمد معظم کے ملازم جو سرکار شاہی میں اپنے مراتب کے مطابق مناصب سے سرفراز فرمائے گئے تھے، لطف اللہ خاں داروغہ کے ماتحت کئے گئے، سردار خاں کے تغیر سے خدمت خاں بحال کیا گیا، معتقد خاں کے تغیر سے سردار خاں داروغۂ فیل خانہ مقرر ہوا اور محمد مطلب کو خطاب خانی عطا ہوا،

جہاں پناہ کے حکم سے اولکہ سکھر کا فتح ہونا

قبلۂ عالم کو مہم حیدر آباد سے اطمینان ہوا اور ناظم و ضابط مقرر فرما کر ملک کے ہر چہار جانب روانہ فرما دیئے گئے، معزول دنیا دار حیدر آباد کے ملازم آستانہ والا پر حاضر ہوئے اور ہر شخص اپنے مرتبہ کے مطابق انعام و عطیہ و منصب سے سرفراز ہوا،

اب بادشاہ دین پناہ نے اولکہ سکھر کی تسخیر کا جو بیجاپور و حیدر آباد کے درمیان میں واقع ہے مصمم ارادہ فرمایا، اس شہر کا حاکم پید نایک (ریانند نایک) تھا یہ شخص قوم کا ڈھیڑ اور فرقہ ہنود کے بدترین طبقہ کی نسل سے تھا، پید نایک کی حکومت موروثی تھی اور زمانۂ ناہنجار کی گردش سے دکن کی مردار خوار قوم کا ایک فرد مسند حکومت پر متمکن تھا، یہ راجہ بارہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادوں کا حاکم تھا، پیدنایک اپنے متعدد قلعوں کے استحکام خصوصاً حصار تخت گاہ کی مضبوطی و بلندی کی وجہ سے دنیا داران دکن کے ساتھ مساوات و ہمسری کا برتاؤ کرتا تھا، اور ان میں سے کسی شخص کو راجہ کی گوشمالی کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی

اس غیر مسلم حاکم کی قوت اس درجہ پہنچی کہ مسلمان خود اس کو دینوی پیشوا سمجھ کر مصیبت و پریشانی کے عالم میں اس سے مدد کے خواست گار ہوتے تھے، محاصرہ بیجاپور کے زمانہ میں راجہ نے بھی بیجرات کی کہ چھ ہزار پیادہ و سامان رسد سکندر عادل کی امداد کے لئے روانہ کئے تھے ان سواروں کو جیساکہ اوپر مذکور ہوا خان والاشان نواب فیروزجنگ بہادر نے پامال و تباہ کیا، گولکنڈہ کی مہم میں بھی اس نے والی حیدرآباد کی بارہا مدد کی اور اس طرح اپنے ہاتھوں سے خود اپنے سامان تباہی مہیا کئے،

قبلۂ عالم نے ایک جرار و بے پایاں فوج خانہ زاد خاں ولد لطف اللہ خاں کی سرکردگی میں سکھر روانہ کی جہاں پناہ نے خاں مذکور کو ہدایت فرمائی کہ اگر راجہ اطاعت قبول کرے تو فہوالمراد ورنہ اپنے اعمال بد کی سزا کو اپنے سر پر سوار سمجھے،

خانہ زاد خاں فرمان مبارک کے مطابق سکھر روانہ ہوا اور اس ملک میں پہونچ کر راجہ کو ہدایت شاہی کی بناپر خواب غفلت سے بیدار کیا، پید نایک کے ہوش و حواس جاتے رہے اور اس کو اپنی تباہی کا یقین کامل آگیا، راجہ نے جنگ آزمائی سے کنارہ کشی کی اور امان کا طلب گار ہوا، خانہ زاد خاں نے اس کے مال و متاع و ننگ و ناموس کو ضائع و برباد نہ ہونے دیا،

راجہ ۱۲ صفر کو قلعہ سے نکل کر خاں مذکور کی خدمت میں حاضر ہوا اور اکیس قلعے خاں مذکور کے سپرد کئے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس ملک میں کبھی بانگ نماز بلند بھی نہ ہوئی تھی وہ اس درجہ انوار اسلام سے منور ہوا، خانہ زاد خاں نے قلعہ کے محافظت کے لئے امیر مقرر کیا، اور اس نواح کا کافی استحکام کرکے پید نایک کے ہمراہ حضور شاہی میں حاضر ہوا ،

قبلۂ عالم نے خاں مذکور کو حسن خدمات کے صلہ میں نوازش انعام و عطیات سے سرفراز فرمایا خاں مذکور کے باپ نے قلعہ گولکنڈہ کی مہم میں نام آوری حاصل کی اور فرزند سکھر کی مہم میں بہادران روزگار کی فہرست میں شامل ہوا،

پید نایک کا رنگ بے حد سیاہ تھا، راجہ عجیب الخلقت انسان تھا جس کے قیافہ سے رشد کے آثار نمایاں نہ تھے لیکن خدا جانے اس کے ظلمت کدہ دل میں یہ نور کیونکر چمکا کہ اس کو اطاعت شاہی کی توفیق عطا ہوئی،

پید نایک کی وفات | پید نایک جہاں پناہ کے حکم کے مطابق ۲ ربیع الاول کو آستانہ

پر حاضر ہوا ، پانچ یا چھ روز کے بعد اس کو آداب و مجرے کی اجازت مرحمت ہوئی ، عین حالت مجرے میں دفعتہً اس کی روح پرواز کر گئی ، راجہ کے فرزند و اعزا کو مناصب عطا ہوئے اور ادلکھ سکھر نصرت آباد کے نام سے موسوم کیا گیا ، یہ ملک بھی بے حد سرسبز و شاداب ہے جو اب خدا کے فضل سے ممالک محروسہ میں داخل ہے ،

جہاں پناہ کا حیدر آباد سے بیجاپور واپس آنا

چونکہ قبلۂ عالم کو اپنی رعایا پرور فطرت و خدا داد دانش و انجام اندیشی کی بنا پر اہل عالم کی تربیت ہر وقت منظور رہتی ہے اور کشور کشائی کا مقصود تن آسانی و نفس پروری نہیں نہیں ہے ، لہذا باوجود اس کے کہ حیدر آباد کی آب و ہوا موافق مزاج تھی جہاں پناہ غرہ ربیع الآخر روز چہارشنبہ مطابق ۱۶ بہمن ماہ الہی کو حیدر آباد سے بیجاپور روانہ ہوئے بادشاہ دیں پرور کا اصل مقصد اس سفر سے یہ تھا کہ جو بلاد اب تک ممالک محروسہ میں داخل نہیں ہوئے ، وہ بھی قلمرو شاہی میں شامل ہو کر برکات اسلام سے معمور ہوں

سنبھاجی کا فتنہ

سنبھاجی مرہٹہ نے سکندر عادل و ابوالحسن شاہ سے رابطہ محبت قائم کر کے اپنی طاقت اس درجہ بڑھائی تھی کہ ان دنیا دران دکن کو خاطر میں نہ لاتا تھا بیجاپور و حیدرآباد کے مہمات کو انجام دے کر قبلۂ عالم نے سنبھاجی کے فتنہ کو فرو کرنے کا ارادہ فرمایا ،

مسعود حبشی کی سرکوبی

خاندان عادل شاہی کے زوال پر سکندر عادل کے والد کے ایک حبشی غلام مسمی مسعود نے اپنے آقازادہ سکندر عادل کو شاہ شطرنج بنالیا تھا ، اور تمام مال و متاع و جواہرات گراں بہا پر قبضہ کر کے خود قلعہ ادونی میں پناہ گزیں ہو گیا تھا ، قبلۂ عالی نے خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کو پچیس ہزار سواروں کی جمعیت کے ہمراہ مسعود حبشی کے مقابلہ میں ادونی روانہ فرمایا اور شاہ والاجاہ محمد اعظم شاہ کو انعام و عطیات سے سرفراز فرما کر چالیس ہزار تجربہ کار سواروں کے ہمراہ سنبھاجی کی سرکوبی پر مامور فرمایا ، جہاں پناہ نے ان امور سے فارغ ہو کر ۱۴ ربیع الآخر کو ظفر آباد بیدر میں نزول اجلال فرما کر تالاب کمتھانہ کے کنارہ قیام فرمایا ،

ابوالحسن

ابوالحسن شاہ جس نے پانزدہ سالہ حکومت میں حیدرآباد سے احمد نگر تک صرف پندرہ کوس کی مسافت طے کی تھی روزانہ گھوڑے پر سوار ہو کر سفر نہ طے کر سکتا تھا اس نے گوشۂ عافیت میں زندگی بسر کرنے کی درخواست کی۔ جہاں پناہ نے حکم دیا کہ جاں سپار خاں ابوالحسن کو دولت آباد پہونچائے، اور ابوالحسن شاہ کے لئے تمام ضروریات زندگی فراہم کر دی جائیں قبلۂ عالم نے پچاس ہزار روپیہ سالانہ ابوالحسن کے اخراجات کے لئے منظور فرمائے، سبحان اللہ بادشاہ مجرم نواز کے عدل و احسان کی کیا تعریف ہو سکتی ہے جس نے ابوالحسن شاہ جیسے حریف کو اپنے سایۂ عاطفت میں جگہ دی،

کمتھانہ تالاب کو اگر دجلہ سے تشبیہ دیں تو مبالغہ نہ ہوگا، خاص کر اس کے شمالی جانب کا نظارہ بے حد دلکش و دلچسپ ہے اس مقام کی آب وہوا بہترین ہے اس تالاب سے کھیتوں میں آب پاشی ہوتی ہے اور کسان ابر باراں کے منت پذیر نہیں ہوتے زمین کی عجب تاثیر ہے کہ ایک سال تخم پاشی ہوتی ہے جس سے کئی برس پیداوار ہوتی رہتی ہے،

خواجہ محمد یعقوب جوئباری کی وفات

حضرت خواجہ محمد یعقوب جوئباری نے وفات پائی قبلۂ عالم مرحوم پر بے حد مہربان تھے جہاں پناہ نے خواجہ صاحب کے متعلقین کے ساتھ مناسب رعایت فرما کر مرحوم کی لاش ولایت روانہ کی تاکہ حضرت خواجہ بھی اپنے اسلاف کے روضہ میں دفن کئے جائیں،

دو یا تین روز کے بعد بیدر سے کوچ ہوا اور ۳ر جمادی الاوّل کو سواری مبارک گلبرگہ پہونچی، جہاں پناہ نے حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کی زیارت کی اور خوابگاہ شریف کے مجاور و خدام کو انعام وعطیات سے شاد فرمایا،

گلبرگہ شریف میں ایک ہفتہ قیام فرما کر جہاں پناہ بیجاپور روانہ ہوئے بائیس تاریخ قبلۂ عالم بیجاپور پہونچے یہ شہر جو عرصہ دراز سے بجائے عشرت کدہ کے ویران جنگل ہو رہا تھا شاہی ورود کی وجہ سے بار دگر آباد و معمور ہوا شہر کے مختلف القوم باشندے و فقراء، گوشہ نشین افراد جو تباہی شہر کی وجہ سے فاقہ کر رہے تھے مطمئن و فارغ البال ہو کر دعائے دولت میں رطب اللسان ہوئے، قبلۂ عالم بیجاپور میں تشریف فرما تھے کہ ہلال رمضان افق آسمان پر نمودار ہوا اور خلق خدا برکات دارین سے فیض یاب ہوئی،

جلوس عالمگیری کا تیسواں سال

سنہ ۱۰۹۹ھ / ۱۶۸۹ع

ماہ صیام کے ورود نے اہلِ عالم کو سعادت دارین کا امیدوار بنایا، جہاں پناہ کے فیضِ داد و دہش نے دنیا کو رونق تازہ بخشی، بہی خواہان ملک ہرطرح کی نوازش و ہمہ اقسام کے انعام وعطیات سے سرفراز اور دشمنانِ دین و ملت شاہی عتاب وغلبہ سے جو نمونہ قہرِ الٰہی ہے پامال وتباہ ہوئے،

اس عرصہ میں بے شمار قلعے و مضبوط و مستحکم حصار فتح ہو کر قلمرو شاہی میں داخل ہوئے اگر مؤرخ ان تمام مقبوضہ ممالک کے تفصیلی حالات کو معرض تحریر میں لائے اور جہاں پناہ کی قوت کشورکشائی اور اراکین دولت کی عقیدت و جاں نثاری و نیز ہر حصار کے سر ہونے کا واقعہ علیحدہ بیان کرے تو اس کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہے،

راجہ رام جاٹ کی شکست چونکہ مذکورہ بالا واقعات میں راجہ رام جاٹ کی مہم اس سنہ کا عظیم الشان کارنامہ ہے، لہٰذا اس کا مختصر حال تحریر کیا جاتا ہے،

واضح ہو کہ جہاں پناہ نے اس غیر مسلم فتنہ پرداز کی شوخی و بے باکی دیکھ کر اس مہم کو شاہزادہ بیدار بخت کے سپرد فرمایا، شاہزادہ مذکور کی شاہانہ جرأت و سرداران و نیز خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کے حسن انتظام سے مہم مذکور سر ہوئی، اس کارنامہ میں بے شمار رقم صرف ہوئی اور خدام بارگاہ نے کامل سعی و کوشش سے کام لیا اکثر بہادران روزگار معرکۂ کارزار میں کام آئے لیکن آخرکار اقبال عالمگیری نے اپنا کام کیا، اور راجہ رام جاٹ ۱۵ رمضان کو بندوق کی ضرب سے ہلاک ہوا،

لشکر شاہی کے سوانح نگار کا معروضہ ۲۷ شوال کو ملاحظہ عالی میں پیش ہوا جس سے یہ خبر مسرت اثر تمام لشکر میں پھیل گئی، مفتوحہ ملک قلمرو شاہی میں داخل ہو کر تمام آلودگیوں اور نجاستوں سے پاک ہوا اور اہل عالم جہاں پناہ کے ثنا گو و شکر گزار ہوئے۔ ۱۹ ذی قعدہ کو راجہ رام کا بریدہ سر درگاہ شاہی میں پیش کیا گیا،

کامگار خاں نے سید مظفر حیدر آبادی کی دختر کے ساتھ عقد کیا اور خلعت و اسپ و سہرہ مروارید قیمتی دس ہزار کے عطیات سے بہرہ اندوز ہوا،

کامگار خاں کے تغیر سے اعتماد خاں برادر زادہ علاؤ الملک فاضل خاں سرکار جہاں مدار کا خان ساماں مقرر ہوا، بادشاہ خدام نواز نے خان مذکور کے منصب میں پانصدی و یک صد سوار کا اضافہ فرمایا اور کامگار خاں اصل و اضافہ کے امتیاز سے دو ہزاری و چہار صد سوار کے منصب اور کلغی و عصائے یشب کے عطیہ سے سرفراز ہوا، کامگار خاں کے بجائے میرزا معز موسیٰ خاں کے خطاب سے سرفراز ہو کر دفترداری تن کی خدمت پر مامور ہوا

محسن خاں کے تغیر سے خواجہ عبدالرحیم خاں خدمت بیوتاتی پر مقرر فرمایا گیا اور محسن خاں بجائے معتمد خاں کے داروغہ داغ و تصحیحہ کی خدمت پر مامور ہوا،

اعتقاد خاں کی زوجہ نے جو امیر الامرا شائستہ خاں کی دختر تھی وفات پائی، جہاں پناہ نے خان مذکور کو خلعت خاصہ و خنجر کے عطیات سے دل شاد فرمایا،

ابوالحسن شاہ کی تین بیٹیاں تھیں پہلی لڑکی سکندر عادل دنیادار بیجاپور کے عقد میں دی گئی، دوسری بیٹی کا محمد عمر پسر قدوۃ مشائخ شیخ محمد نقش بندی کے ساتھ نکاح کیا گیا، اور عنایت خاں پسر عمدۃ الملک اسد خاں نے تیسری بیٹی کے ساتھ نکاح کیا، قبلۂ عالم نے خان مذکور کو خلعت و اسپ و فیل و سہرہ مرحمت فرمائے، مخلص خاں میر آتش عطیۂ خنجر سے سرفراز ہو کر مامور ہوا کہ دریائے کشنا سے ایک نہر کاٹ کر شہر بیجاپور تک لے آئے۔ فضل علی پسر مرشد قلی خاں قدیمی کو خطاب خانی کچہری دیوان اعلیٰ کی خدمت واقعہ نگاری مرحمت ہوئی۔

عطائے خطاب کا واقعہ عطائے خطاب قلی کے وقت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ فیض علی سے دریافت کرو کہ اپنے نام پر خطاب کا خواہاں ہے یا اپنے باپ کے خطاب کا طلب گار ہے؛ فضل علی نے بعض وجوہ کی بنا پر فضل علی خاں کا

خطاب پسند کیا جہاں پناہ نے فرمایا کہ میں اور میرے ماں باپ علیؓ کے نام نامی پر قربان، اس ناداں سے کہو کہ علیؓ کو چھوڑ کر قلی بنے، فضل علی خاں سے فضل قلی خاں بہتر ہے،

اس مقام پر ایک دوسری اسی قسم کی حکایت ہدیہ ناظرین کرتا ہوں ایک ہندی نژاد خادم درگاہ نے عرض کیا کہ اس کے ہر دو فرزند حفظ کلام مجید کر چکے ہیں، اور اس کی تمنا ہے کہ قبلۂ عالم لڑکوں کی قرأت قرآن سماعت فرمائیں، جہاں پناہ نے ایک مقرب درباں کو حکم دیا کہ شب کے وقت پہونچ کر حضور شاہی میں حاضر کرے دونوں لڑکے حاضر ہوئے، اور اس مقرب نے ان کی حاضری کی اطلاع دی، اور عرض کیا کہ فلاں شخص کے دونوں فرزند حاضر ہیں قبلۂ عالم نے فرمایا کہ تم ایک رافضی کا نام لیتے ہو، یہ شخص حیران ہوا اور عرض کیا یہ تو فلاں شخص کے فرزند ہیں، خادم درگاہ سے جہاں پناہ نے فرمایا کہ اگر تم کو یقین نہیں آتا، تو جاؤ اور دونوں لڑکوں کا نام دریافت کرو۔ یہ شخص باہر آیا اور نام دریافت کرکے عرض کیا کہ ایک کا نام حسن علی ہے اور دوسرے کو حسین علی کہتے ہیں، قبلۂ عالم نے فرمایا کہ میں اور میرے والدین علیؓ کے نام نامی پر فدا ہوں ہندوستانیوں کو اس نام سے کیا مناسبت ہے، اہل ہند ایران کے روافض سے ربط پیدا کرکے اس بلا میں مبتلا ہوگئے ہیں، اور راہ راست چھوڑ کر کج روی کر رہے ہیں،

نواب عصمت مآب مہر النسا بیگم کو تخت گاہ جانے کی اجازت مرحمت ہوئی اور لطف اللہ خاں کو حکم ہوا کہ بادشاہ زادی کے ہمراہ روانہ ہوا سردار خاں داروغہ فیل خانہ کو خلعت کے علاوہ یک صد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا اور اصل و اضافہ ہر دو اعتبار سے ہزار و پانصدی سوار کا منصبدار قرار پایا،

سید ابو سعید معزول قاضی لشکر نے وفات پائی نظام الدین و فیاض الدین اس کے دونوں فرزند خلعت ماتمی کے عطیہ سے سرفراز فرمائے گئے، سیادت خاں کے تغیر سے صف شکن خاں داروغہ عرضِ مکرر مقرر فرمایا گیا، شاہزادہ دولت افزا نے وفات پائی اور حسب الحکم علی عادل بیجاپوری کے مقبرہ میں دفن کیا گیا، عنایت اللہ مشرف جواہر خانہ نواب زینت النساء بیگم کی سرکار میں خان ساماں مقرر ہوا، لشکر خاں شاہ جہانی کا پسر منور خاں محافظ بیجاپور کی خدمت پر مامور ہوا،

حمید الدین خاں پسر سردار خاں اپنے باپ کے تغیر سے داروغگی فیل خانہ کی خدمت پر

سرفراز فرمایا گیا پانصدی کا منصب دار تھا ایک صدی اضافہ سے بہرہ اندوز ہوا،

بادشاہزادہ محمد اعظم کی فتوحات

بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ آستانہ والا سے رخصت ہو کر سنبھاجی کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے بادشاہ زادۂ مذکور نے بلگاؤں کا جو توابعات بیجاپور کا بہترین حصار ہے رخ کیا اور قلعہ مذکور کے قریب پہونچ کر قلیل مدت میں مورچال بندی اور توپ و تفنگ کے حملوں سے اہل حصار کو عاجز کر دیا، اس ناعاقبت اندیش گروہ نے ایک طفل خرد سال کو جس کا متوفی باپ دنیادار بیجاپور کی طرف سے حاکم حصار تھا اپنا سردار منتخب کیا تھا، اہل حصار نے اپنی نارسائی اور افواج شاہی کا عزم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور امان کے طلب گار ہوئے، فضل الٰہی سے حصار مع مضافات کے فتح ہو کر اعظم آباد کے نام سے موسوم ہوا خرد سال حاکم شاہ والا جاہ کے توسط سے آستانہ والا پر حاضر ہو کر اپنی حیثیت کے مطابق عطیۂ منصب سے سرفراز ہوا، شاہ والا جاہ کی چھاؤنی کا زمانہ قریب آگیا تھا، بادشاہ زادہ مذکور بھی خدمت والا میں حاضر ہو گئے،

نواب فیروز جنگ بہادر کی معرکہ آرائیاں

خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر قلعہ آدونی کے محاصرہ میں مشغول تھے ممدوح الصدر نے اولاً مسعود حبشی کو پیام نصیحت آمیز سے راہ راست پر لانے کا ارادہ فرمایا لیکن اس ناعاقبت اندیش نے خان والا شان کو مایوس کر دیا، نواب فیروز جنگ بہادر نے نصیحت کے بعد اس کی لغزشوں اور کج رفتاری کو دیکھ کر تاخت و تاراج پر عمل کیا اور اس کے آباد ملک کو جنگل کی طرح ویران کر دیا اور مکانات کو جلانے اور حریف کے اُس دستہ فوج کو جو قلعہ سے نکل کر میدان میں آیا تھا قتل کرنے میں قطعًا کوتاہی نہ کی، آخر کار مسعود حبشی نے اظہار اطاعت کر کے اپنے معروضات خان والا شان کی خدمت میں پیش کئے اور بے حد بے قراری کے عالم میں ۱۸ شوال کو حصار سے باہر نکل آیا یہ آسمان مثال حصار مع مضافات کے قلمرو شاہی میں داخل ہوا "فتح آدونی نمودہ بادشاہ دیں پناہ "حصار کی فتح کا مصرعہ تاریخ ہے

خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کی عرض داشت ملاحظۂ عالی میں پیش ہوئی، معروضہ سرسال و نیز سیادت خاں کو خلعت عطا ہوئے، فتح کے شادیانے بجے اور اہل دربار بعد اجازت تسلیمات مبارک باد بجا لائے

مسعود حبشی کی معافی

چونکہ اللہ تعالیٰ غفورٌ رحیم ہے اور اس کی بارگاہ میں مطیع و عاصی

ہر شخص کو پناہ ملتی ہے اور جہاں پناہ کی ذات مبارک ظل اللہ اور خالق مطلق کے اخلاق کاملہ کا مکمل مظہر ہے اس لئے مسعود حبشی جیسا سیاہ کار مجرم جو حضوری میں حاضر ہونے کی قابلیت بھی نہ رکھتا تھا عنایت شاہانہ سے سرفراز فرمایا گیا، قبلۂ عالم نے حاکم ادونی کو خطاب خانی منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار و فوج داری و جاگیرداری مراد آباد عطا فرما کر حکم دیا کہ جب تک وہ چاہے خان فیروز جنگ کے لشکر میں مقیم رہے، مسعود حبشی کے فرزند اعزار کو عہدہائے جلیل عطا ہوئے، خان والاشان نواب فیروز جنگ بہادر نے ساز و سامان قلعہ پر قبضہ کیا اور آدونی اور اس کی نواح کا انتظام کر کے ۸ صفر کو آستانہ شاہی پر حاضر ہوئے،

قبلۂ عالم نے اپنے عمدہ اعیان ملک کو بے شمار مراحم خسروانہ و عطیات شاہانہ سے سربلند و دل شاد فرمایا، اعتماد خاں خانساماں کو فاضل خاں کا خطاب مرحمت ہوا، میر حسین پسر امانت خاں اپنے باپ کے خطاب سے موسوم ہو کر سرفراز ہوا،

بیجاپور میں طاعون کا نمودار ہونا اور قبلۂ عالم کا سنبھاجی کے ملک کی طرف واپس آنا

خان والاشان نواب فیروز جنگ بہادر امتیاز گڈھ کی فتح کے بعد حضور شاہی میں حاضر ہوئے اور چند روز کے بعد شورہ پشت مرہٹوں کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے،

قبلۂ عالم نے بیجاپور سے کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا غرۂ ربیع الاوّل تاریخ سفر مقرر ہوئی، اور اور بار بردار جو دُور دراز ممالک کو گئے ہوئے تھے حضور شاہی میں طلب کئے گئے، اس زمانہ میں یعنی محرم ۱۰۹۹ھ کو وبائے طاعون نمودار ہوئی بیجاپور نمونۂ حشر بن گیا اور شہر کے تمام باشندے اس ہولناک مرض سے ماتم میں مبتلا ہوئے اس مرض کی صورت یہ تھی کہ پہلے ایک دانہ بغل یا ران میں نمودار ہوتا تھا اور اس کے بعد بخار شدید چڑھتا اور مریض پر بے ہوشی کا عالم طاری ہو جاتا تھا، اطبار معالجے سے لاچار ہو گئے، مشکل سے مریض دو روز سے زائد نہ رہتا تھا جو افراد اس مرض کا شکار نہ ہوئے تھے وہ بھی اپنے کو چند روزہ مہمان سمجھ کر زندگی سے مایوس تھے،

غرض کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی اور تمام لشکر و شہر میں ہر چہار جانب سے نفسی نفسی کی آواز بلند تھی، دنیا کے تمام کاروبار موقوف ہو گئے، اور ہر شخص موت کے خوف سے خدا سے لو لگائے رہتا تھا،

پرستار خاص اورنگ آبادی محل و محمدی راج پسر راجہ جسونت سنگھ جو تیرہ سال سے محل میں پرورش پا رہا تھا و فاضل خاں وغیرہ دیگر اعیان ملک راہی عدم ہوئے، ان کی تعداد ایک لاکھ کے

قریب پہونچ گئی، اکثر اشخاص مادہ دماغی میں مبتلا ہوئے اور ان کی آنکھ وکان وزبان وغیرہ اعضا بیکار ہوگئے، اعلیٰ طبقہ میں خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کی آنکھوں کو نقصان پہونچا اور ادنیٰ طبقہ کا حال تو حد بیان سے باہر ہے، مختصر یہ کہ قدیم تاریخوں میں اس قسم کے ہنگامۂ قیامت خیز کا کہیں ذکر نہیں ہے، پیرانہ سال اشخاص نے بھی اس مرض مہلک کا جو دو ماہ کامل خلقت خدا کو شکار کرتا رہا، نہ نام سُنا اور نہ کبھی اس کو دیکھا "قیامت بود یا شور و بابود" اس مرض کے نمود کا مصرعۂ تاریخ ہے، بادشاہ قوی دل ومتوکل بخدا اپنے عزم راسخ پر قائم رہے اور تاریخ مذکور الصدر بیجاپور سے برآمد ہوئے، خدائے کریم کا شکر ہے کہ ایک ہفتہ کے بعد بیماری کم ہونے لگی، اور قبلۂ عالم نے اکلوج تک سفر کی منزلیں طے فرمائیں، چونکہ اطبّا کی رائے میں خان والا شان نواب فیروز جنگ بہادر کا زخم چشم جلد اندمال پذیر ہونے والا تھا قبلۂ عالم نے شاہ والا جاہ محمد اعظم شاہ کو جرار لشکر کے ہمراہ غنیم کے مقابلہ میں روانہ فرمایا،

سنبھاجی کی گرفتاری اور ہلاکت

قانون قدرت کا تقاضہ ہے کہ بد اندیش وفتنہ پرداز افراد اپنے کردار کی سزا پاتے ہیں اور جس طرح کہ دنیا کو اپنے مظالم کے جہاں سوز شعلہ سے جلاتے ہیں اسی طرح خود بھی غضب الٰہی کی آتش بے پناہ سے خاک سیاہ ہوتے ہیں،

جس زمانہ میں قبلۂ عالم بعض مہمات کے سرانجام دینے کے لئے اکلوج میں قیام پذیر تھے مژدۂ فرحت افزا جس کی سماعت کی عرصہ دراز سے تمنا تھی سنائی دیا، مسلمانوں نے اس مسرت خیز خبر کو سن کر شادیانے کی آواز سے آسمان سر پر اٹھا لیا شہریار معدلت آثار کی ترقی عمر و اقبال کی دعائیں بلند ہوئیں، بادشاہ دین پناہ کے احسان سے اہل عالم گراں بار منت ہوئے، فتنۂ بیدار ہمیشہ کے لئے سویا، ابلیس نظر بند ہوا اور امن و امان کا دور دورہ ہوا، یعنی سنبھاجی مرہٹہ شاہی فوج کے ہاتھ میں گرفتار ہوا،

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ نظام حیدر آبادی مقرب خاں کے خطاب سے سرفراز اور فنون سپاہ گری کا ماہر اور اپنے زمانہ کا مشہور بہادر تھا یہ امیر بست و پنج ہزاری و بست و یک ہزار سوار کا منصب دار تھا، اس کے مناصب میں علاوہ اس کی ذات کے اس کے فرزند و اعزا مرہبی داخل تھے، جہاں پناہ نے شیخ نظام کو بیجاپور سے اس لئے روانہ فرمایا تھا کہ قلعہ پرنالہ کو جس پر سنبھاجی قابض ہے سر کرے،

مقرب خاں نے احتیاط و خبرداری سے کام لیا اور اپنے جاسوس مقرر کئے تاکہ سنبھاجی کے قیام کا حال مفصل معلوم ہو، جاسوسوں نے اطلاع دی کہ مرہٹہ سردار اور قوم بیراگی میں (جو اس کے اعزا ہیں) نزاع و فساد پیدا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے سنبھاجی راہبری سے قلعہ کھلنہ کو وارد ہوا، اپنے اقارب کو مطمئن و خوش و قلعہ کو ذخیرہ و سامان سے مستحکم کرکے کھلنہ سے سنگمیز پہونچا، اس مقام پر سنبھاجی کے پیش کار مسمی کب کلس نے بلند و عظیم الشان عمارات تعمیر کرا کے عمدہ باغات لگاتے تھے، سنبھاجی اس موضع میں مقیم اور لہو ولعب میں مشغول ہے

مقرب خاں نے شولاپور سے جو سنبھاجی کے قیام گاہ سے پچیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے حملہ کیا باوجود اس کے کہ راہ بے حد دشوار گذار تھی اور درمیان عمیق درے اور گھاٹیاں واقع تھیں اور راستہ کا نشیب و فراز اس درجہ تکلیف دہ تھا کہ اس کی نظیر شاید مشکل سے ملے، لیکن مقرب خاں نے مالک کے ساتھ وفاداری و نمک حلالی کو جان عزیز پر مقدم رکھا اور اپنے چند معتبر شیدائیوں کے ہمراہ توکل بخدا روانہ ہوا، ہر چند خبر رسانوں نے سنبھاجی کو اطلاع دی کہ حریف کا لشکر حملہ کرتا ہوا آرہا ہے لیکن اس ناعاقبت اندیش نے اس خبر کو باور نہ کیا اور یہی جواب دیتا رہا کہ یہ احمق دیوانے ہو گئے ہیں مغلوں کی کیا طاقت ہے جو یہاں قدم رکھ سکیں،

مقرب خاں برق و باد کی طرح سنبھاجی کے سر پر پہونچ گیا اور غافل حریف نے مجبوراً پانچ ہزار دکھنی سواروں سے حملہ کیا، اقبال عالمگیری نے اپنا کام کیا اور ایک جاں گداز نیزہ کی ضرب نے کب کلس کے قدم میدان جنگ سے اکھاڑ دیئے اور اس نے راہ فرار اختیار کی سنبھاجی ایک سوراخ کے راہ سے کب کلس کی حویلی میں پناہ گزیں ہوا اور سنبھاجی کے حریف اس کی روپوشی سے بے خبر رہے، اخبار رساں گروہ نے مقرب خاں کو سنبھاجی کے حال سے اطلاع دی،

مقرب خاں نے فرار ہونے والوں کے تعاقب سے دست کش ہو کر حویلی کو گھیر لیا، اخلاص خاں خلف مقرب خاں سواروں کے ایک گروہ کے ہمراہ زینہ کی راہ سے حویلی کے اندر گیا اور سنبھاجی کو مع کب کلس اور پچیس دیگر افسران ملک کے گرفتار کیا، ان کے علاوہ سنبھاجی کی بیویاں اور بیٹیاں بھی گرفتار ہوئیں، اخلاص خاں اسیروں کے سر کے بال پکڑ کر ان کو گھسیٹتا ہوا باہر لایا اور مقرب خاں کے ہاتھی کے پاس ڈال دیا،

جہاں پناہ نے یہ خبر اکلوج میں جو بعد کو اسعد نگر کے نام سے موسوم ہوا سُنی اور حمید الدین خاں پسر سردار خاں کو حکم دیا کہ سنبھاجی کو پابہ زنجیر حضور شاہی میں حاضر کرے،

خان فیروز جنگ بہادر اپنے حسن تدابیر سے اس ملک سے واپس آئے اور کسی غیر مسلم سپاہی کو جرأت نہ ہوئی کہ مقابلہ کرے، ۵ رجمادی الاوّل کو قبلۂ عالم نے اسعد نگر سے کوچ کرکے بہادر گڑھ میں قیام فرمایا، شاہی غیض و غضب جو قہر الٰہی کا نمونہ ہے ظاہر ہوا اور بادشاہ نے حمیت دیں پروری سے حکم دیا کہ لشکر گاہ سے دو کوس کے فاصلہ پر سنبھاجی کو تختہ کلاہ بناکر اور اس کے ہمراہیوں کو مضحکہ خیز لباس پہنا کر بے حد ذلت و سختی کے ساتھ اونٹوں پر سوار کریں، اور ڈھول و نفیرے بجاتے ہوئے قیدیوں کو لشکر و دربار میں لے آئیں،

وہ رات جس کی صبح کو قیدی ارد وئے شاہی میں پہونچائے گئے بلا مبالغہ شب برات تھی کہ صبح کے تماشہ کے اشتیاق میں تمام اہل لشکر نے شب بیداری میں بسر کیا، اور وہ دن جب کہ اسیرانِ مذلت دربار میں لائے گئے روز عید تھا، کہ جوان و پیر ہر شخص عیش و مسرت کا متوالا ہو رہا تھا، مختصر یہ کہ قیدی تمام لشکر کے گرد پھرا کر بارگاہ شاہی میں حاضر کئے گئے قبلۂ عالم دیوان عام میں جلوہ فرما تھے، جہاں پناہ نے حکم دیا کہ قیدی زندان میں رکھے جائیں، قبلۂ عالم نے تخت حکومت سے اُتر کر اور قالین کا گوشہ اُلٹ کر بارگاہ الٰہی میں سجدۂ شکر ادا کیا اور سر بسجود ہونے کے بعد دست دعا بلند کیا اور مسرت و خوشی کے عالم میں چشم مبارک سے قطرات اشک رواں ہوئے،

چونکہ سنبھاجی باوجود ممنون احسان ہونے کے ناسپاس گزاری کرتا رہا اور ایک مرتبہ اپنے باپ کے ہمراہ حضور شاہی سے اور دوسری مرتبہ دلیر خاں مغفور کے ہاتھ سے عذر و حیلہ کرکے امان حاصل کر چکا تھا اس مرتبہ سزا دہی کے لائق قرار پایا، اور اسی شب اس کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی، اور دوسرے روز کب کلس کی زبان نکال لی گئی، سبحان اللہ جو عقدہ کہ ظاہر بیں اشخاص کی رائے میں کبھی حل ہونے والا نہ تھا بادشاہ دیں پناہ کی حسن نیت سے اس کی گرہ چشم زدن میں کھل گئی، غور کرنے کا مقام ہے کہ کہاں سنبھاجی اور اس کی روز افزوں طاقت اور کہاں وہ آسمان سپر حصار رہبری اور کہا اس کا اس طرح گرفتار ہوکر اپنے اعمال بد کی سزا بھگتنا،

ہر چند کہ اکثر شعرا و انشار پرداز اشخاص نے اس واقعہ کی تاریخیں نظم کیں لیکن چونکہ عنایت اللہ

وکیل محمد اعظم شاہ کا مصرعہ تاریخ مطابق واقعہ تھا، یہی تاریخ پسند آئی اور ناظم عنایات شاہی سے سرفراز فرمایا گیا، تاریخ مذکور حسب ذیل ہے،

"بازن و فرزند سنبھا شد اسیر"

مقرب خاں کے منصب میں اضافہ

مقرب خاں اس خدمت نمایاں کے صلہ میں بیشمار انعام و نوازش شاہانہ سے سرفراز فرمایا گیا، قبلۂ عالم نے اس امیر کو خان زماں کے خطاب سے سربلند فرما کر پچاس ہزار روپے نقد و خلعت خاصہ و اسپ بازین و ساز مرصع و فیل باساز طلا و خنجر و دھوپ با پرولہ مرصع و اضافہ منصب کے انعام و عطیات مرحمت فرمائے۔ مقرب خاں اصل و اضافہ کے اعتبار سے ہفت ہزاری و ہفت ہزار کا منصب دار قرار پایا، مقرب خاں کا ایک فرزند اخلاص خاں خان عالم کے خطاب و خلعت خاصہ و اضافہ منصب کے عطیات سے بہرہ اندوز ہوا، خان عالم اصل و اضافہ کے اعتبار سے پنج ہزاری سوار کا منصب دار ہوا، شیخ میراں کو منور خاں اور شیخ عبداللہ کو اختصاص خاں کے خطابات عطا ہوئے، احترام خاں و نیز مقرب خاں کے دیگر اعزہ بھی عطیہ خلعت و مناصب سے سرفراز فرمائے گئے،

چونکہ سنبھاجی نے مسلمانوں کو بے حد آزار و نقصان پہونچایا تھا اس لئے اس کو ہلاک کرنا ہر طرح قرین مصلحت سمجھا گیا، علمائے ملت نے سنبھاجی کو واجب القتل قرار دیا قبلۂ عالم ۲۱ر جمادی الاوّل کو کورہ گاؤں میں جو بعد کو فتح آباد کے نام سے موسوم کیا گیا تشریف فرما ہوئے اور ۲۹ر تاریخ ماہ مذکور کو سنبھاجی مع اپنے رفیق طریق کب کلس کے تہ تیغ کیا گیا۔

ایک واقعہ

اس واقعہ سے قبلہ عالم کی حق شناسی وحق آگاہی کا کامل ثبوت ملتا ہے، واضح ہو کہ قبل اس کے کہ سنبھاجی کی گرفتاری کی افواہ بھی زبان زد عام نہ ہوئی تھی، بلکہ اس قسم کی خبر محال سمجھی جاتی تھی، حضرت سید فتح محمد جو خواجہ بندہ نواز حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں، گلبرگہ شریف سے خدمت شاہی میں حاضر ہوئے، سید صاحب نے عرصہ تک فوجی ملازمت کرکے اپنے وطن میں خلوت نشینی اختیار کرلی تھی قبلۂ عالم کو اولیائے کبار کے ساتھ جو عقیدت و خلوص ہے وہ ظاہر ہے اور ان برگزیدہ نفوس کے اسلاف و اخلاف تمام افراد جہاں پناہ کی نگاہ میں بے حد معزز و مکرم رہے ہیں، بادشاہ دین پناہ نے حضرت

سید فتح محمد کے ترک دنیا کے بعد ان کے خلف رشید سید ید اللہ کو جس کے چہرہ سے آثار رشد ظاہر اور جوہر طرح بزرگان دین کی سجادگی کے لائق اپنے روضہ خرد کا سجادہ نشین مقرر فرما کر علاوہ دیگر انعامات کے چند مواضعات کی سرکاری آمدنی بطور معافی عطا فرمائی، حضرت سید فتح محمد آستانہ والا پر حاضر ہوئے اور انھوں نے جہاں پناہ سے عرض کیا کہ میں نے سنبھاجی کے معاملہ اور اس کی تباہی کے متعلق بارہا حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ مبارک پر مراقبہ کیا، عرصہ کے بعد ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ اپنے نیک ارادے کے مطابق متبرک مقامات کی زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں اور اکثر خدام کو اعانت و امداد کے لئے حکم صادر ہوا ہے، حضرت نے اس فقیر کو دیکھ کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم کہاں جا رہے ہو میں نے اپنا ارادہ بیان کیا حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ ہماری راہ میں ایک خوک عرصہ سے حائل ہے جس سے نہ صرف مجھ کو بلکہ دیگر مسلمانوں کو بھی ناقابل برداشت تکلیف پہونچ رہی ہے تم بھی اس ناپاک و موذی جانور کے ہلاک کرنے میں ہماری مدد کرو، میں خواب سے بیدار ہوا اور مجھ کو یقین آگیا کہ بہت جلد شاہی لشکر مرہٹہ فتنہ پرداز کی سرکوبی کے لئے روانہ ہونے والا ہے، چونکہ فقیر کو خواب میں ارشاد ہو چکا ہے کہ اس کار خیر میں شریک ہو، لہٰذا اس کام کو انجام دینے کے لئے آستانہ والا پر حاضر ہوا ہوں،

قبلۂ عالم یہ خواب سن کر بے حد مسرور ہوئے خدا کی شان ملاحظہ ہو کہ اس واقعہ کو ایک ہفتہ ہی گزرا تھا، کہ سنبھاجی گرفتار ہوا، جہاں پناہ نے حضرت سید محمد کو اپنے حضور میں طلب فرمایا اور شاہانہ نوازش سے سرفراز فرما کر سید صاحب کو سفر خرچ عنایت کیا اور گلبرگہ شریف واپس جانے کی اجازت عطا فرمائی،

قبلۂ عالم باوجود انتہائی شوکت دنیا حاصل ہونے کے ہمیشہ ہر امر میں خالق بے نیاز کی بارگاہ میں رجوع فرماتے ہیں اور حلِّ مطالب کے لئے مقبولانِ بارگاہ ایزدی سے طالب امداد ہوتے ہیں

قبلۂ عالم کی حضرت بندہ نواز گیسو دراز[7] سے عقیدت

جہاں پناہ کو جو عقیدت حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے، قبلۂ عالم نے حضرت سید فتح محمد کو جو انعام و عطیات مرحمت فرمائے اس کے علاوہ دس ہزار روپے مزید عطا فرما کر حکم دیا کہ یہ رقم روضہ گلبرگہ شریف کے مجاوروں اور دیگر حاجت مندوں کو تقسیم کی جائے،

۲۱ رجمادی الآخر کو قبلۂ عالم کورہ گاؤں سے قلعہ اسلام آباد عرف چاکیہ کو روانہ ہوئے اور بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ جو قلعہ اسلام آباد میں فروکش تھے جہاں پناہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور ملازمت حاصل کی قبلۂ عالم اسی روز بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کو رخصت فرما کر اپنے دولت خانہ کو واپس تشریف لائے،

رانا کے سرداروں کی گرفتاری

وقائع سال موجودہ میں منجملہ دیگر واقعات کے رانا کے سرداروں کی گرفتاری کا قصہ ہدیۂ ناظرین ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یہ کافر حربی سنبھا کا چھوٹا بھائی ہے جو اپنے سنبھا کے حکم سے مقید تھا، جب سنبھا فوت ہوا تو سرداروں نے اس کو حکومت کے لئے منتخب کیا اگرچہ سنبھا کے بھائی نے راہبری میں استقلال پیدا کر لیا تھا لیکن جب ذوالفقار خاں نے قلعہ کا محاصرہ کر کے محصورین کو عاجز کیا تو قبل اس کے کہ قلعہ فتح ہو رانا جوگیوں کے لباس میں قلعہ سے بھاگا اور ننگ و نام اور اپنے بھائی کے ناموس اور اپنے باپ دادا کی عزت کا اس نے کچھ لحاظ نہ کیا یہ خبر اخبار نویسوں کے عرائض سے پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی اور قبلۂ عالم نے ایک حکم عبداللہ خاں بارہہ کے نام جو چندے بخشی الملک روح اللہ خاں کی نیابت میں رہ چکا تھا اور روح اللہ خاں کے حیدرآباد میں طلب ہونے کے بعد بذات خود بیجاپور کا ناظم بھی مقرر ہو گیا تھا اور حضرت کے حکم سے دو مستحکم قلعے جو بیجاپور کے مضافات میں تھے، ان کو فتح کرنے میں مشغول و آمادہ تھا) صادر ہوا کہ اگر سنبھا کا بھائی اُس نواح میں آئے تو فوراً اُس کو گرفتار کر لو،

جاسوسوں نے یہ خبر سنبھا کے بھائی تک پہونچائی جس کی وجہ سے مرہٹہ سردار ایک عرصہ تک گمنامی کی حالت میں گوشہ نشین رہا، اس زمانہ میں تقریباً تین سو افراد جو تمام تر سردار تھے اس کے گرد جمع ہو گئے، چونکہ اس دوران میں سنبھا کا بھائی چند کوس اس محال سے پیچھا چھٹ کر رانی بدھنور یا بدھور کی ریاست میں داخل ہو گیا اس لئے عبداللہ خاں بارہہ نے قلعہ کی فتح کو دوسرے وقت پر ملتوی کیا اور پیشتر اپنے بڑے بیٹے حسن علی خاں کو اس جانب روانہ کیا خود بھی متعاقب سفر کی منزلیں طے کرنے لگا، عبداللہ خاں شب و روز کوچ کر کے رانی کے حدود ریاست میں قلعہ سجان سنگھ اور جرا کے قریب پہونچا، یہ ہر دو قلعے دریائے تمبھدرا کے کنارے واقع ہیں، سنبھا کا بھائی یہاں پناہ گزیں ہو کر جزیرہ میں مقیم تھا عبداللہ خاں شب کے وقت ان کے سروں پر پہونچ گیا اور اس جماعت کے قتل کرنے میں

مشغول ہوا، اجل رسیدہ افراد مارے گئے اور خان مذکور نے تمام سرداروں یعنی بندو راؤ و انکوجی برادر سنبھا و بہروجی و ما بیا کپور پرہ وغیرہ تقریباً سو نفر سے زیادہ مرہٹے گرفتار ہو گئے اور بدحواس و پریشان ہو کر اس شورش و ہنگامہ میں ہتھیار تو درکنار اپنا چیرہ جامہ اور جوتہ بھی چھوڑ کر اس طریق سے بھاگا کہ کسی شخص کو اس کے فرار ہونے کی اطلاع نہ ہو سکی،

مرہٹہ سرداروں کا فرار ہرچند اس شجاع بہادر نے ایسی عمدہ و پسندیدہ خدمت انجام دی تھی، لیکن گرفتاری کے بعد اس نے قیدیوں پر نظر نہ رکھی جو موقع پاکر فرار ہو گئے، دوسری غلطی یہ ہوئی کہ اس نے رانی کو بھی رہا کر دیا، پہلی خبر جس وقت معلوم ہوئی کہ تمام مرہٹہ سردار گرفتار کر لیے گئے تو حمیدالدین خاں بہادر اس خدمت پر مامور ہوا کہ ان افراد کو قبلۂ عالم کے حضور میں لے آئے لیکن خبر ثانی کے معلوم ہونے کے بعد حضرت نے حکم صادر فرمایا کہ تمام اسیروں کو قلعہ ارک بیجاپور میں مقید کر دیا جائے، جہاں پناہ نے جاں نثار خاں کو مع بے شمار فوج کے رانی کی ریاست پر حملہ آور ہونے کے لئے نامزد فرمایا،

سنبھا نے اسی زمانہ میں خان مذکور و مطلب خاں و شرزہ خاں سے غائبانہ مقابلے کئے لیکن آخرکار رانی کی مہم کا فیصلہ جرمانہ اور پیش کش کے ادا کرنے پر ہوا، یہ امر حُسنِ اتفاق سے محض اس لئے ظہور میں آیا کہ چند روز تک اس کا نام صفحہ روزگار پر باقی رہ جائے اور یہی وجہ تھی کہ رانی منتشر لشکر شاہی کی دست بُرد سے محفوظ رہ گئی، عجیب ترین واقعہ یہ ہے کہ بندو راؤ اور بہرجی اور چند دیگر اسیر قیدخانہ سے فرار ہو گئے، یہ امر ایسا تعجب انگیز ہے جو یہ خبر اس کے اکثر محافظین قیدخانہ کے ل جانے پر محمول کیا جائے ورنہ کسی سازش کا نتیجہ نہیں ہو سکتا، جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ کیا گیا اور بقیہ اسی قیدی حضرت کے حضور میں حاضر اور قتل کر دیئے گئے،

لشکر خاں کا عبداللہ خاں کے تغیر سے نظامت پر تقرر کیا گیا تھا اور اس کے فرزند وحیدالدین خاں قلعہ دار ارک اور روح دار خاں کوتوال منصب کی کمی کے ساتھ معتوب ہوئے،

جلوسِ عالمگیری کا تینتیسواں سال

سنہ ۱۱۰۰ھ / ۱۶۹۰ء

رمضان المبارک کا چاند نظر آیا، اور اربابِ ایمان و یقین کے لئے فلاح و کامیابی کی بشارت لایا، خدیو زمان و زمین، بادشاہ عالم پناہ جو مومنین و محققین کے لئے قابل تقلید نمونہ عمل ہیں اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول ہوئے، اور بالکل اسی طرح جس طرح کہ عام رعایا ان کے احکام کی پابندی و پاسداری کرتی ہے آپ سنتِ نبویہ کے اتباع پر عمل پیرا ہوئے، جہاں پناہ نے اپنے اس مبارک و مسعود طرز عمل سے تمام شہر کو خیر و برکت بخشی اور رعایا کے ہر طبقہ کو طرح طرح کے الطاف و مراحم سے سرفراز و دل شاد فرمایا،

حاجی شفیع خاں اور موسوی خاں حاجی شفیع خاں، موسوی خاں کے تبادلے سے دفترداری تن کی خدمت پر سرفراز ہوا، موسوی خاں، حاجی شفیع خاں کے بجائے دکن کی دیوانی پر فائز ہوا، حاضرین دربار اور صوبجات کے تمام خدام کو بارانی خلعت مرحمت ہوئے،

ابوالخیر خاں پسر عبدالعزیز خاں راج گڈھ کی قلعہ داری حاصل کر کے دل شاد و کامیاب ہوا مختار خاں کو مخلص خاں کی جگہ میر آتشی کی خدمت ملی اور مخلص خاں نے محمد یار خاں کے بجائے عرض مکرر کی جگہ پائی،

میر عبدالکریم کے منصب میں اضافہ میر عبدالکریم نے کرورہ گنج کی خدمت پر حیدر آباد میں قحط و گرانی کے باوجود ارزانی و فراوانی غلہ میں نمایاں کوشش کی تھی حضرت نے اس کی کارگزاری کو پسند فرمایا اور بارگاہ والا میں طلب کر کے معتقد خاں کے خطاب سے ہم چشموں میں معزز و نامور فرمایا،

حمید الدین خاں ولد سردار خاں کو خانی کا خطاب عطا کر کے رخصت عطا ہوئی کہ آگرہ جا کر بادشاہ زادہ محمد معظم کے بیٹے محمد خجستہ اختر کو بارگاہ شاہی میں حاضر کرے،

کامگار خاں کو مقررہ جماعت کے ساتھ حکم ہوا کہ محل محمد اعظم کے خدام کو شاہ جہاں آباد پہنچائے

مبارک اللہ ولد ارادت خاں، اعظم خاں کا پوتا اسلام آباد چاکنہ کی فوجداری پر اور کمال الدین خاں ولد اسلام خاں والا شاہی اُسی مقام کی قلعہ داری پر مقرر ہوئے،

مؤلف کتاب محمد ساقی مستعد خاں اخلاص کیش مؤلف، شرف الدین کے بجائے کچہری خانسامانی کی وقائع نویسی پر سرفراز ہوا،

صلابت خاں نے پیش گاہ حضور میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی اور اس کے بجائے اعتماد خاں بندر سورت کی خدمت دیوانی و فوجداری پر مقرر فرمایا گیا،

جاں نثار خاں ابوالمکارم کو خنجر معہ دستہ و سازیشب بطور اعزاز عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ روسیاہ دشمن کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو،

۲ شوال کو بخشی الملک روح اللہ خاں کو حکم ہوا کہ قلعۂ راہگیر معتوب و مقہور کفار کے قبضہ سے نکالیں مختار خاں اس کی نیابت پر مشرف ہوا،

سنبھاجی کے اعزار کی گرفتاری سنبھا کے گرفتار ہونے سے پہلے اعتقاد خاں قلعہ راہیری جو بدبخت سنبھا کا وطن تھا سر کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا، ۱۵ محرم کو قلعۂ اعتقاد خاں کے ہاتھ پر فتح ہو کر اولیائے دولت کے قبضہ میں آیا سنبھا اور اس کے بھائی راما کے تمام مائیں، بیویاں، بیٹیاں، بیٹے وغیرہ قید ہوئے،

جمدۃ الملک اور دوسرے امراء کے مناصب میں اضافہ

جمدۃ الملک نے اس فتح کی اطلاع کے بابتہ اپنے پسر کی ایک عرض داشت خدام بارگاہ کی نظر سے گذاری، حضرت نے خلعت خاص اور پر کلنگ کا مرصع جیغہ مرحمت فرما کر عزت افزائی فرمائی، فتح کے شادیانے بجے اور تمام امرائے عظام تسلیمات مبارکباد بجا لائے، اور ان کو نذر پیش کرنے کی عزت عطا ہوئی،

عبدالرحیم خاں بیوتات کو حکم ملا کہ قلعہ راہیری پہونچ کر سنبھا کے اموال و اسباب کو

ضبط کرے،

اعتقاد خاں

۲۰ رصفر کو اعتقاد خاں آستانہ بوسی کی سعادت سے سربلند ہوا، اور حسن خدمت کے صلہ میں اس کے منصب میں اضافہ فرمایا اور اب اصل بے ذات و سوار کے اضافہ کے اعتبار سے سہ ہزاری دو ہزار سوار کا منصب دار قرار پایا اس کے علاوہ خلعت و اسپ و مرصع ترکش و کمان اور تیس ہزار روپیہ نقد اور ذوالفقار خاں بہادر کا خطاب حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوا،

سنبھا کے اعزا کے لئے وظیفوں کی منظوری

بادشاہ غریب پرور عاجز نواز نے حکم صادر فرمایا کہ سنبھا کی ماں یعنی سیوا جی کی بیوی اور اس کے دوسرے متعلقین کے لئے گلال بار میں ضرورت کے لحاظ سے خیمے لگا کر ان اسیروں کو عزت و احترام کے ساتھ اتارا جائے، جملۃ الملک کے ڈیرے کے قریب رانی کے بازار کا ڈیرا بھی نصب کیا گیا تاکہ اس مکان میں اس کے خدام اور تابعدار مقیم ہوں اس نوازش کے بعد ہر ایک کے لئے حسب ضرورت سالانہ مقرر ہو گیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

ساہو، سنبھا کا ۹ سال کا فرزند اکبر ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب خطاب راجگی و خلعت و جواہر مرصع و آرسی و اسپ و فیل و نقارہ و علم حاصل کر کے معزز راجگان کے زمرہ میں داخل ہوا،

مدن سنگھ اور مادھو سنگھ اس کے چھوٹے بھائی حسب لیاقت منصب و عطیات سے بہرہ مند ہوئے اور ان کے لئے حکم ہوا کہ اپنی ماں اور دادی کے پاس رہیں،

ان میں سے ہر ایک کے علاقہ کے لئے بادشاہی عمال و کار پرداز مقرر ہوئے تاکہ ان کے امور خانگی انجام دیتے رہیں،

نواب عالی جاہ قمرالدین خاں بہادر خلف نواب فیروز جنگ بہادر حاضر حضور ہوئے اور قبلۂ عالم نے اس امیر باتوقیر کو جمدھر مرصع و خلعت عطا فرما کر پانصدی دو صد سوار کے اضافہ سے دو ہزار پانصدی و دو ہزار سوار کا منصب عطا فرمایا اور واپسی کی اجازت عطا ہوئی،

فتح رائچور

۲۶ صفر کو بخشی الملک روح اللہ خاں نے قلعہ رائچور سر کیا، یہ قلعہ بعد میں فیروز نگر کے نام سے موسوم ہوا، حضرت نے خلعت و فرمان تحسین صادر

فرمایا، اور اس کے فرزند خانہ زاد خاں کے منصب میں اضافہ فرما کر خان مذکور کو ایک ہزار پانصدی وشش صد سوار کا منصب دار مقرر فرمایا،

۱۶ ربیع الاول کو لشکر شاہی کورہ گاؤں سے دار الظفر بیجاپور روانہ ہوا، ۲ ربیع الثانی کو اس شہر میں پڑاؤ ہوا، پندرہ روز گزرنے کے بعد ۱۰ جمادی الاول کو موضع بدری میں خیمے نصب ہوئے،

دریائے کشنا کے کنارے قبلۂ عالم کا قیام

بہرہ مند خاں بخشی الملک نے دریائے کشنا کے کنارے بادشاہ عالم پناہ کے لئے ایک تفریح گاہ تجویز کی تھی جس کو حضرت نے بے حد پسند فرمایا، قبلۂ عالم نے خان موصوف کو الماس کی انگشتری مرحمت فرمائی، اور شاہ اسی منزل میں قیام فرما رہے،

ایک مرید

ایک روز دیوان عدالت العالیہ میں صلابت خاں میر توزک اول نے ایک شخص کو ملاحظۂ والا میں پیش کیا اور کہا یہ شخص التماس کرتا ہے کہ میں بنگالے دور دراز ملک سے محض مرید ہونے کے قصد سے حاضر ہوا ہوں امیدوار ہوں کہ میری تمنا برلائی جائے، حضرت نے مسکرا کر جیب مبارک میں ہاتھ ڈالا اور ایک سو روپیہ اور سونے چاندی کی چیزیں خان مذکور کو دے کر فرمایا کہ اسے دے دو اور کہو کہ وہ ہمارے جس فیض کا امیدوار ہے وہ یہی ہے، صلابت خاں نے یہ چیزیں نووارد مسافر کو دیں لیکن اس شخص نے اس عطیہ کو ادھر ادھر پھینک دیا، اور خود دریا میں کود پڑا، صلابت خاں نے شور کیا کہ خبردار یہ شخص ڈوبنے نہ پائے فرمان والا کے مطابق پیراک دریا میں اترے اور اسے نکال کر لائے، حضرت اقدس نے عدالت العالیہ اندرونی جانب رخ کر کے سردار خاں سے فرمایا کہ ایک شخص بنگالہ سے آیا ہے اور اس کے سر میں یہ خیال باطل سمایا ہے کہ میرا مرید ہو جائے قبلۂ عالم نے ہندی کا ایک شعر پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ اس شخص کو میاں محمد نافع سرہندی کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ مرید کر کے سرہندی ٹوپی اس کے سر پر رکھیں،

خدا گواہ ہے کہ اس زمانہ میں سوائے اس بادشاہ دین پناہ کے جو لباس شاہی میں درویشی کرتا ہے اور جس کی شاہی پر درویشی نازاں ہے، کوئی شیخ و فقیر اس پایہ کا نہیں کہ کسی مرید کی تربیت کرے، اور اس کو رتبہ اعلیٰ تک پہونچا دے، قبلۂ عالم کو یہ مرتبہ محض اس لئے حاصل ہے کہ خاکساری حضرت کی عادت ہے اور برگ نوائی و سروسامانی کے ساتھ عجز و نیاز سے بہرہ مندیں

بندہ شاہ شہانم کہ دریں سلطنتش
صورت خواجگی و سیرت درویشاں است

گڈھی سنستی کی فتح

۱۶ر جمادی الاوّل ۳۳ سنہ جلوس کو اخبار نویسوں کے عرائض سے معلوم ہوا کہ گڈھی سنستی شاہزادہ بلند اقبال محمد بیدار بخت کی جرأت و مردانگی سے سر ہوئی، اور اس کے بدنصیب باشندے راہی عدم ہوئے،

۱۹ر شعبان کو لشکر ظفر پیکر بدری سے کوچ کر کے موضع کلکلہ میں خیمہ زن ہوا، امانت خاں دیوان بیجاپور، حاجی شفیع خاں کے بجائے دفتر داری تن کی خدمت پر مامور ہو کر مطمئن و فارغ البال ہوا، امانت خاں کی خدمت ابوالمکارم کو عطا ہوئی،

معتمد خاں کے انتقال کی وجہ سے خواجہ عبدالرحیم خاں داروغگی داغ و تصحیحہ کی خدمت پر مقرر ہوا

شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے لئے خطابات و عطیات

بادشاہ زادہ عالی جاہ محمد اعظم شاہ کو خلعت و سرپیچ اور بادشاہ زادہ بیدار بخت کو خلعت و ترکش و کمان مرصع و اسپ و فیل و سرپیچ اور فرمان خطاب بہادری ارسال کر کے حوصلہ افزائی فرمائی گئی، بادشاہ زادہ محمد معظم کو پانچ من گلاب اور دو من عرق بید مشک عنایت ہوا،

اودت سنگھ

اودت سنگھ نے وطن سے حاضر ہو کر درگاہ والا پر جبہ فرسائی کی، خلعت اور خطاب راجگی پا کر، ہم عصروں میں سرفراز ہوا،

خان جہاں بہادر ظفر جنگ کوکلتاش صوبہ الہ آباد کے انتظام پر اور اس کا بیٹا ہمت خاں اودہ کی صوبہ داری اور گورکھ پور کی فوج داری پر مامور ہوئے،

سزاوار خاں کے بجائے عبداللہ خاں ماویر کی فوج داری پر مامور ہوا، سردار خاں لشکر کے دوازدہ گروہی فوج داری پر مقرر ہوا اور اس کے منصب میں چار سو سواروں کا اضافہ فرمایا گیا،

صفدر خاں کی وفات

انہی دنوں پیش گاہ والا میں اطلاع پہنچی کہ صفدر خاں پسر اعظم خاں کوکہ فوج دار گوالیار ایک گڈھی پر چڑھائی کر کے گیا تھا لیکن قضا نے اس کو خدمت گزاری کی توفیق نہ دی،

شاہزادہ خجستہ اختر، حمید الدین خاں داروغۂ فیل خانہ کے ہمراہ آگرہ سے روانہ ہو کر شرف یاب ملازمت ہوئے، حکم ہوا کہ اپنے پدر عالی قدر کے پاس مقیم رہیں،

حمید الدین خاں نے فربہ اور تیار ہاتھی ملاحظہ والا میں گذارے، حضرت نے اس کے منصب میں تیس سوار اضافہ فرمائے؛

رستم خاں شرزہ کی گرفتاری جاسوسوں کے عرائض سے معلوم ہوا کہ رستم خاں شرزہ جو قلعہ ستارا کی طرف روانہ کیا گیا تھا اس ضلع کے مفسدوں نے اس پر نرغہ کیا، فریقین میں عرصہ تک جنگ آزمائی ہوئی لیکن آخر کار شرزہ مغلوب ہو کر معہ عیال و اطفال دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہوا،

جلوس عالمگیری کا چونتیسواں سال

سنہ ۱۱۰۲ھ
۱۶۹۱ء

ماہ رمضان کا چاند نظر آیا اور اہل عالم نے یہ دعا پڑھی:۔ اللّٰھم اھلہ علینا بالیمن والایمان والسلامۃ والاسلام۔ اے اللہ اس چاند کو ہمارے لئے برکت و ایمان اور سلامتی و اسلام کا ذریعہ بنا دے، خوشی و شادمانی کے نعرے فلک تک پہونچے، بادشاہ خورشید کلاہ فیض رسانی میں مشغول ہوئے، اور دنیا کو اپنے انصاف و جود و سخا سے رشک گلزار ارم بنا دیا،

خواجہ خدمت خاں کے بجائے خواجہ خدمتگار خاں جواہر خانہ کی داروغگی اور نظارت پر معزز و ممتاز ہوا،

خواجہ خدمت خاں کا نیا عہدہ خواجہ خدمت خاں کو اعلیٰ حضرت فردوس آشیاں کے

روضۂ مقدسہ کی تولیت مرحمت ہوئی، خواجہ موصوف نے حضرت فردوس آشیاں کے فدویت کے وجہ سے اس خدمت کو اپنے حق میں کمال سعادت جانا اور منتہائے مقصد خیال کرکے اس خدمت پر قناعت کی۔ بادشاہ عالم پناہ کا حکم صادر ہوا کہ ہر صوبہ کے کارندے دو ہزار روپیہ مصارف قیام کے لئے خواجہ خدمت خاں کو ارسال کریں،

لطف اللہ خاں کو تھانہ کھتانور پر جانے کا حکم ہوا، شیخ ابوالمکارم بودہ پانچی گاؤں کے تھانہ پر مقرر ہوا،

قیصرِ روم، بخارا، اور کاشغر کے سفیر

احمد آقا قیصر روم کا ایلچی اور نذر بے والی بخارا کا سفیر اور عبدالرحیم بیگ حاکم کاشغر کا پیامبر درگاہ والا پر زمین بوس ہوئے ان سفراء نے خطوط و تحائف و ہدیے جو محبت کیش مخلصوں نے روانہ کئے تھے ملاحظہ عالی میں پیش کئے، قبلۂ عالم نے ہر سفیر کو حسب حیثیت مع ان کے ہمراہیوں کے انعام عطا فرمایا، زمانہ قیام و دیگر خصوصیات کے لحاظ سے ہر شخص مسرور و شاداں ہوا، جہاں پناہ نے رخصت کے وقت بے شمار داد و دہش فرمائی، اور خلعت و نفیس جواہرات و اسپ و فیل اور معتدبہ رقومات عطا فرما کر ان اشخاص کو مالا مال فرمایا ہندوستان کے ملبوسات و نادرات و جواہرات و بیش قیمت اشیاء و نیز خطوط و مراسلات کے جواب میں مکتوبات بھی ان سفراء کے مخلص آقاؤں کے نام روانہ کئے۔

حمیدالدین خاں، بادشاہ زادۂ عالیجاہ محمد اعظم شاہ کے فوج میں خزانہ پہونچانے پر مامور ہوا،

میر نورالدین مرتضٰی آباد مرچ کی قلعہ داری پر مقرر ہوئے، جاں نثار خاں دشمن کی تنبیہ کے لئے نامزد ہوا اور خلعت و فیل کے عطیہ سے سربلند ہوا،

دیانت خاں صوبہ جات دکن کا دیوان

دیانت خاں پسر امانت خاں موسوی خاں کے انتقال کی وجہ سے صوبہ جات دکن کی دیوانی پر سرفراز ہوا،

موسوی خاں مرحوم ایران کے شرفا میں تھا، یہ امیر شرافت ذاتی کے لحاظ سے موسوی نسب تھا اور خاندان فضل و ہنر کو حیات جاوید عطا کرنے کے اعتبار سے عیسوی نسب تھا،

علم معقولات میں یگانہ اور فن شعر میں یکتائے زمانہ تھا، اس امیر کو شاہ نواز خاں کی دامادی اور قبلۂ عالم کے ہم زلف ہونے کے عزت بھی حاصل تھی،

اسد خاں کی کشنا کی طرف روانگی برگزیدہ مخلصان جمدۃ الملک اسد خاں و اصغر کو بہ تعمیل ارشاد والا دشمنوں کی سرکوبی کے غرض سے دریائے کشنا کے اس پار جانے پر کمر بستہ ہوئے مصحف مجید مع خانہ مرصع الماس خلعت خاصہ و پانصد مہر کا گھوڑا دے کر اسد خاں کی عزت افزائی فرمائی گئی، دیگر منتخب سردار بھی انواع و اقسام کے عنایات و خلعت و جواہرات و شمشیر و اسپ و فیل کے عطیات سے سرفراز ہوئے، عام اشخاص کو بھی حسب حال خلعت مرحمت ہوئے،

ملتفت خاں داروغہ جانماز خانہ کو حیات خاں کے انتقال کی وجہ سے خواجہ مرحوم کی خدمات سابقہ کے علاوہ آبدار خانہ کی خدمت بھی تفویض ہوئی، اور اس طرح اس کے تقرب میں اضافہ ہوا، ملتفت خاں کے بھائی محمد منعم امانت ہفت چوکی کی خدمت پر ممتاز ہوا،

قبلۂ عالم کا بیجاپور میں قیام ۱۴ر جمادی الآخر ۳۳ جلوس قطب آباد عرف کلکلہ سے بادشاہی لشکر کوچ کرکے قلعہ بیجاپور کے بیرونی دروازہ یعنی رسول پور کے مقابل مقیم ہوا، بیجاپور نے چوتھی مرتبہ بادشاہ کے قیام گاہ بننے کی عزت حاصل کی،

۲۲ر رجب کو خان جہاں بہادر بادشاہ زادہ عالی جاہ کے وکلا کے تبدیلی کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے انتظام پر مقرر ہوا، خان جہاں بہادر کا بیٹا باپ کے تبادلہ کی وجہ سے صوبہ الہ آباد کے بندوبست پر مامور ہوا،

۹ر شعبان کو بخشی الملک بہرہ مند خاں جو دشمن کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا تھا باریاب ملازمت ہوا پانصدی سہ ہزار و پانصدی دو ہزار سوار کے اضافہ سے سربلندی حاصل کی،

مختار خاں کو غنیم سے معرکہ آرائی کرنے کی رخصت عطا ہوئی مفتخر خاں اس کی اردلی میں دیا گیا اور اسے حکم ہوا کہ شولا پور تک جائے اور معاودت میں شیخ الاسلام کو حاضر حضور کرے جو حسب طلب بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے کے لئے آرہے ہیں،

* * *

جلوس عالمگیری کا پینتیسواں سال

سنہ ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۲ء

اسی مبارک زمانہ میں جبکہ بادشاہ دین پناہ کے اقبال و برکت سے تمام خلق خدا امن و اطمینان کی دولت سے مالامال تھی، آغاز ۳۵ جلوس میں ماہ رمضان المبارک کی آمد، ہر خاص و عام کے لئے مزید مسرت و شادمانی کا باعث ہوئی، آثار دین و اسلام کے فروغ سے دین داروں کے قلوب منور ہو گئے۔

۷ رمضان کو بادشاہ زادہ محمد کام بخش، مقام چنجی اور اطراف کے فسادات کے اصلاح اور دشمن کے استیصال کے لئے روانہ ہوئے، بادشاہ زادہ موصوف اصل و اضافہ کے اعتبار سے بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار کے منصب دار قرار پائے اضافہ منصب کے علاوہ خلعت کے سرپیچ و نیمہ آستین و خنجر و شمشیر و سپر و کلغی و دوات و مانک مرصع (۲۰) راس گھوڑے مینا و طلا کار ساز کے ساتھ اور ہاتھی نقرئی جھول کے ساتھ اور دو لاکھ روپیہ نقد بھی مرحمت ہوا۔

بخشی الملک بہرہ مند خاں اور دوسرے سربرآوردہ عمال و سردار بھی ہم رکاب ہونے کے باعث جواہر و خلعت و اسپ و فیل کے انعام سے بہرہ مند ہوئے۔

دین دار زمیندار اسلام گڈھ کو ہزاری ہزار کے منصب و خلعت و اسپ و فیل و راجگی کا خطاب عطا فرما کر وطن جانے کی اجازت مرحمت ہوئی۔

گڈھی سوکر کی فتح

راجہ بشن سنگھ نے طلائی کنجی کے ساتھ جو عرض داشت بارگاہ معلی میں روانہ کی تھی اس سے معلوم ہوا، گڈھی سوکر ۲۰ رمضان کو دشمنوں کے ہاتھ سے نکل آئی، نافرمان و سرکش اشخاص پامال و ناکام ہوئے۔

۲ شوال کو حمید الدین خاں کو غنیم کی تنبیہ کے لئے سکھر جانے کی اجازت عطا ہوئی

انعام میں جیغہ مرصع مرحمت ہوا،

مختار خاں میر آتش، رائے باغ اور ہوکری کے سرکشوں کی سرزنش کے لئے مامور ہوا اور خلعت و فیل کے عطیہ سے سربلند ہوا،

غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ بہادر اور چین قلیچ خاں پسر غازی الدین خاں کو فیل مادہ بطور اعزاز تحفتہً مرحمت فرمائی گئی،

عطیات و مناصب لطف اللہ خاں، صلابت خاں کے بجائے داروغگی بندہائے چوکی خاص کی خدمت پر متعین ہو کر مورد الطاف ہوا، مخلص خاں قور بیگی، خانہ زاد خاں اور پسر روح اللہ خاں اور جاں نثار خاں اصل و اضافہ کے اعتبار سے دوہزاری ہفت صد سوار کے منصب پر فائز ہوئے،

صلابت خاں اصل و اضافہ کے اعتبار سے ہزار و پانصدی و ہزار دو صد سوار کا سید سیف خاں نور الدہر اصل و اضافہ کے اعتبار سے ہزار و پانصدی ہفت صد سوار کا، محمد یار خاں ہزار و پانصدی چار صد سوار کا اور خدمت گار خاں اصل و اضافہ سے ہزاری دو صد سوار کا منصب دار قرار پاکر بلند پایہ ہوئے،

لطف اللہ خاں ایک لغزش کی وجہ سے دو ہزار و پانصدی ہزار سوار کے منصب سے برطرف فرمایا گیا،

بادشاہ زادہ محمد معظم کی رہائی جس زمانہ میں عتاب شاہی ترقی پر تھا، بادشاہزادہ محمد معظم کو اپنے بیٹوں سے ملنے کی اجازت نہ تھی، خدمت خاں اعلیٰ حضرت کا نائب جو اپنی سابقہ خدمات کی بدولت کچھ جسارت کر بیٹھا تھا اس بارہ میں حد سے زیادہ مبالغہ کر چکا تھا، ان دنوں اس کی کوششوں سے اصلاح حالات کی اجازت حاصل ہوئی، ایک مدت کے بعد جب غصہ کی شدت آہستہ آہستہ کم ہوئی اور مزاج میں پدری شفقت کا اثر ظاہر ہوا تو سردار خاں محافظ کو کئی مرتبہ ادعیہ ماثورہ مرحمت ہوئی کہ اس یوسف ثانی کو پہونچا کر کہہ دے کہ ان دعاؤں کا ورد رکھو تاکہ خدائے مہرباں ہمارے دل کو تمہاری رہائی پر متوجہ فرمائے، اور تمہیں ہماری جدائی کے صدمے سے نجات دے،

اسی سلسلہ میں ایک نادر لطیفہ مندرجہ ذیل ہے:۔

سردار خاں محافظ نے عرض کیا کہ بادشاہ زادے کو رہا کرنا تو حضرت کا اختیاری امر ہے

پھر اس قسم کے سلوک و برتاؤ کی کیا ضرورت ہے حضرت نے فرمایا یہ درست ہے لیکن حاکم مطلق مالک الملک نے ہمیں ربع مسکوں کا فرمانروا بنایا ہے ظاہر ہے کہ جہاں کسی ظالم کے ہاتھوں کسی مظلوم پر ظلم ہوتا ہے تو وہ ہماری داد رسی کا امیدوار ہوتا ہے، بعض دنیوی اسباب ایسے پیش آتے ہیں کہ اس شخص پر ہمارے ہاتھ سے زیادتی ہوئی ہے، اور ابھی اس کا وقت نہیں آیا، ایسی حالت میں اس کو سوائے خدا کی درگاہ کے کہیں پناہ نہیں ہے اس لئے اسے امیدوار رکھنا چاہیئے تاکہ ہم سے مایوس ہو کر خدا سے فریاد نہ کرے اگر یہ مظلوم فریاد کرے گا تو ہمارا کہاں ٹھکانا ہوگا،

چونکہ کارکنان قضا و قدر نے یہ طے کر لیا تھا کہ اس نیر عظمت و جلال کے انوار سے دنیا روشن ہو اور تخت سلطنت اس کے وجود با جود سے رونق پائے اس لئے بادشاہ کامل الصفات کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی کہ بادشاہزادہ رنج و ابتلا کے دائرہ سے نکل کر خلائق کو اپنے فیوض سے بہرہ مند فرمائیں، اس خیال کی بنا پر اس امر میں بے حد احتیاط سے کام لیا گیا اور ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ بادشاہزادہ کو ذرا بھی روحانی صدمہ نہ پہونچے قبلۂ عالم آہستہ آہستہ سلیقہ و ترتیب کے ساتھ تدبیر کرتے رہے، سچ ہے، ؎

اثر صحبت پاکاں بود اکسیر حیات چوں ہوا راہ بدل یافت نفس میگردد

قبلۂ عالم نے ایک مرتبہ مقام بدری سے کوچ فرمایا اور سردار خاں محافظ کو حکم ہوا کہ جب ہم یہاں سے سوار ہوں تو دولت خانہ کا خیمہ موجودہ فرش و سامان کے ساتھ بدستور استادہ رہے بادشاہزادہ کو ان کے قیام گاہ سے لا کر اس میں اتارا جائے، شاہزادہ موصوف کو تمام مکانات کی سیر کرا کے ہر جگہ تھوڑی دیر بٹھائیں تاکہ تمام حواس و اعضا کو انبساط و فرحت حاصل ہو، اور ہر ایک کے مذاق کی تبدیلی مناسب طور پر محسوس ہو جائے،

ہدایات شاہی کے مطابق عمل کیا گیا لیکن بادشاہزادہ نے محافظ سے کہا کہ مجھے تو دیدار چاہیئے، دیدار کے پیاسے کو مکانات کی سیر سے کیا حاصل،

رفتہ رفتہ شفقت پدری کے جوش میں ترقی ہوئی، اسی دوران میں بادشاہزادہ کی والدہ نواب بائی کے وفات کی خبر دار الخلافہ سے آئی اور قبلۂ عالم دیوان خاص سے بادشاہزادہ کی قیام گاہ تک خیمے اور راستے درست کرا کے خود بدولت نواب قدسیہ زینت النسا بیگم کے ہمراہ تشریف لائے، اور تعزیت کی رسمیں ادا کیں،

اس کے ایک مدت بعد ۴ ذی قعدہ کو پادشاہ زادہ نے قبلۂ دین و دولت، کعبۂ ملک و ملت کا شرف نیاز حاصل کیا، بادشاہ زادہ کو حکم ہوا کہ نماز ظہر حضرت کے ساتھ ادا کریں اور جب قبلۂ عالم نماز جمعہ کی غرض سے مسجد جامع جانے کے لئے سوار ہوں تو بادشاہ زادۂ موصوف دولت خانہ کی مسجد میں ادائے نماز جمعہ کے لئے حاضر کئے جائیں،

اسی طرح کبھی تزکیہ باطن کے لئے ہدایت ہوتی اور کبھی صفائی ظاہر ملحوظ خاطر ہوتی،

اب بادشاہ زادہ حسب حکم قلعہ کے حمام میں تشریف لے جانے اور کبھی باغ اور شاہ آباد کے تالاب کی سیر سے جو بندگان حضرت کے تعمیر کردہ ہیں فرحت و خوش دلی حاصل کرنے غرض رفتہ رفتہ حجاب اٹھ گیا، خواجہ دولت محلی کو حکم ہوا کہ بادشاہ زادہ کے متعلقین کو دارالخلافت سے قبلۂ عالم کے حضور پہونچائے،

شہزادگان والا نژاد محمد معز الدین و محمد عظیم نہ ہزار و دو ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوئے،

محمد رفیع القدر ہفت ہزاری سوار کے عطیہ منصب سے سربلند اور محمد خجستہ اختر دیوان عام میں بطور خاص خلعت پاکر مسرور ہوئے،

حمید الدین خاں خلعت و فیل کے عطیہ سے بہرہ مند ہوا، بخشی الملک روح اللہ خاں ۴ ذی قعدہ کو نصرت آباد سکھر جانے کے لئے خلعت رخصت کے عطیہ سے شرف اندوز ہوا قبلۂ عالم نے بخشی الملک کے ہمراہیوں پر بھی مرحمت و عنایات کی نظر فرمائی،

تہور خاں

تہور خاں ولد صلابت خاں۔ محمد کام بخش کی فوج کا ہراول ہوا، اس کے اصل منصب ہشت صدی، و سی صد سوار میں یک صدی پنجاہ سوار کا اضافہ فرمایا گیا، لطف اللہ خاں برطرفی کے بعد بحال ہوا، صف شکن خاں بادشاہ زادہ محمد معظم کے متعلقین اور خدام کو دارالخلافت سے خجستہ بنیاد اکبر آباد (آگرہ) ہوتا ہوا حضور پرنور میں لایا،

جاسوسوں کے عرائض سے بارگاہ والا میں اطلاع پہونچی کہ ۱۲ محرم کو جمدۃ الملک اسد خاں نے گھر میں بادشاہ زادہ محمد کام بخش کی ملازمت سے عزت حاصل کی، ۵ ربیع الثانی کو بادشاہ زادہ اور جمدۃ الملک جنجی پہنچے،

ایک دیوانہ کا قبلۂ عالم پر حملہ

۶ تاریخ کو مسجد جامع میں ایک پریشان وضع دیوانہ شخص میان سے تلوار کھینچ کر قبلۂ عالم کی طرف دوڑا،

پاسبانوں نے اس کو قید کر لیا اور دیوانہ مجرم صلابت خاں کے حوالہ کیا گیا،

۱۴ رتاریخ سواری شکار میں بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ اور شاہزادہ بیدار بخت ہم رکاب رہے اور جہاں پناہ کے حضور میں حاضر ہوئے سواری کے تکلم اوقات میں ہر دو پسر و پدر دہیں سے نصرت آباد سکھر جانے کے لئے رخصت فرمائے گئے،

بخشی الملک بہرہ مند خاں جو بادشاہ زادہ محمد کام بخش کی فوج سے حسب الحکم حضور پر نور حاضر ہوا تھا، ۲۰ رتاریخ کو ملازمت سے سرفراز ہوا،

۷ رجمادی الاوّل کو ذوالفقار خاں قلعہ نرل سر کرنے کے صلہ میں اصل و اضافہ کے اعتبار سے چار ہزاری دو ہزار پانصد سوار کے منصب پر فائز ہو کر شرف اندوز ہوا،

۱۹ رشعبان کو شاہزادگان گرامی شان، اعزاز الدین و اعز الدین شاہزادہ محمد معز الدین کے فرزند اور محمد کریم و فرخ سیر شاہزادہ محمد عظیم کے پسر بار یاب ہوئے قبلۂ عالم نے شاہزادہ کو یومیہ کے عطیہ اور مناصب عنایات و خلعت وجواہرات وغیرہ انعامات سے مسرور و شاداں کیا

قبلۂ عالم کا قطب آباد میں قیام

۶ رشعبان کو لشکر ظفر پیکر بیجاپور سے روانہ ہوا اور موضع قطب آباد کو دوبارہ ورود شاہی کی عزت نصیب ہوئی جب تک قبلۂ عالم نے یہاں قیام فرمایا جمعہ اور عید اور دوسری نمازوں کے ادائی کے لئے یہیں مصر جامع کی حیثیت سے مسلمانوں کی آمد و رفت ہوتی رہی،

رشید خاں دفتر دار خالصہ مال گزاری وصول کرنے اور بعض خالصات حیدر آباد کی جمع تشخیص کرنے کے لئے مامور ہوا، اور عنایت اللہ مستوفی ایضہ خاں مذکور کی نیابت میں کچہری خالسامانی کی خدمت واقعہ نویسی پر مامور ہوا اور خطاب خانی اور اضافہ صدی کے ساتھ معہ اصل و اضافہ سی صدی پنجاہ سوار کا منصب حاصل کر کے معزز و مفتخر ہوا

سردار خاں کی وفات

سردار خاں دیرینہ خانہ زاد معتمد علیہ نے انتقال کیا، اس شخص کا ظاہر و باطن ولی نعمت کی خیر خواہی و خلق خدا کی خدمت میں یکساں تھا سردار خاں درد طلب و فقرا کا محب و پرستار تھا اس کا بیٹا حمید الدین خاں جو اپنی ہوش مندی و ذکاوت کی وجہ سے فی الحال مورد عنایت ہے باپ کے انتقال کی وجہ سے حسب الحکم کوتوالی وغیرہ خدمات انجام دینے کے لئے کمربستہ ہوا۔

قبلۂ عالم اس مسجد میں جو نماز جمعہ ادا کرنے اور اعتکاف میں بیٹھنے کے لئے دیوان خاص
کے پاس تعمیر ہو رہی ہے خود تشریف فرما ہوئے، اور حصول ثواب کے لئے چند پتھر دست
مبارک سے اٹھا کر بنیاد قائم فرمائی،

جلوس عالمگیری کا چھتیسواں سال

سنہ ۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۲ء

اس زمانہ میں جب کہ آسمان کی گردش موافق اور عامہ رعایا مسرور تھی متبرک
ماہ صیام وعید الفطر کا ورود ہوا، قبلۂ عالم نے اپنی مقاصد کی کامیابی کی برکت کے صلہ میں
جو خدا کی بارگاہ سے حضرت کو حاصل ہوئی تھیں، مخلوق کی حاجت روائی کی جانب توجہ فرمائی

شہزادہ معز الدین کا اسد نگر کے سرکشوں کی تنبیہ کے لئے روانہ ہونا

اسی ماہ کی دوسری تاریخ قبلۂ عالم نے شہزادہ معز الدین کو سرکشوں کی تنبیہ کی غرض سے
اسد نگر کی جانب روانہ فرمایا اور بوقت رخصت خلعت مع بالا بند سرپیچ اور اکیس عدد گھوڑے
اور ہاتھی کے انعامات اور ہزاری منصب کے اضافہ سے دس ہزاری سہ ہزار سوار کا
منصب عطا فرمایا، اسی طرح سے جہاں پناہ نے شہزادہ رفیع القدر کو بھی ہزاری ذات
کے اضافہ سے ہشت ہزاری ذات وہفت ہزار سوار کا منصب عطا فرمایا،
شہزادہ معمور خجستہ اختر بھی اپنی یاوری تقدیر سے منصب ہفت ہزاری ذات پر فائز
ہوئے، معمور خاں کے تغیر سے امانت خاں خجستہ بنیاد کی محافظت پر مامور ہوا، اور
معمور خاں ولایت بیڑ کی فوج داری پر متعین فرمایا گیا اول الذکر کا منصب ہزارو پانصدی

وششش صد سوار تھا تیس سواروں کے اضافہ سے سربلند ہوا، آخرالذکر کو جس کا منصب ہزاری و پانصد سوار تھا، چار سو سواروں کے اضافہ سے سرفراز ہوا،

حامد خاں، سید مرتضیٰ خاں کا فرزند جو پیشتر حامد خاں کے نام سے موسوم تھا میوات کی فوجداری پر مامور ہوا اور پانصد سواروں کے اضافہ سے منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار پانسو سوار پر فائز ہوا،

جہاں پناہ نے عبدالرزاق خاں لاری حیدرآبادی کو فوجداری کوکن پر متعین فرمایا اور ہزار سوار کے اضافہ سے منصب چہار ہزاری ذات اور چار ہزار سوار عنایت فرمایا اضافہ کے علاوہ اس شخص کو اسپ و فیل و نقارہ بطور انعام مرحمت ہوئے،

شہزادہ محمد اعظم کی کتخدائی شہزادہ محمد اعظم کا عقد روح اللہ خاں پسر خلیل اللہ خاں کی دختر کے ساتھ قرار پایا، قبلۂ عالم نے شہزادہ مذکور کو سرپیچ اور سترہ ہزار روپیہ نقد اور بازوبند قیمتی آٹھ ہزار واسپ مع سامان واسباب مرصع و فیل کے عطیات اور ہزاری ذات کا اضافہ عنایت فرما کر دس ہزاری دو ہزار سوار کا منصب مرحمت فرمایا،

سید محمد اور سید محمد جعفر اسی اثنا میں سید محمد و سید محمد جعفر سجادہ نشینان روضہ قطب العالم و شاہ عالم رُوح اللہ روحہما احمد آباد سے قبلۂ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے، جہاں پناہ نے بدستور سابق ہر ایک کو خلعت و فیل اور ایک رقم معتدبہ مدد خرچ میں دے کر واپسی کی اجازت عطا فرمائی،

یکم ذی قعدہ کو خان جہاں بہادر ظفر جنگ کے فرزند ہمت خاں ناظم صوبہ الٰہ آباد کے نام فرمان صادر ہوا کہ بہت جلد بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو،

جہاں پناہ نے امیرالامرا کے فرزند بزرگ امید خاں ناظم صوبہ بہار کو ہمت خاں کے تغیر کے بعد ناظم صوبہ الٰہ آباد اور امیرالامرا کے دوسرے فرزند مظفر خاں کو بھی اس کے تغیر سے جونپور کا فوجدار مقرر فرمایا،

روح اللہ خاں کی وفات ممالک مدار روح اللہ خاں فوت ہوا، جس کی مثال اس قطرہ کی سی ہے جو دریا سے مل گیا ہو، یہ امیر نسب میں آفتاب اور حسب میں لاجواب تھا، اس کے علاوہ خلیق و نیک و مہذب و فیض رساں بھی تھا،

اور چونکہ یہ امیر حضرت کا فرزند خانہ زاد اور اصابت رائے وتیزی فہم وحسنِ اخلاص سے متصف تھا اس کی مفارقت سے حضرت کو بے حد رنج ہوا، منجملہ دیگر علامات کے ایک علامت صریحی اس کے مغفرت کی یہ بھی ہے کہ قبلۂ عالم اس کی عیادت کے لئے رونق افروز ہوئے اور اس مسافرِ ملکِ عدم کے حق میں مغفرت کی دعا فرمائی،

جہاں پناہ نے روح اللہ خاں کے فرزند خانہ زاد خاں کو مخلص خاں کے تغیر سے قور بیگی کی خدمت پر بھی نامزد فرمایا، اور اس کے حال پر بے حد مہربانی فرمائی،

بہرہ مند خاں روح اللہ خاں کے انتقال کے بعد اضافہ پانصدی پانسو سوار سے مع اصل اضافہ منصب چہار ہزاری دو ہزار و خدمت میر بخشی گیری پر فائز ہوا مخلص خاں بہرہ مند خاں کے تغیر کے بعد پانصدی منصب کے اضافہ سے مع اصل و اضافہ منصب دو ہزار پانصدی اور ہفت صد سوار اور خدمت بخشی گیری دوم پر نامزد کیا گیا، جہاں پناہ نے عزیز اللہ خاں اور روح اللہ خاں کو منصب ہزار و پانصدی شش صد سوار مرحمت فرمایا،

خواجہ عبدالرحیم خاں فوت ہوا اور اس کی وفات کے بعد امانت خاں خدمت بیوتاتی پر مامور ہوا،

عنایت اللہ خاں میر حسین امانت خاں کے تغیر کے بعد حضرت کے حکم کے مطابق دیوانی تن کی خدمت پر نامزد کیا گیا،

قبلۂ عالم نے عنایت اللہ خاں کو یک صدی ہشتاد سوار کے اضافہ سے ہفت صدی ہشتاد سوار کا منصب مرحمت فرمایا،

اسی زمانہ میں جب کہ دیوانی صرف خاص بھی عنایت اللہ خاں کی سپرد ہوئی حضرت نے اس کے منصب میں بیس سواروں کا اضافہ اور بھی مرحمت فرمایا،

صلابت خاں کی وفات

صلابت خاں نے اپنے مرض کے اشتداد کی وجہ سے دار الحکومت جانے کے لئے رخصت طلب کی تھی لیکن سفر کی چند ہی منزلیں اس نے طے کی ہوں گی کہ راہ میں فوت ہوگیا، اس زمانہ میں اکثر یہ شعر اس کے ورد زبان تھا، ؎

خود رفتہ ایم و کنج مزارے گرفتہ ایم
تا بار دوش کس نہ شود استخوانِ ما

یہ امیر راستی و درستی معاملہ اور اپنے مالک کی رضا جوئی میں بے حد مستعد و صادق تھا، محمد بدیع بلخی بیوتات کے بعد بار دگر منصب سہ ہزاری ہفت صد سوار پر فائز ہوا،

۸ ذی قعدہ کو قبلۂ عالم نے حکم صادر فرمایا کہ شہزادہ محمد معظم عدالت گاہ میں حاضر ہو کر خدمت زمین بوسی و مجرا بجا لایا کریں،

امراء کے مناصب میں اضافہ

جہاں پناہ نے خدمت گار خاں ناظر کو پانصدی و یک صد و پنجاہ سوار کا اضافہ مرحمت فرمایا،

طالع محمد یار خاں کو منصب پانصدی کے اضافے سے دو ہزاری چار صد سوار کا منصب مرحمت ہوا، کاکر خاں جو محمد کام بخش کی فوج میں متعین تھا پانصدی سہ صد سوار کے اضافہ سے منصب ہزار و پانصدی ہفت صد سوار اور خدمت تھانہ داری جنجی پر نامزد کیا گیا، میر حسین مشرف گرز برداروں کو رخصت عنایت ہوئی، تاکہ دار الحکومت جاکر خادمان محل شہزادہ محمد معز الدین کو حضرت کے حضور میں لے آئے،

قبلۂ عالم نے محمد جمیل فرستادہ حاکم حضر موت کو خلعت اور دو ہزار روپیہ نقد عطا فرما کر واپس جانے کی اجازت عنایت فرمائی،

۲۳ صفر کو شہزادہ رفیع القدر خجستہ اختر کے بارے میں حکم صادر ہوا کہ ہر دو شہزادگان اپنے والد کے ہمراہ نماز ظہر کے لئے مسجد میں حاضر ہوا کریں، لطف اللہ خاں اور اصالت خاں کو اسعد نگر کے تھانہ پر جانے کی اجازت عنایت ہوئی، شہزادہ رفیع القدر کی فوج میں جو دو ہزار سواروں کی کمی واقع تھی وہ بحال ہوگئی خواجہ مبارک خدمت گار خاں کی نیابت میں سرکار شہزادہ محمد معظم میں عہدۂ نظارت پر نامزد کیا گیا،

راجہ اودیت سنگھ زمیندار اوندچھ کے منصب میں جو فیروز جنگ کی فوج میں متعین تھا پانصدی پانصد سوار کا اضافہ ہوا، اور اب راجہ اصل و اضافہ کے اعتبار سے دو ہزاری ہزار و پانصد سوار کا منصب دار ہوا اور خدمت فوجداری ایرج پر مامور کیا گیا، عبد الحی مشرف فراش خانہ نے حضرت کے حضور میں عرض کیا کہ حضرت کے حکم کے مطابق دائرہ دولت شہزادہ بخوبی و خوش اسلوبی مرتب و مکمل ہوگیا، خدمت گار خاں اور دیگر خدامان کو حکم ہوا کہ سواری کے وقت حاضر ہو کر شہزادہ کو محل سرا میں پہونچا دیں، یکم ربیع الآخر کو قبلۂ عالم نے کمال الدین خاں فوجدار بندول بیانہ کے منصب

میں اطراف کے سرکشوں کے استیصال کے صلہ میں پانصدی پانصد سوار کا اضافہ فرمایا اور خان مذکور دو ہزاری بہزار سوار کا منصب دار قرار پایا

امیر الامرا مرحوم کا فرزند اعتقاد خاں ناظم صوبہ اکبرآباد عہدہ فوج داری نواح پر مامور ہوا اور دو سو سوار کے اضافہ سے ہزار و پانصدی و ہزار و دو صد سوار کے منصب پر فائز ہوا جہاں پناہ نے ذوالفقار خاں بہادر کو منصب جلیل القدر چہار ہزاری سہ ہزار سوار مرحمت فرمایا، امیر الامرا مرحوم کا فرزند خدا بندہ خاں بہرائچ کی فوج داری پر مامور کیا گیا، خدا بندہ خاں کا منصب نہ صدی چار صد سوار تھا اس کو یک صدی منصب کا اضافہ عطا ہوا ابو المحمد خاں بیجاپوری کا منصب سہ ہزاری ہزار سوار تھا پانسو سوار کا اضافہ اس کو مرحمت ہوا،

مختار خاں کا منصب سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار تھا پانسو سواروں کی کمی اس کے حق میں بحال کی گئی، حمید الدین خاں بہادر نے طاقت ور و تنومند ہاتھی حضرت کے حضور میں پیش کیے اس کا منصب ہزاری شش صد سوار تھا دو سواروں کا اضافہ اس کو بھی مرحمت ہوا، قبلۂ عالم نے پندرھویں جمادی الآخر کو شہزادہ محمد عظیم کو ساٹھ عدد چیرہ و جامہ و سرپیچ و فوطہ و نیمہ استین و بالا بند بطور انعام عطا فرمائے،

حکیم علیم الدین کا بیٹا انور خاں داروغہ خاصاں اور وزیر خاں شاہجہانی انتقال کر گئے ان میں بجز ظاہری نام و نمود کے کوئی خاص امر قابل ذکر نہ تھا، وزیر خاں کے بجائے ملتفت خاں داروغہ آبدار خانہ اسی خدمت پر ۱۴ رجب کو مامور ہوا، یہ امیر یک صدی پنجاہ سوار کے اضافہ ہزاری یک صد و پنجاہ سوار کے مرتبہ پر فائز ہوا، اور اپنے تقرب و مزاج دانی کی بدولت جلد سے جلد چند ہم عصروں میں محسود بن گیا،

قلعہ جنجی کے حالات

ہرکارے کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ذوالفقار خاں بہادر نے گرانی غلّہ کے سبب سے لشکر میں ثابت قدمی کے آثار نہ دیکھے اور قلعہ جنجی کے مورچال سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہٹ آیا، اس سے کچھ قبل جاسوسوں کی عرضی سے اطلاع ملی تھی کہ قلعہ کے محاصرہ میں دشمن نے ذوالفقار خاں پر نرغہ کیا ہے لشکر شاہی کو رسد نہیں پہونچتی ہے، اگر کمک پہونچ جائے تو اس مہم کی سختی میں آسانی پیدا ہو جائے اس عرضی کی بنا پر جمدۃ الملک کے نام تاکیدی فرمان صادر ہوا کہ جلد اپنے آپ کو بیٹے کی

مدد کے لئے پہونچاتے، اس وقت جمدۃ الملک بیدمال میں مقیم تھا چونکہ مشارالیہ نے موقع پہ پہنچنے میں تساہل و تاخیر کی اس لئے عدالت گاہ میں دستخط خاص سے دوسرا فرمان تحریر ہو رہا تھا، اس وقت اتفاقاً مولف بھی حاضر اور تمام باتیں سن رہا تھا حضرت نے فضائل خاں میر منشی سے ارشاد فرمایا کہ لکھو :-

"تم اپنے آپ کو فرزند پروالہ و شیدا ظاہر کرتے ہو اور ایسے نازک و تنگ موقع پر جلد پہونچنے میں تساہل و غفلت سے کام لیتے ہو گویا زبان حال سے یہ کہتے ہو

ملک الموت من نہ مہستی ام
من یکے پیرزال محنتی ام"

مدعی ہونا اور بات ہے اور دعوی میں سچا ثابت ہونا شئے دیگر ہے چونکہ اس مہم پر جانے سے پیشتر غالباً جمدۃ الملک نے اسی جگہ کہا تھا کہ اب تک کسی کام کے لئے ہمیں حکم نہیں ہوا اگر ہم کسی خدمت پر مامور ہوئے تو لوگ دیکھ لیں گے کہ ترکیب کسے کہتے ہیں، یہ قول اسمع اقدس تک پہونچ چکا تھا، اس موقع پر فضائل خاں اور قابل داروغہ کتاب خانہ مخاطب ہوئے اور ارشاد ہوا "نرکی تمام شد" کیا مثل ہے دونوں کا کہا ہوا میرے کانوں نے سنا ہے

"دیگر بخود منازکہ نرکی تمام شد"

یہ مصرعہ بھی اس فرمان میں درج ہوگیا ،

جلوس عالمگیری کا سینتیسواں سال

سنہ ۱۱۰۴ھ / ۱۶۹۴ء

اسی محمود و مسعود زمانہ میں جبکہ مظلوموں کے دوست اور ظالموں کے دشمن، بادشاہ کے معدلت گستری و انصاف پروری سے دنیا رشک گلزار ہورہی ہے، رمضان کی فیض بخشش و برکت آگیں آمد سے مسلمانوں کے تفریح کے لئے عجب بہار کا عالم ہے زمانہ کا چمن مشرکوں کے جور و تعدی کے خس و خاشاک سے پاک ہوچکا ہے، بادشاہوں کا بادشاہ عبادت الٰہی کے مراتب طے کرنے میں مصروف ہے، تمام رعایا کے دل الطاف و توجہات شاہانہ سے معمور و مسرور ہیں

بادشاہ زادہ عالی جاہ محمد اعظم شاہ کو مرض استسقا ہوگیا تھا اس لئے حضور سے پالکی آئینہ مرحمت ہوئی اور ارشاد ہوا کہ سواری کے وقت ہیں کافی حفاظت و احتیاط کے ساتھ پالکی پر آیا کریں بعد میں فرمان مبارک صادر ہوا کہ سوا اس شخص کے جس کو حضور شاہی سے پالکی عطا ہوئی کوئی دوسرا حاضر دربار خواہ وہ بادشاہ زادہ یا شہزادہ یا امیر پالکی میں سوار حاضر نہیں ہوسکتا،

چند روز کے بعد جدۃ الملک اسد خاں اور مقرب الخدمت ملتفت خاں کو سوار آنے کی اجازت عطا ہوئی،

رانی بدہنور کے وکیل نے رانی کی عرض داشت و پیش کش درگاہ معلیٰ میں پیش کی اور تین سو ہون کی نذر گزرانی،

بادشاہ زادہ محمد کام بخش کا ایک کدورت افزا ناگہانی واقعہ

دنیائے فانی خیر و شر کی نیرنگیوں اور رنج و راحت کے کرشموں کا تعجب انگیز مجموعہ ہے

اور اس کے جیب و دامن طرح طرح کے تغیرات و انقلابات سے ہر وقت معمور رہتے ہیں، اگر کسی فرد کے حلق میں شیرینی کا ایک لقمہ پہونچتا ہے تو اس میں زہر کی سوئیاں بھی شامل ہوتی ہیں، جس شخص کے دامن میں صبح عیش طلوع ہوتی ہے اس کے اُفق سے شام کدورت بھی اپنا بھیانک چہرہ دکھاتی ہے،

اس نفرت آمیز تمہید کی تشریح یہ ہے کہ جمدۃ الملک نے قلعہ نند پال فتح کرنے کے بعد کھیڑ میں جو کرناٹک حیدرآباد کی سرحد ہے چھاؤنی ڈالی بادشاہ زادہ کام بخش کو حضور پر نور سے قلعہ واکن کیرا سر کرنے کے لئے رخصت عطا ہوئی، بادشاہ زادہ، بخشی الملک بہرہ مند خاں کے ساتھ اس مہم کی تیاری میں مشغول ہوئے،

بعد میں بخشی الملک روح اللہ خاں اس مہم کے انصرام پر مامور ہوا اور بادشاہ زادہ نے فرمان مبارک کی تعمیل میں جمدۃ الملک کو کمک پہونچانے پر توجہ کی۔

انہی دوران میں قبلۂ عالم کی سواری کھڑیہ پہونچی اور ارشاد ہوا کہ بادشاہ زادہ مذکور جمدۃ الملک کے ہمراہ ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ کے مدد کو روانہ ہوں،

نصرت جنگ اس زمانہ میں قلعہ چنجی کے محاصرہ میں مصروف اور رسد کے سد باب اور غنیم کے ہجوم کے وجہ سے سخت ترین مشکلات میں گرفتار تھا،

بادشاہ زادہ نے تجربہ کار اشخاص کی نصیحت پر عمل نہ کیا اور جوانی کے قوت اور بدخواہوں کی خوشامد کے فریب میں آکر ابتدائے سفر سے آخر تک برابر گھوڑے پر سوار رہے، بہرہ مند خاں، مختلف تذکرے چھیڑتا اور خوشامد و نرمی سے گفتگو کرتا تھا اس امیر نے مرشد زادہ کی خوشنودی حاصل کر کے حسب اجازت بارگاہ شاہی کی راہ لی، اگرچہ جمدۃ الملک نے باوجود ضعف قوی و پیرانہ سالی کے ادب شاہی کو ملحوظ رکھا، اور تمام راہ سواری کی تکلیف برداشت کرتا رہا، مگر سفر میں تکلیف و ناخوشی کا احساس اس کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا،

چونکہ شکوہ و شکایت کی گرہ زمین الفت میں رنج و کدورت کا بیج بن جاتی ہے اور مخالفت کا انجام عذاب و ندامت ہے اس لئے دل ہی دل میں کینہ نے پرورش پائی، اور بداندیش افراد کے واسطے سے طرفین کی ناخوشگواری و بیزارگی میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا، افواج شاہی چنجی کے نواح میں پہونچیں اور خاں نصرت جنگ نے استقبال کے مراسم ادا کر کے شرف حضوری حاصل کیا، بادشاہ زادہ دیوان خانہ میں رونق افروز ہوئے، اور جمدۃ الملک، نصرت جنگ

سرفراز خاں نے بیٹھنے کی اجازت پائی، سید لشکر خاں پسر سید خان جہاں بارہہ نصرت جنگ کا ہم پایہ امیر تھا اس لئے وہ بھی اسی اعزاز کی توقع رکھتا تھا، لیکن صورت حال امید کے خلاف نظر آئی، اور یہ امیر رنجیدہ ہو کر دیوان خانہ سے نکلا اور پھر نہ حاضر ہوا،

بعض حاضرین نے لشکر خاں کے خلاف بادشاہ زادے کے کان بھرے، ادھر اسی قسم کے دیگر افراد نے بادشاہ زادہ کی بے توجہی سید لشکر خاں کے دل نشیں کی، غرض کہ رنجش و بدخواہی کے اسباب جمع ہو گئے اور ان تمام امور نے تندخو بادشاہ زادہ کی بے دماغی و آشفتہ مزاجی میں اضافہ کر دیا،

اسی اثنا میں بادشاہ زادہ کے بعض ناعاقبت اندیش لوگوں کے واسطے سے رانائے قلعہ نشیں سے مخفی طور پر مراسلت جاری ہوئی ان اسباب نزاع کے پیدا ہو جانے سے بدکیش مخالفوں کا دلی مدعا بر آیا، فتنہ انگیزی وچاپلوسی کا بول بالا و اغوا و فریب کا بازار گرم ہوا،

نصرت جنگ ہر طرف سے قطعاً باخبر تھا یہ امیر حالات معلوم کرنے کی غرض سے اندرون قلعہ کے جاسوسوں کو ہزار روپیہ یومیہ معاوضہ دیتا تھا، سید لشکر خاں و سید خان جہاں ہر دو پدر و پسر نے اس رازو نیاز سے آگاہ ہو کر تمام کیفیت بارگاہ شاہی میں گزارش کی اور درخواست کر کے اجازت حاصل کر لی کہ راؤ دلپت بوندیلہ بادشاہ زادہ کے دولت خانہ پر شبانہ و روز پاسبانی کرے اور بغیر اجازت جمدۃ الملک سواری و دربار نہ کریں اور اجنبی افراد کی آمد و رفت نہ ہونے پائے،

ان حالات سے باہمی رنجشیں آشکارا ہو گئیں، ادھر قلعہ کے جاسوسوں سے معلوم ہوا کہ بادشاہ زادہ جمدۃ الملک اور نصرت جنگ سے موافقت نہ ہونے کی وجہ سے اپنے اندیش ملازمین کے ہمراہ تاریک شب میں قلعہ کے اندر جانے پر آمادہ ہے، باپ بیٹے بادشاہ کے رعب و ہراس کے غلبہ سے پریشان ہو گئے، اور روسائے لشکر سے مشورہ کر کے باتفاق باہمی بادشاہ زادہ کے دروازوں پر چوکی و نگرانی کا سختی سے انتظام کیا اور قلعہ کے گرد تھانہ داروں کو طلب کر لیا،

قلعہ کے نواح کی فوج اپنے مقام سے ہٹی اور غنیم حالات کی اطلاع پاتے ہی اپنی جمعیت لے کر مقابلہ میں آگیا اور میدان کارزار فوراً گرم ہوا، جمدۃ الملک کو ہنگامہ میں بادشاہ زادہ کی حفاظت کی فکر تھی اور نصرت جنگ کو مورچال میں بڑی بڑی توپیں اور سامان قلعہ گیری

اٹھانے کا اندیشہ گھیرے ہوئے تھا، اس کشمکش میں دونوں کو اتنا موقع نہ ملا کہ تھانیداروں کی مدد کر سکتے ہر ممکنہ تدبیر سے کام لیا گیا اور جس مقام پر حسن انتظام نہ ہو سکا وہاں خون کی ندیاں بہنے لگیں،

اسمٰعیل خاں مکھا مشہور سردار کا تھانہ قلعہ کے پیچھے واقع تھا خاں مذکور میدان جنگ میں جم گیا مگر حریف کے ہجوم اور بدبخت سنتا کی کوشش و جانفشانی سے زخمی ہوا، اسمٰعیل خاں کے ملازم اس کو میدان سے اٹھا کر لے گئے، اس سانحہ سے لشکر شاہی کو بے حد نقصان پہونچا،

نصرت جنگ نے مورچال اٹھانے میں تعجیل سے کام لیا اور بڑی توپوں میں میخیں ٹھونک کر انہیں بیکار کیا اور خود مضبوط و قوی دل اور موجودہ جمعیت کو ترتیب دے کر تمام سامان جنگ ایک ساتھ میدان سے اٹھوایا، اور بنگاہ میں پہونچا دیا،

اس دفعہ میں غنیم اطراف کے حملوں سے خاطر جمع ہو کر شاداں و فرحاں فخر و غرور کے ساتھ ایک لاکھ سوار و پیادہ فوج لئے ہوئے نصرت جنگ کے پڑاؤ پر پہونچا بنگاہ اس جگہ سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع تھی اور قلعہ کی دیوار پاؤ کوس، حریف کی چالاکیاں حد سے بڑھ گئیں اور مسلمانوں کو موت کا چہرہ سامنے نظر آنے لگا،

اس وقت خاں بہادر نصرت جنگ اور تمام سرداروں کے ساتھ دو ہزار سوار سے زیادہ فوج نہ تھی، ماسوائے شاہی حافظ و ناصر حقیقی کے مدد پر بھروسہ اور پیر و مرشد دارین کا تصور کر کے سرکشوں سے معرکہ آرا ہوئے، نبرد آزما سواروں کی طرف سے مردانہ حملے ہوئے، اور سخت کشمکش کے بعد تین ہزار پیادے غازیان اسلام کے گھوڑوں سے پامال اور تین سو سوار قتل ہوئے، خاں بہادر سواری کا ہاتھی بڑھا کر قلعہ کے دروازے تک پہونچا، اگرچہ اہل قلعہ نے دروازہ بند کر لیا لیکن اس موقع پر بھی ایک ہزار غیر مسلم ضائع ہوئے، بہادران لشکر نے اقبال شاہی پر تکیہ کر کے دو دستی تلوار چلائی، اور دشمن کے خون سے چہرہ بد فتح کا گلگونہ لگایا، بد باطن غنیم نے عار فرار گوارا کر کے میدان کارزار سے منہ موڑا،

حریف کی شکست

دشمنوں کے سامان میں ایک ہزار گھوڑیاں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں جنہیں وہ چھوڑ کر قلعہ میں گھس گئے تھے، فاتح بہادروں کے چار سو گھوڑے اور چار ہاتھی گولۂ زنبورک سے کام آئے اسی قدر سپاہی جلو اور

دوسری جماعتوں کے بھی درجہ شہادت پر فائز ہوئے، شاہی لشکر میں مشکل سے ایسے افراد تھے جنھوں نے کوئی زخم نہ کھایا ہو،

خدا کی عنایت وکرم سے ایسی نمایاں فتح حاصل کرکے خان بہادر دن کے آخری حصہ میں بنگاہ پر پہونچا اور جمدۃ الملک سے ملا، چونکہ وہ بادشاہ زادہ اور اس کے مصلحت اندیشوں کے ارادوں سے باخبر ہوچکا تھا کہ ان ہردو پدر وپسر کے دیوان خانہ میں داخل ہوتے ہی ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی، اس لئے دونوں امیر سوار ہوکر دولت خانہ میں گستاخانہ گئے، اوران لوگوں نے پیرو مرشد کی نمک خواری وخیر اندیشی کے لحاظ سے مرشدزادہ کو اپنی حراست میں لے لیا،

دوسرے روز خان بہادر نے لشکر کے ہر خرد و بزرگ کو تسلی و دلاسا دے کر اسپ و فیل وخلعت ونقد وغیرہ انعام سے دل شاد کیا پھر اس فوج کو مطمئن کرکے خان مذکور نے بار بار غنیم سے معرکے کئے اور فتوحات حاصل کئے، اس درمیان میں غلے کا ذخیرہ نہ رہا، اور فوج میں ہراسانی پیدا ہوئی تو دشمن سے خان بہادر ایک قسم کی صلح کرکے کوچ کرتا ہوا بادشاہی حدود سلطنت میں مقیم ہوا،

اس مدت میں فرمان مبارک صادر ہوا کہ بادشاہزادہ کو محرم خاں کے ہمراہ حضور میں پہونچا دیا جائے، جمدۃ الملک نے تو درگاہ معلیٰ کی راہ لی اور خان بہادر نے چار ماہ گزار کر دوبارہ قلعہ کا محاصرہ کیا اور اہل حصار پر دنیا تنگ کردی تسخیر قلعہ کے واقعات اور راما کے سنتا کے ہمراہ فرار ہونے کے حالات کسی دوسرے مقام پر تحریر کئے جائیں گے،

شہزادہ محمد کام بخش کی قبلۂ عالم کے حضور میں باریابی

۲۰ شوال کو بادشاہزادہ محمد کام بخش عنایت وحمایت شاہی کے زیر سایہ اور خدا کی حفاظت و پناہ میں جنجی سے حضور پرنور میں پہونچے اور محل سرا میں نواب قدسیہ زینت النسا بیگم کے واسطے سے قبلۂ عالم کی ملازمت حاصل کی ایک ہزار مُہر نذر اور ایک ہزار روپیہ بطور نچھاور نظر انور میں پیش ہوئی،

اسی زمانے میں فرمان واجب الاذعان نافذ ہوا کہ جس امیر کو جواہر کا سرپیچ مرحمت ہوا ہو وہ اسے سوائے یک شنبہ کے مبارک دن کے اور کسی روز نہ باندھے اور اسی عطیہ پر اکتفا

کرے، خود دوسرا سرپیچ نہ بنائے اور اس معاملے میں سرتابی نہ کرے،

۱۲ ذی الحجہ کو خان جہاں بہادر ظفر جنگ کوکلتاش خاں ناظم معزول دار السلطنت لاہور بارگاہ اقدس میں باریابی سے مشرف ہوئے، ان کا فرزند ہمت خاں بہادر صوبہ دار معزول الہ آباد بھی آستان بوس ہوا اس امیر کو حکم ہوا کہ شاہزادہ محمد معز الدین کے متعلقین کو ان کے پاس پرنالا میں پہونچائے،

حمید الدین خاں غنیم کی سرکوبی کے لئے گیا ہوا تھا، ۱۶ صفر کو آستانۂ والا پر حاضر ہوا یہ امیر پیشتر کٹہرہ (کٹھرہ) کے باہر کھڑا ہوتا تھا اب اس کی عزت افزائی فرمائی گئی اور اس کو اندر کھڑے ہونے کی اجازت عطا ہوئی،

عنایت اللہ خاں ملا محمد طاہر اپنے خالو کی تعزیت میں بالابند شال کا انعام پاکر ہمسروں میں سرخرو ہوا،

سنتا کی شکست

۲۰ ربیع الاول کو عمدۃ الملک خان جہاں بہادر نے بارگاہ والا میں عرض کی کہ ہمت خاں کا سنتا سے تین دن تک مقابلہ رہا، بے حد کشمکش وسخت کوشش کے بعد غیر مسلم سردار مغلوب ہوا اور ہمت خاں کو فتح حاصل ہوئی،

راجہ انوپ سنگھ نصرت آباد سکھر کی فوجداری پر اور رعد انداز خاں امتیاز گڑھ ادونی کے قلعہ داری پر، سزاوار خاں محمد آباد بیدر کی قلعہ داری پر اور معمور خاں بیروسوگانو کے فوجداری پر مقرر ہوئے، اور ہر ایک حسب حیثیت انعام و اضافہ حاصل کرکے سربلند ہوا،

عالی جاہ کا حضور پُرنور میں پہونچنا

بادشاہ زادہ عالی جاہ مرض لاحق ہونے کی وجہ سے حضور میں طلب کئے گئے تھے، ۲۰ ربیع الاول کو بادشاہ زادہ محمد بیدار بخت اور شاہزادہ محمد والاجاہ نے سعادت ملازمت حاصل کی اور شفائے کامل سے فیض یاب ہوئے، ہنوز شاہزادہ والاجاہ کا علاج وپرہیز جاری ہے، چونکہ ابھی صحت کلی حاصل نہ ہوئی تھی، اس لئے کلال بار کے درمیان دیوان خاص کے قریب ان کے قیام کے لئے خیمہ نصب کیا گیا اور محافظت کے لئے ایوان اور دو حجرے تعمیر کئے گئے، والا جاہ نے اس فرودگاہ پر قیام فرمایا۔

۲۶ تاریخ بادشاہ زادہ کو ہفت ہزاری دو ہزار سوار منصب اور علم ونقارہ عطا ہوا،

خان زماں فتح جنگ جو بادشاہ زادہ کی فوج میں متعین تھا، حضور پرنور میں باریاب ہوا،

حکیم الملک علاج کے لئے اور فضائل خاں، میر ہادی میر منشی تسلی مدارات کے لئے بادشاہزادہ کی خدمت میں روانہ کئے گئے، موصوف کے ہمرکاب ملازمت سے سرفراز ہوئے،

قبلۂ عالم کا عیادت کے لئے تشریف لے جانا

حضرت اقدس روزانہ ایک بار بادشاہ زادہ کو دیکھنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے، پھر خود اور نواب قدسیہ زینت النساء بیگم بادشاہ زادہ کے ساتھ پرہیزی کھانا بھی تناول فرماتے تھے، بادشاہزادہ کی خاطرداری اور شفقت کی وجہ سے جب تک بیماری دور نہ ہو گئی قبلۂ عالم و بیگم صاحبہ نے اسی کھانے پر اکتفا فرمایا، شافی مطلق کا شکر و احسان ہے کہ اس نے مشفق و ولی نعمت کی برکت توجہ سے بادشاہ زادے کو ایسے مہلک مرض سے نجات عطا فرما کر حیات تازہ بخشی،

تاریخ صحت

بادشاہزادے کے نوکروں میں سے محمد سالم اسلم نے خلوص و عقیدت کے ساتھ تاریخ صحت نظم کی :-

"شفائے شہ دعائے پادشہ بود"

یہ تاریخ حضرت اقدس کے گوش مبارک تک بھی پہونچی اور حضرت کی خوشنودی اور تاریخ گو کی تحسین یابی کا باعث ہوئی،

۵ رجمادی الاوّل کو بادشاہزادے خوش و خرم ایوان خاص میں آکر حضور اقدس کے قریب بیٹھے، اور حضرت کے صفحۂ خاطر سے غبار کدورت صاف ہو گیا، حکیم الملک جس نے علاج میں بے حد رات دن ایک کئے تھے ہزاری ذات کے اضافہ سے مع اصل و اضافہ چار ہزاری امیر ہو کر اپنے ہم چشموں میں سربلند ہوا،

شاہ عالی جاہ کے مرض کی تفصیل خود ان کے الفاظ ہیں

شاہ عالی جاہ اپنے مرض کی کیفیت خود اس طرح بیان فرماتے تھے جو یہاں انھیں کے الفاظ میں درج کی جاتی ہے،

"حکیم معصوم خاں نے استسقا ہونے سے تین سال پہلے ملاقات کے وقت کنایۃً اور پھر بذریعہ پیام صراحۃً عرض کیا تھا کہ "مجھے آپ میں استسقا کے آثار و علامات نظر آتے ہیں، میں حتی الامکان کوشش کروں گا کہ مرض دفع ہو جائے، اور صحت محفوظ رہے، اگر چند روز دوا و غذا اور ایسی چیزوں سے پرہیز کیا جائے جو اس

مرض کا باعث ہیں تو کسی طرح کا خطرہ باقی نہ رہے گا" میں نے حکیم مرحوم کی تشخیص
پر توجہ نہ کی اور ان کے انتقال کے دو سال بعد جب میں جنجی میں مقیم تھا تو یہ
مرض نمودار ہوا، ہرچند حکیم محمد شفیع، حکیم محمد رضا اور حکیم محمد امین ساوجی نے کوشش
کی مگر مرض میں شدت پیدا ہوتی گئی، اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ آستین کا
دور چودہ گرہ تک پہونچ کر تنگ ہوگیا، اور پائجامہ کے دور میں ایک گز چھ گرہ
تک اضافہ کرنا پڑا، پرہیز برابر جاری تھا، پانی کے بجائے عرق کاسنی دکو کا استعمال
تھا مگر حکما اپنے کو بری الذمہ ثابت کرنے کے لئے یہی کہتے تھے کہ بادشاہزادہ
پرہیز نہیں کرتے، آخر کو یہ حالت ہوئی کہ تمام اشخاص مایوس ہوکر کھال پھٹنے کا
انتظار کرنے لگے، بیگم اور محمد بیدار بخت، گیتی آرا و بخت النسا اور حرم کی چند
مستورات پلنگ کے آس پاس ملال کئے ہوئے بیٹھی تھیں، میں خواب و بیداری
کی درمیانی حالت میں تھا کہ میرے پاس ایک نورانی شخص جن کی ڈاڑھی گندمی و
سفید تھی نظر آئے، ان بزرگ نے میرے قریب تشریف لاکر فصیح زبان میں مجھ
سے فرمایا کہ "ابھی کچھ نہیں گیا ہے توبہ صادق کر حق تعالیٰ جلد شفا عطا فرمائے گا"
میں نے عرض کیا "جس طرح ارشاد ہو توبہ کرلوں، انشاءاللہ تعالیٰ توبہ شکنی نہ کروں
گا" میں نے ان کامل بزرگ کی ہدایت کے مطابق توبہ کی اور اسی وقت میرے قلب کو
اطمینان محسوس ہوا، اور وہ بزرگ غائب ہوگئے، میں نے بیگم اور دوسرے متعلقین
کو اس واقعہ کی اطلاع دے کر صحت کی خوش خبری سنائی اسی وقت مجھے پیشاب
کی حاجت ہوئی اور اس قدر ادرار ہوا کہ ایک مرتبہ میں دو بڑے طشت بھر
گئے، پیشاب کے ہوتے ہی فوراً تخفیف و فرحت کا اثر محسوس ہوا آفتاب نکلنے تک پانچ
بار اسی طرح پیشاب ہوا، اور سات حصہ ورم اتر گیا، اکثر اشخاص مجھ سے سوال کرتے تھے
کہ جن بزرگ نے شافی مطلق کے حکم سے توجہ فرمائی تھی وہ کون تھے، میں نے یہی
جواب دیا کہ مجھے نہ معلوم ہوسکا کہ وہ کون تھے اور ان کا کیا نام تھا، مگر دوسرے روز
ادونی سے جو میرے قیام گاہ سے چالیس کوس پر واقع تھی شیخ عبدالرحمٰن درویش نے
مجھ کو لکھا کہ آج تین گھڑی شب باقی رہنے پر حضرت امیرالمومنین سیدنا علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہٗ و رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ آج میں نے بادشاہ زادہ کو توبہ کی تعلیم کر

کے اس کی شفا کے لئے حق تعالیٰ سے دعا کی، انشاء اللہ جلد شفا ہو گی، ہرگز خوف نہ کریں۔ صحت کے بعد میرے نوکروں میں مصطفیٰ کاشی و دیگر افراد نے اپنے پاس سے خاصی رقمیں نقد فقراء مساکین کو تقسیم کیں میرزین العابدین نے بارہ ہزار روپیہ مستحقوں کو دیا، ہدایت خاں نے غسل صحت کے بعد ایک ہفتہ تک جشن کر کے پندرہ ہزار روپے کے صرف سے لوگوں کی دعوتیں کیں، بیگم نے مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ نذر کے طور پر نجف اشرف و کربلائے معلیٰ روانہ کئے ایک لاکھ بیس ہزار روپے مکۂ معظمہ، مدینہ منورہ اور مقامات متبرکہ کے مستحقین کے لئے حضور پرنور سے ارسال ہوئے، بیگمات اور شاہزادوں نے معتد بہ رقمیں اہل استحقاق کو تقسیم کیں جس وقت حکیم الملک اور فضائل خاں، حضور پر نور کے حکم سے میرے پاس پہونچے اس وقت تھوڑا ورم چہرہ اور ہاتھوں پر تھا، حکیم نے معجون الذہب دی، جس کے استعمال سے ورم میں کچھ اضافہ ہوا، مگر معالج نے عرض کیا کہ کوئی خوف کی بات نہیں ہے ورم قطعاً زائل ہو جائے گا، اس کے بعد حضور میں روانہ ہوا، حکیم کو دو ہزار اشرفی، خلعت، فیل بطور انعام عطا کئے اور فضائل خاں بھی نوازش و مراعات سے سرفراز ہوا"

عطیات وانعامات

فتح جنگ کا فرزند منور خاں پانصدی اضافہ کے ساتھ سہ ہزاری پانصدی دو ہزار سوار کے منصب پر فائز ہوا، علی مردان خاں حیدر آبادی بد انجام غنیم کے قید میں گرفتار ہو گیا تھا اور یہ امیر آزاد ہوا اور غائبانہ پنج ہزاری پنج ہزار کے منصب پر فائز ہو کر شاد کام ہوا، عمدۃ الملک جنجی سے پلٹ کر حکم اقدس کے مطابق نصرت آباد سکھر میں مقیم تھا حسب طلب درگاہ معلیٰ میں حاضر ہوا،

عمدۃ الملک کا قبلۂ عالم کی خدمت میں حاضر ہونا

بادشاہ زادہ محمد کام بخش کے واقعۂ کدورت خیز سے عمدۃ الملک کے دل میں بے شمار توہمات گھر کر گئے تھے، جس روز سے باریابی کی عزت ملی اور وہ سلام گاہ پر پہونچا تو ملتفت خاں نے جو داروغۂ خواصاں کی حیثیت سے تخت مبارک کے قریب کھڑا تھا، آہستہ سے یہ مصرع پڑھا ع

"درعفو لذتیست کہ در انتقام نیست"

بادشاہ جرم بخش و خدام نواز نے فرمایا کہ یہ مصرع موقع پر پڑھا گیا، اور اس کے بعد نظر توجہ

اس ممتاز و برگزیدہ سردار پر ڈال کر قدم بوسی کا ایما فرمایا اور اپنے ہاتھوں سے اس کا سر اٹھا کر تسلی دی۔

سپہدار خاں کے منصب میں اضافہ

سپہدار خاں پسر کوکلتاش خاں ظفر جنگ، بزرگ امید خاں کے انتقال کی وجہ الہ آباد کا ناظم ہوگیا تھا علاوہ اس خدمت کے جونپور کی فوجداری پر بھی فائز ہوا پیشتر سہ ہزاری دو ہزار و پانصد سوار کا منصب دار تھا، اب پانصد سوار کا اضافہ اور ایک کروڑ دام بطور انعام کے عطیات سے سرفراز ہوا،

خانہ زاد خاں جو کرہ مونہ کی سمت راہ داری کے لئے روانہ ہوا تھا، ۲۰ جمادی الآخر کو حضور پرنور میں پہونچا،

شاہزادہ بیدار بخت بہادر دشمن کی سرکوبی کے لئے رخصت ہوئے دستہ ماہی کا خنجر مع علاقہ مروارید قیمتی دس ہزار مرحمت ہوا، خان فتح جنگ اور اس کے فرزند و اقربا و دیگر اشخاص جو ہمرکابی پر مامور ہوئے، سب کو خلعت اضافہ منصب، جواہرات و اسپ و فیل مرحمت ہوئے،

۱۲ رجب کو شاہزادہ محمد معز الدین پرنالہ کا محاصرہ ترک کر کے حضور میں حاضر ہوئے اور خلوت میں اپنے فرزند اعز الدین کے ہمراہ آستانہ اقدس پر سر جھکایا،

مختار خاں میر آتش کی خدمت پر ممتاز ہوا، نوازش خاں رومی نے چکلہ مراد آباد کی محافظت کی خدمت حاصل کر کے دل کی مراد حاصل کی،

سادات بارہہ کا فتنہ

سادات بارہہ کا ایک سید منصب دار سرکار والا کا ملازم تھا اور امان اللہ شاہ عالی جاہ کا معتبر خادم تھا، ان ہر دو افراد کی ایک دوسرے سے ملاقات تھی ایک روز ساتھ ساتھ جا رہے تھے، جب وقت آجاتا ہے تو ایک لمحہ میں عمر بھر کی دوستی پر پانی پھر جاتا ہے، موافقت نے مخالفت کی جگہ پائی اور جھگڑا اتنا بڑھا کہ امان اللہ نے سید پر جمدھر کا ایک پورا ہاتھ چھوڑا، ضرب کاری لگی، سید بے دم ہوگیا، سادات نے متفق ہو کر شاہ عالی جاہ کے فرودگاہ میں امان اللہ کے دائرہ پر ہجوم کیا اس طرف سے بھی بے شمار افراد جمع ہوگئے اور ہنگامہ برپا ہوگیا،

قبلۂ عالم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی، اور مختار خاں میر آتش کو حکم ہوا کہ موقع پر پہونچ کر

جہاں تک ممکن ہو مصالحت کی سعی کرے، خان مذکور نے ارشاد عالی کے مطابق لڑائی روکنے کی کوشش کی لیکن سادات جنگ سے باز نہ آئے، مختار خاں نے حقیقت واقعی کا معروضہ پیش کیا اور حضرت نے عرضی پر دستخط مبارک سے یہ آیت کریمہ ثبت فرمائی،

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احداھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیئ الی امر اللہ،

ترجمہ اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو، اور اگر ان میں سے کوئی دوسرے پر زیادتی کرے تو اس سے لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کا حکم مان لے)

خدا خدا کرکے وہ روز گزرا اور دوسرے دن سادات کی ایک جماعت دیوان عدالت میں باہر کی جانب آکر کھڑی ہوگئی، حکم ہوا کہ قاضی القضاۃ سے رجوع کریں، تاکہ شریعت کا جو حکم ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے، اس بے خبر جماعت کی زبان سے نکلا

"ہم کو قاضی سے کیا سروکار، ہم خود اپنے حریف سے سمجھ لیں گے"،

یہ امر خاطر اقدس پر گراں گزرا اور حضرت نے آستین الٹ کر فرمایا کہ:-

"جس گروہ نے ہمیشہ میرے ہاتھ سے ضرب کھائی اور زک اٹھائی ہے وہ معاملات شرعی میں اس طرح کی بدزبانی و گستاخی سے کام لیتا ہے، یہ تمام افراد جمع ہوکر حاضر ہوں"

پھر حکم ہوا:-

"سادات میں جو اشخاص خاص چوکی اور جلو قدیم کے ملازم ہیں سب برطرف کئے جائیں اور دروازہ غسل خانہ کے سامنے والے خیمہ پر جو افراد مقرر تھے وہ بھی علیحدہ ہو جائیں"

اب ان میں کون ایسا مرد تھا جو دم مار سکتا،

سیف خاں، سید خاں وغیرہ سردار مقرب و صاحب اقتدار ارکان کے مکانات پر حاضر ہوئے، اور ہزار طرح پر کہا کہ ہم نافرمان گروہ میں شامل نہ تھے لیکن ان کا عذر مسموع نہ ہوا اور ایک زمانہ تک معتوب و برطرف رہے، ایک مدت کے بعد مقربان دولت کی سفارش اور اپنی التماس و نیازمندی سے خدمات پر بحال ہوئے، اس واقعہ کے بعد ان اشخاص نے بار دیگر ایسی حرکت نہ کی اور ہمیشہ ادب کے ساتھ اپنے خدمات انجام دیتے رہے،

ایک اور ناخوشگوار واقعہ

اسی زمانہ میں چند اجل رسیدہ یعنی شاہزادہ محمد معزالدین کے بیس نفر ملازم افضل علیخاں دیوان سرکار سے بے ادبانہ پیش آئے،

ان کی سفلہ مزاجی نے فساد کو اس درجہ طول دیا کہ کسی کی نصیحت نے کام نہ کیا جس نے سمجھایا وہ رسوا ہوا،

یہ شکایت سمع مبارک تک پہونچی اور چونکہ اسی زمانہ میں سادات کا نفرت انگیز واقعہ پیش آچکا تھا فرمان والاصادر ہوا کہ حمید الدین خاں اس جماعت کو اس کے اعمال کی سزا دے،

حمید الدین خاں موقع پر پہونچا اور اہل فساد نے اپنی جگہ سے قدم پیچھے نہ ہٹایا بلکہ وہ جلتی آگ میں گر پڑے اور دیدہ دلیری سے مقابلہ کرنے لگے،

ظاہر ہے کہ پروانہ کی بساط ہی کیا، اگر ہزار جمع ہوں تو بھی ایک مشت خاک کے برابر ہیں، مگر چونکہ یہ چند نفر جان دینے پر تلے ہوئے تھے اس لئے جب ایک ہزار شاہی سواروں پر حملہ کرتے تھے تو ہر طرف اہل لشکر کے قدم ڈگمگاتے نظر آتے اور سوائے فرار کے کسی امر پر قرار نہ ہوتا تھا، اسی اثنا میں ہجوم کے شور وغل کی وجہ سے خان بہادر کی سواری کا ہاتھی بھڑک کر معرکے سے نکلا اور گنج بادشاہی کی طرف ایک کوس تک چلا گیا، بڑے بڑے کھلیان[1] خان بہادر کو نظر آئے جیسے ہی ہاتھی ان کے برابر سے گزرا خان بہادر نے اپنے آپ کو تول کر ہودج سے جست کی اور کھلیان پر جا رہا ملازمین نے ہاتھی کا پیچھا کر کے اسے قابو میں کیا اور خان بہادر دوسری سواری پر سوار ہو کر پھر میدان میں پہونچا آخر کو یہ بدبخت گروہ خود جلائی ہوئی آگ میں جل کر راہی عدم ہوا

---

[1] غلہ رکھنے کی جگہ

جلوس عالمگیری کا اڑتیسواں سال

سنہ ۱۱۰۵ھ
۱۶۹۵ء

رمضان المبارک کے متبرک چاند نے دُور سے اپنی جھلک دکھا کر اسلامی دنیا کو اپنی آمد کے برکات و مسرت سے معمور کر دیا، قالب عدل و داد کی جان یعنی بادشاہ اسلام روز و شب کی اطاعت و عبادت سے ثواب و سعادت حاصل کرنے میں مصروف ہوئے قبلۂ عالم نے اپنے واقعات و حالات کو روحانی مسرتوں اور خیر و ثواب کی برکتوں سے زینت دی،

شائستہ خاں کی وفات مخبروں کے نوشتے سے جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ امیر الامراء شائستہ خاں ناظم اکبرآباد نے وفات پائی، اس برگزیدہ امیر عالی شان سردار کے اخلاق و محاسن اس سے زیادہ اور کیا ہوں گے کہ تمام عالم میں اس کے جود و احسان کی شہرت ہے اور مسافرخانے اور پلوں کی قسم کے نیک آثار و عمارات جن میں لاکھوں روپیہ صرف ہوا تھا، ہندوستان میں ہر چہار طرف اس کی یادگار موجود ہیں،

مرحوم کے انتقال کے بعد صالح خاں پسر اعظم خاں کوکہ باپ کے خطاب فدائی خاں سے مخاطب ہوا اور اس کو گوالیار کی فوجداری کے بجائے اکبرآباد کے صاحب صوبہ کا عہدۂ جلیل مرحمت ہوا،

بخشی الملک بہرہ مند خاں چار ہزاری دو ہزار و پانصد سوار تھا، ۱۰ ذی الحجہ کو ایک ہزاری کے اضافہ سے پنج ہزاری کے منصب پر فائز ہوا،

ذوالفقار خاں بہادر چار ہزاری تین ہزار سوار کا منصب دار تھا، اسے بھی ایک ہزاری ذات کی نمایاں ترقی عطا ہوئی

بخشی الملک مخلص خاں دو ہزار و پانصدی شش صد سوار کے اضافہ سے سہ ہزاری

ہفت صد سوار کے عہدہ پر سرفراز ہوا،

فاضل خاں خانساماں پانصدی اضافہ پاکر دو ہزار و پانصدی پانصد سوار کا منصب دار قرار پایا،

۲۷ رصفر کو اسمٰعیل خاں مکھا غنیم کے ہاتھ سے رہا ہو کر حضور میں پہونچا، اینڈی سے مرتضیٰ آباد تک کی راہداری پر مقرر ہوا، پہلے پنج ہزاری پنج ہزار سوار تھا، ہزاری ذات کے اضافہ سے بہرہ مند ہوا،

خانہ زاد خاں خدام چوکی خاص کا داروغہ مقرر ہوا، عسکری خاں حیدرآبادی صوبۂ اودھ کے انتظام پر مقرر ہوا،

راجہ بھیم سنگھ کی وفات

راجہ بھیم سنگھ پنج ہزاری نے انتقال کیا، اعتقاد خاں اور ابوالمعالی امیرالامراء کے بیٹے اور مرلی دھر دیوان علاقہ مرحوم ۷ جمادی الاول کو حضور میں باریاب ہو کر ماتمی خلعت کے عطیہ سے سرفراز ہوئے،

اخلاص کیش مؤلف حضور کے ایما سے بعض معاملات کے تصفیے کے لئے اجین گیا ہوا تھا اپنے خدمات کو انجام دینے کے بعد حاضر بارگاہ ہو کر آستاں بوس ہوا،

۸ رجب کو بزرگ امید خاں ناظم صوبۂ بہار نے دنیا کو خیرباد کہا، اعتقاد خاں اور ابوالمعانی کو بھائی کے ماتم میں خلعت عطا ہوئے،

بزرگ امید خاں کے بجائے فدائی خاں بہار کا صوبہ دار مقرر ہوا، اور اس کے تغیر سے صوبۂ اکبرآباد کی نظامت پر مختار خاں کا تقرر عمل میں آیا، مختار خاں کی خدمت پر خانہ زاد خاں میر آتش کے عہدے پر سرفراز ہوا، یہ امیر پیشتر دو ہزار و پانصدی کا منصب دار تھا، اب پانصدی اضافہ سے دل شاد ہوا،

فرمان مبارک صادر ہوا کہ کوکب سپہر عظمت بادشاہزادہ محمد معظم کا منصب چہل ہزاری چہل ہزار سوار سپاہ میں درج کیا جائے،

راجپوتوں پر نظر کرم

دربار عالی و نیز صوبہ جات میں فرمان ہوا کہ سوائے فرقہ راجپوت کے دیگر اقوام کے ہندو ہتھیار نہ لگائیں، اور ہاتھی، پالکی اور عراقی و عربی گھوڑے پر سوار نہ ہوں،

۲۹ رشعبان کو قطب آباد سے کوچ ہوا اور ۱۰ رکو پانچویں مرتبہ نواح بیجاپور میں نوبت نواز

افضل پور کو فرودگاہ والا بننے کا شرف حاصل ہوا،

جلوس عالمگیری کا انتالیسواں سال

سنہ ۱۱۰۶ ھ
۱۶۹۶ ء

ماہ رمضان کا برکت خیز وسعادت انگیز چاند طلوع ہوا، جہاں پناہ نے اس مقدس مہینہ کو بہی خواہان ملک کو سرفراز اور اعدائے سلطنت کو تباہ کرنے میں صرف کیا، قبلۂ عالم نے ماہ مبارک میں دینی و دنیوی سعادتوں کے حاصل کرنے میں خیر وسعادت کے مدارج طے فرمائے چونکہ مقام برہمن پوری ایسے مبارک زمانہ کے بسر کرنے کے لئے موزوں نہ تھا، لہذا جہاں پناہ نے اس مقدس مہینہ میں خیر و احسان فرما کر اس قیام کی تلافی فرمائی،

ایک لطیفہ خان جہاں بہادر ظفر جنگ نے عدالت پناہ کے حضور میں چینی کا ایک چھوٹا اور مدور آفتابہ پیش کیا، اور کہا کہ یہ لوٹا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات میں سے ہے جہاں پناہ نے اُس پر ایک نگاہ ڈال کر آفتابہ شاہزادہ معزالدین محمد عظیم کو عنایت فرمایا دوسطروں کا ایک نقش خط کے طور پر اس آفتابہ پر کندہ تھا شاہزادوں نے فرمایا کہ غالباً یہ خط عبرانی ہوگا، خانہ جہاں بہادر نے انداز گفتگو کو پہچانا اور عرض کیا، کہ میں عبرانی نہیں جانتا جس نے فروخت کیا ہے اس کا بیان ہے کہ آفتابہ چینی کا ہے جہاں پناہ نے فرمایا کہ عبرانی ایک خط ہے آفتابہ کی چینی خراب نہیں ہے، خان مذکور کے بے شمار عجیب غریب روایات افواہاً مشہور ہیں جو قطعاً قیاس سے باہر ہیں چونکہ لطیفۂ مذکور راقم الحروف نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے اس لئے حوالۂ قلم کر دیا،

بادشاہ محمد معظم عنایات جہاں پناہی کی خوش گوار ہوا چلی اور حکم ہوا کہ خدمت گار خاں خواجہ منظور

کے ہمراہ حضرت قطب عزت باد شادۂ محمد معظم کو خلعت خاصہ پہونچائے شاہ زادہ مذکور تسبیح خانہ میں آداب بجا لائے، اور جہاں پناہ کے ہمراہ دیوان عدالت میں آکر شرف قدم بوسی سے سرفراز ہوئے عدالت پناہ نے شاہ زادہ کے پیشانی کو بوسہ دیا، اور آداب وبندگی بجا لانے کے بعد سرپیچ الماس قیمتی ایک لاکھ وشمشیر اور دو گھوڑے مع سازو مینا و طلا اور ایک ہاتھی مع سامان نقرہ مرحمت فرمایا، اور ارشاد ہوا کہ اپنے مکان کو واپس جائیں،

خدابندہ خاں پسر امیرالامرار اپنے باپ کی وفات کے بعد بہرائچ کی فوجداری سے حضور میں حاضر ہوا اور خلعت ماتمی کے عطیہ سے سرفراز ہوا، حمید خاں کے منصب میں ایک صد سوار کا اضافہ ہوا اور امیر مذکور ہزار دو پانصدی پانصد سوار کے گروہ امرا میں داخل ہوا،

شاہی دربار کا دستور تھا کہ شاہزادہ محمد معظم ہمیشہ جہاں پناہ کے دست راست بیٹھتے تھے، شاہ زادۂ مذکور کی گوشہ نشینی کے زمانہ میں شاہ زادہ عالی جاہ کو یہ عزت عطا ہوئی، شہزادۂ معظم نے جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ پیش کیا کہ عید کے روز فدوی کو کیا حکم ہوتا ہے، فرمان خداوندی صادر ہوا کہ سواری کے آگے عیدگاہ چلیں اور دستِ راست کی طرف نشست اختیار کریں، شاہی حکم کے مطابق عمل درآمد ہوا، سواری مبارک زینہ پر پہونچی اور شہزادہ محمد معظم شرف مجری وقدم بوسی سے مشرف ہوئے، حضرت نے ان سے معانقہ فرمایا، اور ان کا بایاں ہاتھ اپنے دستِ راست سے پکڑ کر جانبِ مصلیٰ تشریف لائے اور شاہ زادۂ مذکور کو اپنی داہنی جانب بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی، شاہ زادۂ مذکور جہاں پناہ سے بالکل مل کر بیٹھے، شاہ زادۂ عالی جاہ ان کے عقب میں آ رہے تھے اور شمشیرِ خاصہ ان کے ہاتھ میں تھی عالی جاہ نے اپنے بھائی کا بازو پکڑ کر اپنے لئے جگہ نکال کر جہاں پناہ کے داہنی جانب بیٹھنے کا ارادہ کیا حضرت نے ان کا ہاتھ پکڑ جانبِ چپ بٹھلا دیا، ظاہر ہے کہ حکم جہاں پناہی کے باوجود کس کو تقدیم وتاخیر کی طاقت ہوسکتی ہے، نماز کے بعد خطیب نے حضرت کا نام نامی لیا، اور جہاں پناہ شاہ زادہ عالی جاہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھے اور شاہ زادۂ محمد معظم کو سوار ہو کر واپس جانے کی اجازت دی شاہ زادہ محمد معظم مع فرزندوں کے تیسرے دروازے سے برآمد اور جہاں پناہ دروازۂ دوم سے باہر تشریف لائے،

ذکیۃ النسار اور صفیۃ النسار محمد اکبر کی دونوں بیٹیاں جہاں پناہ کے حکم کے مطابق حاضر بارگاہ ہوئیں، اور ان کا نکاح شاہزادۂ رفیع القدر اور خجستہ اختر سے کر دیا گیا،

شاہزادہ محمد معظم ۵ شوال ۳۹ھ پنج شنبہ کے روز تسبیح خانے میں تشریف لائے اور بعد

ادائے آداب ان کو اکبرآباد جانے کی اجازت مرحمت ہوئی شاہ زادے کو خلعت رخصت عطا ہوا جو خواجہ منظور کے ہمراہ ان کے لئے روانہ کیا گیا، شاہ زادہ محمد معظم جہاں پناہ کے ساتھ دیوانِ عدالت میں تشریف لائے۔ اور شرف قدم بوسی حاصل کرکے معزز و مکرم ہوئے، جہاں پناہ نے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور فاتحہ خیر پڑھ کر شاہ زادہ کو رخصت فرمایا، رفیع القدر اور خجستہ اختر کو محمد معظم کے ہمراہ جلنے کی اجازت مرحمت ہوئی، اور معز الدین اور محمد عظیم کو حکم ہوا حضورِ شاہی میں مقیم رہیں، اور حکم ہوا کہ شاہ زادہ محمد معظم کو دائرہ تک پہونچا کر واپس آئیں،

بادشاہ کا بیجاپور سے موضع برہم پوری کو واپس آنا

۱۰ شوال کو نورس پور سے کوچ ہوا، اور قبلۂ عالم موضع پوری میں وارد ہوئے، یہ موضع دریائے بھیرا کے کنارہ آباد ہے، شاہی حکم کے مطابق تمام بادشاہ زادے اور نیز اعیان مملکت تسلیمات مبارک باد بجا لائے، قبلۂ عالم دولت خانہ کو تشریف لاتے ہوئے شاہ عالی جاہ کے خیمہ کی طرف سے گذرے معلوم ہوا کہ شاہ زادہ مذکور کے دائرہ کا دَور بے حد زیادہ ہے جہاں پناہ نے حکم دیا، کہ جریب کش دائرۂ مذکور کی پیمائش کرے اور نیز یہ کہ عالی جاہ کے خیمہ کا احاطہ جہاں پناہ کے احاطہ سے جو قبل جلوس تھا زیادہ نہ ہو،

روح القدس اور فیروز بخت کی پیدائش روح اللہ خاں کی دختر کے بطن سے شاہزادہ محمد عظیم کے محل میں بیٹا پیدا ہوا، جہاں پناہ کے حضور میں پانسو اشرفیاں نظر کی پیش ہوئیں، قبلۂ عالم نے مولود کو روح القدس کے نام سے موسوم فرمایا،

۲۲ محرم کو مختار خاں کی دختر کے بطن سے شاہزادہ بیدار بخت کے محل میں لڑکا پیدا ہوا، شاہ زادۂ عالی جاہ نے حاضر حضور ہو کر بعد ادائے آداب پانچ سو اشرفیاں بہ طور نذر پیش کیں، نوزائیدہ فرزند فیروز بخت کے نام سے موسوم کیا گیا۔

۲۲ صفر کو محمد معز الدین و محمد عظیم رخصت کے وقت تخت گاہ اکبرآباد میں شاہ عالی جاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے شاہزادہ کو خلعت و بالا بند با نیمہ آستیں و طرہ و مالائے مروارید عطا ہوئے، خدا بندہ خاں کا جمدۃ الملک کی دختر سے عقد ہوا، اور نامبردہ کو خلعت عطا فرمایا گیا، ذو الفقار خاں بہادر اصل و اضافہ کے اعتبار سے پنج ہزاری چہار ہزار سوار کا منصب دار

مقرر ہوا،

بخشی الملک بہرہ مند خاں آستانہ شاہی پر حاضر ہوا قبلۂ عالم نے امیر مذکور کو پنج ہزاری و سہ ہزار سوار کا منصب بلا شرط عطا فرمایا،

بخشی الملک مخلص خاں کو سہ ہزار سوار کا منصب عطا ہوا، حمید الدین خاں اصل و اضافہ کے اعتبار سے دو ہزاری منصب داروں میں شمار کیا گیا،

قاسم خاں و خانہ زاد خاں کا قضائے الٰہی سے گرفتار بلا ہونا اور سنتا سے جنگ

قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ مسمی سنتا پریشان و تباہ حال اپنے ملک کو واپس جا رہا ہے اور شاہی لشکر سے اسی کوس کے فاصلہ سے اس کا گزر ہوگا، جہاں پناہ نے محمد قاسم خاں کے نام فرمان صادر فرمایا کہ خانہ زاد خاں و صف شکن خاں و سید اصالت خاں و محمد مراد خاں وغیرہ سواران فوج کے ہمراہ جلوداران خاصہ و خاص چوکی و ہفت چوکی و توپ خانہ کی جمعیت کے ساتھ جو اس مہم پر نامزد کی گئی ہیں سنتا کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو،

قاسم خاں کو جو ملک سرا کا ناظم و بے حد معزز و کارگزار امیر تھا ادونی میں فرمان مبارک ملا ۲۳، جمادی الآخر کو غنیم کی گزرگاہ سے چھ کوس کے فاصلہ پر خانہ زاد خاں قاسم خاں سے جا ملا، قاسم خاں کا تمام ساز و سامان ادونی میں تھا لیکن اس کو منظور نہ ہوا کہ خانہ زاد خاں وغیرہ امراء کی دعوت کرے، قاسم خاں نے طلائی و مسی و چینی کے برتن قلعہ سے نکال کر اپنے و نیز دیگر امراء کے پیش خانہ کی ہمراہ تین کوس کے فاصلے سے روانہ کئے

قاسم خاں کی اس کارروائی سے غنیم آگاہ ہوا اور اس نے اپنی جمعیت کو تین حصوں میں تقسیم کیا، حریف نے ایک گروہ کو توپ خانہ کی غارت گری کے لئے روانہ کیا اور ایک حصہ کو اہل لشکر کے مقابلہ کے لئے نامزد کر کے تیسرے گروہ کو محفوظ رکھا، دشمن کی اس جماعت نے جو پیش خانہ پر حملہ آور ہونے کے لئے متعین کی گئی تھی، چار گھڑی دن گزرنے پر دھاوا کیا اور بیشمار افراد کو قتل و زخمی کر کے تمام موجودہ مال و اسباب کو تاراج کیا،

قاسم خاں کو دفعتہً اس واقعہ کی خبر ہوئی اس امیر نے خانہ زاد خاں کو بیدار نہ کیا اور خود مقابلے کے لئے بہ تعجیل روانہ ہو گیا، قاسم خاں نے ہنوز ایک کوس کی مسافت طے کی تھی کہ دشمن کی فوج جو مقابلے کے لئے آمادہ تھی سامنے نمودار ہوئی، اور میدان کارزار گرم ہوا،

خانہ زاد خاں سو کر اُٹھا اور اس خبر کو سنتے ہی بہیر و بنگاہ اور خیموں اور اسباب کو اسی جگہ چھوڑ کر بہت جلد میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گیا، خانہ زاد خاں کو معلوم تھا کہ دشمن کے ہمراہ کالاپیادہ یعنی بندوقچی بے شمار ہیں، اوران کے علاوہ دیگر جمعیت وسوار بھی بے انتہا موجود ہیں۔

فریقین میں سخت وعظیم الشان جنگ ہوئی اورطرفین سے بے شمار افراد کام آئے باوجود لشکر اور سرداران کی ثابت قدمی وقائمی اور غنیم کے سپاہ کے قتل وزخمی ہونے کے دشمن ایک قدم پیچھے نہ ہٹا، اور غنیم کے استقلال میں خلل واقع نہ ہوا،

اسی اثنا میں ایک جماعت نے جسے سنتا نے علیحدہ محفوظ رکھا تھا بہیر و بنگاہ پر حملہ کیا اور تمام افراد کو قتل کر کے جملہ سامان واسباب کو تاخت وتاراج کیا،

معرکۂ کارزار خوب گرم تھا، کہ قاسم خاں وخانہ زاد خاں کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور ان کی ثابت قدمی میں فرق آنے لگا، ہر دو اشخاص نے باہم یہ صلاح کی کہ چونکہ جس مقام پر پیش خانہ روانہ کیا گیا ہے وہ قلعہ دیرندی سے قریب ہے اور اس کے سامنے تالاب بھی واقع ہوا ہے اس لئے ہم کو اس مقام پر پہونچ کر قیام کرنا چاہئیے، قاسم خاں وخانہ زاد خاں نے ایک کوس راہ جنگ کناں طے کی اور شام کو تالاب کے قریب پہونچے دشمن نے اس جماعت کو قیام پذیر نہ ہونے دیا، اور خود بھی ایک جانب مقیم ہو گیا، بادشاہی لشکر جو قلعہ کے اندر تھا اس نے قلعہ میں داخل ہونے کی راہیں دشمن پر مسدود کر دیں قاسم خاں اور دیگر سرداروں نے جو کھانا کہ ان کے ہمراہ تھا دیگر افراد میں تقسیم کر کے کھالیا اور تمام لشکر نے صرف تالاب کا پانی پی کر بسر کی، دانہ اور گھانس کا نام تک لینا محال نظر آتا تھا،

شب کے وقت روسیاہ دشمن نے ان کو چہار جانب سے گھیر لیا بادشاہی لشکر نے بھی کمرِ ہمت جاں نثاری مضبوط باندھی، اور دشمن کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گئے لیکن دشمن تین روز تک سامنے آتا مگر جنگ نہ کرتا تھا یہاں تک کہ ہزار پیادہ اس بومی کی جانب (جبلدرک،) جو قاسم خاں سے عاجزانہ امان طلب کر چکے تھے، قابو پاکر مخاصمت کے لئے پہونچ گئے، چوتھے دن سپیدۂ صبح نمودار نہ ہوا تھا کہ پیادہ بندوقچی پہلے سے دہ چند زیادہ جنگل میں آکر کھڑے ہو گئے اور لڑائی شروع ہو گئی چونکہ شاہی توپ خانے کا مسالہ زیادہ مقدار میں تباہ وبرباد اور جو ہمراہ تھا وہ صرف ہو چکا تھا، چند ساعت تک دوڑ دھوپ کر کے عاجزی کے ساتھ خاموش بیٹھ گئے

اور ستنا کی جانب سے بندوق کی گولیوں کی بارش شل اولوں کے ہو رہی تھی، غرض کہ بے شمار سپاہی اس جگہ بھی کام آئے، اور باقی ماندہ لشکر نے چہار جانب سے راہ فرار مسدود دیکھ کر مجبوراً قلعہ میں پناہ لی، معتبر اشخاص جو اس قیامت خیز معرکہ میں بذات خود شریک تھے اور جن افراد نے جنگ میں حصہ لیا تھا ان کا بیان ہے کہ تیسرا حصہ جنگی سپاہ کا اور ہر دو پیش خانہ راہ میں اور لب تالاب ضائع ہوا، غنیم نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، اور یہ خیال کر کے کہ اہل قلعہ بھوک کی وجہ سے مر جائیں گے قطعاً مطمئن ہو گیا،

بادشاہی لشکر قلعہ میں داخل ہوا اور اول روز تو قلعہ کے ذخیرہ سے باجرہ اور جوار کی روٹی تمام خورد و بزرگ کو دستیاب ہو گئی اور نئے و پرانے چھپر کی گھانس جانوروں کے کام آئی، لیکن دوسرے دن نہ آدمیوں کو غذا میسر ہو سکتی تھی اور نہ گھوڑوں کو چارہ، غرض کہ اس لشکر کا یہی خیال تھا کہ اگر اس بے درماں درد کی وجہ سے جان جائے تو بہتر ہے، قاسم خاں چونکہ افیون کا عادی تھا اور اس کی زندگی اسی پر منحصر تھی افیون کے نہ ہونے سے ہلاک ہوا، قاسم خاں نے تیسرے دن وفات پائی، اور اس طرح دشمن کے ہاتھوں سے اپنی جان بچا لے گیا،

ستنا اس خبر کے مشہور ہونے سے زیادہ دلیر اور اہل قلعہ بے حد پریشان و بدحواس ہوئے، شجاع و بہادر افراد نے ہر چند کہا کہ بھوک کی تکلیف اٹھانا اور اس خرابی سے جان دینا بے حد ناگوار ہے ہمارا فریضہ ہے کہ ایک ہی مرتبہ ہم سب حریف پر حملہ کریں تاکہ یا شہادت نصیب ہو یا فتح، ہر دو حالت میں ہم کو عذاب سے نجات ہوتی ہے اور ہم ثواب کے مستحق قرار پاتے ہیں لیکن رؤسار نے اس امر کو قبول نہ کیا جس وجہ سے بے شمار افراد بھوک کی وجہ سے مر گئے چارہ نہ ملنے سے گھوڑوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کی دم بجائے گھانس کے چبا تے تھے،

ستنا سے صلح

اسی اثنا میں دشمن نے ایک برج کو بنیاد سے اڑا دیا، اور لڑائی ہر طرف شروع ہو گئی، خانہ زاد خاں نے مجبوراً پناہ جوئی کی تدبیر اختیار کی اور اس شرط پر صلح قرار پائی کہ قاسم خاں کے نقد و جنس وجواہر و اسپ و فیل ستنا کے حوالہ کئے جائیں اور بیس لاکھ روپیہ اور ستنا کا فرزند مسمی بال کشن جو صاحب اعتماد منشی اور اپنے پدر کے کارخانہ جات کا مختار کامل ہے خانہ زاد خاں کے ہمراہ رہے، غرض کہ ان شرائط پر عمل کیا گیا اور ستنا نے یہ پیام بھیجا کہ تمام اشخاص بلا خوف و خطر قلعہ سے باہر آئیں اور رات کے وقت دروازۂ قلعہ پر قیام کریں

جس شخص کے پاس جو چیز ہے وہ اس کی ملک ہے ہماری جانب سے کوئی مزاحمت نہ ہوگی،
اور جس شخص کو جس چیز کی ضرورت ہو اس کو میرے لشکر سے خرید سکتا ہے،
بادشاہی لشکر تیرہ روز کے بعد قلعہ سے باہر آیا، سنتا کے ملازمین سپاہیوں کو ایک جانب سے روٹی اور دوسری جانب سے پانی تقسیم کرتے تھے بادشاہی لشکر نے دو راتیں قلعہ کے دروازہ پر بسر کیں اور تیسرے دن خانہ زاد خاں مع اپنے رفقا کے دشمن کی رہنمائی سے شاہی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا حمید الدین خاں بہادر حضرت کے حضور سے اور رستم دل خاں حیدر آباد سے محصورین کے امداد کی اجازت پاکر روانہ ہوئے تھے ادونی کے متصل ان امیروں اور خانہ زاد خاں وغیرہ سے ملاقات ہوئی ان ہر دو امیر نے خیمہ و پوشاک و نقد وغیرہ سے امداد کی، رعد انداز خاں قلعہ دار نے اپنی حیثیت سے زیادہ مدد دینے میں کوشش کی اور تمام ضروری اشیاء حاجت سے زائد ہر شخص کے مکان و اطراف و جوانب سے فراہم ہوگئیں،
سنتا مال غنیمت حاصل کرنے کے بعد اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اس کا خیال تھا کہ ہمت خاں بہادر سے جنگ کرے جو بسواپٹن میں مقیم تھا اور جسے جنگ کرنے کا حکم ملا تھا،

ہمت خاں کی وفات

ہمت خاں بہادر جس کے ہمراہ ایک ہزار سوار سے زیادہ جمعیت نہ تھی سنتا کے مقابلہ کے لئے پہونچا، اور قریب تھا کہ اس کے اعمال کی سزا دے کہ دفعتہً ایک بندوق کی گولی اس کے کلیجہ پر لگی، اور وہ فوراً فوت ہوگیا، فیل بان نے ارادہ کیا کہ ہاتھی کو پھیرے، باقی بیگ سپہ دار خاں فوراً وہاں پہونچ گیا اور فیل بان سے کہا کہ خان زندہ ہے ہاتھی کو آگے بڑھا تاکہ میں دشمن کو اپنے سامنے سے بھگا دوں باقی بیگ نے مقابلہ کیا اور بے حد ثابت قدمی کے ساتھ جنگ آزمائی کرتا رہا لیکن ظاہر ہے بلا سردار کے کیونکر لڑ سکتا تھا اس امیر کے پاؤں بھی اکھڑ گئے اور چونکہ قلعہ نزدیک تھا داخل ہوگیا، دشمن کی فوج نے خیمہ گاہ کو لوٹ لیا اور قلعہ کا چند روز تک محاصرہ کیا لیکن اپنی اس حرکت کو بے سود خیال کرکے محاصرہ سے دست بردار ہوا،

قبلۂ عالم کے احکامات

باقی بیگ موقع پاکر قبلۂ عالم کے حضور میں حاضر ہوا، حضرت نے حکم صادر فرمایا کہ خانہ زاد خاں نظامت صوبہ ظفر آباد اور صف شکن خاں دہامونی کی فوج داری اور سید اصالت خاں رن تن بھور کی قلعہ داری اور محمد مراد خاں دومداد رکو زوہ کی فوج داری پر روانہ ہوں اور بقیہ لشکر امداد کے متعلقین

شامل ہوجائے

قبلۂ عالم نے خاں جہاں بہادر اور اس کے فرزندوں کو خلعت ماتمی عطا فرما کر ان کو رنج سے آزاد فرمایا، اور کلمات تسلی آمیز سے ان کے دل کی تشفی فرمائی جہاں پناہ نے چند کہروبی اپنے دست مبارک سے خاں جہاں کو عطا فرمائیں اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا بہت عرصہ گزرا کہ میں بجائے پان کے اسی کو کھاتا ہوں ۔ باقی بیگ کو پانصدی کا منصب عنایت ہوا، قبلۂ عالم نے صف شکن خاں کے تغیر سے خدمت آختہ بیگی پر اور خدمت داروغگی خاص چوکی پر خانہ زاد خاں کے تغیر سے لطف اللہ خاں کو نامزد فرمایا محمد کاظم خاں کے تغیر سے اخلاص کیش امین جزوئہ صوبۂ بیدر خدمت امانت اور فوجداری پرگنۂ اندور کی خدمت امانت و فوجداری پر مامور ہوا، اخلاص کیش کا منصب چہارصدی پنجاہ سوار تھا سو سواروں کا اضافہ مرحمت ہوا،

شاہ عالی جاہ، بہادر گڑھ کی طرف روانہ ہوئے، جہاں پناہ نے بادشاہ زادہ مذکور کو خلعت مع نیمہ آستیں و بالا بند و تکیہ زمرد نگیں لعل مرحمت ہوا شہزادہ والا جاہ کو خلعت و آرسی اور جہاں زیب بانو بیگم کو گلو آویز لعل کے عطیات مرحمت ہوئے ملتفت خاں داروغہ خواصاں مع اصل و اضافہ منصب ہزار و پانصدی دو سو سوار پر فائز ہوا،

جلوس عالمگیری کا چالیسواں سال

سنہ ۱۱۰۷ھ / ۱۶۹۶ء

اس پُر بہار زمانے میں خالق اکبر نے پیشتر ماہ رمضان کی آمد سے دین داروں کے دل باغ باغ کئے پھر عبادت صوم کے مقدس چمن میں بڑی آب وتاب کے ساتھ عید کے پھول کھلا کر عالم کو معطر فرمایا، خاقان عالم پناہ نے خدا پرستی و انجام بینی کا اہتمام کر کے اعمال خیر و عبادت سے دین و دنیا کی سعادت حاصل کی، پہلے روزے کی نگہداشت، نماز جمعہ کی تیاری و اعتکاف و نماز عید الفطر ادا کرنے کی غرض سے قبلۂ عالم یکم رمضان کو اسلام پوری سے شولا پور کی جانب روانہ ہوئے، تمام ماہ عبادات و حصول حسنات میں اس مقام پر بسر ہوا،

سلطان محی السنۃ پسر بادشاہزادہ محمد کام بخش نے شرف ملازمت حاصل کیا، شاہزادہ مذکور کو یومیہ عطا ہوا جو احباب کی خوشی کا باعث ہوا،

شیر افگن خاں پسر شاہ وردی خاں کو زور کی فوجداری عطا ہوئی اور اصل و اضافہ کے اعتبار سے ہزار و پانصدی یک ہزار و ہفت صد سوار کا منصب دار قرار پایا،

دیوان صائب

ارسلان خاں یک ہزاری امیر تھا اس کو پانصدی کا اضافہ عطا ہوا تربت خاں دو صد سوار کا اضافہ پاکر دو ہزاری ہزار و دو صد سوار کا منصب دار ہوا، بخشی الملک مخلص خاں نے صائب کا دیوان پیش کیا جس میں ایک لاکھ اشعار تھے، چونکہ اس کے اکثر اشعار پند و فوائد پر مبنی ہیں اس لئے حضرت اقدس نے یہ دیوان پسند فرمایا، صائب کی ایک غزل جس کا مطلع و بیت الغزل اور مقطع یہاں درج کیا جاتا ہے ایک مدت تک محفل مقدس میں پڑھی اور دلچسپی سے سنی گئی، موزوں طبع حضرات اکثر اس کا تتبع کرتے تھے

غم چو گردید قد افراختہ می باید رفت
پل بریں آب چو شد ساختہ می باید رفت
ہرچہ در کار بود ساختنش خود سازیست
گو مشو کار جہاں ساختہ می باید رفت
ایں سفر ہمچو سفرہائے دگرمانئب نیست
رخت ہستی زخود انداختہ می باید رفت

تربیت خاں جو سرکشوں کی تنبیہ کے لئے کوہ بہادیو کی جانب روانہ ہوا تھا، ملازمت سے مشرف ہوا اور خلعت کے عطیہ سے سربلند ہوا، اعتقاد خاں پسر امیر الامراء مرحوم فوج داری اسلام آباد کی خدمت پر بجائے راجہ بشن سنگھ کے مامور ہوا،

رام چند تھانہ دار کھتا لول اصل واضافہ کے ساتھ دو ہزاری ہزار پانصد سوار دو اسپہ کی عزت افزائی سے سرفراز ہوا، ڈونڈی راؤ تربیت خاں کا آوردہ ہزار و پانصدی منصب اور کوہ بہادیو کی تھانہ داری پر مقرر ہوا، راجہ کلیان سنگھ زمیندار بھدا ور جو آستانۂ مبارک پر حاضر ہوا تھا اسے واپسی کی اجازت عطا ہوئی، پیشتر ہفت صدی چار صد سوار کا امیر تھا، اب اس کو دو صدی دو صد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا،

مرید خاں کے بجائے خدا بندہ خاں احدیوں کا میر بخشی اول مقرر ہوا،

بارگاہ اقدس میں معروضہ پیش ہوا کہ بادشاہ زادہ محمد معظم ۲۲ ذی الحجہ کو حسب فرمان والا سوار ہو کر دار الامان ملتان کے عزم سے روانہ ہو گئے، ارادت خاں ابن اعظم خاں عرف مبارک اللہ نواح خجستہ بنیاد (اکبرآباد آگرہ) کی فوج داری پر فائز ہوا، اور مع اصل و اضافہ ہفت صدی سوار کے منصب پر ممتاز ہوا،

حمید الدین خاں بہادر جو سنتا سے جنگ کرنے اور گڑھی دودہیری کا محاصرہ اٹھانے کے لئے گیا ہوا تھا، حضور پرنور میں پہونچکر تحسین و آفرین کا مستحق قرار پایا، اور بہادر کے خطاب سے معزز ہوا اس کی التماس کے مطابق رستم دل خاں اور دوسرے مامورین مناسب اضافوں سے سرفراز ہوئے،

شجاعت خاں محمد بیگ ناظم احمد آباد کو چار ہزاری چار ہزار سوار کے منصب پر ترقی عطا ہوئی، پیش گاہ والا میں معروضہ پیش ہوا کہ عاقل خاں ناظم صوبہ دار الخلافہ نے سفر آخرت اختیار کیا

یہ شخص فقر و آزادی و استغنا اور استقلال مزاج کے عمدہ اوصاف سے متصف تھا فخر و ناز کے ساتھ ملازمت کرتا اور ہمسروں کے درمیان متکبرانہ زندگی بسر کرتا تھا،

مہابت خاں کی ایک خواہش

مہابت خاں ابراہیم کو صوبہ دارالسلطنت لاہور کی نظامت کا عہدہ عطا ہوا اس امیر نے بارگاہ اقدس میں گزارش کی کہ قلعہ اور دولت خانہ دار الملک کے عمارات کے سیر کرنا چاہتا ہوں عاقل خاں کے نام مہابت خاں کی درخواست منظور ہونے کا فرمان صادر ہوا، عاقل خاں نے جواب میں لکھا کہ میں اس کو بعض موانع کے سبب طلب کرنا مناسب نہیں خیال کرتا، اوّل تو اس قسم کے لوگ اس قابل نہیں ہوتے کہ بادشاہی عمارات کو سیر و تماشہ کی نظر سے دیکھیں، دوسرے یہ کہ تمام عمارات کے دروازے ہاتھ لگنے اور خراب ہوجانے کے خیال سے ہروقت بند رہتے ہیں نیز یہ کہ محلات میں فرش نہیں ہے اور تماشا دیکھنے والا اس قابل نہیں کہ اس کے لئے صفائی کرکے اور فرش بچھائے جائیں، اس کے علاوہ ملاقات کے وقت یہ شخص جس سلوک کی مجھ سے توقع رکھتا ہے وہ میری طرف سے ظاہر نہ ہوگا پس ان تمام وجوہ سے اس کو اجازت نہ ملنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے، مہابت خاں نے دارالحکومت پہونچنے کے بعد جب یہ پیام سُنا تو سیر و تماشا کے خیال سے باز رہا، اور صبر و خاموشی اختیار کی یہاں تک کہ عاقل خاں نے سفر آخرت اختیار کیا اور یہ امیر اپنے مقاصد میں کامیاب ہوا،

عاقل خاں رازی کی وفات

قدرداں بادشاہ بھی عاقل خاں کے خدمات، دیانت داری واخلاص کی وجہ سے اس کی خود رائی و خود آرائی سے چشم پوشی فرماتے اور عمدہ و اہم خدمات اس کے حوالے فرماتے تھے، عاقل خاں کمال ظاہری سے بھی خالی نہ تھا، رازی تخلص کرتا، ایک دیوان اور ایک مثنوی اس کی یادگار ہے، مثنوی مولانا روم کے دقائق حل کرنے میں اپنے آپ کو یکتا خیال کرتا تھا، صاحب خیر و توفیق و دیگر پسندیدہ خصائل کا مجموعہ تھا،

محمد یار خاں جو حضور پرنور سے دارالحکومت پہونچا تھا اور بیکاری میں بسر کر رہا تھا عاقل خاں کے انتقال کی وجہ سے صوبہ داری پر فائز ہوا، دو ہزار پانصدی دو ہزار و پانصد سوار کا امیر تھا پانصدی پانصد سوار کے اضافہ سے معزز ہوا

صدرالدین خاں ہزار و پانصدی کا منصب دار تھا، اسے پانصدی اضافہ کی عزت

عطا ہوئی عبدالصمد خاں کے بجائے یکہ تاز خاں پسر یکہ تاز خاں احمد آباد کھورہ متعلقہ صوبۂ الہ آباد کی فوجداری پر سرفراز ہوا، تہور خاں پسر صلابت خاں کو سہارن پور کی فوجداری عطا ہوئی، ستر سال جو لطف اللہ خاں کی فوج میں مامور تھا سرفراز خاں کے تغیر سے نصرت آباد سکھر کا قلعہ دار مقرر ہوا،

خان عالم ولد خان زماں فتح جنگ شش ہزاری چار ہزار سوار کا امیر تھا اس کو ایک ہزار سوار کا اور اس کے بھائی منور خاں چار ہزاری دو ہزار سوار کو پانصد سوار کا اضافہ اور فتح اللہ خاں دو ہزاری پانصد سوار کو دو صد سوار کے اضافے مرحمت ہوئے،

خانہ زاد خاں جو صوبۂ ظفر آباد کے عہدۂ نظامت پر مامور تھا آستانۂ اقدس پر حاضر ہو کر زمین بوسی سے مشرف ہوا،

جلوس عالمگیری کا اکتالیسواں سال

سنہ ۱۱۰۸ھ / ۱۶۹۸ء

آسمان فیض کے بدر، دیوان خیر کے صدر ماہ رمضان نے اس مبارک زمانے میں پردۂ خفا سے سر نکال کر مسلمانوں کے سر و دوش پر خیر و حسنات کا سایہ ڈالا، بادشاہ جہاں پناہ عبادات کے انصرام کے لئے اسلام پوری سے شولاپور تشریف لائے، اور اپنے ورود مسعود سے اس سرزمین کو نورانی فرمایا پھر دوگانۂ عید ادا کرنے کے بعد درگاہ کو مراجعت فرمائی،

بادشاہ زادہ محمد کام بخش، جمدۃ الملک و دیگر خرد و بزرگ؛ مرار جو بنگاہ میں تھے خدمت حضور میں پیش کئے گئے، اور شرف ملازمت حاصل کرنے کے اعزاز سے سربلند ہوئے بخشی الملک مخلص خاں نے بتقریب تولد پسر مناسب نذر ملاحظہ میں پیش کی مولود محمد حسن کے نام سے نامور ہوا عبدالرحیم پسر فاضل خاں خانساماں دارالحکومت سے حاضر ہو کر آستاں بوس ہوا، اس کے پدر نے چند چینی و خطائی پارچہ جات خوش وضع ملاحظۂ والا میں پیش کئے اور تحسین و خوشنودی سے سرفراز ہوا،

رشید خاں کے انتقال کی وجہ سے کفایت خاں میر احمد دیوان معزول صوبہ بنگالہ، رشید خاں کے دفتر خالصہ کا پیش دست مقرر ہوا، ہدایت اللہ پسر عنایت اللہ خاں پیش دست تن خاں مذکور کے بجائے نواب قدسیہ زینت النساء کا میر سامان مقرر ہوا،

سبحان وردی پسر یلنگتوش خاں نے تولد پسر کی نذر پیش کی اس کے لڑکے کا نام رحمٰن وردی رکھا گیا، فاضل خاں خان ساماں کی خدمت سے مستعفی ہو کر ابو نصر خاں کی بجائے صوبہ کشمیر کے نظامت پر مقرر ہوا، خان سامانی کے خدمت خانہ زاد خاں

کو بعطائے خطاب روح اللہ خاں عطا ہوئی،

ابونصر خاں مکرم خاں کے بجائے لاہور کا صوبہ دار مقرر ہوا اور مکرم خاں حضور میں طلب کر لیا گیا، خدا بندہ خاں بیوتات حضرت کی خدمت پر فائز ہوا،

سروپ سنگھ ولد راجہ اودت سنگھ نے باپ کے سامنے رخصت پائی، پیشتر ہفت صدی پانصد سوار کا امیر تھا، اب تین صدی اضافہ سے سرفراز ہوا، وجیہ الدین خاں کو غنیم کی گوشمالی کے لئے انداپور کی جانب رخصت عطا فرمائی گئی،

قلیج خاں بہادر پسر خان فیروز جنگ باپ سے رنجیدہ ہو کر عازم بارگاہ اقدس ہوئے امیر موصوف لشکر معلیٰ کے قریب ایک ماہ تک مقیم رہے اس کے بعد بارگاہ اقدس میں باریابی کی عزت عطا ہوئی،

اخلاص کیش مؤلف روح اللہ خاں خان ساماں کی پیش دستی پر مقرر ہوا، شاہزادہ بیدار بخت بہادر کو ارشاد ہوا کہ بہادر گڈھ میں شاہ عالی جاہ کے پاس حاضر ہوں شاہزادہ مذکور کو خلعت واسپ عراقی مع ساز طلا مرحمت ہوا،

مطلب خاں ہواری چار صد سوار کا منصب دار تھا پانصدی صد سوار کے اضافہ سے سربلند ہوا، اہتمام خاں الہ یار نامی شخص تیمارداری وانتظام کے ساتھ طبعی مناسبت رکھنے کی وجہ سے لطف اللہ خاں کی بجائے آختہ بیگی مقرر ہوا،

شاہزادہ محمد معظم کا صوبۂ بنگالہ کا ناظم اور کوچ بہار کا فوجدار مقرر ہونا

تہور خاں پسر صلابت خاں فوجداری سہارن پور کی خدمت سے تبدیل ہو کر حضور میں حاضر ہوا اور داروغہ تور خانہ مقرر فرمایا گیا، شاہزادہ محمد عظیم صوبہ بنگالہ کی شاندار نظامت اور کوچ بہار کی فوجداری پر بجائے ابراہیم خاں کے مامور ہوئے، ابراہیم خاں سپہدار خاں کے بجائے الہ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا، اور اس کے بیٹے یعقوب خاں کو جون پور کی فوجداری عطا ہوئی،

دستور کے مطابق امسال بھی بادشاہزادۂ شاہزادہ سلاطین، امرائے عظام اور حضور وصوبجات کے ہر خرد و بزرگ کو بارانی خلعت مرحمت ہوئے، معتقد خاں لشکر خاں شاہ جہانی کا پوتا بجائے عنایت خاں پسر سعد اللہ خاں مرحوم صوبۂ برہان پور کا

ناظم مقرر ہوا،
ذوالفقار بیگ پسر داراب بیگ گرز بردار ہونہار ثابت ہوا جس کو اسمٰعیل کی
مشرفی سے دیوان خاص کی مشرفی پر ترقی عطا ہوئی،
ملتفت خاں اور عنایت اللہ خاں کو یاقوت زرد کے نگینہ کی انگشتری عطا کرکے
شرف امتیاز بخشا گیا،
اسمٰعیل خاں مکھا بجائے عبدالرزاق خاں لاری اسلام گڈھ عرف راہیری کا فوجدار
مقرر ہوا، عبدالرزاق خاں کو کن عادل خانی کی فوج داری پر مامور کیا گیا،

دریائے بھیمرا کی طغیانی

یوم عاشورہ کی صبح کو دریائے بھیمرا میں طغیانی کا حادثہ
گویا دنیا میں طوفان نوح کا بار دگر رونما ہونا تھا،
زمانہ کی کرشمہ سازی سے جو عجیب واقعات پیش آتے رہتے ہیں ان میں یہ حادثہ بھی
کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا، دور دراز مقامات پر بکثرت بارش ہوئی اور پانی جمع ہو کر دریائے
بھیمرا میں ایسی حیرت افزا و روح فرسا طغیانی ہوئی کہ اس کے ہیبت ناک اور بھیانک
نظارہ سے دیکھنے والوں کی جان نکلتی تھی کسی شخص کی مجال نہ تھی کہ اس کی طرف تیز نگاہ سے
دیکھ سکے دریا کے جوش و خروش اور روانی و طغیانی میں ساعت بہ ساعت ترقی ہوتی تھی، اگر
کسی کی نگاہ پانی پر جا پڑتی، تھی تو خوف و خطر سے زیرلب یہ شعر پڑھتا تھا،

دجلہ را امسال رفتارے عجب مستانہ است
پائے در زنجیر و کف برلب مگر دیوانہ است

بہادر گڈھ سے تیس کوس کے فاصلے پر شاہ عالیجاہ کا لشکر گاہ تھا گھاس کی گنجیاں اور
چوب بتی جسے بیوپاریوں اور سوداگروں نے جمع کیا تھا سب اکٹھا اور جمع بہتی چلی آرہی تھیں
اکثر دیہات کو سیلاب کی تیز روانی نے اکھاڑ پھینکا، انسان و حیوان دریا کی سطح پر چھپروں پر
سوار مجبور و بےبس دوڑتے چلے جارہے تھے، جو جاندار ایک دوسرے کے فطری دشمن تھے وہ
بھی اس وقت باہم رفیق طریق نظر آتے تھے، بلی، چوہا، کتا اور خرگوش ایک دوسرے کو دیکھ رہے
تھے، مگر اپنی جان کے خوف سے دم نہ مارتے اور اپنی حالت پر خاموش و صابر تھے،
پانی پھیل کر جنگلوں میں بڑھا اور جدۃ الملک اسد خاں، مخلص خاں و دیگر اہل ثروت
کے دل کش و دل چسپ مکانات و تفریح گاہیں جو کثیر روپیہ صرف کرکے دریا کے کنارے تعمیر

کی گئی تھیں سیلاب کی زد میں آکر تباہ ہوگئیں، جن اشخاص کو استطاعت تھی وہ کشتی پر سوار گرتے پڑتے دریا کے کنارے سلامت پہونچ گئے، لیکن مجبور خلقت کی جان و مال دریا بُرد ہوا،

دل بستگی خلق بعمر گزراں چیست
استادگی نفس بریں آب رواں چیست

امرا، پشتۂ کوہ پر سلطنت خانۂ والاشکوہ و شاہ عالی جاہ بادشاہ زادہ محمد کام بخش اور غربا کے خیمے برپا تھے، یہ پشتہ جو زمین سے چالیس گز کم و بیش بلند تھا طغیانی کی شدت میں پانی کی سطح سے صرف تین چار گز بلند رہ گیا، پشتہ پر جو لوگ مقیم تھے وہ شبانہ روز متعدد سواریاں اور کشتیاں مہیا رکھتے تھے،

اس پریشانی سے متاثر ہو کر حضرت ظل اللہ جن کا لقب معارف الٰہی کا قلزم ہے بارگاہ خداوندی میں سربسجدہ ہو کر عجز و زاری کے ساتھ مصروف دعا ہوئے، تیسری شب کو نصف رات گزرنے کے بعد بحر رحمت الٰہی جوش میں آیا، اور پانی کا زور کم ہونا شروع ہوا، خدا کی مخلوق قید الماء اشد من قید الحدید (پانی کی قید لوہے کی زنجیروں کی قید سے زیادہ سخت ہے) کی قید سے رہا ہوئی اور جامۂ حیات نے غرقابی سے نجات پائی ہر چند دریائے معرفت کے پیراک اور بحر حقیقت کے ساحل نشینوں نے سنایا کہ

برنشیں برلب جوئے وگزر عمر بہ بیں
کیں حکایت زجہاں گزراں ما را بس

لیکن کسی نے نہ سنا۔ السلام علی من سلك الصراط السدید (اس پر سلام ہو جو سیدھے راستہ پر چلے)۔

قبلۂ عالم کا خان جہاں بہادر کی عیادت کے لئے تشریف لے جانا اور خان موصوف کی وفات

اسی زمانے میں خان جہاں بہادر ظفر جنگ کے مرض نے سختی اختیار کی اور حضرت اقدس و اعلیٰ نے شولاپور سے بنگاہ واپس ہونے وقت ۱۰ر جمادی الاول کو خان مذکور کے مکان پر تشریف لے جا کر عزت بخشی اور اس کے مکان کو مخزن انوار بنا دیا، خان موصوف صاحب فراش تھے، بستر سے نہ اٹھ سکے حضرت مسند پر بیٹھ گئے اور ظفر جنگ نے رو رو کر عرض کیا۔ قدم بوسی کی عزت حاصل کرنے سے محروم ہوں میری دلی آرزو تو یہ ہے کہ میں کسی

معرکے میں جان نثار کرتا اور حضرت پر تصدق ہو کر سعادت دارین حاصل کرتا "
حضرت نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ " تمام عمر بندگی و اخلاص کی راہ میں جان نثار
کر چکے ہو مگر ابھی اس کی آرزو باقی ہے "
سبحان اللہ فدوی با اخلاص کے خلوص عقیدت اور آقائے ولی نعمت کی قدر افزائی
کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے ۱۹ر تاریخ مذکور کو خان بہادر ظفر جنگ نے وفات پائی،
خان موصوف عالی شان امیر تھا، خیر و احسان کا جامع اور عظیم المرتبہ سپہدار تھا اس کی
محفل کی شان اس درجہ بلند تھی کہ اس کے سوا کوئی بہت کم بات کرسکتا تھا خود وہ جو کچھ چاہتا
کہتا تھا حاضرین سوائے " بجا و درست " کچھ نہ کہہ سکتے تھے ، زیادہ گوئی اسے پسند نہ تھی ،
اس کی مجلس میں اکثر نظم و نثر ، شمشیر ، جواہر ، گھوڑا ، ہاتھی اور مشتہی ادویہ کے تذکرے رہتے
تھے ، بڑے بڑے مشکل اور اہم کام اور شجاعت و دلاوری کے کارنامے اس سرگروہ بہادراں
کے ہاتھوں ظاہر ہوئے ، یہ کارنامے اس قدر کثیر ہیں کہ ان کا تھوڑا ذکر بھی بہت ہے ، اس
لیے انہیں بیان و تعریف سے بے نیاز خیال کرنا چاہیئے ،

شہزادہ کام بخش کو صوبہ برار کا نظام سپرد کرنا

۲۰ر جمادی الآخر کو بادشاہزادہ محمد کام بخش کو صوبہ برار کا انتظام تفویض ہوا ،
بادشاہ زادہ مذکور بست ہزاری ہفت ہزار سوار کے منصب پر فائز تھے ، اب سہ ہزار
کا اضافہ حاصل کرکے دل شاد ہوئے ، میرک حسین دیوان سرکاران کا نائب مقرر ہوا ،
چونکہ عمدۃ الملک مرض کی وجہ سے دستخط کرنے میں تساہل کرتے تھے ، اس لئے
ہرج کار کے خیال سے فرمان والا صادر ہوا کہ عنایت اللہ خاں دستخط کرتے رہیں ،

قلعۂ چنجی کے حالات

عمدۃ الملک نے ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ کی
عرض داشت ملاحظۂ اقدس میں پیش کی جس سے قلعۂ
چنجی کے حسب ذیل حالات معلوم ہوئے ،
قلعۂ چنجی بلند پہاڑوں پر تعمیر کیا گیا ہے اور دار الجہاد کرناٹک کے تمام اضلاع و
اقطاع کے قلعوں پر بلندی و کثرت آلات و ذخائر کے لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے
کارساز مطلق کا شکر ہے کہ اس کی امداد سے غازیان دین و مجاہدان اسلام نہایت

جرات و دلاوری کے ساتھ اس قلعہ پر چڑھ گئے، اور غلبہ و فتح و نصرت کا جھنڈا بلند کرکے دشمنوں کی جماعتوں کو فرشِ خاک پر سلا دیا، راما جس نے اس مضبوط قلعے کو اپنا مامن و ملجا سمجھ کر بے حد غرور کے ساتھ یہاں قیام کیا تھا، فتح مند لشکروں کے صولت و دبدبہ و کامیابی کا حال دیکھ کر رعب و خوف سے مغلوب ہوگیا، اور بے دم و بے حواس ہوکر عیال و اطفال اور مال و اسباب کو قلعے میں چھوڑا، اور ہزار ذلت و رسوائی رنج و بے قراری کے ساتھ سنتا کے ہمراہ فرار ہوگیا، اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ۷ رشعبان کو یہ محفوظ و مضبوط قلعہ جس کے اندر سات قلعے اور بھی ہیں جبراً و قہراً مفتوح ہوکر اولیائے دولت کے ضبط و تصرف میں آگیا، مغرور کی چار بیویاں تین بیٹے اور دو لڑکیاں اور بے شمار دیگر متعلقین و یار و مددگار قید میں گرفتار ہوئے، اس کے علاوہ سو دیگر حصار جن سے ملک کرناٹک مراد ہے مع فرنگیوں کے کئی بندرگاہوں کے ممالک محروسہ میں شامل ہوگئے، شوریدہ سر و سرکش زمینداروں نے اطاعت قبول کرکے مناسب و شائستہ نذرانے مرتب کئے اور خان بہادر کے واسطہ سے آستانۂ قدس پر روانہ کئے،

عطیات و مناصب میں اضافہ

حمدۃ الملک کو بصلۂ حسنِ خدمات ہزار سوار کے اضافہ سے ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار کا منصب عطا ہوا، نصرت جنگ ہزار سوار کے اضافہ سے پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا امیر مقرر ہوا، اور اس عزت افزائی سے اس کی شان و شوکت میں نمایاں اضافہ ہوا، راؤ دلپت سنگھ نے بھی جو نصرت جنگ کے ہمراہ مامور تھا، اس معرکہ میں بے حد محنت و مشقت اٹھائی تھی اس لئے اس کو بھی پانصدی دو صد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا، پیشتر دو ہزار و پانصدی ہزار و سہ صد سوار تھا، مفتوحہ حصار نصرت گڈھ کے نام سے موسوم کیا گیا،

اعتقاد خاں جو فتا رخاں کے بجائے صوبہ دار الحکومت اکبر آباد کے عہدۂ نظامت پر مامور ہوا تھا، اس امیر کو پانصد سوار مشروط عطا کئے گئے تھے، اب ان سواروں کو بلا شرط قرار دے کر اعتقاد خاں کو نقارہ بھی عنایت ہوا،

سیادت خاں کی وفات

سیادت خاں مرض وبائی میں دنیا سے رخصت ہوا،

اس کا فرزند باپ کے خطاب سے سربلند ہوا، اور جانشین فرزند و مرحوم کے دیگر اقربا کو ماتمی خلعت اور اضافے مرحمت فرما کر مسرور فرمایا،

دیوان خاص کی داروغگی مرحوم کے انتقال کی وجہ سے روح اللہ خاں کو تفویض ہوئی اور ارشاد ہوا کہ خان سامانی کے فرائض کے ساتھ یہ خدمت بھی انجام دے خدمت صدارت کا خلعت قاضی عبداللہ کو عطا ہوا،

جلوس عالمگیری کا بیالیسواں سال

سنہ ۱۱۰۹ھ / ۱۶۹۹ء

رمضان کا مبارک مہینہ آیا اور بادشاہ حق آگاہ نے حق پرستی و حق رسانی پر بیش از بیش توجہ فرمائی، قبلۂ عالم نے سال گزشتہ کی طرح اس سال بھی شولا پور میں قیام فرمایا، تمام ماہ طاعات و عبادات میں ختم ہوا، ختم صیام کے بعد حضرت نے دوگانۂ عید ادا فرما کر اہل عالم کو کامیاب و دل شاد فرمایا،

شاہزادہ بیدار بخت بہادر، بہادر گڈھ سے حضور میں طلب ہوئے تھے اور دیوگاؤں میں مقیم تھے، بخشی الملک بہرہ مند خاں اور منصور خاں میر توزک شاہزادہ کا استقبال کر کے موصوف کو حضور میں لائے، شاہزادہ نے دیوان میں تشریف لانے سے پہلے مسجد میں سعادت ملازمت حاصل کی، قبلۂ عالم نے شاہزادہ کو پرنالا جانے کا حکم دیا اور خلعت مع سرپیچ لعل و زمرد و پہونچی مرصع و اسپ و فیل کے عطیات سے سرفراز فرمایا، شاہ زادہ کے ہم رکاب جو اشخاص مقرر تھے، وہ بھی عنایات لائقہ سے سربلند فرمائے گئے،

بھاگو بنجارہ کی معافی

بھاگو بنجارہ جو بیشتر آستانۂ معلیٰ پر پہنچ کر پنج ہزاری چار ہزار کے منصب سے سرفراز ہوا تھا اور پھر دشمنوں کے گروہ میں شامل ہوگیا تھا، اب دوبارہ خدمت والا میں حاضر ہوا اور لحد زمین بوسی سابقہ منصب وخلعت واسپ وفیل کے عطیات حاصل کرکے ممتاز ہوا ؎

این درگہ ما درگہ نومیدی نیست

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

قاضی عبداللہ کی وفات

قاضی عبداللہ نے مرض فالج میں دنیا کو خیرآباد کہا۔ ان کے بجائے محمد اکرم جو دارالحکومت کے موروثی مفتی تھے اُردوئے معلیٰ کی خدمت قضا پر حضورِ پرنور میں طلب فرمائے گئے، عنایت اللہ خان کو حکم ہوا کہ چونکہ دفتر صدارت دفتر دیوانی کا ایک جزو ہے اس لئے کسی دوسرے شخص کے مقرر ہونے تک خان مذکور یہ خدمت بھی بطور نائب انجام دے، امیر مذکور نہ صدی ہفتاد سوار کا منصب دار تھا اب ایک صدی سی سوار کے اضافے سے اس پر مزید عنایت فرمائی گئی۔

شیخ اسلام کے نام فرمان

محبت خدا دوستی وشفقت بندہ نوازی کے لحاظ سے شیخ الاسلام کے نام ایک اشتیاق آمیز فرمان ان کے برادر نورالحق کے ہمراہ ارسال ہوا۔ فرمان مبارک کا مضمون یہ تھا کہ شغل قضا سے مستعفی ہونے اور سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد ایک بار بھی حضور میں نہیں آئے، اگر اس طرف توجہ کریں تو مناسب ہے۔ شیخ الاسلام اس وقت احمد آباد میں مقیم تھے، حضرت کا منشا یہ تھا کہ اگر شیخ مذکور حضور میں آجائیں، اور صدارت کی خدمت اختیار کریں تو یہ عہدۂ جلیلہ ان کو تفویض فرمایا جائے۔ شیخ کا ارادہ تھا کہ طواف کعبہ کا احرام باندھیں کہ دفعتاً مرض نے شدت اختیار کی، اور مرحوم کو سفر آخرت طے کرنا پڑا، اللہ مغفرت کرے۔

محمد امین خان کے نام حکم والا شرف صدور لایا کہ خان فیروز جنگ کی فوج سے جائزہ دے کر حاضر حضور ہو، اور اس عہدۂ جلیلہ کے خدمات انجام دے۔

ارشد خان ابوالعلا، امانت خان کا داماد کابل کے کسی عہدے سے معزول ہوکر حضور میں آیا ہوا تھا، اسے کفایت خان کے انتقال کی وجہ سے دیوانی خالصہ کی خدمت مرحمت ہوئی۔

امیر خان ناظم کابل کی وفات

بارگاہ والا میں معروضہ پیش ہوا کہ امیر خان ناظم دار الملک کابل نے ۲۷ر شوال کو وفات پائی امیر مذکور صاحب خیر و عالی شان رئیس و فدویان دولت کے گروہ میں حددرجہ مخلص و آقا پرست و نیز کارپردازوں میں نہایت ممتاز و سرفراز تھا، صوبہ کابل کے ابتر انتظامات میں جس قدر نمایاں کامیابی اس نے حاصل کی اور جو اہم خدمات انجام دیں حضور پرنور کی نگاہ میں بے حد قابل قدر تھیں، اور حضرت امیر مرحوم پر کامل اعتماد رکھتے تھے، مرحوم چونکہ حضرت کا خانہ زاد بھتیجا تھا، اور اس کی خدمات شاندار ہونے کی وجہ سے اس عہد میں اس کی ذات کو نمایاں حیثیت حاصل تھی، اس لئے اس کے انتقال سے حضرت کو صدمہ ہوا۔

شہزادہ محمد معظم کا کابل کے انتظام کیلئے روانہ ہونا

شہزادہ محمد معظم کے نام فرمان کرامت عنوان صادر ہوا کہ صوبہ کابل کی نگہداشت کے لئے روانہ ہوں۔ فرمان کے ہمراہ سرپیچ قیمتی پچاس ہزار روپیہ بھی ارسال ہوا۔

درگا داس راٹھور

۲۰ر ذیقعدہ کو درگاداس راٹھور۔ محمد اکبر کے بیٹے بلند اختر کو جو محمد اکبر کی آوارگی کے زمانے میں راٹھوروں کے ملک میں پیدا ہوا تھا، اور محمد اکبر نے فرار ہوتے وقت لڑکے کو وہیں چھوڑ دیا تھا۔ اور جس کی راجپوت جنگ و صلح کے مصالح آئندہ کے خیال سے حفاظت کرتے تھے) اپنے لئے عفو جرائم کا ذریعہ بنا کر شجاعت خان ناظم صوبہ احمد آباد کے سفارش نامے کے ہمراہ حضور میں لایا درگاداس باریابی کے وقت دست بستہ حاضر ہوا تھا، حکم ہوا کہ اس کے ہاتھ کھول دیے جائیں جمدھر مرصع اور خلعت عطا کرنے کے بعد اسے سہ ہزاری دو ہزار پانصد سوار کا منصب عطا ہوا۔ بلند اختر نے خلوت میں سعادت ملازمت حاصل کی، اسے خلعت و سرپیچ عنایت ہوا اور قیام کے لئے گلال بار میں ایک دائرہ مقرر فرما دیا گیا۔

ابو الفتح خان پسر خان جہاں مرحوم کو کتخدائی کی تقریب میں خلعت، اسپ عطا ہوا اور اکبر آباد جانے کی اجازت مرحمت ہوئی۔ نیک نام خان پسر ہمت خان ابن اسلام خان شہزادہ بیدار بخت کی فوج میں بخشی گری اور وقائع نگاری کی خدمت پر مامور ہوا، اور

اس کو ایک صدی دو صد سوار کے اضافے سے ہزاری سی صد سوار کے منصب پر ترقی عطا ہوئی۔

چین قلیج خان بہادر بیجا پور کی سمت ناگوری مفسدوں کی سرکوبی کرنے کے بعد آستانہ بوس ہوئے، ستور ذقلیہ منعم خان کے واسطے سے زمین بوس خدمت ہوا اور شش ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب و نقارہ عطا فرمایا گیا۔

بخشی الملک مخلص خان کا منصب اصل و اضافے کے اعتبار سے سہ ہزاری دو صد سوار قرار پایا۔ تربیت خان میر آتش غلیم کی چھاؤنی اٹھانے کے لئے برار کی جانب رخصت فرمایا گیا اور دو ہزار و پانصدی ہزار دو صد سوار کے رتبہ پر فائز ہوا، اس منصب (میر آتش) پر روح اللہ خان خانساماں کو سرفرازی عطا ہوئی۔

محتشم خان پسر شیخ میر مرحوم برطرفی کے بعد دو ہزاری ہزار سوار کے منصب پر بحال ہوا، قلیج خان بہادر دشمن کی سرکوبی کے لئے کوٹہ کی طرف رخصت ہوئے، اور موصوف کو کمر خنجر انعام میں مرحمت ہوا۔

ہدایت کیش بھولاناتھ نومسلم پسر چھترمل اپنے باپ کے مرنے کے بعد وقائع نگاری کل کی خدمت پر فائز ہوا۔ فضل علی خان (مرشد قلی خان) صوبۂ ملتان کا دیوان مقرر ہوا۔

ملا ابوالقاسم تیز ہوش

ملا ابوالقاسم اکبر آباد میں والدہ شاہ عالی جاہ کے روضہ پر درس دینے کی شرط پر ایک روپیہ یومیہ کا ملازم تھا، قسمت کی یاوری سے دکن کے جدید منصب داروں میں شامل ہو کر فضیلت کے سہارے سے بادشاہزادہ محمد کام بخش کا بخشی اول ہوا، اور پھر بیجا پور کی دیوانی تک ترقی کر کے ورایت خان کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ ملائے مذکور کا قول تھا کہ میری طبیعت موزوں بھی ہے، یہ شخص تیز ہوش تخلص کرتا تھا۔

حمید الدین خان بہادر جو بیجا پور کا بت خانہ منہدم کرنے اور مسجد تعمیر کرنے کیلئے گیا تھا۔ حکم حضور کے مطابق اپنا فرض ادا کر کے واپس آیا اسکی کارگزاری پسند فرمائی گئی، اور داروغگی غسل خانہ کی تقرب افزا خدمت پر سرفرازی عطا ہوئی۔

عسکر خان حیدر آبادی، بادشاہزادہ محمد کام بخش کے وکلا کے تغیر کی وجہ سے برار کی صوبہ داری پر مامور ہوا۔

محمد امین خان حضور پُر نُور میں حاضر ہوکر ہندوستان کے صدارت کلی کے عہدۂ جلیلہ پر مقرر ہوا اور اس نے انعام میں چاندی کی تین زمردی نگ کی مینا کی ہوئی انگوٹھیاں حاصل کرکے سعادت و برکت حاصل کی۔

نہایہ، مصنفہٗ عبداللہ طباخ

محمد اکرم اکبرآباد سے ہم رکاب اقدس و اعلیٰ حاضر ہوا اور اردوئے معلیٰ کی خدمت قضا پر مامور ہوکر سربلند ہوا۔ ہیبت اللہ عرب حیدرآباد سے قابل ملاحظہ سامان لے کر حاضر ہوا اور ملاحظۂ عالی میں پیش کیا۔ اس مال میں ایک جلد نہایہ کی بھی تھی جو ملا عبداللہ طباخ کی لکھی ہوئی تھی۔ اس کی پہلی جلد سرکار میں پہنچ چکی تھی، حضرت کو دوسری جلد درکار تھی، عرب مذکور کو ایک زنجیر فیل و پنجاہی اضافہ ہزاری منصب اور ایک ہزار روپیہ بطور انعام مرحمت ہوا۔

قطب الدین سفیر بخارا کو آستانہ بوسی کی سعادت حاصل ہوئی، سفیر کو خلعت دس ہزار روپیہ ایک مہر دو صد مہری اور ایک روپیہ دو صد قیمتی روپیہ کا باریابی کے روز اور واپسی کے دن ایک مادۂ فیل اور پندرہ ہزار روپیہ عنایت ہوا۔

زبردست خان ناظم صوبہ اودھ سہ ہزاری دوہزار پانصد سوار کے منصب پر ممتاز ہوا،

فتح اللہ خان نواح پربندہ کے دورہ پر مامور ہوا اور خلعت و میناکار خنجر بطور انعام حاصل کرکے معزز و مکرم ہوا۔

یاقوت خواجہ سرا کے تیر لگنا اور پاداشِ عمل میں مجرم کا اپنی سزا کو پہونچنا

خواجہ یاقوت ناظر بادشاہزادہ محمد کام بخش جب کبھی درست اعتقادی اور دولت خواہی کی راہ سے سخت اور سچی بات بادشاہزادے سے عرض کرتا تھا تو وہ بعض مقرب اوباشوں کے جگر میں پیوست ہوکر کھٹکتی تھی، اور یہ بد باطن افراد جو حق کے دشمن اور باطل کے دوست تھے اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی موقعہ پر خواجہ یاقوت کو اپنے راستے سے ہٹادیں۔

اتفاقاً ۱۸ر جمادی الآخر کو رات کے وقت یاقوت بادشاہزادہ کے دولت خانہ سے اپنے گھر جا رہا تھا کہ راستہ میں کسی بد اندیش نے موقعہ پاکر ایک دوزبان تیر نیزہ کی طرح اس کی طرف پھینکا چونکہ ابھی اس کی حیات باقی تھی، اس لئے وہ تیر پردۂ شکم تک نہ پہنچ سکا اور خواجہ کا ہاتھ سپر بن گیا۔ تیر ایسا جاں سوز اور پرکالۂ آتش بنا تھا کہ اگر لوہے کے

لگتا تو اس سے دھواں اٹھنے لگتا، اور پتھر پر پڑتا تو اس کی رگوں سے خون جاری ہو جاتا۔ بہر حال سے

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست

یہ خبر حضرت اقدس و اعلیٰ کے سمع مبارک میں پہنچی اور قبلۂ عالم نے خدام نوازی اور بندہ پروری کے تقاضے سے مقدمہ کی پیروی تحقیق و تفتیش کی طرف سختی سے توجہ فرمائی، حکم محکم صادر ہوا کہ کوتوال اردوئے معلیٰ بادشاہزادہ کے ممتاز نوکروں کے جمعداروں سے پانچ آدمیوں کو نظر بند کر کے اور نیز زن کی تحقیق و تلاش میں جد و جہد سے کام لے، کوتوال نے چار اشخاص کو حراست میں لیا جو اپنی خوشی سے ہاتھ آ گئے اور اطلاع دی کہ بادشاہ زادے کا کوکہ سرکشی کی فکر میں ہے۔ حضرت نے حکم دیا کہ خواجہ محمد بادشاہزادہ کا بخشی کوکہ کو حضور میں حاضر کرے۔ بخشی موصوف نے اپنی چرب زبانی سے کوکہ کو ہموار کیا اور اپنے ساتھ دولت خانہ بادشاہی تک لے آیا۔ لیکن کوکہ اپنے طالع کی بدنصیبی سے چند اوباشوں کے دام مکر میں گرفتار ہو کر واپس گیا، خواجہ محمد نے خدمت والا میں عرض کیا کہ ملزم حاضری سے انکار کرتا ہے اور سرکشی اور بغاوت پر آمادہ ہے، ارشاد ہوا کہ بادشاہزادہ اس کو اپنے لشکر سے نکال دیں۔

بادشاہزادہ نے کوکہ کو اپنے پاس طلب کر کے دوسو اشرفی و خیمہ و سامان باربرداری عنایت کیا اور اس کو رخصت فرما دیا مگر اس کے جانے سے بے حد رنجیدہ ہوئے۔ ابھی اس نے دریا کو عبور بھی نہ کیا تھا کہ معلوم ہوا کہ جہاں پناہ کی غرض یہ ہے کہ بادشاہزادہ اسے اپنے ہمراہ لائیں اور اس کی عفو تقصیر و جسارت کے لئے سفارش کریں، بادشاہزادہ حسب ایمائے اقدس اسے طلب کر کے اپنے ہمراہ دربار میں لے گئے، حاضری کی اطلاع ہوئی، ارشاد ہوا کہ بادشاہزادہ خود حضور میں آئیں اور کوکہ کو دیوان خاص میں رہنے دیں، مگر بادشاہزادے نے کہا، ہم اور یہ ایک ساتھ مجرئی کریں گے، یہ کہہ کر اپنا بالابند کھول کر اپنی اور اس کی کمر میں مضبوط باندھ دیا ان ناپسندیدہ امور کے پیش آنے کے بعد حکم ہوا کہ بادشاہزادہ عدالت گاہ میں حکم سلطانی کا انتظار کریں۔

اس کے بعد بخشی الملک مخلص خان نے حسب فرمان خسروی بادشاہزادہ کو نشائے اقدس سے مطلع کیا۔ چونکہ اس زمانے میں بادشاہزادہ سے نصیحت پذیری کی توفیق سلب کر لی گئی تھی اس لئے طبیعت خیر کی جانب مائل نہ ہوئی، اس واقعہ کے بعد سیدالدین خان بہادر کو حکم ہوا کہ اس بد مصاحب کو بادشاہزادے سے جدا کر دے، خان مذکور نے تعمیل ارشاد کا ارادہ

گیا اور بادشاہزادہ نے کمر سے اپنی کٹار کھولی، خان مذکور نے ہاتھ پکڑ کر چاہا کہ کٹار چھین لے اس کوشش میں خان کے زخم آگیا۔ بادشاہزادہ خدا کی حمایت سے محفوظ رہا۔ اور اس بدمعاش ہمنشیں پر جو کچھ گزرنا تھی گزر گئی۔

یہ حادثہ پیش آنے کے بعد حکم ہوا کہ جواہر خانے کے قریب خیمہ نصب کرکے بادشاہزادے کو بطورِ تادیب نگرانی میں رکھا جائے، اور کوکہ کو قید خانہ پہنچایا جائے، بادشاہزادہ منصب سے برطرف ہوئے، اور ان کا مال و اسباب اور اثاثہ و سواری وغیرہ ضبط ہوگیا۔ بعض بادشاہزادے کے ممتاز نوکر حسب ارشاد والا ملاحظہ میں پیش ہوئے، اور ان کو خلعت عنایت فرماکر سرکار ابد قرار کے خدمات پر مامور کئے گئے۔

سنتا کی شکست اور اس کا سر

اسی مبارک زمانے میں غازی الدین خاں فیروز جنگ کی کارگزاری کا نتیجہ برآمد ہوا اور سنتا بدانجام کا سر آستانۂ اقدس پر پہنچا۔ قبلۂ عالم نے قہر و عتاب کے اظہار عام کی غرض سے دکن کے بڑے اور مشہور شہروں میں اس کی تشہیر کردی سنتا کے بعض حالات اکثر مواقع پر درج ہو چکے ہیں، بقیہ واقعات حسب ذیل ہیں۔

سنتا کے حالات

دودھیری کے واقعہ اور ہمت خان بہادر کی شہادت کے بعد سنتا نے جنجی کی طرف رُخ کیا، حمیدالدین خان بہادر اُس کے تعاقب پر مامور ہوئے اور روح اللہ خان کی رفاقت ترک کرکے جلد اس کے سر پر جا پہنچے، حریف سے دو ایک معرکے ہوئے اور حمیدالدین خان بہادر نے قاسم خان کے چند ہاتھی سنتا سے چھین لئے۔

اسی اثناء میں حمیدالدین خان بہادر کے نام دوسرا حکم صادر ہوا۔ شاہزادہ بیدار بخت کو اس کے تعاقب کا حکم ہوا ہے اپنی فوج کے بعض اشخاص کو جو شاہزادۂ موصوف کے ہمرکابی پر مامور ہوئے ہیں وہیں چھوڑ کر خود حضور میں حاضر ہو۔

شاہزادہ بیدار بخت کے ساتھ بھی سنتا نے سخت معرکہ آرائی کی، سنتا پر متعدد سخت حملے ہوئے مگر وہ ہر مرتبہ سلامت نکل گیا۔ سنتا جنجی کی مسافت طے کر رہا تھا کہ راہ میں دہنا جادو سے دوچار ہوا یہ شخص سنتا کا دشمن تھا، اور اس وقت راما کو جنجی لے جا رہا تھا۔ اس مقابلے میں سنتا غالب آگیا اور امرت راؤ کے برادر مانکوجی کو جو دہنا کا رفیق و مددگار تھا

زندہ گرفتار کر کے ہاتھی کے پاؤں سے کچلوا دیا۔ اور راما کو قید کر لیا، دہنا کسی طرح جان بچا لے گیا۔

اس واقعہ کے دوسرے روز سنتا ہاتھ باندھکر راما کے سامنے کھڑا ہوا، اور کہا کہ میں وہی خادم ہوں، گستاخی اس وجہ سے ہوئی کہ آپ دہنا کو مجھ پر فوقیت دے کر اس کی اعانت سے اپنے آپ کو چنجی پہنچانے کے خواہاں تھے۔ اب جس خدمت کا حکم ہو میں اسے انجام دوں سنتا نے راما کو رہا کر کے اس کو تو چنجی پہنچایا اور خود ذوالفقار خان بہادر کے مقابلے کو روانہ ہوا۔ یہاں اس کی مکاری سے بادشاہزادہ محمد کام بخش کے برگشتہ کرنے سے معاملات تسخیر قلعہ کے خراب ہوئے۔ اور اس کے ہاتھوں اسمٰعیل خان مکھا کے اسیر ہونے کے جو واقعات پیش آئے ان معاملات میں شریک غالب یہی سنتا ثابت ہوا۔

قلعہ چنجی فتح ہوا اور سنتا راما کے ساتھ قلعے سے نکل کر دہنا سے لڑنے کے لئے اس مقام پر پہنچا۔ جہاں دہنا مقیم تھا، فریقین میں مقابلہ ہوا مگر اس مرتبہ قسمت نے اس کا ساتھ نہیں دیا اور شکستِ فاش کھا کر بحالِ تباہ چند اشخاص کے ساتھ میدان سے بھاگا اور مانکوجی کی زمینداری میں پہنچ کر اس کے دامن میں پناہ گزین ہوا۔

مانکوجی مروت سے پیش آیا لیکن مانکوجی کی بیوی نے جس کے بھائی کو سنتا نے مار ڈالا تھا اپنے شوہر اور اپنے دوسرے بھائی کو ابھارا کہ اب اسے زندہ نہ چھوڑنا چاہیئے مگر مانکوجی نے اس کی دل دہی کر کے سنتا کو رخصت کر دیا۔ لیکن مانکوجی کا دوسرا بھائی اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور موقعہ تلاش کرتا ہوا اس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔

اسی زمانے میں خان فیروز جنگ کے نام سنتا کے تعاقب کا حکم صادر ہوا اور شاہزادہ اور حمیدالدین خان کی متعینہ جمعیت ان کے ہمراہ مقرر کی گئی۔

مطلب خان سزاولی پر مامور تھا۔ اس نے سنتا کے متعلق یہ خبر سنی اور موقعہ پر جا پہنچا۔ غرض کہ باختلاف رائے سنتا خان فیروز جنگ کے ہاتھوں اسیر ہوا یا یہ کہ مانکوجی کے سالے کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مختصر یہ کہ اس کا سر فیروز جنگ کے سپاہیوں کے ہاتھ آگیا جو بعد میں درگاہ والا میں روانہ کر دیا گیا۔

ہر نقش پائے مور بآہستگی خرام
زنجیر فیل مست مکافات پارہ است

اس کارگذاری کے صلہ میں علاوہ تحسین و آفرین کے عنایات خسروی بھی خان فیروز جنگ کے شامل حال ہوئے، مطلب خان بھی پانصدی کے اضافہ سے سرفراز ہوا۔

جلوس عالمگیری کا تینتالیسواں سال

سنہ ۱۱۱۰ ھ
۱۷۰۰ ء

ورودِ ماہ رمضان کی وجہ سے جمعہ و عید کی نمازیں ادا کرنے اور اعتکاف میں بیٹھنے کے لئے حضرت اقدس و اعلیٰ نے شولا پور میں قیام فرمایا۔ منصور خان کو حکم ہوا کہ بادشاہزادہ محمد کام بخش کے محل کو فرودگاہ سے لائے۔

آتش خان کے انتقال کی وجہ سے معمور خان کو کرناٹک کی فوجداری مرحمت ہوئی، حمید الدین خان بہادر خواجہ محرم علی مردان خانی یعنی محرم خان کے انتقال کے بعد جواہر خانہ دوم کا داروغہ مقرر ہوا۔ رستم بیگ خان چرکس جو رستم خان بہادر شاہجہانی کا عزیز قریب اور بندگان دولت کے زمرے میں حال ہی میں شامل ہوا تھا، یحییٰ خان کے بجائے قلعہ بیدار کا قلعہ دار مقرر ہوا۔

بادشاہزادہ محمد کام بخش کے نام فرمان

بادشاہزادہ محمد کام بخش کی نسبت فرمان شفقت عنوان صادر ہوا کہ نماز ظہر دولت خانہ حسن باری کی مسجد میں اور نماز عصر ہمارے ساتھ پڑھا کریں۔ محمد امین نائب سربراہ خان کوتوال کو حکم ہوا کہ بادشاہزادہ کا دیوان و نائب معزول میرک حسین خزانۂ بادشاہی کی ایک کثیر رقم پر متصرف ہوا ہے، اہل دیوان جو تحریر تمہارے حوالہ کریں اس کے مطابق میرک حسین کو چبوترہ میں بٹھا کر اس سے رقم وصول کرو۔

میرک حسین کے قصور کی معافی

مؤلف اور میرک حسین کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے یہ شخص عمدہ عادات سے متصف تھا، مگر ملازمت کا سلیقہ نہ رکھتا تھا، اس کی مشہور غلطیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے زیر دست ملازموں اور مصاحبوں

ہیں مرحوم کے دو تین کمینہ خیال عزیز بھی تھے، جن کے ساتھ وہ اپنی کارگذاری و تدین کے باوجود نباہ رہا تھا، مگر ظاہر ہے کہ اس طرح کب تک نباہ ہوسکتا ہے، میرک کے نیابت میں اُنکی ناخلف فرزند داعزہ نے جو نہایت تباہ کار و اوباش تھے اور چالاک فقرا جن کی محبت میں میرک گرفتار تھا، غریب کو غافل و ناتجربہ کار سمجھکر بادشاہ اور بادشاہزادے کا مال غبن کیا غرض کہ میرک بیچارہ کو گرفتار کرکے چبوترہ کوتوالی پہنچایا گیا اور اس کے بدباطن حاشیہ نشین وطن چل دیئے بیچارہ میرک مصیبت و تنگدستی کی تکلیف میں گرفتار رہ گیا۔ آخر کو صاحب خیر و احسان ارکان و بزرگان دولت مثلاً مخلص خان، ملتفت خان اور عنایت اللہ خان مرحوم نے اس سید کے حال پر رحم کھاکر امداد کی اور حضور پر نور میں بھی بالاتفاق کلمۂ خیر سے سفارش کی، ان امیروں کی سفارش سے غریب سید کو قید سے نجات ہوئی، لیکن اس کے بعد پھر کسی خدمت پر مامور نہ ہوسکا۔

شاہزادہ کام بخش کی اپنے منصب پر برقراری

قبلۂ عالم کے حکم کے مطابق خدا بندہ خان بنگاہ کی حفاظت کے لئے روانہ ہُوا اور جمدۃ الملک نماز عید ادا کرنے کے لئے حضور میں حاضر ہوا۔ عید کے روز بادشاہزادۂ محمد کام بخش رکاب سعادت میں سوار و خوش تھے، حاضرین کی پیشکش اور نذریں نظر اقدس سے گذریں۔ جو اس احتیاج عنایت و رعایت کے منتظر تھے، وہ اپنے دلی مدعا میں کامیاب ہوئے۔

سلطان بلند اختر نے مبارک باد عید کی تسلیمات عرض کرکے شرف قدم بوسی حاصل کیا روح اللہ خاں دار وغگی دیوان خاص پر تبدیل ہوکر اضافہ سے سرفراز ہُوا۔ اصل منصب دو ہزار و پانصدی تھا۔ پانصدی اضافہ ہوا۔ ہدایت اللہ خان نے تولد پسر کی نذر پیش کی۔

مبینہ اکبر باغی کی گرفتاری

منصور خان داروغۂ توپ خانۂ دکن نے معروضہ پیش کیا کہ میرے بھائی محمد یوسف خان قلعہ دار قمر نگر نے ایک شخص کو گرفتار کرکے حضور میں روانہ کیا ہے جو اپنے آپ کو اکبر باغی ظاہر کرتا تھا، حکم ہوا کہ مجرم حمید الدین خان کے حوالے کر دیا جائے

۲۹ر شوال کو بادشاہزادہ محمد کام بخش اس خیمہ میں تشریف لے گئے جو گلال بار کے باہر ایک جریب کے فاصلہ پر نصب کیا گیا تھا، ۲۶ر ذیقعدہ کو رانا امر سنگھ کے فرستادہ افراد آستان بوسی سے سرفراز ہوئے قاصدوں نے ایک فیل و دو اسپ و [illegible] قبضہ شمشیر اور ۹ چرمی پاجامہ ملاحظۂ والی میں پیش کئے۔

امیروں کے عہدہ میں اضافہ

کامگار خان اور راجہ مان سنگھ ولد روپ سنگھ دو ہزار و پانصدی امیر تھے ان میں سے ہر ایک کو پانصدی اضافہ مرحمت ہوا۔ عبدالرحیم خان برادر خان فیروز جنگ ایک ہزاری امیر تھا، پانصدی اضافہ پاکر مسرور ہوا۔ ۱۰ ذی الحجہ کو بادشاہزادہ محمد کام بخش سواری والا کی آمد و رفت سے پہلے عید گاہ گئے اور واپس آئے، ۲۹ کو بست ہزاری منصب پر بحال ہو کر تسلیمات نوازش بجا لائے۔

چین قلیچ خاں

۱۸ محرم کو چین قلیچ خان کوٹہ سے غنیم کی مہم سر کر کے درگاہ اقدس میں حاضر ہوئے امیر موصوف کی عزت افزائی کے خیال سے حکم ہوا کہ بخشی الملک مخلص خان قلعۂ اسلام پوری تک استقبال کر کے ہمارے حضور میں لائے، ملازمت کے وقت چین قلیچ خان بہادر پانصدی دو ہزار سوار کا اضافہ حاصل کر کے سہ ہزار و پانصدی و سہ ہزار سوار کے منصب دار قرار پائے۔

محمد ابراہیم کی قید سے رہائی

۲۲ محرم کو محمد ابراہیم ولد نجابت خان مرحوم جس کا خطاب خان عالم تھا قید سے رہا ہو کر غائبانہ سہ ہزاری دو ہزار سوار منصب پر فائز ہو کر فوجداری جون پور کی خدمت پر مامور ہوا۔ اندر سنگھ و بہادر سنگھ پسران راجہ راج سنگھ میں سے اوّل الذکر کو دو ہزاری ہزار سوار اور دوم کو ہزاری پانصد سوار کے مناصب عنایت ہوئے۔

اسلام گڈھ کی فتح

محمد امین خان نے حسب تحریر خان فیروز جنگ حضور پر نور میں یہ خبر گذارش کی کہ اسلام گڈھ کا بدبخت زمیندار افواج اسلام پور کے غلبہ سے شکست کھا کر فرار ہوا اور اسلام گڈھ پر اولیائے دولت کا قبضہ ہوگیا، گرز برداروں نے بلند اختر جعلی کو جس نے نواح الہ آباد میں اپنے آپ کو شجاع کا فرزند ظاہر کیا تھا، گوالیار پہنچایا اور قلعہ دار کی مہری رسید حاصل کی گئی۔

سنگ مرمر کا پیالہ

کسی تقریب میں سنگ مرمر کا ایک پیالہ جو شجاعت خان نے ملتفت خان کے پاس روانہ کیا تھا، نظر انور سے گزرا چونکہ جالدار تھا اس لئے پسند آیا، ملتفت خان کو حکم ہوا کہ شجاعت خان کو لکھ دو کہ اس وضع کے پیالے اور رکابی تیار کر کے حضور میں روانہ کرے شجاعت خان نے حکم کی تعمیل کی اور ظروف کے ساتھ تخت و حوض چوکی بے جوڑ دو سنگ فرش نہایت عمدہ و خوش ترشوا کر بھیج دیئے۔

وحید خان چغتائے مشہور کا پوتا غوربندی کی تھانہ داری پر مقرر ہوا اسی صدی سی صد سوار کا امیر تھا، اس کو چار صدی چار صد سوار اضافہ عطا ہوا۔ ستوا دفلیہ جو درگاہ والا میں حاضر ہو چکا تھا برگشتہ بختی سے منحرف ہو کر لشکر سے بھاگ گیا۔ تربیت خان میر آتش، سید خان، شکر اللہ خان کاشغری اور دیگر امرا کو حکم ہوا کہ اس کا تعاقب کر کے سزا دیں

حاجی خانم پر نظر کرم

حاجی خانم ہمشیرہ خان بہادر بھائی کے انتقال کے بعد دارالحکومت سے حضور میں حاضر ہوئی، خانم مذکور کو پانچہزار روپیہ کے جواہرات، نیم آستین، دوشالہ اور دو ہزار روپیہ نقد مرحمت ہوئے۔ نصرت خان پسر خان جہاں بہادر نہصدی پانصد سوار کا امیر تھا ایک صدی کے اضافہ سے اور خان جہاں بہادر کا چھوٹا بیٹا ابوالفتح خاں ہفت صدی سہ صد سوار کا منصب دار تھا سہ صدی یک صد سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوا۔

ضیاءاللہ پسر عنایت اللہ خان نے فرزند کے تولد کی تقریب میں شاہانہ پیشکش گزرانی مخلص خان نے عمدۃ التجار ایران محمد تقی کو ملازمت اقدس میں پیش کیا۔ محمد تقی نے مصحف مجید (قرآن شریف) لنگری غوری، ۲۷ تھان زربفت اور عطر فتنہ ملاحظہ عالی میں پیش کئے۔

ذوالفقار خان بہادر کے بجائے روح اللہ خان داروغہ جلو کی خدمت پر مامور ہوا۔ سیادت خان کو عبدالرحمٰن خان کی جگہ داروغہ عرض مکرّر کا عہدہ عطا ہوا۔ یہ امیر پیشتر ہزاری دو صد سوار کا منصب دار تھا، اب پانصدی اضافہ عنایت ہوا۔ صف شکن خان بادشاہزادہ محمد معظم ولی عہد سلطنت کا وکیل مقرر ہوا۔

فرمان مبارک صادر ہوا کہ سروپ سنگھ ولد انوپ سنگھ راما کے متعلقین کو ذوالفقار خان بہادر کے پاس سے حضور میں لائے اور حمیدالدین خان سیوا کے متعلقین کو جو عمدۃ الملک کے دائرے میں مقیم ہیں ماجہ ساہو کے پاس گلال بار میں پہنچائے۔

حفظ اللہ خان پسر سعداللہ خان ناظم صوبہ ٹھٹھہ و فوجدار سیوستان کو جو پیشتر دوہزاری و ہفت صد سوار کا امیر تھا شاہزادہ محمد معزالدین کی التماس پر سہ صد سوار کا اضافہ عنایت ہوا حمیدالدین خان بہادر دوہزاری ایک ہزاری و چار صد سوار کا منصب داری پانصدی اضافہ کی عنایت سے شادکام ہوا۔

ملتفت خان ہزار و پانصدی دو صد سوار کے امیر کو یک صد سوار اضافہ مرحمت ہوا۔

شیخ سعداللہ مشرقی خواصان کی خدمت سے تبدیل کیا گیا۔ یہ خدمت علاوہ خدمات سابقہ کے مؤلف کو تفویض فرماکر عزت افزائی فرمائی گئی۔

خان نصرت جنگ نے سعادت باریابی حاصل کی، خلعت و اسپ و فیل و خنجر مرصع کے عطیات سے سرفراز ہوا۔

قلعۂ بسنت گڑھ کی فتح

کارکنان قضا و قدر نے نظامِ عالم کو حضرت بادشاہ دین پناہ کی رائے سے اس لئے وابستہ کر رکھا ہے کہ حضرت کے ہر شگون میں ایک سکون، اور ہر حرکت میں خیر و برکت کے آثار نمایاں ہیں۔

قبلۂ عالم نے اسلام پوری میں چار سال قیام فرمایا اس مدت میں خلق خدا نے بے حد امن و امان اور آسائش کے ساتھ زندگی بسر کی اور مخلوق خدا پر طرح طرح کے الطاف و احسانات شاہی مبذول ہوتے رہے، اگرچہ اس دوران میں بھی جرار لشکر شاہی نے باغیوں کے گروہ کو دم لینے کی فرصت نہ دی، اور ان کو قتل و اسیر کرنے میں برابر سرگرم رہے لیکن پھر بھی اکثر صاحب دل عارفوں کی بشارت، القائے طبیعت اور مصلحت ملک گیری کے تقاضے سے جہاں پناہ کی دلی آرزو یہی رہی کہ ثواب جہاد کو حاصل کرنے کے لئے خود بدولت توجہ فرمائیں، چونکہ حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ربط ساعۃ خیرٌ من عبادۃ ستین سنۃ[1] اس لئے حضرت کا قلبی منشا یہ تھا کہ اشخاص حربی غیر مسلم کے ذیل میں آئیں ان کے شہر اور قلعے سمند اقبال سے پامال فرمائیں۔

ڈھائی کوس کا گھیرا پندرہ دن میں تعمیر کیا گیا

قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ اس چھوٹے مضبوط قلعے کے ہر چہار طرف جو ایک سال قبل دائرہ دولت کے گرد گچ اور پتھر سے بنایا گیا ہے ایک خام قلعہ جس میں ڈھائی کوس کا رقبہ ہو تیار کیا جائے۔ فرمان والا کے مطابق تعمیر شروع ہوئی اور جو کام عقلاً سال میں پورا ہوتا سربراہ کار منتظموں کی کوششوں سے پندرہ دن میں تکمیل کو پہنچ گیا، حضرت نے نواب قدسیہ زینت النساء بیگم اور بادشاہزادہ کی والدہ اور دیگر خدام محل و متعلقان خلافت کو اس بنگاہ میں امن و امان کے ساتھ منتقل فرمایا۔ اور عمدۃ الملک اسدخان مدارالمہام

---

[1] جہاد کے لئے ایک ساعت کمربستہ ہونا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

کو فوج مناسب کے ہمراہ حفاظت کے لئے مقرر فرما کر ۵ رجمادی الاول کو مبارک و مسعود ساعت میں آفتاب کی طرح جو بساطِ عالم پر جہاں گردی کے لئے نکلتا ہے خود بدولت و اقبال جہانگیری کے عزم سے روانہ ہوئے۔

مؤلف کے قلم میں یہ قدرت کہاں کہ تمام منزلوں کے سفر و قیام کا روزنامچہ معرضِ تحریر میں لائے۔ مختصر یہ کہ قبلۂ عالم (۲۰) روز میں راستہ طے کر کے مرتضیٰ آباد عرف مرج میں رونق افروز ہوئے اور حضرت کے ورود سے شہر کی برکت و خوش حالی کا کچھ دوسرا ہی عالم ہو گیا۔

بادشاہزادہ عالی جاہ محمد اعظم شاہ جو بیدرگاؤں سے حضور پر نور میں طلب ہوئے تھے حاضر ہوئے اور اسی منزل میں قدم بوسی کی سعادت حاصل کر کے بے شمار عنایات و الطاف شاہی سے سرفراز ہوئے، جہاں پناہ نے عالی جاہ کو خلعت خاصہ و دھگدھگی مرصع و اسپ مع ساز مینا کار بطور انعام مرحمت فرمایا۔

مخبروں کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ راما بد بخت بہار کی طرف فرار ہو چکا ہے، اور جہاں پناہ نے شہزادہ والا تبار محمد بیدار بخت کو مامور فرمایا کہ اپنی بنگاہ کو مرتضیٰ آباد میں چھوڑ کر اس کے تعاقب میں روانہ ہوں۔

روح اللہ خان کو خلعت و شمشیر اور حمید الدین خان بہادر کو خلعت اور کٹار بطور انعام عنایت ہوئے اور ارشاد ہوا کہ پرنالہ گڑھ سے ستارہ گڑھ تک تمام حصۂ ملک اس طرح تباہ و تاراج کیا جائے اور گھوڑوں کے سموں سے پامال کر دیں کہ آبادی کا نام و نشان تک باقی نہ رہے۔

قبلۂ عالم سفر کی منزلیں طے کرتے ہوئے نواح پرگنہ کریں رونق افروز ہوئے اور معروضہ پیش ہوا کہ اس مقام پر ایک بادشاہی تھانہ قائم تھا، جس کو بد انجام دشمن نے تباہ کر دیا ہے اس کے علاوہ ایک مسجد بھی اسلاف کی تعمیر کردہ یادگار ہے اور وہ بھی اس زمانہ میں غیر مسلم حریف کے دل کی طرح بے نور ہے۔ اس اطلاع پر حضرت دو کوس مسافت طے کر کے نشان دادہ مسجد میں تشریف لے گئے اور دوگانۂ شکر ادا فرمایا، قبلۂ عالم نے اس مکانِ خیر کو آباد رکھنے اور تھانہ قائم کرنے کے لئے فرمان صادر فرمایا۔ حضرت کی ورود کے بعد مفرور رعایا امن و امان و انعام سے مطمئن ہو کر دوبارہ آباد ہو گئی اور ایک جمعیت اس کی حفاظت کے لئے مقرر ہو گئی۔

قلعہ بسنت گڑھ جہاں پناہ نے اس مقام سے کوچ کر کے دوسرے تھانہ سواری نام میں جو اسلامی لشکروں کی چھاؤنی ہے قیام فرمایا۔ اس کے سامنے تین کوس کی مسافت پر پہاڑوں کے درمیان ایک مضبوط قلعہ واقع ہے جو بسنت گڑھ کے نام سے مشہور ہے یہ قلعہ دشمن کے تصرّف میں تھا اور مضبوطی اور استحکام کے اعتبار سے دنیا میں مشہور و معروف تھا، اس میں وسعت اتنی زیادہ تھی کہ پائے خیال کو اس کی سیر شاق گذرتی تھی۔ بادشاہ دین پناہ کے کمال اقبال کا کرشمہ ملاحظہ ہو کہ جدھر حضرت نے توجہ فرمائی اقبال خود قدم بوسی کے لئے حاضر ہُوا۔ دشمن اگر سرتاپا آہن ہوا تو بھی بادشاہ کے آفتاب قہر کی طاقت سے موم ہو گیا۔ فرمان مبارک نافذ ہوا کہ تربیت خان میر آتش اس پہاڑ پر پہنچ کر قلعہ سے بدباطن افراد کو نکالنے کی کارروائی شروع کرے۔

تربیت خان نے دو سال تک اس قلعہ کو سر کرنے کے لئے جانفشانی کی۔ اس امیر نے توپ خانہ کے عملہ کو دیوار قلعہ کے نیچے تک پہنچا دیا اور آتشبار توپ قلعہ کے مقابل نصب کر کے یہ امیر دشمن سوزی میں مشغول ہوا۔ مگر قلعۂ نشین دشمن کی توپ اندازی ختم نہ ہوتی تھی، اور برابر آگ برسائے جاتا تھا،

یہ خبر قبلۂ عالم تک پہنچی ارشاد ہوا کہ دولت خانہ دریائے کرشنا کے کنارے جو قلعہ کے نیچے ایک کوس تک بہتا ہے نصب کیا جائے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس اقدام با برکت سے مقصود یہ ہے کہ جہاد کر کے خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کی جائے انشاء اللہ صبح کو رکاب میں پاؤں رکھکر غیر مسلم اشرار کی تیغ و خنجر سے خبر لی جائے گی۔

دولت خانہ نصب ہونے اور حضرتِ اقدس و اعلیٰ کی تشریف آوری کی خبر مشتہر ہونے سے باطل پرست دشمن کی جو بیشتر مطمئن و قوی دل تھا کمر ہمت بالکل ٹوٹ گئی اور اس نے اسی روز فریاد و زاری کر کے پناہ و امان طلب کی اور اپنی آبرو و اہل و عیال کو سلامت نکال لے جانا ہی غنیمت خیال کیا، چونکہ قبلۂ عالم کی بارگاہ عاجز نواز اور بیکسوں کی جائے پناہ ہے فرمانِ مبارک صادر ہوا کہ محصور ہتھیار ڈال کر خالی ہاتھ نکل جائیں اور ان پر تلوار نہ اٹھائی جائے۔ رات کے وقت روسیاہ دشمن قلعہ سے نکلے اور صبح کو بروز یک شنبہ بتاریخ ۱۲ر جمادی الآخر قلعہ شاہی قبضہ ہو گیا۔ یہ قلعہ بعد میں کلید فتح کے نام سے موسوم ہُوا۔

تاریخ فتح اس قلعہ سے دفینے اور بے شمار ذخائر و اسلحہ عمال سرکار کے قبضہ میں آئے

مسرت و شادمانی کے نعرے بلند ہوئے اہل زمین کی یہ مبارکباد کہ یہ فتح آئندہ فتوحات کا مقدمہ ہے اہل آسمان کے کانوں تک پہنچی غازیانِ لشکر بے حساب عطیات و انعامات سے بہرہ مند ہوئے۔ ایک تاریخ گو نے کفر شکست سے اس کا مادہ تاریخ نکالا اور اس کو اس قدر انعام عطا فرمایا گیا کہ دولت دنیا سے بے نیاز ہوگیا۔

راما کی شکست اور فرار

۴ر جمادی الاخر کو سمع مبارک تک یہ خبر پہنچی کہ شاہزادہ محمد بیدار بخت کا دریائے نربدا کے دوسرے ساحل پر راما سے مقابلہ ہوا، فریقین میں سخت لڑائی ہوئی، اور خان عالم اور سرفراز خان نے کارہائے نمایاں انجام دیے راما بحال تباہ خیمہ و خرگاہ وغیرہ تمام سامان غازیانِ لشکر کے لئے چھوڑ کر خود فرار ہوگیا۔

شاہزادہ اور دیگر کارگزار خدام کو بے حساب انعامات مرحمت ہوئے اور اُن کے فخر و اعزاز میں اضافہ فرمایا گیا۔ خان بہادر کو حکم ہوا کہ شاہزادے کے ہمرکاب راما کا تعاقب کریں اور جہاں کہیں وہ سر اٹھائے کافی سرکوبی کر کے فتنہ و فساد کو فرو کریں۔

محمد اکبر کی عرضداشت

محمد اکبر کے دو ملازم عرضداشت عفو جرائم و صندوقچۂ عطر لے کر قندھار سے آستانۂ شاہی پر حاضر ہوئے، ان اشخاص کے ہمراہ خلعت و فرمان محمد اکبر کے نام روانہ کیا گیا جسمیں ہدایت تھی کہ جب تک آپ کو سرحد تک نہ پہنچا دینگے، خطائیں معاف نہ ہوں گی، ملک بادشاہی میں داخل ہونے کے بعد صوبہ داری بنگالہ کا فرمان مرحمت ہوگا اور اس کے علاوہ دیگر عنایات و مراحم خسروانہ سے سرفراز ہوں گے۔

امانت خان متصدی بندر سورت نے وفات پائی اس کا بڑا بھائی دیانت خان اس کی خدمت پر مقرر ہوا، سیف الدین خان صفوی شولاپور کا قلعہ دار ہو کر مطمئن اور دل شاد ہوا۔

لطف اللہ خان ناظم بیجاپور

لطف اللہ خان صوبہ بیجاپور کا ناظم مقرر ہوا دو ہزاری پانصدی یک ہزار و چہار صد سوار کا امیر تھا اب پانصدی سہ صد سوار کے اضافے سے سرفراز ہوا اور اپنے فرائض کو حسن و خوبی سے انجام دے کر نیک نام و معروف ہوا۔

تسخیر قلعہ ستارہ

دقیقہ سنج، اختر شناس و روشن ضمیر حضرات کو معلوم ہے کہ زمین و آسمان کو زینت دینے والے اور حمد و ثنا سے بے نیاز و قادر مطلق صانع باکمال نے ہر مصنوع میں ایک سعادت و برکت اور ایک مصلحت و کمال ودیعت فرمایا ہے جس کی وجہ سے وہ مصنوع اپنی صنف کے اور دیگر مخلوقات میں خاص شرف و امتیاز حاصل کرتا ہے ؛

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ستارہ نام ایک قلعہ نہایت بلند پہاڑ کے پشتے پر واقع ہے جس کی رفعت و بلندی کی نسبت یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ : ؎

بالائے سرش زارجمندی تابندہ ستارہ بلندی
بر پشت وے آسماں نمودے چوں بر شترے جل کبودے

اس پہاڑ کو آسمان اور قلعے کو ستارہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہے۔ قلعہ کیا ہے ایک دنیا ہے جس کے طول و عرض کو دیکھکر ایک عالم حیران ہے۔ اس کی وسعت حد قیاس سے باہر ہے حصار نہایت درجہ محفوظ و مضبوط ہے، اس ستارے کی پیشانی میں یہ نوشتہ درخشاں تھا کہ آفتاب عالم تاب[1] اس حصار کو دشمن کے قبضے سے نکالنے کے لئے شہاب ثاقب کی طرح بہ نفس نفیس توجہ فرمائیں اور اسے مسخر فرما کر اس کی خوش قسمتی میں چار چاند لگا دیں ؛

۲۵ رجمادی الآخر ۱۳ جلوس کو قبلۂ عالم نے قلعے کے نیچے نصف کوس کے فاصلے پر قیام فرمایا اور اس کی دوسری جانب بادشاہزادہ عالم محمد اعظم شاہ کا خیمہ نصب ہوا لشکر ظفر موج قرب و جوار میں فروکش ہوا۔

حسب فرمان اقدس و اعلیٰ تربیت خان میر آتش نے قلعہ گیری کی تیاری کی غرض سے مورچال بندی شروع کر دی، بہادران لشکر کمر کوہ تک پہنچ کر چند روز میں اپنی کوشش سے اس قابل ہوگئے کہ زبردست و مہیب توپیں پہاڑ پر پہنچا دیں۔ بلا مبالغہ ان توپوں کی آواز سے پتہ پانی ہوتا ہے، اور ان کی ضرب نہایت روح فرسا و فیصلہ کن ہے، دیوار حصار کی یہ کیفیت ہے کہ وہ دیکھنے میں تو دیوار نظر آتی ہے مگر یکسر پہاڑ ہے۔ جس کی بلندی تیس گز ہے اور اس کے اوپر چھ گز تک گچ اور پتھر سے سنگین فرش بنا دیا گیا ہے، اس کے ساتھ ہی ساتھ چونکہ حصار ایک جنگ جو دشمن کا مستقر و مرکز ہے اس لئے استحکام و حفاظت

[1] یعنی بادشاہ دین پناہ حضرت عالمگیر

کے تمام اسباب یعنی توپ خانہ ذخیرہ وغیرہ سے معمور ہے۔ قلعہ میں پانی کی بھی افراط ہے جس کے لئے عین موسم گرما میں بھی چشمے جاری رہتے ہیں، علاوہ بریں جاں نثار سواروں کی کثیر تعداد انتظام و حفاظت کے لئے مقرر ہے۔

دشمن کی طرف سے روز و شب بان، تفنگ (بندوق) حقہ، چادر، مشک اور متوالہ کی مسلسل بارش ہوتی رہتی ہے اور اس کی بے شمار بیرونی فوجیں رسد پر دھاوا کرکے حملہ آور ہوتی تھیں، قرب وجوار میں بیس کوس کے فاصلہ تک گھاس کا نام و نشان نہ تھا غنیم بارہا جسارت و بے حیائی کے ساتھ اُردوئے معلیٰ کے قریب تک پہنچا مگر اس گستاخی کی سزا پاکر بے نیل مرام مفرور ہوا۔ غلہ اور گھاس کی گرانی انتہا کو پہنچ گئی۔

ان حالات کو دیکھکر ظاہر پرستوں کا یہ خیال ہوگیا کہ اس قلعہ کو فتح کرنا محال ہے، مگر بادشاہ دین پناہ جن کو خدا کی طرف سے توفیق حاصل ہے اور جو راہ خدا کے مجاہد ہیں اسی طرح مستقل و ثابت قدم تھے۔ قبلۂ عالم کا دل قوی اور عزم راسخ تھا، اسی استقلال کا نتیجہ تھا کہ دیوار قلعہ سے تیس ہاتھ کے فاصلہ پر برج کے مقابل ایک دمدمہ قائم کیا گیا۔ دمدمہ کے قیام و انتظام کی وجہ سے تیس چالیس کوس کے گرد درخت کا نام ونشان نہ رہا۔

پھر بادشاہزادے کی طرف سے سرمور چال قلعے کے نیچے تک بڑھائی گئی اور حکم ہوا کہ چابک دست نقب زن نقب لگانے کی کارروائی شروع کریں، چنانچہ اسی دمدمے کے نزدیک چند روز کے اندر چوبیس گز کے سنگ خارا کو جس کا نام برج ہے خالی کر دیا، پھر وہ پیادہ قوم طلب ہوئی جو پادیہ کے نام سے مشہور اور قلعہ گیری میں کمال رکھتی ہے، حسب الحکم دو ہزار نفر حاضر ہوئے۔ تین سال کی پیشگی تنخواہ یعنی ایک لاکھ چھتیس ہزار روپے ان اشخاص کو مرحمت ہوئے۔ قلعے پر چڑھنے کا اسباب زینہ و مال اور چرمی کپڑے وغیرہ ضروریات کا انتظام کیا گیا ؎

دست اگر در کمر راہبر دل زدہ
بے تکلف بمیاں دامن منزل زدہ

چونکہ تجربہ کار افراد کی نظر میں یہ تمام سامان قلعہ گیری کے لئے مفید و کافی نہ تھا اس لئے تربیت خان نے اس دمدمہ کے نیچے زینہ لگایا، جو چوبیس گز اونچا تیار کیا گیا۔

اس تمام کارروائی میں ہزار گھاوے اور ٹاٹ کے تھیلے (جو کم یابی کی وجہ سے روپے کے چار گز بھی نہ ملتے تھے) مہیا کئے گئے اور جنگل کی لکڑی صرف ہوئی پھر خاک ریزی کے بعد نقب، قلعہ کے نیچے پہنچائی گئی، اور قلعہ کے اوپر چوبی زینے نصب کئے گئے۔

لیکن اس اہتمام سے اس سے زیادہ نتیجہ نہ نکلا کہ تربیت خان نے پہلے دمدمے کے راستے بند کر دیئے جس کی وجہ سے محصور دیوار قلعہ سے سر اٹھا نہ سکے، اور انھیں بندوق چلانے کی مجال باقی نہ رہی، چونکہ حریف اب ایک چور دیوار کے نیچے بیٹھکر پتھر برساتے تھے اس لئے بہادرانِ لشکر یورش کرکے دیوار پر چڑھنے میں کامیاب نہ ہوتے تھے،

فرمان مبارک صادر ہوا کہ بہادر فتح اللہ خان روح اللہ خان کے اہتمام میں ایک اور مورچال قلعے کے دروازے کی طرف سے بڑھائیں۔ ۵ رشوال ۱۱۱۰ جلوس کو خان مذکور نے اپنی بہادرانہ حسنِ تدبیر سے ایک ماہ کی مدت میں ایوانی قلعے کے نیچے تک مورچال پہنچائی۔

تربیت خان نے اپنی سست کارگزاری کی تلافی میں جو زینہ نصب کرنے میں ظاہر ہوئی تھی قلعے کے سنگ چین میں ایک طاق کھودا جس کی وجہ سے ایک طرف سے چودہ گز اور دوسری جانب سے دس گز دیوار خالی ہوگئی۔ اس قلعہ اوران بہادران لشکر کے درمیان جو اس طاق میں پہرہ دیتے تھے ایک پردہ سے زیادہ حجاب باقی نہ رہا لیکن طرفین میں کسی شخص کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ اس ہاتھ بھر زمین کو طے کرلے۔ آخر یہ قرار پایا کہ اس تمام جوف (طاق) کو بارود سے بھر کر دیوار اڑادی جائے تاکہ راہ نکل آئے اہل یورش قلعے کے اندر آسانی سے داخل ہوسکیں، جہاں پناہ نے حکم دیا کہ علاوہ پیادہ وسوار اور توپ خانہ وخاص چوکی وافغان وگکھر و دیگر مامورین اور کرناٹک کی فوجوں کے جو شب و روز وہاں حاضر رہتی ہیں، بخشی الملک مخلص خان اور حمید الدین خان بہادر بھی چند ہزار سواروں کے ہمراہ موقع کے منتظر رہیں تاکہ جب نقب اڑائی جائے اور سرفروش جماعت قلعہ میں داخل ہو تو اس کی امداد کریں۔

ماہ ذیقعدہ کی پانچویں تاریخ صبح کو جو اپنی ہول ودہشت کی وجہ سے شام کا حکم رکھتی تھی پہلے فتیلہ کو آگ دی گئی، جس کی وجہ سے قلعہ کی اندرونی دیوار گری، اور اہل قلعہ کثیر تعداد میں نذرِ آتش ہوگئے۔ شاہی لشکر نے اس خیال سے کہ یہ دیوار بھی اندر کی جانب گر گئی

ان خوبی دستور کی خبر نہ لی جو یورش کے منتظر تھے دیوار زمین پر آئی اور ان کو ہٹنے کا موقع نہ ملا اور فلیتہ سلگتے ہی دیوار بجائے اس طرف کے اس طرف گری، چند ہزار اشخاص پر پتھر اور مٹی کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، اور جو لوگ زمین کے نیچے خندقوں میں پناہ گزیں تھے وہ وہیں دفن ہو کر رہ گئے۔ اس قیامت خیز سانحے سے ایسا زلزلہ برپا ہوا کہ تقریباً دو ہزار بہادر ایسے پامال ہوئے کہ ان کے پوست و استخوان ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

اب موقع اس قدر خطرناک ہو گیا تھا کہ اگرچہ اس وقت شاہی لشکر کے حصار میں داخل ہونے کی کافی گنجائش خود بخود نکل آئی تھی اور معقول و وسیع راہ پیدا ہو گئی تھی، اور بعض پیادے دوڑ کر گئے اور پر چڑھ کر کہہ بھی رہے تھے کہ بلا خوف و خطر حصار میں داخل ہو جاؤ۔ دشمن اس مقام پر نہیں ہے لیکن اہل مورچال پر اس قدر خوف و ہیبت طاری تھی کہ کسی کو اس راہ میں قدم رکھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ بنا بنایا کام بگڑ گیا اور انتظام میں ابتری پیدا ہو گئی چند ساعت گزرنے کے بعد موقع ہاتھ سے جاتا رہا اور جب محصورین نے دیکھا کہ بادشاہی فوج کا کوئی شخص بھی ادھر نظر نہیں آتا تو دیوار پر چڑھ کر بندوق زنی شروع کی، دمدمے اور توپیں گر چکی تھیں اور کارگزاروں نے کام سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ دشمن کے مقابلے پر کوئی نہ تھا اور ایسے نازک وقت میں صرف قبلۂ عالم کا مقدس وجود اپنی روحانیت سے سپاہ کے افسردہ دلوں میں حرارت پیدا کر رہا تھا۔ اور وہ ہمت پاکر کشتوں کے پشتے پر سے گزرتے ہوئے قلعہ میں داخل ہوتے رہے۔ سچ ہے کہ جب تک کوئی کام بننے والا نہ ہو، تمام کام خراب ہو جاتے ہیں، اور بغیر سردار کے زیر دست بہادروں کے قلوب کمزور ہو جاتے ہیں، اگر زیر دست سوار تعداد میں ایک لاکھ بھی ہوں تو بغیر سردار کے ان کا عدم وجود برابر ہے۔ اور سردار اگر تن تنہا میدان میں آجائے تو اُن ایک لاکھ کی مدد کا محتاج نہیں ہوتا ؎

آفتابے بباید انجم سوز
از چراغ تو شب نگردد روز

اسی مصلحت کی بنا پر جہاں پناہ نے پیش بینی و عاقبت اندیشی کے اصول پر عمل کرتے ہوئے حکم دیا تھا کہ وسط کوہ میں ایک خیمہ نصب کیا جائے تاکہ خود بدولت اور بادشاہزادہ اس میں مقیم ہو کر بنفس نفیس کارفرمائی فرمائیں، مگر چونکہ تقدیر کا منشا کچھ اور ہی تھا اس لیے تمام مدبران سلطنت نے بالاتفاق منت و سماجت کے ساتھ قبلۂ عالم کو

اس ارادہ سے باز رکھا۔
اس روز بھی سواری مبارک کی تیار تھی لیکن ظاہر ہے کہ کام ابتر ہو جانے کے بعد سعی و کوشش سے فائدہ نہیں ہوتا۔ قبلۂ عالم نہایت عزم و استقلال او روقار و حوصلہ کے ساتھ بار بار جرأت دلا رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے یا لیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما جہاں پناہ نے افسردہ دل سپاہیوں کو پیام بھیجا

"کیوں تم نے اپنے آپ کو اس قدر وہم و اضطراب میں گرفتار کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ تم پر کوئی چھاپہ نہیں مارا گیا بلکہ ہمیں نے ایک تدبیر کی تھی جو کارگر نہ ہوئی۔ چھت کے گر پڑنے سے ایک جماعت کا اس طرح ہلاک ہونا کوئی پریشان کن و تعجب انگیز واقعہ نہیں ہے۔"

قبلۂ عالم نے پھر اسی روز سید سرفراز خان مناجی اور بخشی الملک بہرہ مند خان کی جمعیت کو حکم دیا کہ موقعہ پر پہنچ کر تربیت خان کی رفاقت میں مورچہ قائم رکھیں۔
جو اشخاص زمین میں دب کر مر گئے تھے ان کے بعض وارثوں کے وقت پر پہنچ جانے کی وجہ سے لاشوں اور زخمیوں کے اٹھا لانے کا موقع مل گیا، ان غریبوں کے وارثانے مردہ اجسام کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور زخمیوں کی تیمارداری اور علاج میں مشغول ہوئے جن تباہ حال کے سر پر کوئی مددگار نہ پہنچ سکا وہ زبان حال سے یہ کہہ کر وہیں ختم ہو گئے۔

بے گم گشتگی، ستارۂ ما ست
بال عنقا کلید چارۂ ما ست

تعجب انگیز امر یہ ہے کہ بھلیسہ پیادوں نے جو اپنے بھائی بیٹوں و اعزہ و احباب کے دب جانے کی وجہ سے ملول و مغموم ہو گئے تھے، اور جیرآتش سے خار کھائے بیٹھے تھے یہ معلوم کر کے کہ پتھروں اور زمین کے نیچے سے مُردوں کا لانا دشوار ہے اور لاشوں کا جلانا ان کے دین و آئین میں واجب ہے، دفعتاً ہنگامہ آرائی کی اور اسی رات کو خفیہ طریقہ پر اس مورچال میں آگ لگا دی جو سر سے پاؤں تک لکڑی سے

ؔ کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بیحد کامیابی حاصل کرتا۔

تیار کی گئی تھی، یہ آگ سات دن تک متواتر روشن رہی۔ اتنا پانی وہاں موجود نہ تھا جو اس آگ کے جنگل کو بجھاتا، تمام ہندو اور مسلمان جن کو نکلنے کا موقع نہ مل سکا وہیں جل کر خاک ہو گئے۔ سبحان اللہ دنیا کا آتش کدہ بھی عجیب مقام ہے، جس کے تباہ کن شعلے دوست دشمن کسی سے بھی رعایت نہ کرتے، اور اس کے کرشموں پر کسی فرد کو زبان کھولنے کی ہمت نہ ہوتی۔

این مرحلہ گرچہ دل نشیں است
ہشدار کہ ... ش آتشیں است

ان سرداروں نے شکم سیری کی امید اور جان کے خوف سے جو ملازمین کو بادشاہوں کی خدمت سے وابستہ کرتی ہیں، قلعہ کی تسخیر کے لئے چند ایسی کوششیں بھی کیں جن کے تصوّر سے وہم قاصر ہے، مگر یہ کلیہ مسلمہ ہے کہ جب تک وقت نہیں آتا کوئی کام درست نہیں ہوتا۔ اور پیش از وقت اور تقدیر کے مقابلے میں تمام تدبیریں بے سود ثابت ہوتی ہیں۔

اللہ اللہ اقبال شاہنشاہی اور قبلۂ عالم کے طالع بیدار اور رفعت و بلندی کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے کہ پچاس سال متواتر جس جانب توجہ فرمائی اقبال ہمرکاب رہا اور فتح و ظفر نے ہر مرتبہ سعادت قدم بوسی حاصل کی۔

راما اور اس کے لڑکے کی وفات

۲۵ رمضان ۴۴ھ جلوس کو پرچہ نویسوں نے اطلاع دی کہ راما بدبخت جو اس زمانے میں برار کی سمت آوارہ وطن تھا ناکام و نامراد دنیا سے رخصت ہوا۔ ۱۰ شوال کو معلوم ہوا کہ راما کی جمعیت نے اس کے جس پنج سالہ فرزند کو اپنا سردار مقرر کیا تھا اس نے بھی متوفی باپ کی رفاقت حاصل کی۔

اس غیبی تائید اور آسمانی امداد کو دیکھ کر اقبال بادشاہی کی ہیبت اور اپنے انجام کے خوف سے پرسرام جو راما کا مختار تھا، قلعۂ ستارہ سے نکل کر روح اللہ خان کے توسط سے عفو جرائم کے لئے بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا۔

نگہبان قلعہ کی عرضداشت

سوبھان، قلعۂ ستارہ کا نگہبان بے حد ہوشیار و خوش نصیب تھا، جب اس نے دیکھا کہ دیگر اشخاص التجا و

کارِ برآری کرنے میں سبقت لے جائیں گے اور قلعہ کی دیوار تربیت خان کے مورچال کی طرف سے نصف برج تک، گڑ کے قریب گر چکی ہے، بے شمار جمعیت کزاک، بجلی اور بے مروت لوگوں سے تباہ ہو چکی ہے، خصوصاً ملک ضبط (نام توپ) جو بادشاہزادہ کے مورچال کے عقب میں پشتہ کوہ پر لگائی گئی ہے، قلعہ کی عمارت کو منہدم کر رہی ہے، چار سو آدمی نقب کی آگ سے جل کر خاک سیاہ ہو چکے ہیں، اور فتح اللہ خان مورچال کو قلعے کے دروانے تک پہنچا کر ارادہ کر رہا ہے کہ پنجۂ آہنی کی ایک ضرب سے قلعہ کو اکھاڑ پھینکے، اور ایک دست حملے سے دیوار قلعہ کو زمین کے برابر کر دے تو بجز اس کے کوئی تدبیر اس کی سمجھ میں نہ آئی کہ جہاں پناہ کے آستانۂ اقدس پر حاضر ہو کر عجز و نیاز مندی کی نذر پیش کرے۔

قلعہ کی فتح

یہ خیال کر کے سوبھان نے اپنا ایک قاصد رحم و پناہ جوئی کے التماس کے لئے بادشاہزادہ جم جاہ محمد اعظم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا، بادشاہزادے نے قلعہ کے کئی ہزار مرد و عورت کی جانوں پر رحم کیا اور اجل گرفتہ دشمن کی سفارش حضرت اقدس کی بارگاہ میں کی، خدا کا شکر ہے کہ شاہزادہ جمشید نشان کی استدعا قبول ہوئی اور فرمانِ مبارک شرف صدور لایا کہ محصوروں کو امن و امان کے ساتھ قلعے سے نکل جانے کا موقعہ دیا جائے۔

۱۳ ذی قعدہ سنہ مذکور کو فتح و نصرت کے علم قلعے کے برج و فصیل پر نصب ہو گئے اور نوبت و نقارہ کی آواز سے آسمان تک گونج اٹھا۔ کمال تو یہ ہے کہ یہ قلعہ پہلے بے نور ستارہ تھا اب بادشاہ دین پناہ کی نظر تسخیر اثر سے منور ہو کر آفتاب ہو گیا، قلعے کی خوش نصیبی ملاحظہ ہو کہ پہلے ایک ویرانہ تھا جس میں بوم صفت اشخاص آباد تھے، اب قبلۂ عالم کی معدلت گستری کی بدولت ممالک محروسہ میں شامل ہو کر آباد و معمور ہوا۔ اہل عالم نے اثر پذیر انداز بیان میں بادشاہ عالم و عالمیان کے حضور میں گذارش کی ؎

اے رُخ تو برق عالم افروز — مہتاب شب و ستارۂ روز
اے چشم تو وردم نظارہ — برق افگن خرمن ستارہ

اور مقبول طرز میں خدا سے دعا مانگی کہ دست حق پرست اشرار کے قلعے منہدم کرنے اور فاسقوں اور بدکاروں کے شہر برباد کرنے میں ہمیشہ تائیدیافتۂ غیب رہے۔

قلعہ ستارہ کے بجائے قلعہ اعظم تارا

چونکہ حصار مذکور بادشاہزادۂ عالی جاہ محمد اعظم شاہ کے توسّط سے سر ہوا تھا اس لئے قلعہ اعظم تارا کے نام سے موسوم فرمایا گیا۔ دوسرے روز بادشاہزادہ عالی جاہ سوبھان کو ہاتھ اور گردن باندھے ہوئے بارگاہِ اقدس میں لائے حکم ہوُا کہ اس کے بند کھول دیئے جائیں، اور اس کے سر نیاز کو درگاہِ والا کی بندگی سے سرفرازی بخشی جائے، قبلۂ عالم نے سوبھان کو منصب پنج ہزاری ودو ہزار سوار اور خلعت وکٹار، و اسپ وفیل وعلم وطوغ و نقارہ اور بیس ہزار روپے نقد مرحمت فرماکر سربلند و ممتاز فرمایا، سوبھان نے بکمالِ عقیدت اپنی زبان میں عرض کیا۔

ریاض بخت بخندید ازیں ترانۂ شکر
کہ نقش سجدہ ام آخر بکوئے شاہ نشست

سن جلوس کے بقیہ حالات

تسخیر قلعہ کی کارروائی ۲۵ رجمادی الآخر ۴۲ جلوس کو شروع ہوئی اور ۱۳ ر ذیقعدہ ۴۲ کو یعنی ۴ ماہ ۱۸ دن میں ختم ہوئی، چونکہ مولف الہی واقعات کے جمع و ترتیب میں متوجہ رہا، اس لئے دیگر مسلسل واقعات موقع پر قلمبند نہ ہوسکے۔ خاکسار مؤلف اب تسلسل قائم کرکے وہ واقعات ہدیۂ ناظرین کرتا ہے جو اس مدت میں پیش آئے۔

۲۴ رجمادی الآخر ۴۲ جلوس کو عمدۃ الملک نے قلعہ کلید فتح کی تہنیت میں چار سو اشرفیاں پیش کیں جو نظر انور سے گذریں۔ بخشی الملک مخلص خان نے حسب فرمان والا بادشاہزادہ محمد کام بخش کو شاہ عالی جاہ (محمد اعظم) کی خدمت میں حاضر کیا شاہ عالی جاہ کے التماس پر حکم ہوا کہ بادشاہزادے دیوان کے وقت بھی آتے رہیں۔

شیخ فرید پسر حمید خان خانی کے خطاب سے سرفراز ہوا، ۱۴ ر رجب کو شاہزادہ محمد بیدار بخت بہادر راما کی سرکوبی سے واپس ہوکر سعادت ملازمت سے مشرف ہوئے۔ نصرت جنگ نے آستانہ بوسی کی عزت حاصل کی اور بے شمار عطیات سے مسرور ہوا۔

اخلاص خان کی وفات

۵ ر رجب کو اخلاص خان المخاطب با اہتمام خان گشت وطلایہ کیلئے روانہ ہوا تھا۔ لشکر شاہی سے ایک کوس کے فاصلے پر دشمن کی جمعیت نمودار ہوئی، اور فریقین میں سخت مقابلہ ہوا۔ اخلاص خان اپنے اور نجابت خان مرحوم کے فرزند

کے ہمراہ شہید ہوا۔ اور دیگر بے شمار ہمراہی بھی قتل و زخمی ہوئے۔

اخلاص خان کی خدمت حمید الدین خان کو تفویض ہوئی اور اس امیر کو خلعت خاصہ معکمر مرصع مرحمت ہوا۔

جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ پیش ہوا کہ لشکر شاہی سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر محمد امین خان غنیم سے مقابلہ کر رہا ہے۔ اگر خان مذکور کو مدد پہنچے تو دشمن مغلوب ہوسکتا ہے، حکم ہوا کہ حمید الدین خان بہادر امداد کو روانہ ہو۔

بخشی الملک بہرہ مند خان اور حمید الدین خان بہادر کھتانوں کی طرف رسد لانے کے لئے روانہ ہوئے تھے اس اثناء میں انھیں جس مقام پر دشمنوں سے سابقہ پڑا اُن امیروں نے قتل کیا اور بکثرت رسد مہیا کر کے لشکر شاہی میں پہنچائی۔ امراء ملازمت سے مشرف ہوئے، اور ان کی کارگزاری پر تحسین فرمائی گئی۔ بہرہ مند خان کو زمرد کا جڑاؤ تکیہ اور حمید الدین خان کو سرپیچ بطور انعام مرحمت ہوا۔

رام چند رتھانہ دار کھتانوں اصل و اضافے کے ساتھ دو ہزاری سہ ہزار سوار کے منصب پر ممتاز ہوا۔

۲۰ر شعبان کو بادشاہزادہ محمد معظم بہین پور خلافت ابراہیم خان کے بجائے دار السلطنت لاہور کے ناظم مقرر ہو کر عنایات شاہی سے سرفراز ہوئے۔ جہاں پناہ نے بلند اختر کو شمشیر و خنجر و سپر ترکش و کمان و قربان بلند اختر کو مرحمت فرمائیں اور شاہزادۂ مذکور خلوت میں تسلیمات بجا لائے۔

جلوس عالمگیری کا چوالیسواں سال

سنہ ۱۱۱۱ھ
۱۷۰۱ء

اس مبارک زمانہ میں جب کہ حضرت بادشاہ دین پناہ کے شرف انتساب سے حال کو ماضی پر بزرگی و برتری حاصل ہے۔ اور فرش زمین کا پایہ حضرت کی معدلت فرمائی و کام بخشی کے برکات سے آسمان کی طرح بلند ہے۔ ماہ رمضان کی مبارک آمد دنیا کی مزید مسرت و فرحت کا باعث ہوئی۔ حضرت ظل اللہ نے اپنے اوقات خیر آیات، حسنات و برکات کے مشاغل میں صرف فرمائے اور تمام ماہ ران ہی مبارک و مسعود اعمال میں مشغول رہے۔ تمام خلق خدا حضرت کے جود و احسان سے مستفید ہوئی۔

فاضل خان ناظم صوبہ کشمیر۔ مامور ہوا کہ ولی عہد بہادر (جہیں پور خلافت) کی نیابت میں صوبہ دارالسلطنت کے نظم و نسق میں شریک کار رہے، یہ امیر پیشتر دو ہزار و پانصدی ہزار و دو صد سوار کا منصب دار تھا۔ اس موقع پر پانصدی دو صد سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوا۔

جے سنگھ و بجے سنگھ بجے سنگھ ساکن آنبیر اپنے باپ کے انتقال کے بعد راجہ جے سنگھ کے نام سے اور اس کا بھائی بجے سنگھ کے نام سے نامور ہوا۔ یہ راجہ پیشتر ہزاری و ہشت صد سوار کا امیر تھا۔ اب پانصدی ہزار و دو صد سوار کے اضافہ سے معزز و ممتاز ہوا۔

چین قلیچ خان کو سابق منصب کی بحالی چین قلیچ خان بہادر کے منصب میں پانصدی کی کمی ہوگئی تھی، قبلۂ عالم نے منصب کو بحال فرما کر چار ہزاری و سہ ہزار سوار کے منصب پر ممتاز فرمایا۔ ستر سالہ بوڑھا حصارِ اعظم تارا کا

قلعہ دار مقرر ہوا ۔

۴ ار ذیقعدہ کو قلعہ بادشاہ اسلام پناہ کے قدوم مبارک سے سرفراز ہوا۔ حضرت اقدس و اعلیٰ نے بہمنی سلاطین کی بنائی ہوئی مسجد میں جس پر حکم اقدس کے مطابق سفیدکاری ہو چکی تھی دوگانۂ شکر ادا فرمایا۔ بادشاہ کے دین و دولت کی ترقی عمر و اقبال کی دعائیں مانگی گئیں اور مسلمانوں کے قلوب' جذبات عقیدت و خلوص سے معمور و پرنور ہوئے۔

قلعہ پرلی کی تسخیر

جب تائید الٰہی نے بادشاہ عالمگیر کی امداد فرمائی اور قلعۂ اعظم تارا فتح کرکے حضرت کو اطمینان حاصل ہوا تو حصار کی حفاظت کے لئے قلعہ دار و فوج دار وغیرہ بھی مقرر فرما دیئے گئے، اب جہاں پناہ نے قلعۂ پرلی گڑھ کی تسخیر پر توجہ فرمائی ۔

فتح اللہ خان کو حکم ہوا کر فوراً روانہ ہو اور قلعہ کے محاصرے کی کارروائی شروع کرے فتح اللہ خان مذکور اسی روز قلعے کے پاس پہنچا اور ایک برج کو جس کے نیچے قلعہ کی ایک کھڑکی واقع ہے مورچہ قائم کرنے کے لئے تجویز کرکے کام شروع کر دیا۔ لشکر نے عالی حکم کے مطابق قلعہ گیری کے وہ تمام سامان جو قلعہ ستارہ کے لئے مہیا کئے گئے تھے ایک دم قلعہ پرلی کے پاس بادشاہی لشکر کے پڑاؤ پر پہنچا دیئے ۔

۲۲ ذیقعدہ کو حضرت بادشاہ عالم پناہ تین دن کی مسافت طے فرماکر موقع پر تشریف فرما ہوئے، اور دولت خانہ بادشاہی کے مقابل بادشاہزادہ کا خیمہ لگایا گیا، اس مہم میں روح اللہ خان میر مورچال مقرر فرمایا گیا۔

چین قلیج خان بہادر بادشاہی خدام و لشکر ظفر پیکر کے سپاہیوں نے قلعہ کو چند کوس کے گرد میں مرکز کی طرح گھیر لیا، یہ قلعہ، قلعۂ ستارہ سے بھی اہم تھا روح اللہ خان نے قلعہ کے استحکام وغیرہ دیگر خیالات کو نظر انداز کرکے مورچال لے جانے اور پشتۂ کوہ پر توپیں چڑھانے میں ایسی کارگذاری کی کہ برسوں کا کام دنوں میں ختم ہوگیا، لیکن بارش کی کثرت اور غلہ اور گھاس کی کمی کا حال ناگفتہ بہ ہے جس کی ہیبت سے دوات و قلم کا زہرہ آب ہوا جاتا ہے، ابر سیاہ یتیموں کے اشک کی طرح شبانہ روز برس رہا تھا، اور اس کے دست بیداد سے جن غربا کے مکانات پانی سے تباہ ہوگئے تھے وہ نالہ و زاری میں مصروف تھے ،

قبلۂ عالم نے رہبری اور ہمت افزائی فرمائی

غرض دریاؤں کی طغیانی اور اطراف سے رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے قحط نے روز افزوں ترقی کی اور عیش و آرام کا تصور وغیرہ روز شمار کے مساوی نظر آتا تھا مگر بادشاہ دین پناہ کے ضبط و استقلال پر ناز کرنا چاہئے کہ ان پریشانیوں اور تکلیفوں سے مطلق ہراساں نہ ہوئے اور بہادران لشکر کی زرپاشی کرکے تالیف قلوب فرمائی قبلۂ عالم نے اس ثابت قدمی سے لشکر کی ہمت افزائی کی کہ فتح اللہ خان نے ایک طویل و عریض پتھر کے نیچے تک مورچہ پہنچا دیا اس پتھر کی لمبائی ایک طرف پندرہ گز اور دوسری جانب سے دس گز ہے۔ اور دریچۂ قلعہ کے محاذ میں واقع ہے۔ اگرچہ اس پتھر پر چڑھنا نہایت دشوار تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم تھا کہ اگر اس پر قبضہ ہو جائے تو قلعہ کا سر ہونا نہایت آسان ہے۔

غنیم کے چھکے چھوٹ گئے

۲۷ ذی الحجہ کو چند زینے پتھر کے اس جانب جس طرف اس کا طول دس گز تھا نصب کئے گئے اور فتح اللہ خان نے بہادروں کو نکلنے کا اشارہ کیا۔ شاہی سواروں کا نکلنا تھا کہ غنیم کے سپاہی اُن پر جھپٹے اور لڑائی ہونے لگی۔ فتح اللہ خان موقعہ پاکر دوسرے مخفی زینے سے دلاوروں کی ایک جماعت کیساتھ پتھر پر چڑھ گیا۔ اور اس میدان میں جو دریچہ تک واقع ہے، دشمنوں پر حملہ آور ہو کر شمشیر زنی سے اُن کو مجبور کر دیا۔ غنیم مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور اپنی فوج لے کر دریچہ میں داخل ہوگیا، حریف کے عقب میں مغلوں کی فوج تعاقب کرتی ہوئی پہنچی،

چونکہ خان موصوف اس وقت قلعہ میں داخل ہونا نہ چاہتا تھا، صرف پتھر پر چڑھکر اپنے سپاہیوں کو قائم کرنا اور ایک توپ نصب کرکے دیوار کو گرانا مدّنظر تھا۔ اس لئے بذات خود متوجّہ ہوا کہ گھاس لکڑی کے پشتاروں کی آڑ میں اُوپر پہنچکر جلئے پناہ تجویز کردے اس ہنگامے میں تین چار نفر مغل اور ایک نفر بہلیہ دشمن کے ہمراہ دریچہ میں گھس آئے دوسروں کا بھی یہی ارادہ تھا کہ اتفاقاً ایک گولی ایک مغل کے لگی، یہ دیکھکر بہلیہ اس بُری طرح بھاگا کہ دوسرے بھی اس کے شریک کار ہوئے، اس اثناء میں دشمنوں نے دریچہ کو مضبوط کر لیا اور دیوار کے اوپر سے حقہ ریزی اور گولیوں کی بارش شروع کردی اس روز کے لئے قلعہ میں داخل ہونے کے راستہ میں جو بارود بچھائی تھی اس میں آگ دی گئی، فقیر اللہ خان فتح اللہ خان کا پوتا اور ساٹھ ستر دیگر سوار اس حادثہ کی نذر ہوگئے، اور بے شمار اشخاص زخمی بھی ہوئے۔

الاماں الاماں

باقی ملازم جو پتھر پر چڑھے ہوئے تھے اس مقام کی بے پناہی کی وجہ سے جو ہر سہ طرف سے دشمن کی زد پر واقع ہے پتھر پر قائم نہ رہ سکے اور نیچے اتر آئے اور سابقہ مقام پر ٹھہر گئے، لیکن یورش کے اس دبدبے سے کفار پر ہیبت چھاگئی اور مارے ہیبت کے نیم جان ہو گئے، یہ دن گزار کر دوسری صبح کو اہل قلعہ نے ان دو آدمیوں کو جو قلعہ والوں کے ساتھ دریچے میں در آئے تھے، اس دروازے سے جو بادشاہی لشکر کی طرف تھا قلعہ سے نکلنے کا راستہ دیا اور "الاماں الاماں" کی فریاد بلند کر کے بادشاہزادے کی دہائی دی اور ہزار عجز و نیاز کے ساتھ سفارش کی امید میں بادشاہزادے سے امداد طلب کی!

قلعہ کی فتح

چونکہ بادشاہزادے کی رائے سلیم کے مطابق بے شمار امور ملک گیری کا حل خدا کی طرف سے وابستہ ہو چکا ہے، اس لئے اس موقع پر بھی انہی کے واسطہ سے کشود کار ہوا۔ ۱۳ محرم الحرام کو بادشاہزادے کے ملازمین نے محصورین کو بغیر اسلحہ وساز و سامان قلعہ سے نکال دیا، اور وہ دار السلام (قلعہ) جو سیواجی کی مکاریوں سے بیجا پوریوں کے قبضہ سے نکل کر دار الحرب بن گیا تھا "اسلام آباد" ہوا اور اولیائے دولت کے قبضہ میں آگیا، قدیم مساجد آباد اور جدید مندر ویران ہوئے۔

فتح قلعہ کی تاریخ

یہ قلعہ ۱۰۳۵ھ میں ابراہیم عادل خان نے تعمیر کرایا تھا، چونکہ اس فرماں روا کی عادت تھی کہ ہر نو ساختہ چیز کو لفظ نورس سے موسوم کرتا تھا۔ (ملا ظہوری کی کتاب کا نام، شہر کا نام نورس ابراہیم اور دام کا نام نورس ہے) اس لئے اسی مناسبت سے اس قلعہ کا نام "نورس تارا" رکھا گیا۔ اور الفاظ "ھٰذا نصر اللہ" سے اس فتح مبین کی تاریخ نکالی گئی!

بھوسان گڈھ کی طرف کوچ

نورس تارا کی تسخیر کے بعد قبلۂ عالم نے بھوسان گڈھ کی طرف کوچ کا عزم فرمایا، اگرچہ اسقدر شدید محنت برداشت کرنے کے بعد ایسے مکان تکلیف نشان سے قدم نکالنا امرا و غربا تمام افراد کے لئے بیحد غنیمت تھا، مگر چونکہ ارضی و سماوی حوادث کے سبب سے لشکر شاہی میں بار برداری کا نشان تک نہ تھا اور اہل لشکر جانوروں کے لئے اس درجہ ترس گئے تھے کہ پہاڑوں نے اس خوف سے کہ کہیں ہماری بربادی کی شہرت سے ہمیں اونٹ سمجھکر بیگار میں دے لیں اپنے آپ کو زمین پر عاجزی کے ساتھ گرا دیا تھا، اور گردن اٹھاؤ زبانِ حال

سے فریاد کر رہے تھے، اس لئے اہل لشکر اس مقام پر ٹھہرنا اپنے لئے کمال عیش خیال کرتے تھے اور کوچ و سفر کی جاں فرسا محنت برداشت کرنے پر تیار نہ تھے۔

لیکن جہاں پناہ کی رائے مبارک رعایا و مخلوق کے آرام کی کفیل ہے اگر خدام بارگاہ مرضی مبارک کے خلاف عمل کرتے تو ایک متنفس بھی اس مہلکہ سے نہ بچ سکتا۔ غرض ۱۵ محرم کو کوچ کا جھنڈا بلند ہوا اور اہل لشکر مجبوراً خود سامان اٹھا کر چلے سفر میں ایک کوچ اور دو مقام ہوتے تھے۔ بہر طور ان بے سروسامان اشخاص کو منزل پر پہنچانا تھا۔ اکثر لشکریوں نے پانچ کوس کی مسافت تین منزل میں قطع کی اور دریائے کشنا کے کنارے پہنچے۔

اس وقت دریا طغیانی پر تھا اس لئے عبور میں بھی کئی دن گزر گئے، غرض بے حد پریشانی کے بعد لشکر شاہی سابت گڈھی اور اطراف قلعہ کے دوسرے مواضع میں پہنچا۔ ۱۹ صفر کو بھوٹان گڈھ کے میدان میں حضرت جہاں پناہ کے خیام اقبال نصب ہوئے۔ بارش موقوف ہوئی اور رہراہیوں کو اطمینان میسر ہوا نالوں اور دریاؤں کا شور ختم ہوا اور اہل دنیا کو آرام و سکون نصیب ہوا۔

تازہ دم لشکر کے لئے فرمان

بادشاہزادہ جسم جاہ کو حکم ہوا کہ خاندیس پہنچ کر برہان پور میں قیام کریں تاکہ ان کا لشکر بھی آرام حاصل کرے۔ اسی طرح اور رخصت حال لشکروں کو ملک کے قدیم کے اطراف و نواح میں جانے کی اجازت مرحمت ہوئی صوبہ جات کے عمال کو فرمان روانہ ہوئے کہ تازہ دم لشکر، فوج ظفر موج میں شرکت کے لئے روانہ کریں۔

بیدار بخت کا قلعہ پرنالہ کی تسخیر کیلئے روانہ ہونا

شاہزادہ بیدار بخت جو افواج متعینہ کیساتھ لشکر گاہ کی حفاظت کے لئے مقیم تھے حضور میں طلب ہوئے۔ باریابی کے بعد ہراول کے طور پر قلعہ پرنالہ کی تسخیر کے لئے روانہ کئے گئے۔ ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ ہمراہی فوج کے علاوہ اُن کے ساتھ رہنے پر مامور ہوئے، کچھ مدت کے بعد تربیت خان میر آتش بھی اس مہم پر روانہ ہوئے۔

قبلہ عالم کا بنگاہ میں رونق افروز ہونا

چونکہ قبلہ کی ہمت ہمیشہ خلق خدا کے آرام کیلئے وقف رہتی ہے اس لئے حضرت کے قلب روشن پر القا ہوا کہ خواص پور سے بنگاہ تک ایک روز کی راہ ہے لہٰذا اس جگہ قیام کرنے سے

ہرکاب لشکر کو بھی فائدہ ہوگا قبلۂ عالم ۲۷ ربیع الاوّل کو معہ لشکر اس جانب روانہ ہوئے۔ حضرت اس مقام پر رونق افروز ہوئے اور خیال کے مطابق اہلِ لشکر کو اکثر ضروریات اور غلّہ اور گھاس کی ارزانی سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہوا۔ اور اہلِ لشکر نے حضرت بادشاہِ حق آگاہ کی عمر و اقبال کے لئے دعائیں کیں۔

چونکہ پرفن دنیا کا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہے اس لئے یہاں خدّام بارگاہ کو اطمینان حاصل نہ ہوا اور گھڑی بھر بھی خوشی کے ساتھ نہ گزارنے پائے دنیا اپنی ہی تزئین و آرائش میں مصروف رہتی ہے اور اہلِ دنیا کی فکر و خیال پرورش سے بے نیاز ہے ؎

دنیا شکستہ کشتیٔ بحرِ حوادث است
در کشتیٔ شکستہ کسے آرمیدہ نیست

اِک بلائے ناگہانی

اکثر امرا اور اہلِ لشکر خشک دریا میں اس کے دونوں کناروں پر اور وسط میں خیمے نصب کئے ہوئے مقیم تھے اور اس کا گمان بھی نہ تھا کہ قیامت تک کوئی قطرۂ بارش خلاف موسم دریا میں رواں ہوگا طوفانِ نوح نمودار ہوا۔ یعنی ماہ ربیع الثانی کی اٹھائیسویں شب کو سخت بارش ہوئی اور اس کے ساتھ ہی پہاڑوں کا پانی بہہ نکلا اور دریا کی طرف رواں ہوا، لوگ خواب غفلت میں خراٹے لے رہے تھے، ناعاقبت بینی کا نشہ، اُن کے ہوش و حواس اڑا چکا تھا کہ دفعتاً ان کی آنکھیں کھلیں اور بستر سے سر اٹھاتے ہی دیکھا کہ دریا کے ہر ساحل سے پانی اُبل رہا ہے، اور جنگل میں اس کے پھیل جانے سے تمام افراد جانورانِ آبی ہو گئے ہیں، خیمے حباب کی طرح تیرنے لگے ہیں۔ انسان و حیوان کی ایک دنیا بحرِ فنا میں ڈوب گئی، جو لوگ بچ گئے وہ قید الماء اشد من قید الحدید[1] کے اسیر ہیں!

اگر تھوڑی رات اور باقی رہتی تو طغیانی دن کے چار پانچ گھڑی تک اور طول ہوتا اور ایک متنفس بھی جان بر نہ ہوتا، مگر خدا نے فضل کیا، صبح ہوئی اور مردوں کی جان میں جان آئی تمام افراد الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا[2] پڑھ کر اٹھے اور اپنے

---

[1] پانی کی قید لوہے کی قید سے زیادہ سخت ہے۔

[2] اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں مردہ ہونے کے بعد جلایا

گھر تلاش کرنے لگے۔ اہل شہر مکانات ڈھونڈتے تھے مگر پتہ نہ ملتا تھا اور مال و متاع سے ہاتھ دھوکر روتے پیٹتے ہر طرف دوڑتے تھے۔ عجیب بات ہے کہ بعض خیموں میں جو دور کے بلند پشتوں پر نصب تھے ذرا بھی خبر نہ ہوئی کہ اہل لشکر پر کیا بلا نازل ہوئی

حمد اً للہ ثم الحمد للہ کہ شکر ہے کہ دولت خانۂ بادشاہی اس قدر بلند جگہ واقع تھا کہ اس حادثہ کا کوئی اثر وہاں تک نہ پہنچا ؎

زہے چشم دوراں بروئے تو باز سر سرفرازان گردن فراز
غم از گردش ناپسندت مباد ز دوران گیتی گزندت مباد

اس سن جلوس کے بقیہ حالات چونکہ ابتدائے ۴۳ھ جلوس کے بعض سوانح معرض تحریر میں نہیں آئے اور واقعات کا ربط قائم رکھنا وقائع نگار کا فرض ہے اس لئے آخر شعبان سنہ مذکور تک کے حالات یہاں درج کئے جاتے ہیں

دہتا جادوہ کی شکست ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ نے جو بے حیا دہتا جادوہ کی سرکوبی کے لئے مامور ہوا تھا اس ملعون کا قصہ پاک کیا اور آستانۂ اقدس پر حاضر ہوکر داؤد خان دلپت، رام سنگھ اور دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ انعام و تحسین و آفرین اور عطائے خلعت و جواہر و اضافہ و اعزاز سے سرفراز فرمایا گیا۔

قلعہ دھادہر پر قبضہ شاہزادہ محمد معزالدین ناظم ملتان نے دودکرہ کے ناہجار زمیندار کے قبضہ سے قلعہ دھادہر چھین لیا اس صلہ میں دو ہزاری ہزار سوار کا اضافہ پاکر دوازدہ ہزاری و شش ہزار سوار دو اسپہ کے گراں قدر منصب پر سرفراز ہوئے۔

شاہزادہ محمد عظیم ناظم بنگالہ نے ہزار سوار کمی کی بابت پائے حفظ اللہ خان ناظم ٹھٹھ دو ہزاری دو ہزار سوار تھا۔ شاہزادہ کی التماس پر پانصدی اضافہ پاکر سرمد ہوا۔

فاضل خان کی وفات فاضل خان ناظم کشمیر نے صوبہ داری لاہور کی نیابت قبول نہیں کی تھی اور حضور میں حاضر ہونے کی استدعا کی تھی۔ چونکہ یہ شرط تھی کہ نیابت قبول نہ کرنے پر منصب میں دو سو سواروں کی کمی کردی جائے، یہ

۱؎ ایں نام سرد دھنا جادون است۔ دیکھئے مآثر عالمگیری (فارسی) ص ۴۳۱

استدعا منظور ہوئی اور فاضل خان اپنے منصب کے ساتھ آستانہ پر حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوا جب وہ مسافت طے کرتا ہوا برہان پور پہنچا تو سفر دنیا سے کنارہ کش ہو کر اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔ یہ امیر بڑا صاحب کمال مہذب باوقار اور پسندیدہ اخلاق شخص تھا۔

عنایت اللہ خان کو حکم ہوا کہ تین ہزار سوار کی جاگیر سے بادشاہزادہ محمد کام بخش کو تنخواہ دے، یاد داشت جدید کی زحمت نہ دے۔ خدا بندہ خان بیوتات صوبہ محمد آباد کی نظامت پر عسکر خان کے بجائے مامور ہوا اور پانصدی پانصد سوار کا اضافہ پا کر اس نے عزت حاصل کی۔

فضائل خان میر منشی دار وغہ کتاب خانہ خدا بندہ کی جگہ بیوتات کی خدمت پر مقرر ہوا عنایت اللہ خان اپنی یاوری بخت سے شاہزادہ محمد بیدار بخت بہادر کے خدمت دیوانی پر مامور ہوا۔

چند اشخاص نے حضور میں گزارش کی کہ ہندو قید کے زمانے میں کھانا نہیں کھاتے اسی لئے سبھا کا بیٹا راجہ ساہو کھانے کے بجائے ، مٹھائی میوہ اور پکوان کھاتا ہے حمید الدین خان کی زبانی اس کو پیغام پہنچایا گیا کہ "تم قید میں نہیں ہو اپنے گھر میں بیٹھے ہو کھانا کھاتے رہو۔

نواب زینت النساء بیگم منگاہ سے حضور میں طلب ہوئی تھیں۔ ۱۰ ر جمادی الاول کو چوڈول کی سواری میں تشریف لائیں۔ بادشاہزادہ محمد کام بخش اور سلطان بلند اختر نے استقبال کی سعادت حاصل کی۔

فدائی خان صوبہ دار بہار کو ترہت و دربھنگہ کی فوجداری عطا ہوئی پہلے دو ہزار و پانصدی دو ہزار و پانصد سوار تھا اب اسے پانصدی اضافہ بلاشرط عطا ہوا۔

ٹلبارس خان کاشغر فوت ہوا اور اس خطہ کے بندوبست میں خلل پیدا ہوا۔ ارسلان خاں پسر شاہ خاں ابن عم خان متوفی کو جو اس واقعہ سے قبل ہی آستانۂ اقدس پر حاضر ہو چکا تھا اس خدمت پر مقرر فرمانے کا مژدہ سنایا گیا، اور حکم ہوا کہ خان مذکور وطن جائے اور اس ملک پر قبضہ حاصل کرے۔ سردار خان متعینہ خدمت حضرت شاہ عالم بہادر کو اس کی اعانت کی اجازت ملی۔ صدر الدین محمد خان، معتقد خان کے بجائے خاندیس کا صوبہ دار ہوا۔ پانصد سوار کا اضافہ دے کر اس کا منصب دو ہزاری دو ہزار سوار مقرر فرمایا گیا۔

قلعہ پرناله کی تسخیر کے لئے روانگی

۱۶ رجب کو لشکر شاہی قصبہ مرتضیٰ آباد مرج کی جانب روانہ ہوا۔ ۲ شعبان کو یہ مقام نزول اجلال سے سجدہ گاہ خلائق بنا۔

بخشی الملک کی وفات

بخشی الملک مخلص خان ابن صف شکن خان ابن قوام الدین خان صدر ایران نے جو خلیفہ سلطان کا بھتیجا تھا، سخت امراض میں مبتلا ہو کر ۷ شعبان کو دنیا کو خیر آباد کہا۔ مرحوم زبدۃ العرفا سید شمس الدین کے روضہ واقع قصبہ مرج میں دفن کیا گیا یہ شخص اکتسابی کمالات کے علاوہ ذاتی شرافت و عظمت سے ممتاز تھا، استغنا و آزادی اس کی فطرت میں داخل تھی، اس شخص کے متعلق کئی مرتبہ حضرت اقدس و اعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس جوان خلیفہ سلطان ہے۔

اس کے انتقال کے بعد روح اللہ خان بخشی گیری دوم کی خدمت پر مقرر ہوا، روح اللہ خان کے بجائے صف شکن خان قوربیگی اور احدیوں کا بخشی ہوا جلوس مبارک کا پینتالیسواں سال اسی قصبہ کے دوران قیام میں شروع ہوا اور رمضان المبارک کی وجہ سے اسی مقام پر توقف فرمایا گیا۔

جلوسِ عالمگیری کا پینتالیسواں سال

سنہ ۱۱۱۲ھ

۱۷۰۲ء

ماہ رمضان المبارک ختم ہونے کے بعد قبلۂ عالم نے ۳ر شوال کو قلعہ پرنالہ و قلعہ پون گڑھ[1] سر کرنے کے لئے کوچ فرمایا قلعہ پون گڑھ بھی مضبوطی و بلندی میں پرنالہ سے کم نہیں ہے، ۱۰ر شوال کو جہاں پناہ نے دروازہ قلعہ کے سامنے اس دریا کے کنارے جو قلعے کے نیچے ایک توپ کی ضرب کے فاصلہ پر بہتا ہے قیام فرمایا۔ اسی مبارک دن میں نے حضرت لسان العصر حافظ شیرازی کے دیوان سے فال نکالی تو یہ مطلع نکلا: ؎

دلے کہ غیب نمالیست جام جم دارد
زخاتمے کہ دمے گم شود چہ غم دارد

قلعہ پون گڑھ کی تسخیر

فی الواقع اقبال و سعادت کی اس انگشتری پر ہمیشہ سلاطینِ اسلام کا نام نقش رہا۔ سیواجی نے اسے عادل خانی حکام سے چھین لیا اس کے بعد جب تمام ملکِ دکن کفر و شرک اور فسق و فجور کے تسلط سے پاک ہوا تو بادشاہزادۂ عالی جاہ محمد اعظم شاہ کی سعی و کارکردگی سے اس پر بھی بادشاہِ اسلام کا قبضہ ہوگیا، مگر سنبھا بدبخت کی مکاری اور محافظوں اور قلعہ دار کی غفلت و بزدلی سے حصارِ مذکور دوبارہ سنبھا کے تصرف میں آگیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب پھر خدام بارگاہ نے سر کیا۔

القصہ خان نصرت جنگ کو حکم ہوا کہ جہاں کہیں چور ڈاکو سر اٹھائیں فوراً تعاقب کر کے اُن کا قصہ پاک کر دیا جائے شاہزادہ والاتبار اور دوسرے جرّار لشکر آگے بڑھے۔ بعض لشکروں کو حکم ہوا کہ اپنے خیمے قلعہ کے اس جانب لگائیں بقیہ افواج نے دونوں قلعوں کے دور کو جو سات کوس کے اندر ہے ہر طرف سے گھیر لیا۔

---

[1] قلعہ پون گڑھ

تربیت خان کے اہتمام سے سامنے کی طرف مورچال لگائی گئی، اور بجلیاں برسانے والی توپیں دشمنوں پر آفت ڈھلانے لگیں، تھوڑے ہی زمانے میں قلعہ کے پانچ برج نصف سے زیادہ گر گئے پھر اس کارگزار امیر نے زمین کو چیرنے اور پہاڑ کے اندر گلی بنانے میں ایسی ہوشیاری دکھائی کہ لوگوں کو حیرت ہوگئی، چند جریب زمین کے اندر سرنگ بنائی اور اس میں اتنا راستہ نکال دیا کہ تین مسلح جوان ایک قدو قامت کے ساتھ ساتھ گزر سکیں، چند قدم کے فاصلہ پر ایک کمین گاہ تیار کی جسمیں بیس آدمی بیٹھ سکتے تھے، اس کے ہر طرف ہوا اور آفتاب کی روشنی آنے کے لئے کھڑکیاں بنا دیں۔ ان جگہوں میں توپ خانے کے آدمیوں کو بٹھا دیا تاکہ وہ گولیوں کی بارش سے محصوروں کو دیوار پر سے سر اٹھانے کا موقع نہ دیں، پھر اس سرنگ کو اس برج کے نیچے تک پہنچایا جو توپ کی زد میں تھا، اس کی بنیاد کو اتنا خالی کر دیا کہ اس کے اندر بہادروں کی ایک جمعیت چوکی دے سکے، دشمن کے حقہ و متوالہ سے انھیں کوئی خطرہ یا نقصان نہ تھا، آخر کو سرنگ کی انتہائی دیوار برج کی فصیل کے نیچے کر کے اسے قلعہ کے اندر تک پہنچا دیا۔

مگر باوجود ان انتظامات کے کام کے انصرام میں توقف ہوا، اور برسات سر پہ آگئی، بارش اور چند دشوار گزار دریاؤں کے حائل ہونے اور رسد میں دشواریاں پیدا ہونے کی وجہ سے یہ سرزمین ایک دوسری دنیا یعنی لشکر ظفر اثر کے قیام کے قابل نظر نہ آئی اس لئے فتح اللہ خان جو اپنے شکستہ دل ساتھیوں کی تسلّی کے لئے اورنگ آباد گیا ہوا تھا مامور ہوا کہ بادشاہزادے کے لشکر کی طرف سے ان کی سیادت اور منعم خان کی رفاقت میں دوسری مورچال بڑھائے۔

حریف کی پریشانی

فتح اللہ خان نے ایک ماہ کی مدت میں اس فلک رتبہ پہاڑ کی زمین کو مٹی سے زیادہ آسانی کے ساتھ ترشوا کر دیوار تک راستہ نکال دیا۔ اس زبردست کارگزاری نے ناظرین کی عقل و قیاس کو حیران کیا، اہل قلعہ کا یہ حال تھا کہ ان دونوں حصاروں میں آتش جنگ سے اپنے آپ کو جلاتے اور اسی عالم تباہی میں زندگی بسر کرتے تھے، مگر جب انہوں نے نظر غور سے ان حیرتناک کارگزاریوں کو دیکھا جو حریف کی توجہ سے ان کے خلاف عمل میں آتی تھیں تو انھیں اپنے انجام بد کا یقین آگیا۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک طرف سے تربیت خان زمین کا طبقہ اڑا دینا چاہتا ہے، اور دوسری طرف سے فتح اللہ خان اُن کی بنیاد اکھاڑ پھینکنے کی فکر میں

ہے، محمد مراد خان اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اور خواجہ محمد بخشی لشکر بادشاہزادہ محمد کام بخش کے ساتھ پون گڑھ کے برج و فصیل کو برباد کرنا چاہتے ہیں، اور محاصرہ کرنے والے لشکر نے ہمارے فرار کے تمام راستے روک رکھے ہیں خدام کے علاوہ خود بادشاہ کا یہ حال ہے کہ برسات کی شدت اور دوسرے حوادث سے اس کے عزم میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا۔ بادشاہ کی ہمت نے لشکر میں وہ استقلال پیدا کر دیا ہے کہ جبتک اپنا کام نہیں کر لیتا قدم پیچھے نہیں ہٹاتا۔ ~

نگر داند عقیق از کاوش الماس روے خود
دم شمشیر ماہ عید باشد نام جویان را

غرض کہ ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد دشمن کے قلوب مرعوب ہوئے اور اپنی عزت و آبرو کو ڈرے، سوائے عاجزی کے انھیں کوئی مفر نظر نہ آیا اور تربیت خان کے واسطہ سے پناہ جوئی کے لئے بادشاہزادہ اور شاہزادہ کے خیموں میں گھس آئے۔

رحم و کرم کے ان دونوں مجسموں نے کئی ہزار اجل گرفتہ افراد کی جان پر رحم کیا اور نہایت ادب کے ساتھ قبلۂ عالم کی بارگاہ میں سفارش کی۔ شکر ہے کہ ان کی التماس قبول ہوئی بارگاہی شاہی سے خطاکاروں کی جاں بخشی ہوئی اور تربنک محافظ قلعہ کو جان و مال کی امان دے کر حصار خالی کرنے کی اجازت عطا ہوئی محرم کی پہلی تاریخ یہ دونوں قلعے یعنی پون گڑھ اور پرنالا ممالک محروسہ میں داخل ہو کر مورد برکت ہوئے۔

قلعہ پرنالا

قلعہ پرنالا اس قدر بلند ہے کہ خیال کو اس تک رسائی پانا دشوار ہے قلعہ اعظم تارا اس کے مقابلے میں اتنا چھوٹا ہے کہ اس کی ایک دیوار کے مقابلہ میں سر نہیں اٹھا سکتا۔ نورس تارا اگر اس حصار کی آستانہ بوسی کرنا چاہے تو قاصرہ جائے مگر بادشاہ کشور کشا کے کمال تسخیر پر ناز کرنا چاہیئے کس قدر آسانی سے اس اپنے ارادہ اول ہی میں ایسے بلند قلعہ کو سر کر لیا اور باوجود کثیر موانعات کے اپنی نصرت کی عزت بخش کر حصار کو تمام قلعوں پر فضیلت عطا کی۔

بنی شاہ درگ نام رکھا گیا

قبلہ عالم نے اسی وجہ سے اس قلعہ کو بنی شاہ درگ کے نام سے موسوم کر کے اس حصار کو سب قلعوں سے زیادہ مشہور و معروف کیا۔

اس سن جلوس کے بقیہ حالات

اب اس سال کے بعض حالات و ماضی و حال ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہیں۔ واضح ہو کہ شیر زمان خان قلعہ دار قلعہ ارک کابل ناصر خان کے بجائے نیابت صوبہ کی خدمت پر مقرر ہوا۔ اور ناصر خان کے منصب میں پانصدی شش صد سوار کی کمی کر کے اس پر عتاب فرمایا گیا۔ صدر الدین محمد خان صفوی کے نام کے ساتھ لفظ "میرزا" کا اضافہ منظور فرما کر اس کی عزت افزائی فرمائی گئی۔

بارگاہ شاہی میں معروضہ پیش ہوا کہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ حکم والا کے مطابق بنگاہ کی حفاظت کے لیے حاضر ہو گئے ہیں اور ان کے فرزند ارجمند چین قلیچ خان بہادر باپ سے آزردہ ہونے کی وجہ سے حسب فرمان والا فیروز جنگ سے علیحدہ ہو کر اورنگ آباد روانہ ہوئے ہیں۔

جان سپار خاں کی وفات

جان سپار خان بن مختار خان ناظم حیدر آباد نے اپنی جان آقا پر نثار کی۔ اس منتخب صوبے کی نظامت بادشاہزادہ محمد کام بخش کے وکلا کو تفویض ہوئی، خان مرحوم کا بیٹا رستم دل خان خدمت نیابت پر مقرر ہوا، پہلے ہزاری پانصد سوار تھا اب پانصدی پانصد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا۔

بولبارس خاں بنگاہ مرتضیٰ آباد (مرج) کی حفاظت پر مقرر ہوا، یہ ہزار و پانصدی پانصد سوار کا منصب دار تھا اب پانصدی یک صد سوار کے اضافے سے سرفراز ہوا داؤد خان کو نصرت جنگ کی نیابت عطا ہوئی اور اس کے ساتھ کرناٹک بیجاپور کی فوج داری بھی اس امیر کو تفویض ہوئی۔

قبلہ عالم کی علالت

چونکہ شدت نزلہ کے سبب سے دوگانہ عید الفطر ادا کرنے کیلئے سواری مبارک عیدگاہ نہ جا سکی۔ اس لئے بادشاہزادہ محمد کام بخش مع اپنے فرزندوں اور سلطان بلند اختر تسلیمات مبارک باد ادا کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور شاہزادگان موصوف نے شرف قبول حاصل کیا۔

حکم ہوا کہ جو بادشاہزادے پیش کریں ان کو بجائے لفظ "نذر" کے نیاز کہے اور جو امرا پیش کریں اسے نثار کے الفاظ سے تعبیر کیا جائے۔

قطب الدین ایلچی توران جو حضور سے واپسی کی اجازت حاصل کر چکا تھا، کابل پہنچا تو اس نے بادشاہزادہ محمد معظم کی خدمت میں بندگیٔ درگاہ (شاہی ملازمت) کی استدعا کی

اس کی درخواست منظور ہوئی اور ہزاری دوصد سوار کے منصب پر تقرر ہوا۔

دیوان خاص کے صحن میں بجلی کا گرنا

۱۲ر ذیقعدہ کو دیوان خاص کے صحن میں بجلی گری آب دار خانہ کے کہار کو نقصان پہنچا۔ دوسرے اشخاص محفوظ رہے۔ بادشاہزادوں، سلطانوں اور حضور و صوبہ جات کے امیروں نے بارگاہ جہاں پناہ میں تصدق کے لئے رقوم پیش کر کے عزت حاصل کی۔

حفظ اللہ خان ولد سعد اللہ خان مرحوم صوبہ دار ٹھٹھ کا پیمانہ زندگی لبریز ہوا۔ خان مرحوم کے بیٹوں میں حفظ اللہ خان بھی جوہر قابلیت سے خالی نہ تھا۔

انعامات و اکرامات

شاہزادہ محمد معز الدین کی التماس پر خانہ زاد خان پسر سعید خان بہادر شاہجہانی صوبہ ٹھٹھ کی نظارت اور سیوستان کی فوجداری پر مقرر ہوا، یہ امیر دوہزاری ہزار سوار کا منصب دار تھا پانصدی ہشت صد سوار کے اضافے سے بہرہ اندوز ہوا۔

ملتفت خان کو خانہ زاد خان کا خطاب مرحمت ہوا۔ اسمٰعیل خان مکھا بنی شاہ ورک کا فوجدار مقرر ہوا۔ اصل پنج ہزاری چار ہزار سوار کا منصب دار تھا ہزار سوار کا اضافہ ملا۔ محتشم خان ولد شیخ میر کو دوہزاری ذات کا منصب بحال ہو چکا تھا۔ کمی کی بابت ایک ہزار سوار مزید عطا ہوئے۔

حمید الدین خان بہادر نے خلعت و کمر دھپکا (جڑاؤ) اور تربیت خان میر آتش نے خلعت و سرپیچ کے عطیات سے اعزاز حاصل کیا۔ خیر اندیش خان کنبوہ فوج دار اٹاوہ کو سات لاکھ دام انعام کے علاوہ اٹاوہ کے سوا دہامونی کی فوج داری بھی مرحمت ہوئی

چین قلیچ خان بہادر، معمور خان کے بجائے کرناٹک بیجاپور کے فوج دار مقرر ہوئے، امیر موصوف چار ہزاری سہ ہزار سوار کے منصب دار تھے ششش صد سوار کے اضافے سے سرفراز کئے گئے۔

صوبہ احمد آباد کے سلسلۂ واقعات میں قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ شجاعت خان محمد بیگ ناظم نے وفات پائی۔ یہ امیر بیحد اقبال مند تھا جس نے ادنیٰ درجے سے امارت کے اعلیٰ مرتبہ تک غائبانہ ترقی کی، پیش گاہ معلیٰ میں اس کی راست بازی، درست کرداری سپہ گری اور عملداری کی ہمیشہ قدر ہوئی، شجاعت خان سے کبھی کوئی لغزش نہیں ہوئی یہ امیر اکثر اخلاق

کریمہ سے متصف تھا۔

ارشد خان دیوان خالصہ نے وفات پائی۔

دیوانی تن و خالصہ پر عنایت اللہ خاں کا تقرر

ارشد خان کے بجائے عنایت اللہ خان کو دیوانی تن کے علاوہ خالصہ کی خدمت دیوانی بھی سپرد ہوئی، ہزار و پانصدی صد و پنجاہ سوار کا منصب دار تھا صد سوار کے اضافے سے سربلند ہوا۔ عمدۃ الملک اسد خان جو بنگاہ سے حضور میں طلب کیا گیا تھا، ۲ ربیع الثانی کو حصول ملازمت سے سرفراز ہوا۔

لطف اللہ خان بیجاپور سے معزول ہوکر صوبہ اورنگ آباد کا ناظم مقرر ہوا اور اب اس کا منصب پانصد سوار کے اضافے کے ساتھ سہ ہزاری دو ہزار و پانصد سوار قرار پایا۔ ابو نصر خان شائستہ خان کا دو ہزار پانصدی ہزار سوار منصب بحال ہوا اور مختار خان کے بجائے مالوہ کا صوبہ دار مقرر ہوکر پانصدی ہزار و پانصد سوار کے اضافہ سے بہرہ اندوز ہوا۔

پیش گاہ معلی سے شاہ عالی جاہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ صوبہ احمد آباد کے نظم و نسق کیلئے سفر کریں۔ اس وقت شاہ عالی جاہ قصبہ دھار صوبہ مالوہ میں مقیم تھے۔

مؤلف چونکہ تمام سال کے مجمل حالات معرض تحریر میں لاچکا ہے۔ اس لئے اب جہاں پناہ کے قلعہ نبی شاہ ورک سے کھتانوں کی جانب توجہ مبذول فرمانے کے واقعات ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔

فتح صادق گڈھ و نام گیر و مفتاح و مفتوح

چونکہ دنیا کے تمام کاروبار کا خدا کی طرف سے اہل عالم کے آرام و سکون کے لئے عملدرآمد ہوتا رہتا ہے اس لئے قبلۂ عالم کو بھی کبھی رعایا کی تربیت کے لئے حکم کرنا پڑتا ہے اور کبھی پیش بینی کے طور پر مقاصد خلق کی تربیت کے لئے سکون کا ایما ہوتا ہے۔

کھتانوں کی تسخیر

جہاں پناہ جب بسلسلۂ تسخیر قلعہ پرنالا (نبی شاہ ورک) تھوڑے دن اس نواح میں قیام فرما چکے تو کوچ کا عزم فرمایا۔ کھتانوں جہاں چارہ گھاس رسد وغیرہ بھی بکثرت ملتی ہے اور خلق خدا بھی آرام سے رہتی ہے اور اس کے سلسلے میں قلعہ جات درداں گڈھ، نام گیر، چندن اور مندن بھی دشمنوں کے قبضہ سے نکالنا

مقصود دستے مرکز توجہ قرار پایا۔

اس ارادہ خیر کے ساتھ ماہ محرم کی دوسری تاریخ کو کوچ کے لئے لشکر ظفر پیکر کے پرچم کھلے اور بادشاہ کشورکشا کا دامن خدا کی طرف سے گوہر مدعا سے پُر ہوا، فتح اللہ خان جسے حسن خدمات کے صلے میں بہادری کے خطاب سے فخر و اعتبار حاصل ہے مامور ہوا کہ فوج ہراول لے کر جائے اور نمک حراموں اور سرکشوں کی سرکوبی کرے۔

فتح اللہ خان نے تیار ہو کر چاروں قلعوں کے کوہ نشینوں پر حملہ کیا اور دشمنوں کی ایک جماعت کو تہ تیغ کیا، بے شمار مویشی اور بے حساب قیدی ہاتھ آئے۔ اولیائے دولت کا یہ زور و قوت بازو دیکھ کر اور حضرت اقدس کے شوکت جلال کی آمد سن کر دردان گڈھ کے باشندوں نے جان سلامت لیجانا غنیمت خیال کیا۔

۱۰ محرم کو دشمن یہ قلعہ خالی کر کے فرار ہوئے اور ایسا زبردست حصار بادشاہ زمانہ کے ایک اشارے سے سر ہوگیا، چونکہ یہ قلعہ فتح اللہ خان کی سرداری میں تسخیر ہوا تھا اور اس کا نام محمد صادق ہے اس لئے قلعہ کا نام اس مناسبت سے صادق گڈھ رکھا گیا۔

اب جہاں پناہ نے ۲۷ محرم کو بیرون قلعہ کے شہر میں جو کھتانوں سے دو کوس پر واقع ہے بارگاہ اقبال نصب فرمادی اور لشکر شاہی کی چھاؤنی بھی یہیں رہی۔ یہاں سے خان بہادر (فتح اللہ خان) کو بے شمار لشکر کے ہمراہ بخشی الملک بہرہ مند خان کی سرداری میں ناندگیر و چندن و مندن کی تسخیر کے لئے روانگی کی اجازت مرحمت ہوئی۔

دس بارہ دن کے اندر قلعہ دار ناندگیر نے اپنی جان پر رحم کیا اور قلعہ کی کنجی خان بہادر کے سپرد کی۔ اس قلعہ کا نام نامگیر قرار پایا۔ یہاں سے مسلمانوں کا لشکر چندن و مندن کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا، ان دونوں قلعوں کا نام بعد میں مفتاح و مفتوح رکھا گیا۔ پہلے قلعہ چندن کا محاصرہ ہوا، اور تھوڑے ہی دنوں میں محصوروں کے امان مانگنے پر قبضہ میں آگیا، پھر قلعہ مندن جو شمار کے اعتبار سے چہارم اور مرتبہ کے اعتبار سے اول ہے بندگان دولت کے تصرف میں آیا، قلعہ کے باشندوں نے اپنے آپ کو ہر طرح خطرے میں دیکھ کر پناہ جوئی کے سوا چارہ نہ دیکھا، اور ۷ جمادی الاول کو قلعہ سے نکل گئے۔

اگرچہ اس قلعہ کا نام بھی ان قلعوں کے ساتھ لیا اور لکھا جاتا ہے جن میں سے ایک بلندی و پائداری میں مشہور ہے، لیکن اگر وندن اپنی فوقیت و اہمیت کی داد لینا چاہے تو ستار

و پرناکلا کو اس کا دعویٰ تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں رہے اور اس کے آگے ان کا وجود حقیر نظر آئے۔

چار قلعے چار دن میں فتح ہوئے

حضرت اقدس و اعلیٰ بادشاہ جہانگیر کی بلندئ اقبال و بیدارئ بخت کا کیا کہنا ہے کہ ایسے چار قلعے جو زمانہ میں ہر طرح منتخب و قابل رشک تھے چار ماہ تو در کنار تائید غیبی سے چار دن میں مسخر ہوگئے۔ اے خدا جب تک دنیا کا چمن سرسبز و شاداب رہے اس بادشاہ جہاں پناہ کی دوست نوازی و دشمن گدازی کی شہرت چار دانگ عالم میں گونجتی رہے۔

ان ہی ایام میں عمدۃ الملک مدارالمہام اسد خان حسب حکم کے مطابق بنگاہ سے حاضر ہوکر آستاں بوس ہوئے۔ غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ۔ برار سے آکر بنگاہ کی حفاظت پر مامور ہوئے۔

مکرم خان گوشہ نشین وظیفہ یاب سعادت قدم بوسی حاصل کرنے کے شوق میں دارالخلافہ سے آکر فائز المرام ہوئے۔ چند روز کے بعد مراحم و الطاف سے بہرہ مند ہوکر پھر اپنے گوشۂ عافیت کو واپس ہوئے۔

تسخیر کھیلنا

کھیلنا کے حالات پر قلم اٹھانا بازیچۂ طفل نہیں ہے کہ ہر کج مج بیان اس کا دعویٰ کر بیٹھے، ہر کم حوصلہ اپنی سعئ ناقص سے عرش کا پایہ نہیں پکڑ سکتا اور نہ معمولی کمند وں سے اس قلعہ پر رسائی ممکن ہے۔ سچ یہ ہے کہ یہ مدعا تو اس شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جو قلم کی طرح سر سے کھیلے اور خیال کی طرح فلک پر دوڑے

قلعہ کھیلنا دراصل دشواری کا مفہوم اور ارادہ تسخیر و قہرمانی کی جان ہے۔ پہاڑ اس کے آستانہ کا خاک نشین، آسمان اس کی رفعت و قدرت کا گداگر، اس کی تسخیر کا تصور دیرینہ مواد فاسد کے اخراج کی طرح سخت مشکل ہے، اس سے بآسانی فائدہ اٹھانے کی تصدیق اشکال، غرضیکہ یہ حصار بے انتہا مضبوط و مستحکم اور بظاہر ناقابل تسخیر و بلند ہے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ قلعہ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔

ظاہر ہے کہ ہر بند دروازے کے لئے کشائش اور محنت کے بعد آسائش، ہر معمے کی ایک تفسیر اور ہر رمز کی ایک تعبیر ہوا کرتی ہے۔ حلال مشکلات جل جلالہ نے قبلۂ عالم کی ذات گرامی کو عقدہ کشائی اور حل مشکلات کے لئے خلق فرمایا ہے۔ جہاں پناہ کی توجہ کا یہ حال ہے

کہیں کوئی مشکل آسان اور عقدہ حل نہ ہوتا ہو، قبلۂ عالم اشارہ ناخن سے اس کو کھول دیں اور جب کوئی ناقابل تسخیر طلسم نظر آئے تو اپنی حقیقت شناس رائے اور حکمت انگیز فکر سے اس کے چہرے سے نقاب اٹھادیں، اگر کسی مشکل کا خیال سنگ راہ ہو تو حکم قاطع سے رفع کردیں اور راستے میں حائل ہونے والی چیزوں کو بیخ وبن سے اکھاڑ کر پھینک دیں، اگر محنت و تکلیف کی دشوار گزار گھاٹیوں سے سابقہ پڑے تو اُن کے ہموار کرنے کو ایک پیش پا افتادہ حقیقت جانیں، مشرق و مغرب کا بعد مسافت حصول مقاصد سے روکے تو نیر اقبال کی سرعت رفتار سے مراحل طے کریں۔ ان تمام ازلی ہدایات کا مدعا یہ تھا کہ جہاں پناہ کی بدولت مخلوق کو حوادث و سوانح سے امن و امان حاصل ہو اور گردن کشوں کے سر سمند اقبال سے پامال ہوں لہ

چنانچہ قبلۂ عالم نے اس سر بفلک قلعہ کو سر کرنے کے لئے توجہ فرمائی اور اس مبارک ارادہ کے ساتھ ۱۸ر جمادی الآخر ۴۸ھ جلوس کو بیرون قلعہ صادق گڑھ سے لشکر ظفر پیکر سے کوچ کیا، بارہ منزلیں طے کرکے ملکاپور کے میدان میں خیام خیرانجام نصب ہوئے۔ اس مقام سے آنبہ گھاٹ تک راستوں کے دشوار گزار ہونے گھاٹیوں اور نشیب و فراز کے ہموار کرنے میں سات دن کا توقف ہوا، شاہزادہ بیدار بخت بہادر جو نبی شاہ ورک سے واپسی کے وقت ہوکری و کوکاک وغیرہ کی حدود میں بارش کا موسم گزارنے کے لئے مرخص ہوئے تھے، اور تھوڑی مدت میں کئی قلعہ کفار سے چھین چکے تھے، فرمان واجب الاذعان کے مطابق بور گاؤں کے راستے سر کھیلنا کے ملاحظہ کے لئے چلے اور غنیم کے قصبات و دیہات میں آگ لگاتے ہوئے اسی منزل میں جہاں پناہ کی ملازمت کا شرف حاصل کیا۔

غیر موسمی بارش کی وجہ سے اس مقام میں کئی روز تکلیف سے بسر ہوئے یہاں تک کہ فتح اللہ خان بہادر کی کوشش سے راستہ صاف ہونے کا مژدہ سنائی دیا اور یہ چار کوس کی مسافت جس کے دشواری سے طے ہونے کی شہرت سے لشکر میں تہلکہ پڑ گیا تھا، بے حد آسانی کے ساتھ طے ہوگئی، اور لشکر شاہی اپنے اسباب و ذخائر کے ساتھ باطمینان گزر گیا۔

۱۶ر رجب کو ایک پہاڑ کے دامن میں مناسب و موزوں جگہ دیکھ کر پڑاؤ ڈالا گیا یہاں سے کھیلنا ساڑھے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے چونکہ اس نواح میں سوائے دو تین مرتبہ کے بادشاہی فوجیں اتنی بے حساب و بے شمار سپاہ اور بے حد ذخائر کے

نہیں گزری تھیں۔ اس لئے ان اطراف کے باشندے بیحد مغرور تھے اور ان کی سرکوبی ضروری تھی۔

اس مہم کے خطرات اور جان کاہ مصائب کا بیان اندازہ سے باہر ہے اس تمام پہاڑی راستہ میں دشوار گزار پہاڑیں اور خاردار جنگل کثرت سے واقع ہیں، درختوں کے جھنڈ ایسے ہیں کہ آفتاب تک اپنی کرنیں ڈالنے سے قاصر رہتا ہے اور ان کی شاخیں باہم اتنی گتھی ہوئی پیوستہ ہیں کہ چیونٹی بھی مشکل سے گزر سکتی ہے، اگر کہیں تھوڑا راستہ ہو بھی تو اس سے پیادہ کا گزرنا بھی دشوار ہے۔ ان حالات کی بنا پر خان بہادر (فتح اللہ خان) کو حکم ہوا کہ ان موانع اور دشواریوں کو راستہ سے ہٹائیں

خان بہادر کی سعی و اہتمام سے، ہوشیار بیلدار، تبردار اور سنگ تراش فراہم کئے گئے اور ان خدام نے ایک ہفتہ کی مدت میں ایسا حیرت انگیز کام کر دکھایا کہ عقل اس کا اندازہ کرنے سے قاصر رہ گئی مزدوروں نے اگر پہاڑ بھی سامنے آیا تو ہٹا دیا اور تمام نشیب و فراز دور کر کے راستہ برابر کر دیا۔ جو درخت راستہ میں حائل ہوئے انہیں خس و خاشاک کیطرح صاف کر دیا۔ اس انتظام سے راستہ نہایت صاف و ہموار ہو گیا، اور اس میں اتنی بھی گنجائش نکل آئی کہ سو سوار بآسانی دوش بدوش چل سکیں۔

جمدۃ الملک کا قلعہ کے محاصرہ کیلئے روانہ ہونا

اب خان بہادر روز دشمنوں پر حملہ آور ہوتا اور ان کے خون سے زمین کو رنگین کرتا رہا، اور راستہ کو افواج کے گزرنے کے لئے، ہر قسم کی مخالفت و مزاحمت سے پاک کرتا۔ ۱۳ رشعبان کو قبلۂ عالم نے خان بہادر کو ترکش خاصہ عنایت فرما کر مامور فرمایا کہ اپنے لشکروں کو جمدۃ الملک مدار المہام اسد خان کی سرکردگی اور حمید الدین خان بہادر، منعم خان، اخلاص خان اور راجہ جے سنگھ کی رفاقت میں لے جائے اور قلعہ کا محاصرہ کرلے۔

۱۷ رشعبان کو جمدۃ الملک خطاب امیر الامرا قبضہ خنجر مرصع اور چار ہزار اشرفی کا انعام پاکر قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ اور خان بہادر اسی مبارک دن کو پیر و مرشد کی ہدایت اور اقبال عالمگیری پر تکیہ کر کے سپیدۂ سحر نمودار ہونے سے پہلے حمید الدین خان بہادر، منعم خان اور چند دلاور و ریتند حوصلہ سرداروں کے ساتھ درے میں داخل ہوا

چونکہ بد انجام دشمن نے قلعہ کے اس پشتہ پر جہاں خان بہادر توپ قائم کرنا

چاہتا تھا۔ برجوں کی دیواریں مضبوط کر کے اس کو مصائب کے وقت پناہ لینے کا سہارا بنا رکھا تھا اور اب اپنی خانماں بربادی کے منتظر تھے، اس لئے یہ فوج ان کے سامنے آراستہ کی گئی۔۔۔ خان بہادر نے حمید الدین خان بہادر کو بائیں ضلع کی کیمن گاہ کا محافظ مقرر کیا۔ اور خود دائیں ضلع پر مقیم ہوا۔

بہادروں کے پہاڑ پر ایک جگہ قائم ہو جانے سے پہلے ہی دن غنیم کی آتشبازی سرد ہو گئی، پھر بے شمار جماعت جس میں تیرہ چودہ آدمی اپنی اپنی جگہ تہمتن تھے، شہاب ثاقب کی طرح شیطانوں کے سر پر ٹوٹے اور کدو کی طرح ان کے سر اڑانا اور لاشوں کے پشتے لگانا شروع کر دیئے غنیم یہ غیبی امداد اور یقینی تائید دیکھکر بے حواس ہو گیا، اور راستے بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا، اس کے سپاہی اونچے اونچے ٹیلوں سے کود قلعے کی طرف بھاگنا چاہتے تھے مگر پناہ نہ ملتی تھی،

خان بہادر نے اپنے سوار ہونے سے پہلے بندوقچیوں کو دشمن کشی کے لئے قلعے کے راستے پر ٹھہرا دیا تھا، غنیم کی فوج فرار کے وقت ادھر کا راستہ بھی اپنے لئے بند دیکھکر جنگل کی طرف بھاگی اور درختوں اور جھاڑیوں میں چھپ کر پناہ لی اس وقت میں اور بادشاہی فوجیں بھی آپہنچیں اور انہوں نے منتشر ہو کر دشمن کے اکثر سپاہیوں کو زندہ گرفتار کیا، جنھیں خان بہادر نے کمر میں پتھر باندھ کر غاروں میں پھینک دیا۔

اسی نمایاں فتح کے بعد حقیقت نہ سمجھنے والے خیال کرتے تھے کہ موانع رفع ہونے کے بعد مدتوں میں فتح میسر ہوگی۔ خدا کے فضل اور اقبال عالمگیری کی بدولت چند ساعت میں میسر ہو گئی، خان بہادر نے اسی پشتے پر قدم جمانے کو نشان فتح تصوّر کیا اور اسی مکان نصرت نشان میں بارگاہ اقبال اور خیام لشکر نصب ہو گئے۔

آخر دن یہ خوشخبری سمع مبارک تک پہنچی اور خان بہادر (فتح اللہ) کو دو صد سوار اور علم و خنجر مرصع، حمید الدین خان بہادر کو کٹار اور منعم خان کو عربی گھوڑا معہ ساز طلا کار اور الوش خاصہ عطا فرما کر سرفرازی بخشی اور خان بہادر کی برادری کے تمام جانباز عام طور پر اضافہ کے عطیہ سے ممتاز فرمائے گئے،

خان بہادر نے تمام رات مورچال کے انتظام میں گزاری۔ دوسرے دن دوسرے پشتہ پر قبضہ کیا اور اس مقام سے قلعہ کے اندر تک تیر و بندوق کی زد پہنچتی تھی، اب

ان پشتوں پر آتشبار توپیں چڑھائیں تاکہ دشمنوں کے مکانات اوران کی جانوں پر آفت ڈھائے پھر زیر زمین راستہ نکال کر اندر ہی اندر فوجوں کے در آنے کی گنجائش پیدا کردی، تھوڑی مدت میں ایسی سعی و کوشش کی کہ تازی گھوڑوں کی آمد و رفت کا راستہ پیدا ہوگیا۔ اس کارنمایاں سے قبلۂ عالم بہت مسرور ہوئے اور اسی مہینہ کی ۲۲ر تاریخ کو اس حصار بیدار کے ملاحظہ کے لئے تشریف لائے اور مورچال آگے بڑھانے کا حکم صادر فرمایا۔

بعد ازاں حضرت اقدس و اعلیٰ پیش رو لشکر کی ہمت افزائی اور کام کو ترقی دینے کیلئے موجودہ منزل سے لشکر اسی میدان میں پہنچے جو قلعہ سے نصف کوس کے فاصلہ پر ہے، اور ستائیسویں تاریخ کو یہی میدان لشکر شاہی کی فرودگاہ قرار پایا۔
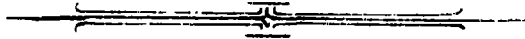
جلوس عالمگیری کا چھیالیسواں سال

۱۱۱۳ھ
۱۷۰۳ء

شاہزادہ محمد بیدار بخت بہادر جو نواح بنگاہ اور اس طرف کی حدود میں گشت کرنے کے لئے روانہ کئے گئے تھے مامور ہوئے کہ واپس ہو کر نبی شاہ ورک کے اطراف میں قیام کریں۔

محمد امین خان صدر الصدور کو دو صد سوار کا اضافہ اور علم عطا فرما کر اجازت مرحمت ہوئی کہ کتل انبہ گھاٹ سے تل کوکن میں وارد ہو کر تمام سرزمین کو کھلنا کی جانب دیگر سے دروازہ تک تاخت و تاراج کرے اور اہل قلعہ پر آمد و رفت کا راستہ بند کر دے

تربیت خان حکم کے مطابق انبہ گھاٹ کے دروازہ پر بیٹھ گیا، محمد امین خان نے اس نواح کے قریوں اور پرگنوں کو تباہ و برباد کیا اور مویشی اور قیدی وہاں سے جمع کر کے کوکنی دروازے کے انسداد میں مصروف ہوا۔

خان بہادر فتح اللہ خاں کے بقیہ حالات

خان بہادر نے توپیں اور بندوقیں لیجا کر اپنی ہمت و جوانمردی سے اس غار تک اندر ہی اندر راستہ پیدا کر دیا جو قلعہ کی ریونی میں حائل ہے اس وقت یہ عالم تھا کہ اہل قلعہ کبھی روز و شب برابر توپ اور بندوق سر کرنے اور ہر طریقے کے اجل رسیدہ کارگزاروں کی جانیں لے رہے تھے، بہادران لشکر مضبوط دل اور اٹل ارادہ کیساتھ اپنے کام میں مصروف تھے، انھیں مخالف و موافق کے گھروں کی خریداری ایک جو کے عوض بھی گوارہ نہ تھی، اس وقت انھیں پناہ لینے کے بجائے موت کے منہ میں جانا خوشی سے منظور تھا۔

اب دشمن قلعہ کے دروازے سے ایک پوشیدہ راستہ نکال کر زینہ پر تھوڑی دیر کو بیٹھے مگر جب دیکھا کہ وہ شہسوار ڈھالے باندھ کر مقابلے پر آ پہنچا اور زینہ پر قدم

رکھنا چاہتا ہے تو ان کے ہوش و حواس رخصت ہو گئے۔ اور سکتہ کے عالم میں شاہی امیر کی ہمت خیز کارروائی کا معائنہ کرنے لگے۔

حریف نے مجبوراً ان زینوں کو جنھیں غار کے اندر سے دیوار کے نیچے سطح زمین تک لگا یا تھا۔ اپنی خام خیالی سے منقطع کر دیا۔ یہ دیکھکر بہادروں نے کجاوے سے زینے بنائے اور ان پر پڑھالے باندھ کر اسی رفتار سے قدم آگے بڑھانے لگے۔

پھر محمد امین خان نے جو کوکنی دروازہ کی روک تھام کے لئے گیا تھا، ہمت کر کے کوہ ماچال کو طے کیا اور کھیلنا کی جڑ میں دروازۂ قلعہ کے سامنے والے ایک پشتہ تک جا پہنچا۔ یہ دروازہ ریونی کی کھڑکی کے مقابل کا تھا، چونکہ اس پشتے پر دشمن مضبوط و سنگین دیوار بنا اٹھائے اور گہری خندقوں کو راہ میں حائل کئے جمے ہوئے تھے، اس لئے یہاں مقصد حاصل ہونے میں تاخیر ہوئی۔ آخر ۱۵ رشوال کو محمد امین خان نے جان پر کھیل کر جاں باز بہادروں کے ہمراہ زبردست حملہ کیا، اس پشتہ پر پہنچ کر ان بدبختوں کو ریونی تک مار بھگایا۔ امین خان نے اس درو دیوار کو دشمنوں سے خالی کر کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور قلعہ والوں پر راستہ بند کر کے مسلمان فاتحوں کے لئے فتح کی گنجائش نکال دی۔

قبلۂ عالم نے محمد امین کی شجاعت و دلیری کا یہ کارنامہ سن کر اس کو بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔

چونکہ جہاں پناہ کی نظر خبیر اثر، معاملات کا انجام دیکھنے اور نتائج سمجھنے میں تمام اہل نظر و عاقبت اندیش افراد سے زیادہ دوربیں ہے دیگر اشخاص جو کچھ بغور دیکھکر سمجھتے ہیں قبلۂ عالم بادی النظر میں اس پر عبور کر جاتے ہیں، اور جس مرحلہ کو صاحبانِ عزم کدوکاوش کے بعد طے کرتے ہیں ویسے ہزار مرحلے پہلے قدم میں طے فرماتے ہیں اس لئے رائے مبارک یہ ہوئی کہ شاہزادہ بیدار بخت بنی شاہ ورک سے آکر شرف ملازمت حاصل کریں اور ہمراہی لشکر راجہ جے سنگھ محافظ مورچال فتح اللہ خان بہادر۔ اور یاقوت خان متصدی ونداراج پوری کے فرستادہ کئی ہزار پیادوں کے ساتھ کوکنی دروازے کی طرف سے قلعے کی تسخیر کے لئے قدم بڑھائیں، فرمان اقدس کے مطابق عمل ہوا۔ غرضکہ مورچال بڑھی اور آتشبار توپوں سے گولے مار مار کر برج و فصیل کو گرانے کی کوشش شروع ہوئی۔

محمد امین خان بہادر علالت کی وجہ سے حضور میں طلب کر لیا گیا فتح اللہ خان بہادر

بہادر نے اپنی طرف کے پہاڑ پر ڈھالے باندھ کر برج کے وسط تک رسائی حاصل کی اور ہر دروازے سے راستے نکالے لیکن کسی صورت سے کام نہ چلا اور باوجود اس کے کہ مہیب توپیں شیر دہاں اور کڑک بجلی دم بدم گولے برسارہی تھیں اور ان کی زد اس قیامت کی تھی کہ اگر پہاڑ پر گولہ پڑے تو اس کی بنیاد ہل جائے مگر اس برج سے صرف چند پتھر نیچے گرے اور دشمن کا یہ حال تھا کہ سوسو دو دو سومن کے پتھر برسانے سے ایک لمحہ کے لئے بھی باز نہ آتا تھا۔ غنیم نے چند شب باہر نکل کر بھی حملہ کیا اور خان بہادر نے بذات خود مدافعت کی!

خان بہادر کا مجروح ہونا

ایک دن خان بہادر دھابہ باندھنے میں مزدوروں کے ساتھ کام میں مصروف تھا کہ ایک پتھر تختہ پر اوپر سے گرا وہ تختہ ٹوٹ کر خان بہادر کے سر پر گرا اس کے صدمہ سے خان بہادر لوٹتا پوٹتا کھاوے تک پہنچا اور اسطرح اس کی جان بچی مگر کمر اور دوسرے اعضاء میں اس قدر چوٹ آئی کہ ایک ماہ کے بعد بستر سے اٹھنے کے قابل ہوا۔ تندرستی کے بعد حضور میں حاضر ہوا اور سرپیچ خاصہ انعام میں پاکر بار دگر خدمت انجام دینے کے لئے روانہ ہوگیا!

قلعہ ریونی پر قبضہ

خان بہادر اسی فکر میں تھا کہ دوسرے برج کی طرف سے یورش کرے کہ اس اثناء میں شاہزادے کی حسن سعی سے قلعہ کی ریونی جن کی تسخیر گویا قلعہ کھیلنا کی تسخیر ہے۔ ارذی الحجہ کو عمل میں آئی۔

اس یورش میں راجہ اور اس کے ملازمین نے بڑے بڑے سربستہ کام انجام دیئے اور سب کی متفقہ کوشش اور تائید الہٰی و اقبال بادشاہی سے ایسی عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی جس کو باقی تمام فتوحات کا مقدمہ کہنا چاہئے۔ اس شکست سے غنیم کے حوصلے پست ہوگئے، آپس میں تفرقہ پڑ گیا، بے دلی پھیل گئی، اس نمایاں کامیابی سے اتنا زبردست قلعہ مسخر نظر آنے لگا۔ بادشاہ حق آگاہ کے اس اقبال کو دیکھکر چشم فلک حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئی!

شاہزادہ سرپیچ مرصع کے انعام سے سرفراز ہوا، راجہ پانصدی دو ہزار سوار کے اضافہ سے اور دوسرے بہادر بھی اضافہ اور نمایاں عنایتوں سے دل شاد ہوئے اسد اللہ پسر سیف اللہ خان جو معرکوں میں ہمیشہ پیش قدمی کرتا اور خبریں لاتا تھا۔ اپنے باپ کے

خطاب سے مشرف ہوا۔!

اب شاہزادے کا حکم صادر ہوا کہ توپیں آگے بڑھائیں اور قلعے کی دیوار کو جو بلندی مضبوطی اور دوسری خصوصیتوں میں فتح اللہ خان والی دیوار کے مثل نہیں ہے گولہ اندازی سے منہدم کریں۔ مگر بارش کی ناگہانی کثرت و تسلسل کا یہ عالم تھا کہ دس دس بیس بیس دن برابر پانی برسے جاتا تھا اور دم نہ لیتا تھا، تاہم دونوں مورچوں کے کارکن آندھی کی طرح کام میں لگے ہوئے تھے نہ دشمن سے ڈرتے نہ بارش کی پرواکرتے تھے، فتح اللہ خان نے باوجود اس کے کہ یورش کا راستہ تیار نہ تھا اور بندھے بندھائے دھلیے گرچکے تھے اور تمام کام ابتر ہوچکا تھا۔ یہ تہیہ کرلیا تھا کہ خواہ اڑنے ہی کی ضرورت کیوں نہ پیش آئے ایک مرتبہ تو جس طرح بن پڑے دیوار پر آفت ڈھانا لازمی و ضروری ہے۔

پرسرام بدانجام نے جب یہ تباہ کن تیاریاں دیکھیں تو بعض معروضات کی درخواست اور تفویض قلعہ کے اقرار کے ساتھ برہمنوں کو فتح نصیب بادشاہزادے کے پاس بھیجا، چندروز تک بخشی الملک روح اللہ خان اور فضائل خان خان بیوتات کے واسطے سے پیام وکلام ہوتا رہا اور یہ لوگ حضور پر نور کی طرف سے آتے اور جاتے رہے مگر نتیجے میں پرسرام کی کوئی التماس اس کے سوا قبول نہیں ہوئی کہ محصوروں کے ساتھ خود بھی جان سلامت لے جائے ۱۹ ار محرم کو پرسرام نے شاہزادہ اور بخشی الملک کے نشان اپنے ہاتھ سے لیجاکر قلعہ پر نصب کئے اور ۲۲ر محرم کو اندھیری رات میں حصار سے نکل گیا، کریم و رحیم بادشاہ کے حکم سے کوئی فرد اس سے مزاحم نہیں ہوا۔ جاء الحق و زهق الباطل[1] کے نعرے آسمان تک پہنچے، بدکار دشمنان خدا مومنوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ پورا ہوتے دیکھکر شرم سے زمین میں گڑ گئے۔

قلعہ کھیلنا کی تسخیر سخنورانِ دربار نے بے شمار تاریخیں کہہ کر ملاحظۂ اقدس میں گزاریں مگر قبلۂ عالم نے بکمال نکتہ سنجی صرف اس بے ساختہ تاریخ کو شرف قبول عطا فرمایا۔

"فتح نشد قلعۂ کھیلنا"

---

[1] حق آیا اور باطل بھاگا

جہاں پناہ نے خود قرآن مجید سے اس فتح کی تاریخ فال نکالی تو یہ آیت برآمد ہوئی الحمد للہ الذی سخر لنا اس لئے اس قلعہ کا نام سخر لنا تجویز فرمایا اور خبرِ فتح کے منتظروں کو خوش خبری پہنچائی لہ

اس سرزمین اور پہاڑ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ جدھر نگاہ پڑتی ہے۔ سبزہ وگل کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، صنعتِ الٰہی کے شیدائیوں کے لئے اس کوہ و دشت سے بہتر کوئی باغ نہیں۔ اس میں کوئی درخت ایسا نہیں جس سے نفع نہ اٹھایا جا سکتا ہو، کوئی پھول ایسا نہیں جس کی خوشبو سے دماغ نہ مہکتا ہو، اس کا ایک ایک دانہ اپنے اندر جتنے پھل اور جڑی بوٹیاں لئے ہوئے ہے ان سے شہروں کا خراج ادا ہو سکتا ہے۔ وہاں کی ہر جگہ کی خاک دامن گیر و دل آویز ہے۔ غرض یہ تمام برکات بادشاہ کے جاوید نشان اقبال کے کرشمے ہیں کہ ایسے ایسے صنائع و بدائع سے معمور دشت و چمن اُن کی تفریح و گل گشت کے لئے مخصوص فرمائے گئے اور خار و گل وغیرہ پر بھی حضرت کا حکم نافذ ہوا

قبلہ عالم کا قلعہ کھیلنا کے ملاحظہ کیلئے تشریف لیجانا

۲۵ محرم کو قبلۂ عالم فتح اللہ خاں بہادر کے مورچال کے راستے سے قلعہ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے، ضابطہ خان قلعہ فوجداری کے مناسب ذخائر کیساتھ قلعہ دار مقرر کیا گیا۔ یہ قلعہ باہر سے مضبوطی اور خوش نمائی میں بے مثل ہے، لیکن اندرونی عمارات اور باغوں اور حوضوں کے لحاظ سے دوسرے قلعوں پر کوئی فوقیت نہیں رکھتا، نہ اس کی فضا دلچسپ ہے۔ چونکہ سرحدی قلعہ ہے اور بالا گھاٹ اور پائیں گھاٹ تلکوکن کا وسیع ملک اس کے مسخر ہونے سے ممالکِ محروسہ میں شامل ہو گیا، اور اس کے علاوہ بادشاہوں کی ہزاروں مصلحتیں ہر معاملہ میں مضمر ہوتی ہیں۔ اس لئے اس قلعہ کی تسخیر کو خیر خواہانِ دولت زبردست فتوح میں شامل کرتے ہیں لہ

انعامات واکرامات دوسرے دن حضرت اقدس و اعلیٰ نے اس بے اندازہ خوشی میں شاہزادہ کو ایک لاکھ روپیہ انعام دے کر مسرور فرمایا۔ اور ہر گری دراے باغ کی طرف چھاؤنی ڈالنے کے لئے رخصت عطا کی لہ

لہ اس خدا کا شکر واجب ہے جس نے ہمارے لئے یہ مسخر کیا۔

فتح اللہ خان بہادر کو جیغۂ مرصع انعام میں دیا اور اس کے خطاب میں لفظ عالمگیر شاہی کا اضافہ منظور فرما کر امتیاز خاص عطا فرمایا۔ روح اللہ خان اور حمید الدین خان بہادر میں سے ہر ایک کو دو سو سوار دے کر ان کی عزت افزائی فرمائی۔

مقرب الخدمت خانہ زاد خان دو ہزاری چار سد سوار کا میر تھا پانصدی کے اضافہ اور ہاتھی کے عطیہ سے بہرہ اندوز ہوا۔ منعم خان فیل خانہ کا داروغہ مقرر ہوا اور ذات و سوار کے ہزاری سہ صد سوار کے اضافے سے ہم چشموں میں سرخ رو ہوا۔

عبید اللہ خان برادر خواجہ لطف اللہ قدیمی والا شاہی معزول قلعہ دار اکبر آباد بعض عوارض کی وجہ سے دو ہزاری ہزار سوار کے منصب سے برطرف فرما یا گیا۔ میر ابو الوفا نبیرۂ (پوتا) ضیاء الدین خان مرحوم برادر کلاں خانہ زاد خان کو ملازم قدیم فتح محمد قول کے انتقال کی وجہ سے، خدمات سابقہ کے ساتھ جانماز خانہ کی داروغگی بھی تفویض ہوئی!

میر ابو الوفا

میر ابو الوفا کی فطرت میں فہم و فراست اور ادراک و شعور کا جو لطیفہ جوہر ودیعت تھا بادشاہ جوہر شناس کی درگاہ میں قلیل مدت میں اس کا اظہار ہوگیا، مولف بیشتر اس کی فراست کا ایک واقعہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہے!

بادشاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کی ایک عرض داشت خط رمز میں لکھی ہوئی ملاحظۂ اقدس میں گزری۔ چونکہ رمز سمجھ میں نہ آتا تھا اس لئے حضرت نے بیاض خاص میر موصوف کے حوالہ فرمائی کہ ہم نے اس نوشتہ کے دو تین رمز نا واضح چھوڑ دیئے ہیں، ان کو اس بیاض سے مطابق کر کے فال نکالو۔ میر موصوف نے اپنی باریک بینی اور فکر صحیح سے ان رموز کو حل کیا اور عرضداشت کے مضمون کو مفصل لکھکر ملاحظۂ اقدس میں پیش کیا، میر موصوف کی فراست خاطر اقدس کو پسند آئی اور اس وقت سے اس کی استعداد و قابلیت کی قدر ہونے لگی، حضرت نے صلہ میں ایک مہر پچاس مہر کے وزن کی اور پانصد روپیہ اور بیس سوار کا اضافہ جس سے اس کا منصب چار صدی وبیس سوار ہوگیا ابو الوفا کو مرحمت فرمایا، جس سے اس کی ترقی کے راستے کھل گئے۔

یکم شوال کو دولتخواہان دامن دولت عید الفطر کی تسلیمات تہنیت ادا کرنے کے لئے حاضر بارگاہ ہوئے۔ چونکہ امیر الامراء کا مزاج ناساز تھا۔ اس لئے از راہ عنایت حکم صادر ہوا کہ دیوان عدالت کی اندرونی جانب جسے آج کل حسب الحکم دیوان مظالم لکھتے ہیں برآمد ہوکر

راستے آکر کٹہرے میں، زینہ حجرہ سے ایک ہاتھ کے فاصلے پر نشست اختیار کرے۔ تین روز تک امیرالامرا اس طرح بیٹھے بعدازاں دستورِ قدیم کے مطابق کھڑے ہوکر مراسمِ بندگی بجالائے۔

عنایت اللہ خان کو ہاتھی مرحمت فرماکر اس کا مرتبہ بلند فرمایا گیا۔ مختار خان ناظم اکبرآباد اصل دو ہزاری و پانصدی اضافہ پاکر دوہزاری یک صد و پنجاہ سوار کے منصب پر فائز ہوا۔ بادشاہزادہ اور سلاطین عیدالضحیٰ کی تسلیمات مبارکباد بجالائے۔ بارھویں ربیع الثانی کو آثارِ مبارک کے خیمے کے ساتھ سراپردے لگائے گئے۔ قبلۂ عالم نے وہیں زیارت کی سعادت اور شب زندہ داری کی برکت حاصل کی۔ ایک موقع پر ایک شخص کے گلال بار میں پالکی سوار آنے کا مقدمہ بارگاہِ معلیٰ میں پیش آیا۔ حکم ہوا کہ امیرالامرا، بہرہ مند خان، روح اللہ خان خانہ زاد خان اور حمیدالدین خان بہادر کے سوا کوئی شخص پالکی سوار نہ آیا کرے۔

عزیزاللہ خاں قوربیگی اور لطف اللہ خان

عزیز اللہ خان قوربیگی سزاوار خان کے بجائے قندھار کا قلعہ دار ہوا۔ ہزار و پانصدی ہشت صد سوار کا امیر تھا اب دو صد سوار اضافہ عطا ہوا۔ شاہزادہ بیدار بخت خجستہ بنیاد کی حفاظت پر مامور ہوئے اور وہاں کا ناظم لطف اللہ خان، خان فیروز جنگ کی نیابت میں برار کی صوبہ داری پر مامور فرمادیا گیا۔ مستقر پر پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ راہیٔ عدم ہوا یہ امیر شجاعت کے تمام فضل و کمال سے موصوف تھا، بڑے بڑے کام اس کے ہاتھ سے انجام پاچکے تھے، اس نے عمر کا اکثر حصہ قبلۂ عالم کی عمدہ خدمات اور بیرونی افواج کی سپہ داری میں بسر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے۔

بہرہ مند خاں کی وفات

۲۵ر جمادی الثانی کو بہرہ مند خان میر بخشی برادر زادۂ جعفر خاں داماد امیرالامرا نے فالج کے عارضہ میں وفات پائی۔ فرمان والا کے مطابق بادشاہزادہ محمد کام بخش امیرالامرا کو قید ماتم سے آزاد کرنے حضور مرحمت ظہور میں لائے۔ جہاں پناہ کے کلماتِ تسلی نے اس کے دلِ مجروح پر مرہم رکھا اور خلعت خاصہ اور سرپیچ مرصع مرحمت فرماکر ماتمی لباس اتروایا۔ بہرہ مند خان مرحوم ایک بڑا باوقار و حیادار اور غیرت مند امیر تھا۔ طبیعت پاکیزہ اور طینت دلنشیں پائی تھی۔

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ بہرہ مند خان مرحوم کے بجائے بخشی مقرر ہوا، خدا بندہ خان چین قلیچ خاں کے بجائے بدستور سابق کرناٹک بیجاپور کی فوجداری پر بحال

ہوا محمد یار خان ناظم دارالخلافت سے مراد آباد کی فوجداری پر گیا. چین قلیج خان کے بجائے بدستور سابق کرناٹک بیجاپور کی فوجداری پر بحال ہوا سہ ہزار و پانصدی سہ ہزار سوار کا منصب اور نقارہ مرحمت ہوا۔

منعم خان سے چونکہ محمد امین خان کے پاس کمک پہنچانے میں غفلت ہوئی تھی اس لئے معتوب ہوا اور اس کے منصب میں دو صدی پنجاہ سوار کی کمی کر دی گئی اور نیل خانے کی خدمت سے ہٹا دیا گیا۔ اس کے بجائے حمید الدین خان بہادر اس خدمت پر مقرر ہوا۔ یہ امیر دو ہزار و پانصدی ہشت صد و پنجاہ سوار کا منصب دار تھا، پانصدی دو صد و پنجاہ سوار کے اضافہ سے سر بلند ہوا۔

مؤلف کا انشائے نظارت کی خدمت پر مامور ہونا

مولف کو باوجود اس کے کہ متعدد خدمتیں تفویض تھیں اور ضروری و مخفی احکام لکھنے پر مامور تھا، لیکن اب انشائے نظارت کی خدمت پر بھی مامور ہوا۔ مولف کے بجائے پسر مؤلف حافظ محمد محسن وقائع نگار مقرر ہوا۔

زیب النسا کی وفات

دارالخلافتہ کے عرائض سے معلوم ہوا کہ نواب تقدس مآب زیب النساء بیگم نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ دختر نیک اختر کے دائمی مفارقت کے صدمے سے قلب مبارک پراندوہ و الم کے بادل چھا گئے اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے۔ لیکن حضرت نے صبر فرمایا اور سید امجد خان، شیخ عطاء اللہ اور حافظ خان کے نام خیرات و صدقات جاری کرنے اور مرحومہ کا روضہ تعمیر کرانے کے احکام جاری فرمائے ملکہ مرحومہ صاحبۃ الزمانی کے باغ سی ہزاری میں پیوند خاک کی گئیں۔

قلعہ سخر لنا سے بہادر گڑھ کو روانگی

۲۵ محرم کو جہاں پناہ کی سواری فتح و نصرت کے ساتھ بہادر گڑھ کی جانب روانہ ہوئی۔

ظاہر ہے کہ جس خشک و ناہموار زمین کو اردوئے معلیٰ نے خشک موسم میں ایک مدت میں طے کیا ہو تو مسلسل بارش کے زمانہ میں اس کے طے کرنے میں کتنے دن صرف ہوں گے، باربرداری کے جانوروں کا یہ حال تھا کہ اونٹ نے تو وانی الابل کیف خلقت کی قسم کھائی تھی کہ اگر قیامت تک میری عمر وفا کرے اور اس وقت تک زندہ رہوں کہ سوئی کے ناکے سے نکل سکوں، مجھے عوج بن عنق کی قوت و قامت مل جائے، اور موسیٰ کے سے حضرات ہزاروں

ڈنڈے میرے سر اور چہرہ پر ماریں تو بھی میں کبھی اس راستہ میں قدم نہ رکھوں گا!

اگرچہ ہاتھی اپنے تن و توش کے نشے میں مست و بیہوش لشکر کے اسباب سامان کا بارگراں اٹھا کر چلا۔ لیکن زمانہ کی جھڑکیوں کے اتنے آنکس کھائے اور وہ ضربیں پڑیں کہ آخر کو گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس کر رہ گیا۔ جب یہ بار امانت آسمان سے بھی نہ اٹھ سکا تو ظالم و جاہل انسان کے نام قرعہ پڑا، بیچارہ پر جو کچھ گزرنا تھی گزری اور جس طرح بن پڑی دنیائے لشکر کا تمام بوجھ مزدوروں نے سر پر اٹھایا، راحت و آسائش کے خوگر دولت مندوں نے بہزار دقت و پریشانی اپنے آپ کو اس گنگل (گھاٹی۔ بلند زمین) کے نیچے پہنچایا، جہاں پہلا قیام تھا کارخانہ جات کے نہ آنے کی وجہ سے قبلۂ عالم نے بھی توقف فرمایا، پھر حکم ہوا کہ تمام سامان و کارخانے قلعہ سخر لنا کی نگرانی میں دے دیئے جائیں۔

سات روز کے بعد آگے بڑھنے کے لئے کوچ کا نقارہ بجا۔ اس منزل میں جو نالہ پڑتا تھا اس نے حضرت کی سواری کو تو راستہ دے دیا لیکن دوسرے اشخاص کو عبور کرنے سے باز رکھا اس مقام پر ایک مدت تک قیام کرنا پڑا، جو ڈوبنا تھا ڈوب گیا، جس کی قسمت نے زور لگایا بچ گیا، جب دوسری منزل پر غمناک نقارہ کی آواز پہنچی اور یہاں سے لشکر آگے بڑھا تو پھر وہی نالہ سامنے آیا۔ عجب مکار و فریبی نالہ تھا کہ اس نے اپنی حیلہ گری سے پہلے منشی خانہ بادشاہی اور دوسرے پیش خانہ داروں کو گزر جانے دیا اس کے بعد تو ایسی بے ڈھب دوڑ لگائی کہ سب کو عاجز کر دیا۔ اصحاب الفیل[1] نے تو ہاتھیوں کی بدولت ہزار منت و سماجت سے اپنا مسروقہ مال واپس لے لیا اور دوسرے اشخاص کف افسوس ملتے رہ گئے۔

قبلہ عالم کا ملکہ پور تشریف لانا

آخر کار ایک کوس کے تفاوت سے قبلۂ عالم بائیں جانب کا راستہ اختیار کر کے ملکاپور تشریف لائے، اس منزل میں تو نالے نے ایسی کجروی سے راستہ روکا کہ کسی کے نالے پر اس کو رحم نہ آیا، رات دن میں کسی وقت اس کا زور نہ ٹوٹتا تھا، اس قیامت خیز ہنگامے میں غلہ ختم ہو چکا تھا گھاس اور ایندھن ناپید تھا۔ بارش کے تیر بے نواؤں کی جانوں میں چھد رہے تھے۔ بادصرصر کے جھونکے انسانوں اور چوپایوں کے قالب تہی کئے دیتے تھے، خلائق اپنا اثاث البیت

---

[1] ہاتھی والے۔ ایک اور تعریض کا پہلو نکلتا ہے یعنی بدانجام ظالم و دولت مند۔

سب ختم کر کے فراغت کے ساتھ وقت گذار رہی تھی۔ اور اپنی سخت جانی پر سخت حیران تھی۔

ایک دن مظفر نام جلوئے خاص کے ایک منصب دار نے سواری کے وقت مجری کیا حضرت دولت خانہ اقدس میں تشریف لائے اور حمید الدین خان بہادر کو طلب فرمایا۔ دلارام نام ایک قدیم الخدمت پرستار نے اپنی بیٹی کو اس شخص کے نکاح میں دے دیا!

حمید الدین خان بہادر حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا کہ تم یہ شعر ؎

دلا را سے کہ داری دل درو ببند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

اور یہ مصرعہ ؎

یگانہ شوی گر یگانہ شوی

جلی قلم سے لکھوا کے ایک پتھر پر کندہ کرا کے لے آؤ۔ خان موصوف نے چند روز میں پتھر حضور میں حاضر کیا۔ ارشاد ہوا کہ اسے مظفر کے حوالے کردو کہ دارالخلافہ پہنچ کر دلآرام مرحومہ کی قبر پر نصب کردے۔ پھر پانچ سو روپیہ انعام کا اسے مرحمت ہوا اور دارالخلافہ کے متصدیوں (پیش کاردں) کے نام حکم جاری ہوگیا کہ صوبے کے خزانے سے اس کی (مظفر کی) ایک سال کی تنخواہ ادا کردیں۔ اس واقعے کے دو سال گزرنے کے بعد جب مظفر رکاب سعادت میں حاضر ہوا تو تمام وکمال تنخواہ اور پنجاہی اضافہ پاکر شاد ہوا!

۱۹ صفر کو حنبلۂ عالم نالے سے گزر کر ایک کوس کے فاصلے پر قیام فرما ہوئے۔ یہاں میدان اور خیموں کی اس قدر تنگی تھی کہ حضرت کو حجرۂ عدالت میں بیٹھنے کی جگہ ملی۔ دیگر اشخاص کو اپنے خیموں میں کھڑے ہونے کی جگہ بھی نہ تھی۔ حضرت کی بے مثل بردباری اور حوصلہ کی وسعت دیکھئے کہ اکثر زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے۔ تھوڑا پانی برس جاتا ہے، کچھ ہوا چل جاتی ہے لوگ کیوں بدحواس ہوئے جاتے ہیں! اور آیت ولنبلونکم بشیئ

لہ بے شک ہم تم کو کچھ خوف، بھوک اور جان و مال و منافع کے نقصان سے آزمائیں گے (اے محمدؐ) (تم) ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری پہنچا دو جن پر جب مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف رجوع ہونگے۔

من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر تسلی دیتے تھے، خدا خدا کرکے اس منزل میں ۔

سحر چوں خسرو خاور علم برکوہساراں زد
بدست مرحمت یارب در امید واراں زد

آفتاب عالم تاب نے اپنا پرانوار چہرہ دکھایا۔ تمام کائنات کی افسردگی، تازگی سے بدل گئی، نیم جانوں کی جان میں جان آئی۔ سب خوش خوش زبان حال سے کہہ رہے تھے ۔

دریاب کہ صبح عیش رخ بنمودست | خورشید دریدل نو رنجشودست
بنگر سپیدہ دم کہ پیشانی صبح | در سجدۂ خورشید غبار آلودست

بارھویں ربیع الاول تک شاہی لشکر چودہ کوس مسافت ایک ماہ سترہ یوم میں طے کرکے کلوہ نبی شاہ درک تک پہنچا اس زمانہ میں آفتاب نور افشانی کرنے لگا اور روزی طلب کرنے والے ہاتھ پاؤں چلانے لگے، حرص و ہوس کے ہنگامے گرم ہوئے، دلوں کی افسردگی رخصت ہوئی بوجھ اٹھانے والے مزدور ہر چہار طرف سے آئے اور لشکر والوں کے سر و گردن کے بوجھ خود اٹھائے ۔

نفست اژدہا است ایں کہ مردہ است
از غم بے آلتی افسردہ است

جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ بیچارے نہایت تباہ حال آہستہ آہستہ آرہے تھے اور آپس میں کہتے تھے ۔

چوں سایہ ہمرہیم بہر سو رواں شوی
شاید کہ رفتہ رفتہ بما مہرباں شوی

دریائے کشنا کی طغیانی

۱۵ ماہ مذکور کو برگاؤں کی سرزمین فرودگاہ قرار پائی، یہاں ایک ماہ بیس روز قیام فرماکر ۲۲ ماہ ربیع الآخر کو بہادر گڈھ کی جانب کوچ فرمایا گیا۔ اگرچہ بارش کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا، اور دریائے کشنا کی طغیانی کی خبریں آرہی تھیں مگر موانع بادشاہی عزم کے مقابلہ میں کچھ نہ تھے، دریا کی طغیانی اور طوفان سیلاب کی کوئی حد نہ تھی، حکم والا کے مطابق لشکر نے کشتیوں پر دریا کو عبور کرنا

شروع کیا

کشتی نہ کہ دوزخ فسردہ
یک تابوت و ھزار مردہ

بے شمار و بے حساب نوج بحال خراب دس روز میں تقریباً نصف دریا کے پار گئی قبلۂ عالم نے دریا کے دوسرے کنارے پر جانے کا قصد فرمایا اور کشتی پر سوار ہو کر چلے تو دریا کا جوش و خروش بیحد بڑھ گیا، اسی لئے بیس روز اور اسی کنارے پر توقف فرمایا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر بادشاہِ بحر و بر کے توجیہات سے صحیح وسلامت دریا کو عبور کر گیا۔ سے

چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیباں

قبلہ عالم کا بہادر گڑھ میں خیر مقدم اور فرمان

اس مقام سے کوچ ہوا اور ملک کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے اسعد نگر تک پہنچے چند روز اسی مقام میں بسر کرنے کے بعد خطۂ بہادر گڑھ کو نزولِ اجلال نے رونق بخشی. حضرت نے جریبی مسافت کے حساب سے یہ چار کوس کامل منزل طے فرمایا اور ابتدا سے انتہا تک دو طرفہ غازی الدین بہادر فیروز جنگ کے شان دار لشکر کا منظر ملاحظہ فرمایا خان موصوف نے فرودگاہ کو اسلام پوری کی بنگاہ سے اس مقام تک بڑے اہتمام و انتظام کے ساتھ تمام راستہ آراستہ کیا تھا اور عظیم الشان امرا کی حیثیت سے زیادہ تیاری کی تھی، اور سرداران سپاہ کے مقدور سے بڑھکر توپ خانہ رکھا تھا، امیر ممدوح نے ہر جنس کی پیش کش بکثرت فراہم کرکے ارسال کی تھی۔ ان سب میں ایک نیمچہ کو شرف قبول عطا ہوا، غازی بچہ اس کا نام رکھا گیا اکثر توپ خانہ بحق سرکار والا ضبط ہو گیا اور فرمان نافذ ہوا کہ امرا اس سے زیادہ توپ خانہ نہ رکھا کریں۔

دستخط خاص سے جو فقرہ ثبت فرمایا تھا اور جس کی بنا پر شاہزادہ بیدار بخت کو اطلاع دی گئی تھی اس کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

خان فیروز جنگ نے جو ہفت ہزاری امیر ہے اپنے قیام گاہ سے فرودگاہ کا جو انتظام کیا ہے اور توپ، گجنال، شترنال، کھوڑنال، اور تمام ضروری بلکہ غیر ضروری چیزیں اس سامان کے علاوہ جو سرکار سے اسے تفویض ہے اپنے ساتھ رکھی ہیں۔ تم اگرچہ اس سے دو چند رقم پاتے ہو لیکن روپیہ ضائع کرتے اور بے موقع صرف کرتے ہو۔

ع انچہ درکار بود ساختنش خود سازی است

ع اند کے ماند و خواجہ غرہ ہنوز

ہیچ کس نیست کہ در فکر دلِ خود باشد   عمر مردم ہمہ در فکر شکم می گزرد

تسخیر قلعہ کندانہ

۲۴ رجب ۲۶ سنہ جلوس کو تسخیر قلعہ کندانہ کے لئے لشکر ظفر پیکر نے قدم بڑھائے۔ ۱۸ شعبان کو سر زمین قلعہ میں حضرت نے نزولِ اجلال فرمایا۔

جلوس عالمگیری کا سینتالیسواں سال

سنہ ۱۱۱۴ھ
۱۷۰۴ء

رمضان المبارک کا چاند خدا کے دین دار بندوں کے لئے مژدۂ برکت لایا، دنیا خیر و ثواب اور غیبی برکات سے معمور رہوئی. قبلۂ عالم نے زیادہ اہتمام کے ساتھ تمام ماہ بذل و احسان اور خیرات و صدقات میں گزار دیا امید واران عنایت میں سے ہر ایک کو حسب رتبہ و مقام انعام و عطیات سے مستفید فرمایا۔

شاہزادہ محمد عظیم ناظم صوبہ بہار

شاہزادہ محمد عظیم شمشیر خان کے بجائے علاوہ سابقہ خدمات کے صوبہ بہار کے ناظم بھی مقرر ہوئے شمشیر خان معظم آباد اودھ کی صوبہ داری پر مفتخر ہوا۔ نجابت خان ناظم صوبہ برہان پور و فوج دار بگلانہ جس کا منصب دو ہزاری ہزار و پانصد سوار تھا، شیو سنگھ قلعدار راہری جو ہزاری ہزار سوار کا امیر تھا، اور سرانداز خان نائب صوبہ برار متعلق خان فیروز جنگ جو ہزار و پانصدی پانصد سوار تھا ان میں سے ہر ایک کو پانصدی اضافہ بلا شرط مرحمت ہوا۔

شاہزادہ بیدار بخت

قاسم خان کے بجائے محتشم خان نلدرگ کا قلعہ دار مقرر ہوا. شاہزادہ بیدار بخت بہادر ناظم صوبہ خجستہ بنیاد خاندیس کے صاحب صوبہ مقرر ہوئے۔ پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار اصل منصب تھا اب دو ہزار سوار کے اضافہ سے ممتاز ہوئے۔

خان نصرت جنگ کو مقہوروں کی تنبیہ کے لئے برہان پور کی جانب روانہ فرمایا گیا اس امیر کو تکیہ مرصع اور چار زنجیر فیل بطور انعام عطا ہوئے۔

سلطان محی السنۃ پسر بادشاہزادہ محمد کام بخش ہفت ہزاری دو ہزار سوار کا منصب

اور علم و نقارہ پاکر اپنے احباب کی مسرت افزائی کا باعث ہوئے شاہزادہ محمد معز الدین صوبہ دار ملتان و ٹھٹھہ کے پاس فرمان و خلعت و جمدھر مرصع بختیار مفسد کے استیصال کے صلہ میں ارسال ہوا اور تحسین و آفرین فرمائی گئی۔ یہ دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار کا منصب رکھتے تھے دو ہزار سوار کے اضافہ اور دس لاکھ دام کے انعام سے سرفراز ہوئے۔

چین قلیچ خان بہادر کو حکم نظامت صوبہ بیجاپور اور عطیہ سرپیچ و اسپ اور اُن کے فرزند کو ہاتھی اور گھوڑا بطور انعام مرحمت ہوئے۔ بادشاہزادہ محمد کام بخش کو سرپیچ مرصع اور خلعت عطا فرماکر حکم ہوا کہ نواب قدسیہ زینت النساء بیگم کو اسلام پوری سے بہادر گڑھ لے آئیں۔ صدر الصدور محمد امین خان ان کے ہم رکاب مقرر ہوئے۔

فضائل خاں کی وفات

۶ ذیقعدہ کو فضائل خان گوشہ نشین پسر وزیر خان میر حاجی میر منشی بیوتات و نائب خانساماں نے وفات پائی۔ یہ شخص اپنے زمانہ کا بڑا فاضل و کامل شخص تھا۔ وہ اپنے متعلق کہا کرتا تھا "مرد حاضر ہے۔ کام کہاں ہے۔" اور حضرت اس کی نسبت فرمایا کرتے تھے اس نے نیابت خانسامانی اس طرح انجام دی گویا گھر کو روشن کر دیا۔

خان مرحوم کا بیٹا عبدالرحیم باپ کے انتقال کے بعد آستاں بوسی کے لئے حاضر ہوا تو بیوتات کی خدمت، خانی کا خطاب اور اضافہ مرحمت فرماکر اس کی عزت افزائی فرمائی گئی اور زبان گوہر فشاں سے فرمایا کہ "فاضل خان علاء الملک اور فاضل خان برہان الدین کے حقوق درگاہ معلّٰی پر بہت ہیں، میں اس خانہ زاد کو نوازش و تربیت کی عزت بخشتا ہوں"۔ درحقیقت اس میں بھی قابلیت و استعداد موجود تھی، لیکن افسوس کہ عین جوانی میں چند روز کے بعد یہ بھی راہئ عدم ہوا۔

اب چونکہ اس خاندان میں ضیاء الدین برادر زادہ و داماد فاضل خان برہان الدین کے سوا کوئی نہ رہا تھا اس لئے قبلۂ عالم نے ضیاء الدین کو چینا پٹن کی دیوانی سے حضور پرنور میں طلب فرمایا اور منصب کے اضافے، خانی کے خطاب اور بیوتات کی خدمت سے سرفرازی عطا کی۔

فتح اللہ خاں کا کابل میں تقرر

قلعوں کی تسخیر اور دشمنوں کے استیصال میں فتح اللہ خان بہادر کی کارگزاریاں ایسی نہیں ہیں کہ انھیں

دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت ہو۔ خان موصوف کابل پر تعیناتی کا بہت دل دادہ تھا اور اکثر اس کے لئے التماس کرچکا تھا۔ ۲۳ محرم سنہ رواں کو اس کی استدعا منظور ہوئی۔ پہلے دو ہزار و پانصدی ہزار سوار کا امیر تھا۔ پانصدی اضافہ پاکر مسرور و شادکام کابل کی طرف روانہ ہوا۔

محمد قلی کو ولایت سے آتے ہی ہزار و صد سوار و خطاب خانی اور خلعت اور دو ہزار روپے عطا ہوئے۔ خواجہ محمد حسن کا خطاب امانت خان تھا سنگمنیر کی فوج داری کے علاوہ بیضا پور کا بھی فوج دار ہوا اور ہاتھی کے عطیہ سے ہم چشموں میں ممتاز ہوا۔

عبدالخالق عرب امام حضور کی بیوی کو پانچ اشیار جواہر کی مرحمت ہوئیں۔ ارادت خان قلعہ دار گلبرگہ ہزاری ہفت صد سوار تھا سی صد سوار کے اضافہ سے ممتاز ہوا۔ بخشی الملک روح اللہ خان کو سنگِ یشب کی دوات مرحمت ہوئی۔

ضیاء اللہ خان پسر عنایت اللہ خان کو اکبرآباد کی دیوانی مرحمت ہوئی۔ بخشی الملک مرزا صدرالدین محمد خان، ہاتھی گھوڑا اور خلعت کے عطیہ سے سرفراز ہو کر بنگاہ بہادر گڑھ کی حفاظت کے لئے روانہ فرمایا گیا۔ دو ہزار و پانصدی ہشت صد سوار کا امیر تھا۔ اب پانصدی دو صد و پنجاہ سوار کے اضافہ سے مستفید ہوا۔

راجہ ساہو

راجہ ساہو پسر سنبھاجی کو ارلبسی نگین یاقوت، پہنچی طلائی مرصع الماس پانچ انگوٹھیاں مرصع، اور گھوڑا مع ساز طلا عطا ہوا۔ فتح دولت قول (عہدہ) راجہ ساہو کو حکم کے مطابق بادشاہزادہ محمد کام بخش کے پاس لے گیا بادشاہزادے نے بھی خلعت دارلبسی عطا کیا پھر حسب فرمانِ اقدس واعلیٰ راجہ ساہو کا خیمہ بادشاہزادے کی دولت گاہ کے قریب نصب کیا گیا۔

حمیدالدین خان بہادر داروغہ دیوان خاص نے چوبی بنگلہ دیوان مظالم میں نشست کے قابل پیش کش گزارنا۔ باظہار خوشنودی اُس کے سہ ہزاری و ہفت صد سوار کے منصب میں پانصدی سی صد سوار کا اضافہ منظور فرمایا گیا۔

میر خان ابن امیر خان متوفی بہرہ مند خان کی لڑکی سے شادی کرنے کے لئے خجستہ بنیاد گیا ہوا تھا۔ میر خان نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر مرصع قیمتی اشیار زندگرا ئیں اور خلعت سے سرفراز ہوا۔

مدن سنگھ

مدن سنگھ برادر راجہ ساہو نے حسب الحکم بنگاہ سے حاضر ہوکر آستاں بوسی کی عزت سے پیشانی روشن کی۔ بادشاہزادہ عالی جاہ احمد آباد کی صوبہ داری کے ساتھ دارالخیر اجمیر کے بھی صوبہ دار مقرر ہوئے۔ چہل ہزاری سی ہزار سوار منصب پاتے تھے۔ دس ہزار کا اضافہ پاکر مسرور و شاداں ہوئے۔

اودے سنگھ قلعہ دار سخرلنا سہ ہزاری ہزار و دو صد سوار کا امیر تھا اسے اضافہ مشروط و بلاشرط پانصدی سی صد سوار عطا ہوا۔ سیادت خان ابن سیادت خان او غلان دو ہزاری دو صد سوار کا امیر تھا۔ اس کا پانصدی پانصد سوار اضافہ مقرر ہوا۔

غالب خان پسر رستم خان شرزہ بیجاپوری سہ ہزار و پانصدی سہ ہزار سوار کا منصب دار تھا اسے پانصدی پانصد سوار اضافہ مرحمت ہوا۔ الہ داد خان خویشگی، درعوض داد خان کے بجائے سندلہ کی فوجداری پر مقرر ہوا۔ ہزاری پانصد سوار کا منصب دار تھا پانصدی پانصد سوار کا اضافہ ملا۔

چین قلیچ خان بہادر صوبہ دار بیجاپور تلکوکن عادل خانی اور اعظم نگر بلگاؤں کی فوجداری اور سانپ گاؤں کی تھانہ داری پر سیف خان کی بجائے مامور ہوئے۔ چار ہزاری سہ ہزار سوار کے امیر تھے، ہزار سوار اضافہ اور ایک کرور دام انعام عطا ہوا۔ نیاز خان خان مذکور کا نائب مقرر ہوا۔ پانصدی و سہ صد سوار کا امیر تھا پانصد سوار کا اضافہ عطا ہوا۔ مقرب الخدمت خانہ زاد خان لفظ میر کے اضافہ سے صدر نشین امراء کے زمرہ میں شامل ہوگیا۔

تسخیر کندانہ اور دوسری مہمات

چونکہ مؤلف اس سال کے بعض مقدمات درج کرکے فارغ ہو چکا ہے، اس لئے اب تسخیر کندانہ اور دوسری مہمات کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

فرمان والا صادر ہوا کہ قلعہ گیر و دشمن شکن بہادر، شجاعت آثار تربیت خان میر آتش کی سرکردگی میں پہاڑ پر جائیں اور مقہوروں کو آتش قہر و غضب سے جلائیں یا سطوت و شکوہ کے دروں سے مار کر ہٹا دیں۔ خان موصوف نے دشمن سوز توپیں ایک ایسے پشتہ کی بلندی پر چڑھا دیں جو برج حصار کے مقابل تھا۔ اور چند یوم بارش کرکے کالانعام بل ہم اضل (چوپائے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ) سرگروہ کو مار کر ان کے مسکن سے نکال دیا۔ ۱۸ ذی الحجہ کو یہ بلند و بالا قلعہ معہ دوسرے قلعوں کے مسخر ہوگیا اور بخشندہ بخش کے نام سے موسوم ہوا۔

حقیقت میں یہ قلعہ اس قدر مضبوط تھا کہ اگر خدائے بخشندہ توفیق نہ دیتا کسی کی کوشش سے اس میں کامیابی نہ ہوسکتی تھی!

محی آباد میں قیام

اب چونکہ موسم برسات آگیا تھا۔ اور بے شمار مقامات سے عبور کرنا دشوار تھا اس لئے اس خیال سے کہ ہمت مبارک قلعہ راج گڑھ کی تسخیر کا عزم فرماچکی ہے، بارش کا موسم محی آباد پونا میں طے کرنا طے پایا تاکہ منزلِ مقصود تک آسانی سے پہنچ سکیں، چنانچہ اٹھارہویں ذی الحجہ کو اسی مقام کی طرف مراجعت فرمائی، اور ۲۵ر ذی الحجہ کو محی آباد میں بارگاہِ اقبال نصب ہوگئی۔

اس موقع پر قبلۂ عالم کی خانہ زاد نوازی و پاس مراسم فرماں روائی اور قدردانی کا قدرے حال ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ جب حضرت کی بارگاہِ عالی اور تمام امراء و عساکر کے خیمے نصب ہونے لگے تو اتفاق سے امیرالامراء کا دائرہ ایک نیچے مقام پر اور عنایت اللہ خان ناظم الامور خالصہ وتن کا خیمہ ایک بلند مقام پر نصب ہوا چند روز کے بعد جب خان موصوف نے محل سرا کے سرا پردوں کی جگہ احاطہ بھی بنا لیا تو امیرالامراء کے خواجہ سرا بسنت نے کہا کہ "تم اس جگہ سے اٹھ جاؤ کیونکہ یہاں نواب کا خیمہ نصب ہوگا" خان نے کہا کہ بہتر ہے میں یہ مقام خالی کردوں گا لیکن جب تک ایسی ہی کوئی دوسری جگہ جو قیام کے لیئے ضروری ہے نہ دستیاب ہو جائے، اس وقت تک مہلت ملنی ضروری ہے خواجہ سرا نے ذرا تیز لہجہ میں جواب دیا اور مجبوراً خان نے وہیں کسی دوسری جگہ قریب میں خیمہ منتقل کرلیا، اور امیرالامراء کے خیمے اس جگہ نصب ہوگئے، قبلۂ عالم کو یہ واقعہ کچہری دیوانی کے مخلص واقعہ نویسوں کی عرضداشت سے معلوم ہوا۔ اسی وقت حمیدالدین خان بہادر کو حکم ہوا کہ امیرالامراء کے پاس جاکر کہو کہ مناسب یہ ہے کہ تم اپنی قدیم جگہ یا کسی اور جگہ خیمہ نصب کرو جو شخص یہاں پیشتر مقیم تھا وہی اس مقام پر اپنا خیمہ نصب کرے امیرالامراء نے اس امر کو قبول کرنے میں تامل کیا۔ خان بہادر وہاں سے اٹھ کر از راہ خلوص عنایت اللہ خان کے پاس پہنچا اور سرگذشت بیان کر کے کہا کہ بہتر ہے کہ تم امیرالامراء کے پاس جاؤ اور کہو کہ مجھکو دوسرا مقام مل گیا ہے۔ اب میری خوشی یہ ہے کہ آپ مکان تبدیل نہ کریں۔

عنایت اللہ خان نے کہا آپ جہاں پناہ کے حکم سے امیرالامراء کے پاس گئے تھے میں بلا حکم کیونکر جرأت کرسکتا ہوں۔ خان بہادر نے یہ تمام واقعات حضرت کی خدمت میں

گذارش کئے۔ دوسرے دن جب دیوان کے وقت امیر الامرا حضور میں تو اہتمام خان قول کو حکم ہوا کہ امیر الامرا کو عنایت اللہ خان کے یہاں لیجائے تک جو واقعہ ہو گیا ہے، اس کی معذرت کر لیں۔ اب اسد خان امیر الامرا کی کیا مجال تھی کہ فرمان مبارک کے خلاف کرتے "بسر و چشم" کہتے ہوئے تعمیل کو باہر نکل آئے۔ امیر خان نے مؤلف کو یہ پیغام عنایت اللہ خان تک پہنچانے کے لئے بھیجا کہ ایسا حکم صادر ہوا ہے مگر مناسب یہ ہے کہ تم جلد ایسی عرضداشت پیش کر دو کہ ان کا آنا ملتوی ہو جائے۔ دوپہر کو مجھکو عنایت اللہ خان کے گھر جانا تھا کہ اتفاق سے امیر الامرا بھی اسی وقت آ پہنچے اور مجھکو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا۔ اتفاق سے اس وقت عنایت اللہ خان حمام میں تھا۔ ابھی دیوان خانہ کا فرش تک درست نہ تھا امیر الامرا وہیں آکر بیٹھ گئے، یہ حال سن کر خان حمام سے جلد نکلا اور ملاقات کی، امیر الامرا نے اس کا ہاتھ پکڑا اور سوار ہو کر اسے اپنے گھر لے آئے، بیٹھتے ہی ایک تھان قیمتی کپڑے کا بطور تواضع خان کو پیش کیا، اور اس وقت سے جب تک ساتھ رہا کبھی کسی قسم کی شکایت یا بے دماغی کا اظہار نہیں کیا۔ اور مہربانی و دلجوئی میں اضافہ ہی کرتا رہا۔

پروردگار تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے ایسے بندے بھی پیدا فرمائے ہیں جو ان پسندیدہ اطوار کے ساتھ عمر بسر کرتے ہیں۔

یہاں ۶ ماہ اٹھارہ دن قیام رہا۔ مگر خشک سالی کی وجہ سے سخت قحط نمودار ہوا۔ غربا کی جان پر آ بنی اور ضعیف و ناتواں افراد نے آہ و زاری شروع کی۔ چنا، گیہوں اور چاول تمام غلہ بدشواری و دقت دستیاب ہوتا تھا۔ شاہ گنج گداؤں اور فقیروں کی فریاد و فغاں کی وجہ سے درد و رنج سے معمور ہو رہا تھا، لیکن باوجود اس مصیبت کے قبلۂ عالم کے عزم صمیم میں کسی طرح کا فرق نہ آیا۔

تسخیر راج گڈھ کے لئے شاہی لشکر کا کوچ

اس قلعہ سے چار کوس پر ایک نہایت بلند گھاٹی ہے جو بلندی میں آسمان سے باتیں کرتی ہے اور نشیب میں تحت الثریٰ کی مد مقابل ہے، ہر چند کارگزار خدام دو مہینہ سے نشیب و فراز دور کرنے میں مصروف تھے مگر اہل زمین کی آسمان تک اور اہل آسمان کی زمین تک رسائی کیوں کر ممکن ہے۔؟ سخت دشواری کے بعد سات روز کے اندر لشکر ظفر پیکر اس مرحلہ کو عبور کر سکا۔ بعد ازاں ایک منزل اور

طے ہوئی، اور ہلال شعبان کے نمودار ہونے کے بعد اسی روز قلعہ کے نیچے کا میدان نزدگاہ قرار پایا۔

قلعہ راج گڈھ

قلعہ راج گڈھ نہایت زبردست اور بلند پہاڑی قلعہ ہے، جس کی مضبوطی اور سنگینی کی جس قدر تعریف کی جائے، کم ہے قلعہ کا دور تقریباً بارہ کوس اور اس کی بلندی اندازہ وقیاس سے باہر ہے، اس کے دشوار گزار غار دار اور ہیبت ناک غاروں میں ہوا کے سوا نہ کسی کا گزر ہے، اور نہ پانی کے سوا کسی کی رسائی ہے۔ زمانہ سلف میں عادل خانی حکام اس پر متصرف تھے اسیوا جی نے اپنے غلبہ کے بعد اس قلعہ کے اردگرد بیرونی جانب تین مضبوط قلعے اور بنا دیئے جو اس سے نیچے تھے۔ سہیلی ، پدماوت بالاکن کی طرف واقع ہیں۔ اور سرجوی تلکوکن کی جانب۔

۴ر شعبان کو فرمان مبارک شرف صدور لایا کہ حمید الدین خان بہادر کے اہتمام اور تربیت خان میر آتش کی سر براہی میں لشکر ظفر پیکر دشمنوں کے استیصال کے لئے روانہ ہو۔ ہر دو ہوشمند و بہادر مخلص قلعہ پدماوت کی طرف سے دو مضبوط دیواریں بناکر اس مقام پر پہنچ گئے، جو قلعہ کی کھڑکی سے پشتہ کے آخر تک زاویۂ مثلث کی صورت میں واقع ہے۔ زاویہ مثلث کو ہندی میں سوندھ کہتے ہیں، اس کے دونوں ضلعوں کے نیچے راستہ ہے، اور بائیں جانب اتنے غار ہیں کہ پیادہ چلنا محال ہے۔ جس جگہ دیواریں مل کر زاویۂ مثلث بناتی ہیں وہاں ان امیروں نے ایک نہایت مستحکم برج بنایا اور پشتہ کی پشت پر اس کے محاذ میں قیام کر کے اسباب جنگ اور قلعہ گیری کے سامان فراہم کئے۔

چونکہ برج کا کرہ پورے تیس گز بلند ہے اس لئے پہاڑ کی بلندی پر اس کے مقابل ایک دمدمہ اور باندھا اور سنگ چین تک پہنچایا۔ اس مدت میں محصوروں نے ہر چند دمدمے برپا کئے مگر کسی کا کچھ نہ بگاڑ سکے خانہ برانداز توپوں نے جو کئی طرف برج اور دیواریں گرانے کے لئے نصب کی تھیں اکثر جگہ قلعہ کی مضبوط بنیادیں ہلا دیں۔

جلوس عالمگیری کا اڑتالیسواں سال

سنہ ۱۱۱۵ھ
۱۷۰۵ء

رمضان مبارک کا مہینہ آیا اور اہل عالم کی آرزوئیں بر آئیں۔

ہدایت اللہ خان پسر عنایت اللہ خان کی شادی محمد افضل پسر فیض اللہ خان مرحوم کی لڑکی سے مقرر ہوئی۔ نوشہ کو خلعت و گھوڑا عطا ہوا۔ آغر خان کے پوتے شمشیر بیگ کی شادی راما کی بیٹی سے ہوئی، تین جڑاؤ انگوٹھیاں اور خلعت اس کو مرحمت ہوا۔

تقی خان نبیرۂ بہرہ مند خان، شائستہ خان کی لڑکی سے بیاہا گیا، اسے پانچ ہزار کا زیور عطا ہوا۔ شائستہ خان نوازش خان پسر اسلام خان رومی کی جگہ مانڈو کی فوجداری اور قلعہ داری پر مقرر ہوا۔ میر احمد خان دیوان سرکار شاہزادہ بیدار بخت بہادر خاندیس کا نائب صوبہ دار بنایا گیا۔

رستم خان شرزہ کی رہائی

رستم خان شرزہ بیجا پوری جو صوبہ برار میں خان فیروز جنگ کی طرف سے نائب صوبہ تھا بیما کے مقابلے میں قید ہو گیا تھا خان مذکور رہا ہو کر فیروز جنگ بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے منصب ہزاری ہفت ہزار سوار میں ہزار سوار کی کمی کا حکم ہوا۔

راجہ نیک نام

بادشاہزادہ سلاطین اور امرائے عظام مبارکباد عید الفطر کی تسلیمات عرض کر کے سربلند ہوئے۔ راجہ نیک نام کی شادی راما کی ایک بیٹی سے مقرر ہوئی اور اس کو خلعت عنایت ہوا۔ پدرجی تھانہ دار بودہ پانچگاؤں سیواجی کا چچا زاد بھائی دو ہزار و پانصدی، ہزار و پانصد سوار کا امیر تھا پانصدی اضافہ سے ہمچشموں میں ممتاز ہوا۔

سرفراز خان کسی تقصیر کی بنا پر منصب سے برطرف ہوگیا تھا، بادشاہزادہ محمد کام بخش کے التماس سے شش ہزاری و پنج ہزار سوار کے منصب پر بحال فرمایا گیا، سیف خان ابن سیف خان فقیر اللہ معزول قلعہ دار بلگاؤں، چین قلیچ خان صوبہ دار بیجا پور کے نائب مقرر ہوئے،

مخلص خان جو پیشتر معتقد خان مشہور تھا، اکبر آباد کی قلعہ داری پر مامور ہوا، خان فیروز جنگ کو بنا مفسد کی سرکوبی کے صلہ میں سپہ سالاری کا خطاب، کرور دام انعام اور دو ہزار سواروں کا اضافہ مرحمت ہوا، اب خان موصوف کا منصب اصل و اضافہ کے ساتھ ہفت ہزاری دہ ہزار سوار قرار پایا۔

محمد امین خان بہادر سہ ہزاری ہزار سوار کا امیر تھا پانصدی دو صد سوار کے اضافہ سے سرفراز ہوا۔ دلیر خان متعینہ فوج خان فیروز جنگ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کو پانصد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا۔ سپہدار خان ناظم الہ آباد چار ہزاری سہ ہزار سوار کو جماعت باشندہ جون پور کی تنبیہہ کے صلہ میں پانصد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا۔

انعامات و عطیات

حامد خان بہادر خان فیروز جنگ دو ہزاری پانصدی ہزار و پانصد سوار اصل کو پانصدی دو صد سوار کا اضافہ عطا ہوا۔ راجہ اندر سنگھ سہ ہزاری دو ہزار سوار تھا اسے بھی اضافہ منصب سے عزت بخشی گئی، رحیم الدین خان بہادر برادر خان فیروز جنگ ہزاری دو صد و پنجاہ سوار کا منصب دار تھا پانصدی صد سوار کا اضافہ مرحمت ہوا۔

سید حسین سجادہ نشین قدوۃ العرفا میر سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ہاتھی اور دس ہزار روپیہ نقد عطا ہوئے، محمد امین خان بہادر کو بہادر گڈھ کی بنگاہ کی حفاظت کے لئے روانگی کی اجازت مرحمت ہوئی اور امیر کو خنجر مرصع اور گھوڑا معہ ساز طلا بطور اعزاز مرحمت ہوا۔

خدمت گار خان خواجہ ناظر دولت سرائے بنگاہ میں عارضہ فالج میں ایک مدت تک مبتلا رہ کر حالیں وفات پائی۔ یہ شخص خانہ زاد خانی اور حضرت کا قدیم الخدمت نیک نیت و مبارک ہمت جہانگیری تھا۔

مرحمت خان پسر امیر خان مرحوم ہزاری نے دو صد و پنجاہ سوار اضافہ حاصل کیا۔ کامگار خان معزول ناظم صوبہ اودیسہ نے آستانہ بوسی کی سعادت سے پیشانی روشن کی۔

حمید الدین خان بہادر کو قدوۃ اصفا میاں عبداللطیف قدس سرہٗ کی ٹوپی بطور تبرک عنایت ہوئی۔ تربیت خان کو خنجر مرحمت ہوا۔ اور دشمن کی تنبیہہ کے لئے دریائے کھور کی جانب روانگی کی اجازت عطا ہوئی۔

منعم خان جو محمد اسلم خان کے بجائے سرکار بادشاہی کا دیوان ہوگیا تھا، اب خان موصوف کی جگہ صوبہ کابل کا دیوان مقرر ہوا، اور محمد اسلم خان سید میرک خان کے تغیر کی وجہ دار السلطنت لاہور کا دیوان ہوا۔

بادشاہزادہ کام بخش کے منصب کی بحالی

بادشاہزادہ محمد کام بخش ہشت ہزاری دہ ہزار سوار کے منصب پر بحال ہوگئے تھے۔ منصب میں پنج ہزار سوار کی کمی تھی، اب اس کی بحالی کا بھی حکم صادر ہوا۔

علی نقی نواسہ شاہ عباس

علی نقی شاہ نواسۂ شاہ عباس فرمان روائے ایران کی یاوری قسمت نے اس کو آستانۂ اقدس کا راستہ دکھایا بندر سورت کے خزانہ سے پانچ ہزار روپے خرچ راہ کے لئے مرحمت ہوئے، علی نقی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور قبلۂ عالم نے اس کو سہ ہزاری ہزار سوار کا منصب خلعت، اسپ و فیل اور جیغہ مرصع عطا فرماکر امتیاز بخشا۔

محمد محی الدین پسر سکندر خان بیجاپوری کی شادی سنبھا کی لڑکی سے قرار پائی سات ہزار روپیہ کا قیمتی زیور عطا ہوا۔ راجہ ساہو پسر سنبھاجی کا بیاہ بہادر جی کی بیٹی سے طے پایا۔ نوشہ کو کمر بند مرصع، سرپیچ مینا اور جیغہ مرصع قیمتی دس ہزار روپیہ مرحمت ہوا۔

عرضداشت مرسلہ شاہزادہ محمد عظیم ملاحظۂ انور سے گذری جس سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ کے محل میں لڑکی پیدا ہوئی۔ قاضی اکرام خان کو ہاتھی عنایت ہوا۔ تمام بندگان صوبہ جات و حضور کو بارانی خلعت مرحمت ہوئے، رستم دل خان، صلابت خان کے بجائے کرناٹک و بیجاپور کا فوجدار مقرر ہوا۔ خان مذکور ہزار و پانصدی ہزار سوار کا امیر تھا اور ایک کروڑ دام کا معافی دار تھا، پانصدی ہزار سوار کا اضافہ عطا ہوا۔

خواجہ زاہد ایلچی بلخ کو ملازمت کے دن سو مہر کی اشرفی اور سو روپیہ کا روپیہ مرحمت ہوا تھا۔ رخصت کے روز خلعت، خنجر مرصع اور پانچ ہزار روپیہ نقد عطا ہوئے۔

شاہزادہ بیدار بخت ناظم صوبہ مالوہ

صوبہ مالوہ کی نظامت کا فرمان اور خلعت شاہزادہ بیدار بخت کے نام صادر ہوا، داؤد خان نائب نصرت جنگ ظفر خان

کی بجائے بادشاہزادہ محمد کام بخش کی نیابت کی خدمت پر (حیدرآباد کی صوبہ داری میں) مقرر ہوا پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب دار تھا، ہزاری ہزار سوار کا اضافہ مرحمت ہوا۔

مرشد قلی خان ناظم صوبہ اڈیسہ و دیوان شاہزادہ محمد معظم کا اصل منصب ہزار و پانصدی ہزار سوار تھا، اس کو پانصدی یک ہزار سوار کا اضافہ عطا ہوا۔ حمید الدین خان بہادر اور تربیت خان جو غنیم کی تنبیہ کیلئے گئے ہوئے تھے، حسب طلب حضور میں حاضر ہوئے۔

شہزادہ اکبر کی وفات

سرحد ایران کے مخبروں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ بادشاہزادہ محمد اکبر نے جو طالع کی ناموافقت سے ناکام و آوارہ پھر رہے تھے وفات پائی۔ قبلۂ عالم نے زبان مبارک پر آیت إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ جاری فرمائی اور کہا۔ "ہندوستان کا فتنۂ عظیم فرو ہوگیا۔"

نواب قدسیہ زینت النساء بیگم کو واقعہ کی اطلاع دی گئی، اور مرحوم کے بیٹے سلطان بلند اختر کو ماتمی خلعت عنایت ہوا اور تعزیت کے خلعت مرحوم کے فرزند اکبر نکو سیر اور رضیۃ النساء بیگم محل شاہزادہ رفیع القدر و ذکیۃ النساء بیگم محل شاہزادہ خجستہ اختر یعنی مرحوم کی بیٹیوں کو اکبرآباد روانہ کیا گیا۔

تسخیر قلعہ راج گڈھ کے بقیہ حالات

اب بقیہ حالات تسخیر قلعہ راج گڈھ کے اس موقع پر حوالۂ قلم کئے جاتے ہیں!

گیارہویں شوال جاں باز بہادر برج پر چڑھ کر دیوار کے اندر گئے اور دشمن کی مزاحمت کرنے والی جمعیت کو مار پکڑ کے قلعہ کے قید خانے میں بھگا دیا اور اپنی ثابت قدمی کا جھنڈا وہاں گاڑ دیا۔ قید خانے والے باوجودیکہ اس حالت میں اطاعت سے معذور تھے مگر توپ و تفنگ کے فیر اور بان اندازی و سنگ باری میں کمی نہ کرتے تھے، چونکہ کوئی پناہ نہ تھی اس لئے اکثر مجاہد شہید ہوئے۔

فرعون جی و ہامان جی

جان نثاری و جاں بازی اور غلبہ و قوت کا یہ زور دیکھکر ان باطل پرستوں کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور عجز و التجا کی راہ سے امان طلب کرنے کے لئے اپنے سردار فرعون جی و ہامان جی کو بخشی الملک روح اللہ خان کی خدمت میں روانہ کیا۔ خان موصوف کی سفارش سے بادشاہ جان بخش جہاں ستان کا حکم صادر ہوا کہ تمام اہل قلعہ بغیر رخت و اسلحہ کے نکل جائیں۔"

۱۷ ر ماہ شوال کو اہل قلعہ نشان بادشاہی لے گئے اور خود قلعہ کی بلندی پر نصب کرکے ناکام و نامراد نکل گئے۔ زمین و آسمان بادشاہ کی صولت و دبدبہ اور فتح کی آوازوں سے گونج اٹھے۔

اسی مبارک دن بخشی الملک اور حمید الدین خان بہادر اور دیگر مجاہدین دروازوں کے راستہ سے قلعہ میں داخل ہوئے ان امیروں نے اس درجہ بلند و مضبوط چار قلعوں کی تسخیر پر خوشی منا کر حکم والا کے مطابق ذلیل بے دینوں کو وہاں سے نکال دیا۔ اور لشکر ظفر پیکر کے داخلہ سے ظالموں کی ہلاکت کے وعدہ کو پورا کیا۔

حمید الدین خان بہادر جو چند روز پہلے پانصدی سی صد سوار کے اضافہ سے سہ ہزار و پانصدی دو ہزار سوار ہو گیا تھا، اب اس بہادری و کارگذاری کے صلہ میں اسے نشان امتیاز کے طور پر نوبت بجوانے کی اجازت مرحمت ہوئی اور اس قلعہ کی تسخیر کے صلہ میں تربیت خان پانصدی دو صد سوار کا اضافہ پاکر سہ ہزار و پانصدی یک ہزار و ہشت صد سوار کا امیر قرار پایا، بخشی الملک جو ذات دسوار کے اضافہ سے سہ ہزار و پانصدی یک ہزار و پانصد سوار کا منصب دار ہے سرپیچ مرصع کے عطیہ سے سرفراز ہوا۔

قلعہ راج گڑھ نبی شاہ گڑھ کے نام سے موسوم ہوا۔

تسخیر قلعہ تورنا

چونکہ اس مقام سے قلعہ تورنا چار کوس کے فاصلے پر واقع ہے اس لئے ۲۸ ر شوال کو کار پردازان دولت نے قلعہ حصار کے نواح میں خیمے نصب کئے، بہادران لشکر کو دستور سابق کے مطابق ایسا ہوا کہ کمر سعی باندھکر نقطۂ قلعہ کو پرکار کی طرح درمیان میں لے لیں۔ قلعہ کو نقطہ کہنے میں ایک لطیف نکتہ ہے جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ آسمان قلعہ کی سطح پر نقطہ کا حکم رکھتا ہے۔ طائر خیال اسکی بلند فضا میں پرواز کرنے سے قاصر ہے۔ زبان وہم اس کی وسعت کی تعریف میں عاجز ہے۔

تربیت خان دروازہ قلعہ کی جانب مورچہ دوانی پر مقرر ہوا اور محمد امین خان نے حصار کے دوسری جانب راستہ کو روک لیا۔ دیگر اہل لشکر نے اس کے اضلاع پر گھیرا ڈالا۔ جاؤشوں نے یا دہ گو اہل قلعہ پر تیر برسانے شروع کئے۔

مگر لیلائے مطلب کا محمل آسمان جیسے پہاڑ کے ناقہ پر ہے، اور طالب قیس کے ہاتھ اتنی بلندی تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ لیکن خداوند عالم کے فضل و کرم اور قبلۂ عالم کے اقبال کی

تعریف محال ہے۔ حضرت کی نگاہ عالمگیر اگر پہاڑ کی طرف دیکھے تو دم بھر میں موم ہو جائے اگر کون و مکان آپ کی عداوت پر کمر بستہ ہوں تو ایک لمحہ میں معدوم ہو جائیں۔ جہاں پناہ کے ایسے اولیاء فاتح کے لئے ہر جگہ ظفر ہاتھ باندھے حاضر ہے۔ اب اور کیا کہوں قلعہ توڑنا جیسا عقدہ لاینحل قبلۂ عالم کی نگاہ و توجہ سے ایک آن میں حل ہوگیا۔

یعنی امان اللہ خان نبیرۂ اللہ وردی خان جعفر نے جو اس بہادر قبیلے میں جاں نثاری میں نامور ہے، رات کے وقت ۱۵ ذیقعدہ کو، کہ یہی دن حضرت اقدس و اعلیٰ کی ہشتاد و نہم (۸۹) سالگرہ کا مبارک روز ہے۔ چند نفر پیادہ ماولیہ کو اکسایا۔ اُن میں سے ایک جان پر کھیل کر قلعے کی سنگ چین پر پہنچا۔ اور ایک پتھر سے رسی کو مضبوطی کے ساتھ باندھکر پچیس نفر اس گروہ کے، اوپر چڑھ لئے اور اندر داخل ہو کر شمشیر و خنجر سے کام لینے لگا۔ امان اللہ خان اور اس کا بھائی عطاء اللہ خان اور چند جاں باز فوراً مدد کو پہنچے۔

حمیدالدین خان بہادر کے کارنامے

حمیدالدین خان بہادر جو ہر طرف موقع کی تلاش میں پھر رہا تھا۔ یہ خبر سنتے ہی آگے رہنے والوں کی دفع سے کمر میں رسی باندھ کے پیچھے پیچھے پہنچا، اور دشمنوں میں سے جو لوگ مقابلے کو اٹھے ان کو تہ تیغ کیا۔ جو لوگ بچ گئے انہوں نے قلعہ میں گھس کر دروازہ بند کرلیا، اگرچہ اس دشوار کام کا آسان ہونا بھی کوئی کام نہ تھا مگر دشمن ہمت ہار چکے تھے، انھیں بہادروں کے حملے کی تاب کہاں اور باطل سے الجھے رہنے والوں کو حق کے مقابلے کی تاب کب تک؟ آخر کار حریف نے بے دست و پا ہو کر امان طلب کی۔

فتح قلعہ

قبلۂ عالم کے حکم سے دشمن کو غیر مسلح نکل جانے کی اجازت مل گئی۔ غرضکہ "نصر من اللہ و فتح قریب" کے پردہ سے فتح و ظفر کا چہرہ نمودار ہوا۔ مسرت و کامیابی کے نعروں سے مسلمانوں کا جوش و فروش زیادہ ہوا۔ ہر طرف مبارک سلامت کی صدائیں گونجیں اور قلعہ کا نام فتوح الغیب قرار پایا

خان بہادر خلعت اور فتح پیچ اور خاصے کا دوشالہ غیر متوقع نوازش کے طور پر حاصل کرکے ہم چشموں میں سرخ رو ہوا۔ امان اللہ خان کو ہزار و پانصدی ہفت صد سوار کے منصب پر پانصدی دو صد سوار دو اسپہ کا اضافہ عطا ہوا۔

جب بادشاہ دین و دولت کی نیک نیتی سے خلق خدا کو بارش کی صعوبتوں سے

نجات ملی تو بادشاہ لطف اندیش نے ملک قدیم کی طرف نواح جنیر میں چھاؤنی ڈالنے کے خیال سے ۱۰۹۰ھ جلوس ۲۰ ماہ مذکور کو کوچ فرمایا۔

مقرب الخدمت میرخان اپنے باپ کے موروثی خطاب امیرخان سے سرفراز ہوا زبان گوہربار سے ارشاد فرمایا کہ "تمھارے باپ میرخان نے جو بعد میں امیرخان ہوگیا، ایک الف کے عنایت پر ایک لاکھ روپیہ اعلیٰ حضرت فردوس آشیاں کی بارگاہ میں نذر کیا تھا، تم کیا کوشش کرتے ہو" اس نے عرض کی کہ ہزار جانیں ذات مقدس پر فدا ہوں جان و مال سب حضرت پر تصدق ہے۔ دوسرے دن کلام مجید خط یاقوت سے لکھا ہوا ملاحظۂ اقدس میں پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ "تم نے ایسی چیز ہدیہ کی ہے کہ دنیا و مافیہا اس کی قیمت نہیں ہوسکتی۔ پھر عنایات بادشاہانہ کے ذیل میں ایک ہاتھی اسے مرحمت فرمایا

بخشی الملک روح اللہ خاں کی وفات

۱۵ محرم کو بخشی الملک روح اللہ خان جوانا مرگ و ناشاد دنیا سے سفر کرگیا۔ ماتمی خلعت اس کے بیٹے خلیل اللہ خان اور اعتقاد خان کے مکان پر جو دوبارہ روح اللہ خان کے خطاب کا مستحق ہوا، ارسال ہوئے۔ دونوں بیٹے حضور پرنور میں حاضر ہوکر تسلیمات بجالائے اور شرف التفات حاصل کرکے بندغم سے آزاد ہوئے مرحوم کی لڑکی بھی حضور میں حاضر ہوئی، پانچ ہزار روپیہ کے زیورات اس کو عنایت فرماکر دلشاد فرمایا۔

روح اللہ خاں مرحوم کے بجائے، مرزا صدرالدین محمد خان بخشی دوم مقرر ہوا۔ میر خانہ زاد خان کو حکم ہوا کہ جب تک صدرالدین محمد خان بنگاہ سے حضور میں آئے اس کی نیابت میں کام کرے۔ خدا بندہ خان مرحوم کے انتقال سے خانسامانی کی خدمت پر مامور ہوا۔

۲۳ ذی الحجہ کو میدان موضع کھیڈ میں خیام اقبال نصب ہوئے اس موضع میں ساڑھے سات ماہ قیام فرماکر واکن کیرا کی طرف کوچ ہوا۔ یہ موضع سعادت قدوم سے مشرف ہوکر مسعودآباد کے نام سے موسوم ہوا۔

تسخیر واکن کیرا پر توجہ فرمانا

جس فتح نصیب زمانہ میں حضرت بادشاہ دین پناہ نے قلعہ واکن کیرا کے تسخیر کے لئے اس کے نواح پر سایہ ہما پایہ ڈالا اور جاں نثار بہادروں نے جانیں فدا کرکے کوشش شروع کی اسی وقت خاکسار

مؤلف نے بھی سر اٹھایا اور ارادہ کیا کہ حضرت عالمگیر کے دشمن کا سر پامال کرے اور اہل ہوش پر بعض واقعات روشن کر دے جن میں نصرت آباد سکر کا پام نایک کے ہاتھ سے قبضہ میں آنا اور دیو چہر کا خانہ زاد خان پسر روح اللہ خان کے واسطہ سے حیدر آباد میں بارگاہ اقدس پر حاضر ہونا اور تھوڑے دن بعد ہی اپنے اصل ٹھکانے کی راہ لینا بھی داخل ہے۔

جن دنوں روح اللہ خان پسر خلیل اللہ خان فتح آباد کورہ گاؤں سے ۲۳ جلوس میں رائچور کی تسخیر پر مامور ہوا تو اس امیر نے پیدیا پام نانک کے بیٹے اور بھتیجے کو جو احمد نگر میں حاضر دربار ہو کر منصب حاصل کر چکا تھا اپنی حراست میں رکھا۔ وہ اس کی ہمراہی کو بہت سے مصالح کی بنا پر مفید خیال کرتا تھا، جب قلعہ رائچور سر ہو گیا تو پیدیا مکار نے روح اللہ خان سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو واکن کیرا میں ایک ہفتہ گزار کر ساز و سامان درست کر آؤں، یہ موضع علاقۂ سکر میں ایک پہاڑ پر واقع ہے۔ اور پام نانک کے ہاتھ سے سکر نکل جانے کے بعد سے بد اندیشوں کا یہی مسکن ہے۔

خان موصوف اس کی مروت سے دھوکے میں آ گیا اور اسے اجازت دیدی، اس بدباطن نے جائے پناہ پر پہنچ کر وعدہ خلافی کی اور مدافعت کے لئے بارہ تیرہ ہزار بندوقیں مہیا کر کے قلعہ کے طور پر استحکام پیدا کیا،

جب خان نے زبردستی کی تو اس نے زور و زر کے بل پر اپنے آپ کو بچا لیا۔ چونکہ کینہ پرور زمانہ چاہتا تھا کہ تھوڑے روز اور خبیث کے دماغ میں ریاست کا کانٹا کھٹکے اس لئے روح اللہ خان حضور میں طلب کر لیا گیا۔ اور پیدیا نے رعیت کے طریقہ پر مالگزاروں کی وضع سے عمر گزارنا شروع کی رفتہ رفتہ مال فراہم کرنے اور مضبوطی کے انتظامات بہم پہنچانے میں مشغول رہا۔ بے شمار جنگی پیادے بھی جمع کر لئے۔ یہی سب چیزیں بعد میں قلعہ واکن کیرا بن گئیں۔

رفتہ رفتہ شہر کی عمارتیں اور اطراف کے کھیت خاصے بڑھ گئے اور پیدیا قوت و سطوت حاصل کر کے فتنہ انگیزی و سرکشی دکھانے لگا، اور مرہٹوں کا شریک غالب بن گیا۔ پھر اس نے پام نانک کے صلبی بیٹے جکیا زمینداری کے وارث کو بیدخل کر دیا۔ جکیا درگاہ عالم پناہ پر حاضر ہو کر سربلند ہوا۔

پیدیا کی دست اندازی و شرارت کے حالات سمع مبارک تک پہنچے اور بادشاہزادہ

عالی جاہ محمد اعظم شاہ کو اس کے استیصال کے لئے رخصت عطا ہوئی۔ اس وقت پیدیا ملازمت میں حاضر ہوا اور سات لاکھ روپیہ پیش کش گزارن کر اس نے طرح طرح کے حیلوں سے اپنی جان بچالی۔ پھر غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے تسلّط کے زمانے میں بھی یہی صورت پیش آئی۔ اس وقت اس مکّار نے ۹ لاکھ روپیہ ہر طرف سے جمع کرکے پیش کئے اور خطرہ سے محفوظ رہا۔ چونکہ قبلۂ عالم کی توجہ ولایت بیجاپور کے بڑے بڑے قلعوں کی تسخیر پر مبذول تھی، اس لئے وہ کوتاہ نظر فرصت غنیمت جان کر خاک اڑاتا اور اپنے جلنے کیلئے آگ لگاتا پھرتا تھا۔ جب حضرت یہ مضبوط قلعے اور جنیر کی سمت بے شمار خوشنما و مستحکم حصار فتح کرچکے تو اس سرکش کا فر کا وقت آ پہنچا"۔

۴ر رجب ۳۸ھ جلوس کو بارگاہ عظمت وجلال اس نواح میں نصب ہوئی۔

جلوسِ عالمگیری کا انچاسواں سال

۱۱۱۶ھ

۱۷۰۴ء

ماہِ صیام کا با برکت زمانہ آیا جہاں پناہ احیائے دولت و دین کی نوازش اور شقی اعدا کی تباہی و پامالی کے لیے عبادات میں مشغول ہوئے اور سعادتِ دارین حاصل فرمائی۔

انعامات و عطیات عزیز اللہ عم روح اللہ خان مرحوم اورنگ آباد سے روح اللہ خان کے فوت ہونے کے بعد بارگاہ سلطانی میں طلب کیا گیا تھا۔ یہ امیر حاضر ہو کر حضرت کی سعادت ملازمت سے بہرہ اندوز ہوا۔

رستم خان نائب صوبہ بہار کے منصب میں ہزاری پسر ہزار سوار کی کمی تھی۔ قبلۂ عالم نے خان فیروز جنگ کے التماس سے اس کمی کو بحال فرمایا۔

میر خان پسر امیر خان کا منصب ہزاری پانسو سوار تھا، ایک سو سواروں کا اضافہ اس کو بھی مرحمت ہوا۔

تہور خان پسر صلابت خان پسر صلابت خان مغفور داروغہ تورخانہ کو حضرت نے فدائی خان کا خطاب عطا فرمایا

شہزادگان و سلاطین و امرا آداب و تسلیمات و مبارک باد عید الفطر بجالا کر معزز و ممتاز ہوئے۔ سلطان بلند اختر کے خیمہ پر سراپردہ استادہ ہوتا تھا بوجہ ایک لغزش کے جو شاہزادہ موصوف سے ظہور پذیر ہوئی حکم ہوا کہ تنبو و قلندری و احاطۂ قنات نصب کیا جائے۔

نواب گوہر آرا بیگم کے منتخبات "احیاء العلوم" حافظ نور محمد میر سامان سرکار نواب گوہر آرائے بیگم کے منتخبات احیاء العلوم

کو کتابت و تصحیح کے بعد ہدایۃً بارگاہِ معلّے میں ارسال کیا۔ حضرت نے نور محمد کو ہاتھی اور ایک ہزار روپیہ نقد اور حافظ خان کا خطاب عطا فرمایا۔ رستم دل خان معزول فوج دار کرناٹک بیجا پوری داؤد خان کے تغیر سے حیدر آباد کی خدمت نیابت پر نامزد کیا گیا، اس کا منصب دو ہزاری ہزار سوار تھا پانصدی ویانسو سوار کا اضافہ اس کو عنایت ہوا۔

چین قلیچ خاں کے منصب میں اضافہ

چین قلیچ خان بہادر ناظم دار الظفر بیجا پور رستم دل خان کے تغیر سے کرناٹک کی فوجداری پر مامور ہوئے امیر موصوف کا منصب چہار ہزاری چہار ہزار سوار تھا۔ دو ہزار سوار کا اضافہ اور پانچ لاکھ دام انعام میں مرحمت ہوئے۔

جہاں زیب بانو بیگم کی وفات

جہاں پناہ کے حضور میں اٹھائیسویں ذیقعدہ کو واقعۂ حیدر آباد کا معروضہ پیش ہوا جس سے معلوم ہوا کہ جہانزیب بانو بیگم محل شاہ عالی جاہ نے وفات پائی معتبر خدام محل سے جو مرحومہ کی خدمت میں باریاب تھیں۔ معلوم ہوا کہ ایک دانہ بقدر مسور مرحومہ کے داہنے پستان میں نمودار ہوا، چند روز تک اس کا علاج کیا گیا لیکن دانہ طویل و دبیز ہوتا گیا، اور دانے کے اثر سے کبھی کبھی حرارت سی مرحومہ کے جسم میں پیدا ہو جاتی تھی، حکماء اس کے علاج میں مشغول رہے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار موسی بارتین فرنگی نے کہا کہ ایک حاذق میرے عزیزوں میں دار الخلافہ میں ہے اگر وہ بلائی جائے اور وہ اس دانے کو دیکھکر اس کی اصلی حقیقت سے مجھے مطلع کرے تو اس مرض کا بخوبی علاج ہو سکتا ہے۔ اس حاذقہ کے حیدر آباد پہنچنے کے بعد بیگم نے اپنے کوکہ سے فرمایا کہ تو اس کو بلا کر اس سے اس کی عمر اور مے خواری کے بارے میں دریافت کر کوکہ نے تحقیق حالات کے بعد بیگم سے عرض کیا کہ حاذقہ چہل سالہ مے خوار ہے۔ بیگم نے فرمایا کہ یہ امر بخوبی میرے ذہن نشین ہو چکا ہے کہ اس مرض میں روزانہ اشتداد پیدا ہوتا جاتا ہے اور امید ہے کہ میری جان اس سے محفوظ نہ رہے گی، لہذا میں نہیں چاہتی کہ ایک فاسقہ اپنے ہاتھوں سے میرے جسم کو چھوئے شاہ عالی جاہ نے ہر چند کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، اور مرض نے دو سال تک طول کھینچا اور آخر کار حیات کا خاتمہ ہو گیا۔ جملہ مصارف تجہیز و تکفین و خیرات و نقد و طعام اور لاش کی دار الخلافہ میں روانگی اور قطب الدین بختیار قدس سرہ کے روضہ میں دفن ہونا وغیرہ جملہ مدات میں دو لاکھ روپیہ

صرف ہوئے۔

شاہ عالی جاہ نے نغمہ و رقص و سرود کو جس کے عالم جوانی سے بے حد شائق تھے ترک کر دیا ہے۔ شاہ نے مرحوم کا تمام جواہر خانہ شہزادۂ بیدار بخت کے پاس روانہ کر دیا اور دیگر کارخانہ جات مع زر نقد کے بخت النساء بیگم کے حوالہ کر دیئے۔

مناصب میں اضافہ

سید اصالت خان حضرت شاہ عالم کی فوج میں متعین تھا، حسب الطلب بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا، بادشاہزادہ اکبر کی التماس سے حضرت نے اس کو پانصدی دو صد سوار کا اضافہ مرحمت فرمایا جس کی وجہ سے اس نے منصب ہزار و پانصدی اور سات سو سوار تک ترقی حاصل کی۔

یعقوب خان ابراہیم خان کی تجویز کے مطابق رحمان داد خان کے تغیر سے فوجداری نکھلی و بھتورہ پر نامزد کیا گیا اور ہزار سوار کا اضافہ بھی اس کو عطا ہوا۔ کانہوجی سرکیا کو جس کا منصب پنج ہزاری و پانچ ہزار سوار کا تھا ہزاری منصب کا اضافہ مرحمت ہوا۔

ہمت خان کا فرزند مرید خان دلیر خان کے فوت ہونے کے بعد بندر سورت کی قلعداری پر نامزد کیا گیا۔

حامد خان بہادر، خان فیروز جنگ سے ناراض ہو کر بارگاہ معلی میں حاضر ہوا۔ اصل منصب اس کا دو ہزاری ہزار سوار تھا، حضرت نے اس کے منصب میں باعتبار کمی کے پانصدی پانسو سوار کا اضافہ عطا فرمایا بالو بو زمیندار چندن کرا جدید منصب سہ ہزاری پر مع انعام فیل کے فائز ہوا۔ راجہ ساہو حسب الحکم مع جمعیت حمید الدین خان بہادر کے خان فیروز جنگ کے مکان پر گیا اور واپس آیا۔ شہزادہ محمد کام بخش کی روانگی کی تاریخ جو ۱۴ صفر مقرر ہوئی تھی کسی بنا پر ملتوی ہو گئی، چین قلیچ خان بہادر ناظم دار الظفر خدمات نصرت آباد سکھر و مدکل پر برہان اللہ خان و کامل خان کے تغیر سے نامزد کئے گئے اور ممدوح کے تغیر سے خدمات قلعداری و فوجداری اعظم نگر و تلکوکن کی سیف خان کے سپرد کی گئیں، پانصدی منصب اور ہزار و تین سو سوار کا اضافہ بھی ان کو مرحمت ہوا۔

مرزا صفوی خان کی تقریب عقد معظم خان مرحوم کی دختر کے ساتھ قرار پائی، مرزا کو خلعت مع سرپیچ اور بارہ ہزار روپیہ نقد مرحمت ہوا۔ قبلۂ عالم نے بخشی الملک خان

نصرت جنگ کو ایک انگشتری قیمتی پانچ ہزار روپیہ جس پر لعل نصب تھا عطا فرمائی، جہاں پناہ نے زوجہ عنایت اللہ خان کو موتیوں کی بدھی جس کی قیمت آٹھ ہزار تھی اور دیگر جواہر عنایت فرمائے اور اسی کے بعد اوراج و مرگی مع دو دانہ کے حمید الدین خان بہادر کی دختر کو عطا فرمایا۔

سپہدار خان بہادر ناظم الہ آباد جس کا منصب چہار ہزاری چار ہزار سوار تھا، ہزاری ذات کے اضافہ سے سرفراز ہوا الہ یار خان کے تغیر سے فتح اللہ خان بہادر عالمگیر شاہی دوسوار کے اضافہ سے تھانہ داری پرلوہ گڈھ پر فائز ہوا۔ ۲۴ جمادی الاول کو شاہ عالی جاہ کے نام فرمان طلب صادر ہوا۔ یکم جمادی الآخر کو زبردست خان کے تغیر سے صوبہ داری پنجاب شاہ عالم بہادر کے وکلا کے سپرد کی گئی۔

جہاں پناہ نے برہان پور اور خجستہ بنیاد کی صوبہ داری شہزادہ بیدار بخت کے تغیر کے بعد شاہ عالی جاہ کو مرحمت فرمائی ابراہیم خان معزول ناظم کشمیر نظم صوبہ احمد آباد پر و ملا شاہ عالی جاہ کے تغیر سے فائز ہوا اس کا اصل منصب پنج ہزاری پانچ ہزار سوار تھا، ہزاری ہزار سوار کا اضافہ اس کو مرحمت ہوا۔

ابراہیم خان کا فرزند زبردست خان شاہ عالی جاہ کے وکلا کے تغیر سے صوبہ اجمیر کی نظامت پر نامزد کیا گیا۔ اصل منصب سہ ہزاری پانصد تھا پانصدی ہزار سوار کا اضافہ اس کو بھی عطا ہوا۔

منعم خان دیوان سرکار شاہ عالم بہادر اور دیوان صوبہ کابل خدمت نظم صوبہ پنجاب پر نیابتہً اور جموں کی فوج داری پر اصالتہً مامور ہوا۔ اس کا منصب ہزاری پانسو سوار تھا۔ پانصدی پانسو سوار کا اضافہ اس کو عنایت ہوا۔

نوازش خان کشمیر کی صوبہ داری پر فائز ہوا زبردست خان کے تغیر سے شہزادہ محمد معز الدین ناظم ملتان و ٹھٹھہ کو فوجداری لکھی، جنگل مرحمت ہوئی قبلۂ عالم نے حیات اللہ خان پسر چین قلیچ خان بہادر کو ہاتھی اور خنجر مرصع عطا فرمایا مرزا صفوی خان خدمت بخشی گیری سوم پر فائز ہوا زینت خان میر آتش بنی شاہ گڑھ محی آباد کی قلعہ داری پر تادرائے صبیرا نامزد کیا گیا۔ اور ہزار سوار سہ بندی کا اضافہ اس کو مرحمت ہوا کامگار خان کے تغیر سے حمید الدین خان بہادر کا چچا باقی خان بن باقی خان اکبر آباد کی قلعہ داری پر مامور ہوا اس کا اصل منصب ہزاری

دو پانصدی تھا۔ پانصدی تین سو سوار کا اضافہ اس کو عطا ہوا منصور خان کے تغیر سے تربیت خان میر آتش توپ خانہ دکن کی داروغگی پر بھی نامزد ہوا، تربیت خان کا فرزند محمد اسحق بھی اس کی نیابت پر مامور ہوا۔ قبلۂ عالم نے وزارت خان عرب مسمی بہ شیخ محمد کو جو شہزادہ محمد کام بخش کا دیوان تھا۔ حیدرآباد کے نظم و انتظام کے لئے روانہ ہونے کی اجازت عنایت فرمائی۔

شاہزادہ بیدار بخت کی صوبہ مالوہ کی صوبیداری پر بحال ہونا

۱۰ر شعبان کو حضرت نے شہزادہ بیدار بخت کو صوبہ داری مالوہ پر بدستور سابق بحال فرمایا مختار خان ناظم مستقر الخلافہ نے سنسنی تعلقہ راجارام جاٹ مفسد ۲۱ر رجب ۱۱۱۹ھ کو دوبارہ فتح کیا۔ حضرت نے اس کے صلہ میں اصل منصب میں جو سہ ہزاری تھا پانصدی کا اضافہ مرحمت فرمایا اس واقعہ کے بعد بارگاہ سلطانی میں معروضہ پیش ہوا کہ درگا داس راٹھور جو شاہ عالی جاہ کی فوج سے علیحدہ گیا تھا واپس آگیا۔ اس کے منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار کی بابت بدستور قدیم بحالی کا حکم صادر ہوا

اب مولف فتح واکن کیرا کے حالات ھدیۂ ناظرین کرتا ہے۔

فتح واکن کیرا کے مفصل حالات

واضح رہے کہ یہ مسافت تین ماہ اور چند روز میں طے ہوئی اور ۱۴ر شوال ۱۱۱۹ھ کو شاہی لشکر واکن کیرا میں وارد ہوا امارت مرتبت نواب چین قلیچ خان بہادر خلف نواب فیروز جنگ ناظم دارالظفر بیجاپور جو اس مقام کے جاگیردار تھے حسب الحکم ہراول لشکر ہو کر سب سے پیشتر یہاں آئے تھے امیر ممدوح مع دیگر شجاع اور بہادر امیروں یعنی محمد امین خان بہادر و تربیت خان بہادر کے اور عملہ توپ خانہ کے قلعہ کے نیچے پاؤ کوس کے فاصلے پر مقیم ہوئے اور ان کا دائرہ ایک کوس کے فاصلہ پر برپا ہوا، کوہ نشین افراد روز نکل کر شاہی لشکر کے ساتھ جنگ کرتے تھے کہ کئی ہزار تفنگ انداز مستعد اور سواران تازہ ہندو مسلمان اور جن میں زیادہ تر سادات تھے مع دیگر اقوام و ملازمین ایک جانب کوہیوں کے مقابلہ میں جنگ کر رہے تھے،

اس لڑائی میں نمایاں غلبہ بادشاہی لشکر کو حاصل ہوتا تھا اور توپیں سرکوہ پر نصب اور دشمن کے خرمن حیات جلا رہی تھیں اسی کے ساتھ ہی بان بھی عجیب تیزی و تندی کیساتھ غنیم کے سپاہیوں کو ہلاک کر رہے تھے،

صبح کے وقت چین قلیچ خان بہادر اور محمد امین خان بہادر اور تربیت خان بہادر اور عزیز اللہ خان روہیلہ اور اخلاص خان میانہ نے ایک پشتہ پر جس کو لال ٹیکری کہتے ہیں قبضہ کیا، اس پشتہ کے سر ہونے سے کوہ نشین جماعت بے انتہا عاجز ہوگئی، اہالی قلعہ جو اس واقعہ سے آگاہ ہوگئے تھے اسی لئے ہجوم کر کے قابضان پشتہ کو اپنی بے شمار سنگ باری کی وجہ سے قیام کا موقع نہ دیتے تھے، بادشاہی لشکر کے بہادروں نے فرصت و قابو حاصل کرنے کی غرض سے پیادہ بندی کرلی تھی، لیکن اس پر بھی کوئی تدبیران بہادروں کی کارگر نہ ہوسکی، اور ان لوگوں کے رخ پھر گئے، اور واپس ہوگئے۔

اس واپسی کی نحوست سے باوجود اس کے کہ حضرت نے شہزادہ محمد کام بخش اور امیر الامرا کو بادشاہی لشکر کی پشت پناہی و امداد کی غرض سے روانہ کیا۔ لیکن بہادروں کی کوششوں سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوسکا۔ اس وقت فرمان لبغرض اصلاح صادر ہوا کہ اس سمت فتح کرنے کی کوشش سے دستبردار ہو جائیں۔ اور دوسری جانب سے اپنے غلبہ کے لئے سرگرم کار ہوں، اتفاق سے اسی روز چین قلیچ خان بہادر اور محمد امین خان بہادر مقام مورچال مقرر کرنے کی غرض سے مع اپنی جمعیت کے سوار آرہے تھے کہ دفعتاً توپ کا ایک گولہ ان کے گھوڑوں کے پاؤں کے قریب آکر گرا اور ایک گھوڑے کے دونوں پاؤں اور دوسرے گھوڑے کا ایک ہاتھ گولے کی ضرب سے غائب ہوگیا، دونوں بہادر محفوظ و سلامت زمین پر گر سے قبلۂ عالم نے اس خبر کو سنا تو ان ہر دو امیروں کے لئے دو عربی گھوڑے مع ساز طلائی اور ایک شامۃ العنبر گراں قیمت چین قلیچ خان کے لئے مقرب الحضرت امیر خان کے ہمراہ روانہ کیا اور دونوں امیروں کی بیحد تسلی و تشفی فرمائی، آخرکار ان بہادروں نے لال ٹیکری کے درمیان اور اس پشتہ سے جو پینٹھ اور ڈھنڈہ پورہ کے مقابلے میں تھا مورچال قائم کرنے کی ترکیب نکالی۔ محمد امین خان نے لال ٹیکری کے درمیان اور مکان مورچال میں تھانہ دشمنوں کی مدافعت کی غرض سے قائم کیا، سلطان حسین المشہور بہ ملنگ مع شہزادہ کے ملازمین کے ایک مدت تک اس پشتہ مفتوحہ پر ثابت قدم رہا اور اسی طرح روح اللہ خان کا فرزند باقر خان بھی ایک دوسرے پشتہ پر بہادرانہ جنگ کرتا رہا اور ہر دو جماعت روزانہ دشمن کے قریب آتی اور مقابلہ کر کے اس کی قوت کو کم کر کے غنیم کو پسپا کر دیتی تھی۔

دشمن کی افواج کے ہر روزہ ہجوم کرنے کے باوجود قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کامیابی

حاصل کرے کہ دفعتاً مرہٹوں کی آمد آمد کی خبر پندر کی امداد کی غرض سے مشہور ہوئی۔

۲۳ ذیقعدہ کو دھنا جادو اور ہندو راؤ معہ پانچ چھ ہزار سواروں کے بادشاہی لشکر کے نزدیک آ پہنچے چونکہ اکثر قبائل اس بوم بدسیرت کے زیر حمایت تھے لہٰذا ان قبائل نے بادشاہی لشکر کو اپنے ساتھ جنگ میں مشغول کر کے مرہٹوں کو پہاڑ کی دوسری جانب سے نکال دیا۔ مرہٹوں نے اس بیہودہ کوش کو اس امر کی نصیحت کی کہ

" باوجود اس قدر بے شمار ہجوم اور اس لا انتہا فوج اور سامان کے جو ہماری اور تمہاری یک جائی سے فراہم ہوگیا ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی ہم بادشاہی لشکر کے مقابلے میں قیام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، یاد رکھو کہ لشکر شاہی کی جرأت کا یہ عالم ہے کہ پہاڑ اگر لوہے کا ہے تو پگھل جائے گا، اور قلعہ اگر فولاد کا ہے تو بنیاد سے گر جائے گا، تو اپنی زمین آباد کو خراب مت کر اور اپنی حکومت کی بنیاد کو جڑ سے مت گرا اور اپنی بقیہ طاقت اور دولت پر غرور کر کے اپنی حکومت و دولت کو ضائع نہ کر۔"

اس خانہ خراب نے مرہٹوں کی جماعت کو اپنا بدخواہ سمجھا اور چند ہزار روپیہ یومیہ کے تقرر سے ان کی تسلی کر دی، روپیہ اس بدعاقبت کے تھیلے سے گیا اور مرہٹوں کی گرہ سے کیا کم ہو سکا، چند مرتبہ مرہٹے اس کی ترغیب سے لشکر گاہ کے اطراف سے حملہ آور ہونے کا ارادہ کر کے نمودار بھی ہوئے، لیکن ہر مرتبہ خستہ اور ہلاک ہو کر پھر پہاڑ میں گھس گئے۔

غنیم کی مکاری

دشمن کے مقابلے میں بہادران شاہی یعنی محمد امین خان بہادر و حمید الدین خان بہادر اور امان اللہ اور دیگر بہادر امیروں سے پیش قدمی اور معقول کوششیں ظہور میں آتی رہیں، اسی اثنا میں مکار غنیم نے عفو جرائم کے حیلے سے صلح کی تمہید کی بنا ڈالی اور فتنہ انگیزی کی خاک کو اپنے سر پر ڈالا حریف نے عبدالنبی کشمیری بقال کو جو بدفطرت بجز مکر اور زبان درازی کے کسی امیر سے واقف و آگاہ نہ تھا اور اپنے دشمن تک پہنچ چکا تھا، اپنا ہم راز بنایا اور امان طلبی کا عریضہ جو دیگر مطالب و ملتمسات پر منحصر تھا لکھکر عبدالنبی کو دیا۔

چونکہ یہ سیاہ رو کسی معتمد و مقرب امیر سے روشناس نہ تھا اس لئے مکار قاصد اس التماس کو ہدایت کیش واقعہ خوان کل کے پاس جس سے کبھی کسی تقریب کے سلسلہ میں

حضرت تکلم فرما لیتے تھے لے آیا۔ عبدالنبی نے ہدایت کیش سے یہ بیان کیا کہ میں سیر کی غرض سے قلعہ کی جانب گیا اور نماز شام کی وجہ سے مجھے وہاں عرصہ تک قیام کرنا پڑا۔ اسی درمیان پنداد کے ملازم آئے اور مجھے باندھکر لے گئے، اس نے دریافت حالات کے بعد اس التماس کو لکھکر مجھے دیا ہے۔

ہدایت کیش نے اس مقدمہ کو حضرت کے حضور میں پیش کر دیا۔ قبلۂ عالم نے اپنی مزید ہوشیاری اور تجربہ کاری اور فدوی کی قدر افزائی پر لحاظ فرماکر ارشاد فرمایا کہ دشمن کا معروضہ قابلِ قبول ہے۔ حضرت نے شہزادہ کو مامور فرمایا تاکہ شہزادہ اپنے وسیلہ سے ان معاملات کو حضور میں پیش کیا کریں۔ حریف بدباطن بدسیرت نے اپنے بھائی سوم سنگھ کو بارگاہ سلطانی میں بھیج دیا۔ دشمن کی خواہش کے مطابق اس کے برادر کو منصب و زمین داری عطا ہوئی۔ محتشم خان ابن شیخ میر نے مدیوں کشمیری کو جو ہنوز بے منصب و مبتلائے مصائب تھا اور جس کو ناپاک غنیم نے اپنی مکاری سے قلعداری کے لئے طلب کر رکھا تھا بحالی منصب کے بعد مع چند آدمیوں کے اندر طلب کر لیا۔ اس بدبخت نے مشہور کر لیا کہ پیدا دیوانہ ہو کر باہر نکل گیا اور کشمیری اس کی ماں کی زبانی یہ پیام لایا ہے کہ بدباطن دشمن مرہٹوں کے ساتھ قلعہ کے باہر چلا گیا ہے، اب اگر سوم سنگھ قلعہ میں آجائے اور معاملات زمینداری کو انجام دینے کے لئے اجازت پائے تو قلعہ ایک ہفتہ میں خالی ہو جائے گا، غرضکہ اسی پر عمل کیا گیا اور کشمیری کو منصب سہ صدی مرحمت ہوا۔ ہدایت کیش کو چند روز کے لئے اضافہ اور ہادی خان کا خطاب عطا ہوا۔ مورچال کی آگ بجھا دی گئی اور بہادر امیر بادشاہ کے حضور میں طلب کئے گئے۔

اس غدار بدکردار نے یہ سمجھ لیا تھا کہ میرے حیلہ حوالہ کے مطابق حضرت اس مقام سے کوچ فرمائیں گے اور میری بیہودہ گوئی و شعبدہ بازی سے کوئی صورتِ حفاظت پیدا ہو جائیگی لیکن جب اس تدبیر سے کوئی نتیجہ نہ نکلا تو قلعہ کے خالی کرنے اور شاہی ملازموں کی آمد و رفت کی وجہ سے اب مجبوراً اس نے جنگ کا ارادہ کیا اور فتنہ و فساد کا دروازہ اپنے اوپر کھول دیا۔ مکار کو معلوم نہ تھا کہ اس صلح کے ضمن میں بادشاہ صلح اندیش کسی قدر مصالح آئندہ کے لئے اپنی نظر عاقبت بین میں ملحوظ رکھتا ہے۔ اور چند روز لڑائی کو ملتوی کر دینے سے حصولِ مقصد کی کسی قدر امید پیدا ہو گئی ہے، غرض کہ اس مدت میں اصلاح کیش بخشی الممالک

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ جو کہ برہان پور سے خزانہ کو پہنچانے کے لئے بادشاہ کے حضور میں طلب ہوا تھا مع راؤ دلپت و رام سنگھ اور ایک جرّار لشکر کے بتعجیل یہاں پہنچا جلادت شعار داؤد خان جو پنّی ہیں ذوالفقار خان کی نیابت میں خدمات بادشاہی کو انجام دیتا تھا بہادر خان اور بے شمار فوج کے ہمراہ بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا، یوسف خان قلعہ دار نمرنگر اور کامیاب خان قلعہ دار گلبرگہ اور دیگر قلعہ داران فوج داران مع اپنی افواج کے یہاں پہنچ گئے۔

حکم والا صادر ہوا کہ خان نصرت جنگ قلعہ کی فتح اور دشمن کی گوشمالی میں مشغول ہو ذوالفقار خان حکم والا بجا لایا اور حصول ملازمت کے دوسرے دن قلعہ کو دیکھنے کے لئے پشتۂ سلطان حسین اور باقر خان کی طرف گیا۔ دشمنوں نے پنیٹھ سے باہر نکل کر بندوقیں چلائیں اور پیشقدمی کی لیکن شاہی لشکر کے بہادروں کی ضرب دست سے زخمی ہوئے اس کی ایک جماعت کثیر کام آئی، اور بقیہ فوج دشمن کی بے بال و پر ہوگئی۔

اس واقعہ کے بعد حریف نے پنیٹھ کی دیوار کو مستحکم کر دیا۔ اس روز راؤ دلپت رائے کے اکثر ہمراہیوں نے بہادرانہ جنگ کے بعد اپنی جان دی اور زخمی ہوئے۔ جمشید خان بیجاپوری توپ کے گولہ کی ضرب سے فوت ہوا۔

خان نصرت جنگ کی جرأت

خان نصرت جنگ تھوڑے فاصلہ پر دیوار سے قائم، اور ثابت قدم رہا شاہی حکم کے مطابق حمید الدین خان بہادر اور تربیت خان بہادر اور دیگر امرا نے نصرت جنگ کی رفاقت پر اپنی کمریں باندھیں، اور چلین قلیچ خان مورچال اور لال ٹیکری کے درمیان ان تباہ کار دشمنوں کی تنبیہ کے لئے مقرر کئے گئے۔ چند روز کے بعد حکم صادر ہوا کہ نصرت جنگ محمد امین خان دیگر مغل سرداروں کے ہمراہ اطراف قلعہ کے گشت کے لئے روانہ ہوا اور بخشی الملک مرزا صدر الدین محمد خان صفوی اس کا جانشین مقرر ہوا نصرت جنگ نے اس مدت میں چند باولیوں پر جو پہاڑ کے دامن میں تھیں اور جہاں سے کہ دشمن پانی لیجاتا تھا قبضہ کر کے جرأت و بہادری کا اظہار کیا۔ اور کنگشہا کو چھوڑ کر سپر پناہوں کو تعمیر کر کے دیوار کے نزدیک پہنچا، نصرت جنگ نے چودھویں محرم کی صبح کو حقاً علینا نصر المومنین کی امداد پر تکیہ کر کے اول شخص نصر و ظفر پیر و مرشد ملک و ملت یاور و مالک کے تصور کی تصدیق کر کے ایک جانب

شجاعت شعار داؤد خان کو اس کے بھائیوں سمیت اور دوسری جانب سے یکہ تازان میدان جنگ حمیدالدین خان بہادر اور تربیت خان بہادر دیگر امرا کو یورش کے لئے مقرر کیا اور خود ان کی پشت پناہی کے لئے سوار ہو کر کھڑا ہوا۔ عزت وغیرت کے خریدار پیادہ ہو کر دونوں جانب سے دوڑے اور دشمن نے شاہی لشکر سے مرعوب ہو کر راہِ فرار اختیار کی غنیم نے بینٹھ کو خالی کر دیا اور قلعہ کی طرف فرار ہو گیا۔ نصرت نصیب شاہی لشکر نے پہاڑ کے نشیب و فراز کو جو ایک کوس تھا۔ پیادہ طے کیا اور دشمن کو قتل و زخمی کر کے فتح حاصل کی۔ بدبخت دشمن اور اس کے حلیف مرہٹوں نے جب اس حیرت انگیز غلبہ کا مشاہدہ کیا۔ اور اس باطل کوش و بدکیش نے سمجھ لیا کہ اب بجز فرار ہونے کے کوئی صورت اور بچنے کی نظر نہیں آتی تو روزانہ تفنگچیوں کو بہادروں کے سامنے لانا شروع کیا لیکن آخر کار اپنے معین و مددگار مرہٹوں کے ساتھ پہاڑ کی ایک جانب اتر کر بھاگا اور قریب شام کے اس کی جماعت نے بھی اپنے گھروں میں آگ دے کر راہ فرار اختیار کی۔ آگ کے شعلوں کے بلند ہونے اور دشمن کی تفنگ داری میں کمی ہو جانے سے یہ امر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ حریف نے راہِ فرار اختیار کی۔

عظیم الشان فتح

داؤد خان اور منصور خان اور دیگر افراد اس کے گھر کی جانب حملہ آور ہوئے اور اس کے گھر کو اس کی قسمت کے مانند خالی پایا۔ دشمن نے اپنی روانگی سے پہلے محتشم خان کو ایک مکان میں مضبوطی کے ساتھ بند کر دیا تھا۔ واقعات کے دریافت ہونے کے بعد دروازہ کھول دیا گیا، یہ عظیم الشان فتح قبلہ عالم کے افضال و کرم و اقبال سے خان نصرت جنگ کے حصے میں آئی، اور اس نیک نامی سے اس امیر نے سعادت دارین حاصل کی

دوسرے دن جس وقت خان نصرت جنگ بجا آوری مجرا کے لئے بارگاہ معلیٰ میں حاضر ہوا قبلۂ عالم نے اس کو خنجر مرصع اور اسپ باساز طلاکار اور فیل مع ساز و سامان نقرہ انعام میں مرحمت فرمایا۔

راؤ دلپت بندیلہ اور کرم سنگھ کو انعام

داؤد خان کو اسپ و تلوار اور بہادر خان اس کے بھائی کو ایک سو سوار کا اضافہ اور نقارہ اور راؤ دلپت کو بندیلہ وغیرہ اور نیز رام سنگھ کو اضافۂ پانصدی مرحمت ہوا۔

اس کے بعد بہادرِ میدانِ غزا، حمیدالدین خان بہادر کو خلعت مع اضافہ تین سو سوار اور تربیت خان بہادر کو اضافۂ تین سو سوار اور نوازش نوبت مطلب خان و امان اللہ خان ہر دو کو نوازش نوبت اور اضافہ دو سو سوار کا عطا ہوا۔ حضرت نے سیف اللہ خان میر توزک کو جس کا ہاتھ لڑائی کے دن بندوق کی گولی سے زخمی ہو گیا تھا ایک سو مہر بھی عطا فرمائیں۔

دوسرے روز قبلۂ عالم نے مقرب الحضرت امیر خان و بخشی الملک مرزا صدرالدین محمد خان و دستور وزارت عنایت اللہ خان ہر ایک کو اضافۂ پانصدی سے مسرور و خوش دل فرمایا جہاں پناہ نے خواجہ عنبر کو خدمت گار خان اور خواجہ بختاور کو خانی کے خطابات مع اضافہ صدی پانچ سوار کے مرحمت فرمائے۔ قاضی اکرام خان صدی کے اضافہ سے ہزاری منصب پر فائز ہوا۔ چین قلیچ خان بہادر اور محمد امین خان بہادر اطراف و نواح کی گشت کے لئے گئے ہوئے تھے، اور گشت میں ان دونوں سے کارہائے نمایاں ظہور میں آئے تھے اور بعد ازاں دشمن کے تعاقب میں بھی دونوں امیروں سے مزید تلاش و کوشش وقوع میں آئی تھی حریف کے فرار ہونے اور جنگل میں آوارہ ہو جانے کے بعد ہر دو امیر سلطانی بارگاہ میں طلب ہوئے، اولین اضافہ یک ہزاری ذات مع انعام ایک کروڑ پچیس لاکھ دام اور شمشیر مینا کار اور ہاتھی مع اصل و اضافہ کے چہار ہزاری و یک ہزار و دو صد سوار ہوتا ہے مرحمت ہوا۔ قبلۂ عالم نے سید سرفراز خان کو پانسو سوار کی کمی کی بحالی سے منصب شش ہزاری و پانچ ہزار سوار اور خلعت خاصہ اور ایک ہزار مہر انعام میں عطا فرمائیں۔ فریدون خان و حسن خان پسران جمشید خان متوفی میں اولین کو اضافۂ پانصدی تین سو سوار اور دوسرے کو اضافۂ پانصدی دو سو سوار جو کہ اصل و اضافہ ہزار و پانصدی منصب ہوتا ہے بارگاہِ سلطانی سے عطا ہوا۔ جہاں پناہ نے مغلوں اور دیگر ہنود و مسلمین کو جو ان ہر دو بہادر کی فوج میں متعین تھے اضافہ اور تلوار اور گھوڑے اور خنجر انعام میں مرحمت فرمائے۔

جشن فتح

اس عظیم فتح کے بعد ایک جشن جس سے حضرت کی خاطر مبارک کی راحت اور بہادروں کی عزت افزائی وابستہ تھی منعقد ہوا عامہ مسلمین نے ملبوسات گراں قیمت کو زیب بدن کیا۔ رعایا و برایا اور اشراف اور سادات نے بد انجام دشمن کے استیصال سے جمعیت خاطر حاصل کی۔ اور قلعہ رحمٰن بخش خیرا کے نام سے موسوم ہوا۔

شاہی لشکر کا دیوالپور میں قیام

چونکہ بہترین مقصد اس ملک کی تسخیر کا یہ ہے کہ اس کفرستان میں مراسم شرع جاری کئے جائیں جو عام مخلوق کی رفاہیت پر مبنی ہے قبلۂ عالم نے چین قلیچ خان کو مع ایک جماعت کے اس غرض سے روانہ کیا تاکہ اطراف کا بندوبست کرکے رعایا کی جو خوف کی وجہ سے دور دراز میں آوارہ وطن ہوکر مخفی ہوگئی ہے دل دہی کرے اور اس کو مطمئن کرکے حضرت کا پیام انصاف و رعیت نوازی ان تک پہنچائے تاکہ تمام افراد اپنے قدیم گھروں میں آکر آباد ہوں۔ اس کے علاوہ بعض مغرور افراد سے پیشکش وصول کرے اور اگر یہ اطاعت سے انکار کریں تو ان کی سرتابی کی ان کو سزا دے ان امور کی پیش بینی اور رحمن بخش خیرا کی مضطرب الحال رعایا کے واپس آنے کے بعد قلعہ و مسجد تعمیر کرنے اور برسات کے موسم کو بسر کرنے کے خیال سے حکم والا صادر ہوا کہ قرب وجوار میں کوئی ایسا مقام جو شاہی لشکر کے قیام کے قابل ہو تلاش کریں، حسب الحکم کارپردازان دولت نے قصبہ دیوا پور جو رحمن بخش خیرا سے تین کوس کے فاصلہ سے دریائے کشنا کے کنارے پر واقع ہے پسند کرکے اختیار کر لیا۔ اور شاہی لشکر ایک ہی کوچ میں اس مقام پر آگیا۔

فی الحقیقت یہ منزل نہایت پاکیزہ تھی تمام افراد کو یہاں امن و آرام حاصل ہوا، اور مخلوق خدا کو آسودگی محض حضرت کی ذات اقدس کے طفیل میں جو آرام جہانیاں کی کفیل ہے حاصل ہوئی، اس مقام پر پیشکش بھی وصول ہوکر بارگاہ سلطانی میں حاضر کردیا گیا۔ رعایا اپنے مساکن آکر آباد ہوگئی، اور سرکشوں کی تنبیہ کی گئی، خواجہ مسعود کے اہتمام سے ایک مقام پر مستحکم قلعہ اور مسجد تعمیر کی گئی، سربراہ کار نے اس کے صلہ میں مسعود خان کا خطاب حاصل کیا اسی زمانہ میں کہ بخشندہ بخش کنندہ قلعدار کی غفلت اور ناکار دشمن کی حیلہ پردازی سے اشرار کے قبضہ میں چلا گیا تھا، لہٰذا قبلۂ عالم نے حمید الدین خان بہادر و تربیت خان بہادر کو مع ایک جرار فوج کے اضافۂ منصب و عطائے انعامات و امداد خزانہ سے خوش دل فرماکر اس طرف روانہ ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

قبلہ عالم کی علالت کا حال

چونکہ زمانہ کا اقتضا یہی ہے کہ ہر صحت کے بعد عرض اپنا رنگ دکھاتا ہے، اور اطمینان کے بعد بے اطمینانی کا دور دورہ ہوتا ہے اس لیے ایسے مبارک و مطمئن عہد میں جبکہ خدام بارگاہ ہر طرح سے

غم و الم و تردد و فکر سے آزاد تھے زمانہ نے کروٹ لی، اور دفعتاً قبلۂ عالم کا مزاج ناساز ہوگیا۔

جہاں پناہ نے ابتدائے مرض میں اپنے فطری ضبط و استقلال اور اپنی خلقی عالی ہمتی سے نفس کو مرض سے مغلوب نہ ہونے دیا۔ اور دیوان عدل میں تشریف لاکر مہمات ملکی و مالی کو انجام دیتے رہے۔ اس زمانے میں اکثر کارہائے سلطنت کی بابت معروضہ پیش ہوتا تھا اور قبلۂ عالم جواب باصواب اپنے قلم سے تحریر فرمادیتے تھے

آخرکار مرض نے شدت اختیار کی اور جہاں پناہ پر ضعف کی وجہ سے غشی طاری ہونے لگی، حضرت کی علالت سے لشکر میں ایک بے چینی پھیل گئی۔ اور مخلوق خدا نے اس حیات پر موت کو ترجیح دی، ہر چہار جانب وحشت ناک خبریں شائع ہوئیں، اور عظیم الشان شورش برپا ہوگئی۔

پست فطرت کم حوصلہ افراد نے یہ خیال کرکے کہ اس زمین میں جہاں کہ دشمن ہر طرف سے غارت گری کے لئے آمادہ ہے۔ بادشاہ کی علالت ہماری کامیابی کا بہترین ذریعہ ہے، ان تیرہ بختوں نے ارادہ کیا کہ فتنہ و فساد کا بازار گرم کریں۔ لیکن رحمت الٰہی نے مخلوق خدا کی یاوری کی اور دس بارہ روز شدید بیماری کے بعد قبلۂ عالم کی حالت بہتر ہونے لگی۔ جہاں پناہ کا روبصحت ہونا نمک خواران دولت کے لئے حیات تازہ پانے کا وسیلہ ہوا اور بدخواہوں نے خاک مذلت سے اپنا سر غبار آلود کیا۔

امیر خان ناقل ہے کہ ایک روز انتہائے ضعف کے عالم میں جہاں پناہ زیر لب ان اشعار کو پڑھ رہے تھے۔

بہ ہشتاد و نود چوں در رسیدی ؛ بسا سختی کہ از دوراں کشیدی
و ازآنجا چوں بصد منزل رسانی ؛ بود مرگے بصورت زندگانی

میں نے حضرت کے ترنم کو سن کر عرض کیا کہ قبلۂ عالم شیخ گنجو رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک شعر کے لئے تمام اشعار نظم کئے ہیں اور وہ بیت یہ ہے

پس آں بہتر کہ خود را شاد داری
درآں شادی خدا را یاد داری

جہاں پناہ نے فرمایا کہ اس شعر کو پھر پڑھو۔ میں نے دوبارہ عرض کیا۔ غرضکہ چند

مرتبہ اس شعر کی تکرار ہوتی۔ اور حضرت نے فرمایا کہ اس شعر کو لکھکر مجھہ کو دو میں نے ارشاد پر عمل کیا۔ قبلۂ عالم عرصہ تک اس شعر کو پڑھتے رہے یہاں تک کہ خدائے کریم نے ہم بہی خواہان ملک پر رحم فرمایا اور قبلۂ عالم کو نئی الجملہ صحت ہوگئی۔

اس واقعہ کے دوسرے روز حضرت دیوان عام میں تشریف لائے۔ اور مریداین کو زندہ و سلامت دیکھکر نمک خواروں کے مردہ جسم میں جان تازہ ہوگئی، قبلۂ عالم نے مجھہ سے فرمایا کہ تمہارے شعر نے مجھکو صحت کامل عطا کی، اور میرے ناتوان جسم میں طاقت عود کر آئی۔

حکیم حاذق خان نے بے حد دانائی و مستعدی کے ساتھ حضرت کا علاج کیا، اور اس میں شبہ نہیں کہ اس معالجے میں جالینوس و بوعلی سینا کا مدمقابل رہا۔ حکیم مذکور کو اس خدمت گزاری کے صلہ میں سرپیچ عطا ہوا۔

جہاں پناہ نے چوب چینی کے استعمال کے بعد جس سے حضرت کو بیحد فائدہ ہوا تھا چین قلیچ خان بہادر کو جو بیماری کے زمانے میں لشکر شاہی میں حاضر رہتے تھے ان کے متعلقہ صوبے پر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۱۶۔ رجب کو قبلۂ عالم بہادر گڑھ روانہ ہوئے، رجب کا نصف مہینہ اور ماہ شعبان مسافت طے کرنے میں گزرا۔

اثنائے راہ میں قاضی اکرم خان کا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اور اس نے وفات پائی، خان مذکور علم فقہ کا بڑا عالم تھا اپنی پایہ شناسی و بندہ نوازی سے قاضی مذکور کو ہمیشہ لفظ اعلم سے یاد فرمایا کرتے تھے۔
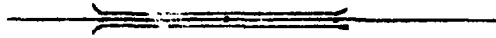
جلوس عالمگیری کا پچاسواں سال

۱۱۱۷ھ
۱۷۰۶ء

ماہ رمضان کا مقدس دور شروع ہوا۔ ہلال نو افق آسمان پر نمودار ہوا اور خیر و برکات کے سرچشمے جاری ہوئے۔ بادشاہ دین پناہ غرۂ رمضان کو بہادر گڑھ میں رونق افروز ہوئے اور متبرک ماہ رمضان کو شباب و صحت کے زمانے کی طرح اس ضعف و پیری کے عالم میں بھی بسر فرمایا۔ قبلۂ عالم نے فرائض وسنن و نوافل وغیرہ کی کامل پابندی فرمائی۔

قبلہ عالم احمد آباد میں

افسران لشکر جو اپنی متعلقہ مہم پر روانہ کئے گئے تھے۔ ان کو کسی دوسرے مناسب وقت پر موقوف کرکے جلد سے جلد خدمت اقدس میں حاضر ہوگئے، ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ جو رحمٰن بخش خیرا کے گرفتار کرنے کے بعد اورنگ آباد روانہ ہوا تھا حسب الحکم بہادر گڑھ میں حاضر ہوا۔ ۱۹ شعبان کو جب کہ جہاں پناہ احمد نگر روانہ ہوئے، خان مذکور اپنی متعلقہ مہم پر واپس کیا گیا۔ تربیت خان بہادر ضلع دار توپخانہ احمد نگر بھی حسب الحکم روانہ ہوئے۔

ساہو پسر سنبھاجی مرہٹہ جو اسی زمانہ میں گلال بار میں مقیم تھا۔ بعض مصلحت ملکی کی بنا پر خان نصرت جنگ کی فوج میں متعین فرمایا گیا۔ اور حکم ہوا کہ اس کا خیمہ خان مذکور کے ڈیرے کے قریب برپا کیا جائے۔ قبلۂ عالم نے ساہو کو خلعت خاصہ اور دو دوراج قیمتی عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔

قبلۂ عالم ۲۲ برس کے بعد احمد نگر میں رونق افروز ہوئے۔ اور خلائق دیدار شاہی سے بہرہ مند ہوئی۔

قلعہ بخشندہ کی فتح

۱۰ ذی الحجہ کو جہاں پناہ کو معلوم ہوا کہ قلعہ بخشندہ بخش نصرت خان بہادر کی جرأت و مردانگی سے فتح ہو گیا، اور امیر مذکور نے حوالہ داران قلعہ کو حصار کے باہر کر دیا۔ بادشاہزادہ عالی جاہ کو قبلۂ عالم کے انحراف مزاج کی خبر ہو گئی تھی، اور حضرت شاہ کو جو محبت والد ماجد سے تھی، اس کی بنا پر سعادت ملازمت حاصل کرنے کے لئے بے حد بے قرار تھے۔ بادشاہزادۂ عالی جاہ نے حاضری کی بابت معروضہ پیش کیا تھا۔ قبلۂ عالم نے محبت پدری کے جوش میں فرزند دلبند کو حاضر ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی، اور بادشاہزادے نے ۱۲ ذی الحجہ کو حاضر خدمت ہو کر سعادت قدم بوسی حاصل کی۔

شہزادۂ والا گہر محمد بیدار بخت ابراہیم خان ناظم گجرات کے بدیر پہنچنے کی وجہ سے سرکشوں کی تباہی کے لئے روانہ ہوئے۔ ناظم خان کشمیر سے گجرات کی صوبہ داری پر مقرر فرمایا گیا تھا۔ بیدار بخت کے بجائے نجابت خان برہان پور کا اور خان عالم مالوے کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

نواب بیگم کی وفات

پائے تخت کے واقعہ نویسوں نے اطلاع دی کہ قبلۂ عالم کی ہمشیر خرد نواب گوہر آرا بیگم نے رحلت فرمائی، جہاں پناہ کو بیگم صاحب کی دائمی مفارقت کا بیحد صدمہ ہوا۔ اور مکرّر زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کی اولاد میں صرف میں اور مرحومہ باقی تھیں، اب صرف میری ذات باقی رہ گئی۔

قبلۂ عالم نے بیگم صاحب کی سرکار کے تمام متعلقین و خدام کو خاص شاہانہ نوازش سے سرفراز فرمایا۔ جہاں پناہ نے بیگم صاحب مرحوم کے میر ساماں حافظ خان کو بجائے محمد اسلم لاہور کا حاکم دیوانی مقرّر فرمایا اور قاضی محمد اسلم اپنے استاد کے پوتے مسمی سید محمد کو لاہور کا قاضی مقرر فرمایا۔

انعام و عطیات

خواجہ زکریا خواجہ یحییٰ پسران سربلند خان اور خواجہ موسیٰ ملازمین شاہزادہ محمد معز الدین خدمت والا میں حاضر ہوئے۔ قبلۂ عالم نے ان اشخاص کو خلعت و انعام نقدی سے سرفراز فرمایا، شریف خان بہادر کی دختر کو زیور قیمتی چار ہزار مرحمت ہوئے۔

یوسف خان و نیز قدرت اللہ خان کے تغیر سے چین قلیچ خان بہادر فیروز نگر و تالیکوٹہ کے فوجدار مقرر فرمائے گئے۔

بخشی الملک مرزا صفوی خان کا برادر زادہ محمد محسن ایران سے وارد ہندوستان ہوا، اور شرف قدم بوسی سے فیضیاب فرمایا گیا۔ امۃ الحمید دختر حمید الدین خان بہادر کو زیور قیمتی دو ہزار مرحمت ہوا سرفراز خان شش ہزاری پنج ہزار کا امیر تھا، پیدا نایک کے تعاقب کے صلے میں اس کے منصب میں یک ہزار سواروں کا اضافہ منظور فرمایا گیا، نصرت آباد کا دیس مکھ مسمی جگیا دو ہزار پانصدی اصل و پانصد سوار کا امیر تھا، پانصدی کے اضافے سے سرفراز فرمایا گیا۔

علامہ حیدر استاد شاہزادہ محمد عظیم جو دار الحکومت کے قاضی تھے حضور میں طلب فرمائے گئے، اور ان بزرگ کو شاہی لشکر کی خدمت قضا مرحمت فرمائی گئی۔

نصرت جنگ کے التماس کے موافق نومیدانہ کی زمینداری راؤ بدھ سنگھ کے بجائے رام سنگھ ہاڈیہ کو مرحمت ہوئی۔

حضرت شیخ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ اپنے کو ابوالفیاض کی کنیت سے یاد کیا کرتے تھے فرمان مبارک صادر ہوا کہ سرکاری طور پر بھی حضرت موصوف اسی کنیت سے مخاطب کیے جائیں۔

خدا بندہ خانساماں دو ہزار و پانصدی ہزار سوار کا منصب دار تھا۔ پانصدی دو صد سوار کا اضافہ منظور فرمایا گیا۔

بخت غنیم جس کو فرمان مبارک کے مطابق لفظ دزداں سے تعبیر کرتے تھے اس زمانے میں لشکر سے دو کوس کے فاصلے پر نمودار ہوا۔ قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ خان عالم و بخشی الملک صدرالدین و محمد خان وغیرہ حریف کی تنبیہ کے لیے روانہ ہوں۔

یہ امیر سلام رخصت کے لیے حاضر ہوئے، اور جہاں پناہ نے حمید الدین خان و مطلب خان کو تعویذ مرصع مرحمت فرمائے۔ یہ امیر اپنی مہم پر روانہ ہوئے۔ اور دشمن کو پامال کر کے واپس آئے۔

خان عالم و منور خان شاہ عالی جاہ کے ہمرکاب روانہ ہوئے۔ اور دونوں امیروں کو شمشیر مرصع مرحمت فرمائی گئی، زمرد کی ایک انگشتری جس پر چین قلیچ خان کا نام کندہ

تھا موصوف کو مرحمت فرمائی گئی،

باقی خان قلعہ دار آگرہ دو ہزاری و ششصد سوار کا امیر تھا پانصدی کے اضافے سے سرفراز فرمایا گیا،

گیتی آرا بیگم و عفت آرا بیگم دختران شاہ عالی جاہ و بخت النساء بیگم دختر شاہزادہ بیدار بخت خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، جہاں پناہ نے ہر ایک شاہزادی کو دس سے آٹھ ہزار تک کے زیورات مرحمت فرمائے۔

خان نصرت جنگ جو چوروں کی سرکوبی کے لئے اورنگ آباد روانہ ہوا تھا رام سنگھ ہاڈہ کے ہمراہ آستانۂ والا پر حاضر ہوا۔

ابوالخیر خان قلعہ دار و فوجدار جمیر پسر عبدالعزیز خان جو اپنے باپ کے خطاب سے سرفراز تھا حضرت شیخ عبداللطیف قدس سرہ کے روضہ کا جو دولت میدان شہر برہان پور میں واقع ہے متولی مقرر فرمایا گیا۔

قمرالدین خان پسر محمد امین خان اور محمد حسن پسر مخلص خان کو سرپیچ بیمینی و انگشتری مرصع مرحمت فرمائی گئی،

۷؍ربیع الاول کو ایک سربستہ ڈبہ جواہرات کا سلطان دادا بخش و سلطان داور بخش کو ان کے والدین سلطان ایزد بخش و مہر النساء بیگم صبیہ جہاں پناہ کی تقریب تعزیت میں روانہ فرمایا گیا،

سلطان بلند اختر کی وفات

۲۹؍ربیع الآخر کو معلوم ہوا کہ سلطان بلند اختر نے وفات پائی، قبلۂ عالم نے خواجہ مسعود خان کو حکم دیا کہ مرحوم کے تینوں فرزندوں و دیگر خدام محل کو احمد نگر کے قلعہ میں پہنچا دے۔ مرحوم کی دختر چینی بیگم اور سلطان افتخار و دیگر بیٹوں کو ماتمی خلعت مرحمت ہوئے

سنود اعلیہ نے جو اسلام پوری میں مقیم تھا وفات پائی۔

ربیع الاول کی اٹھائیسویں تاریخ نزہت خان بہادر چوروں کی تنبیہ کے لئے رحمن بخش خیرا کی جانب روانہ ہوا،

مرزا خان خان عالم کے انتقال کی وجہ سے ابونصر شائستہ خان اودھ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ سہ ہزاری دو ہزار ذات کا امیر ہوا۔ پانصد سوار کا اضافہ منظور فرمایا گیا۔ لودی خان

د عبداللہ خان کے تغیرات سے شیو سنگھ قلعہ دار و فوج دار راہیری چانکہ و دوسرول کا حاکم مقرر ہوا۔ ہزار دو پانصدی و ہزار سوار کا امیر تھا پانصدی سی صد سوار کے اضافہ سے سرفراز فرمایا گیا۔

اعزالدین پسر شاہزادہ معزالدین و محمد کریم خان پسر شاہزادہ محمد عظیم یومیہ دار تھے ہر شہزادوں کو چالیس چالیس لاکھ دام بطور انعام مرحمت ہوئے۔

شاہزادہ ولی عہد نے محمد اخلاص کو خدمت وکالت کا خلعت روانہ کیا تھا یہ امیر بارگاہ شاہی میں حاضر ہوکر قدم بوسی سے فیضیاب ہوا۔

والی بخارا کا سفیر

مہتر مبارک والی بخارا کا سفیر آستانۂ والا پر حاضر ہوا اور اس نے بارہ گھوڑے اور پانچ اونٹ بطور ہدیہ پیش کئے۔

ملک غازی کی فتح کے صلے میں شاہزادۂ معزالدین کو دو خلعت و فیل و اسپ روانہ فرمائے گئے۔

محمد رضا پسر علی مردان خان حیدرآبادی اپنے اپنے باپ کی بجائے قلعداری رام گڈھ کی خدمت پر فائز ہوا۔ ہزاری دو صد سوار کا امیر تھا دو صد کے اضافے سے سرفراز ہوا مانڈھا تھا پسر راؤ کھانو جو نصرت جنگ بہادر کی فوج میں متعین فرمایا گیا تھا، ایک سال کے وعدے پر بھنت گڈھ و پرکھبت گڈھ کے قلعوں کے سر کرنے کے لئے یسین خان کے ہمراہ روانہ کیا گیا۔

عنایت اللہ خان حاکم خالصہ کو حکم ہوا کہ معروضہ کے وقت کٹہرے کے اندر ایستادہ ہوکر عرض حال کرے۔

سفیر کی واپسی

مہتر مبارک سفیر بخارا رخصت فرمایا گیا۔ خلعت و خنجر و فیل اور ہزار روپیہ اس کو انعام مرحمت ہوا۔

چین قلیچ خان بہادر کے تغیر سے یوسف خان قلعہ دار فخر نگر امتیاز گڈھ کا فوج دار و قلعہ دار مقرر ہوا۔ ہزاری ششش صد سوار کا امیر تھا۔ پانصد سوار ذات کے اضافہ سے سرفراز فرمایا گیا۔

نواب قدسیہ زینت النساء بیگم نے فصد کھلوائی قبلۂ عالم نے دو ہزار شاہزادہ عالی جاہ نے دو ہزار پانچ سو اور شاہزادہ محمد کام بخش نے ایک ہزار روپیہ

رقم تصدق روانہ فرمائی۔
حمیدالدین بہادر نے چند سرپیچ چکن دوز ملاحظۂ عالی میں پیش کئے جن کو شرف قبولیت عطا ہوا۔

جلوسِ عالمگیری کا اکیاونواں سال

سنہ ۱۱۱۸ھ
۱۹۰۸ء
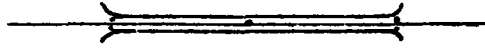
رمضان مبارک کا مہینہ شروع ہوا۔ اس مبارک زمانے میں حضرت جہاں پناہ نے عبادت و طاعت الہٰی پر کمر باندھی اور مخلوق خدا کو عطایا و انعام سے سرفراز فرمایا۔
محمد امین خان بہادر سرکشوں کی تنبیہ کے لئے بعد صحیح و سلامت اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا۔ قبلۂ عالم نے اس امیر کو چین بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا
عزیز خان بہادر کو حکم ہوا کہ اپنے باپ کی طرح "چغتائی" کا لفظ اپنے نام میں اضافہ کرے۔

انعام و عطیات

مرزا بیگ پسر نصرت خان جو شاہزادۂ محمد معظم کا سامان پیشکش لے کر آستانۂ والا پر حاضر ہوا تھا رخصت فرمایا گیا۔ اور خنجر مرصع کے انعام سے سرفراز ہوا۔
جہاں پناہ نے جدھر و کمر پٹکا و پہنچی مرصع قیمتی پچاس ہزار روپیہ مرزا بیگ کے ہمراہ بادشاہزادہ مذکور کے لئے روانہ فرمایا۔

محمد امین خان کے منصب اصل چہار ہزار ایک ہزار دو صد سوار میں سی صد سوار کا اضافہ منظور ہوا۔

عزیز خان بہادر چغتائی اصل دو ہزار و پانصد سوار کا امیر تھا پانصدی کے اضافے سے سرفراز فرمایا گیا۔

سلیمان خان ولد خضر خان تبنی کے اصل ہزار و پانصدی منصب میں پانصدی کا اضافہ ہوا۔

خواجہ خان بہادر زادہ و داماد سیادت خان اصل ہزاری و پانصدی پانصد سوار کا امیر تھا صد سوار کے اضافے سے سرفراز ہوا۔

امیر خان مرحوم کی دختر کا عقد سلطان اعز الدین کے ساتھ قرار پایا اور دس ہزار روپیہ کا انعام مرحمت ہوا۔

چین قلیچ خان بہادر ناظم بیجاپور آستانۂ والا پر حاضر ہوئے تھے ممدوح کو واپسی کی اجازت مرحمت ہوئی۔

منعم خان نائب صوبہ لاہور ہزاری امیر تھا پانصدی و صد سوار کے اضافے سے شاد فرمایا گیا۔

قبلۂ عالم و عالمیان خدیو شریعت پناہ کی وفات حسرت آیات

ایک وقت وہ آتا ہے کہ جب درگاہ قہر و جلال سے انسان خاکی نژاد کے نام فرمان صادر ہوتا ہے کہ چندے عیش و مسرت کو گوشۂ خاطر سے فراموش کر کے لباس ماتم سے جسم کو سوگ نشان بنائیں، اس حالت میں بے بنیاد انسان پر کوہ الم ٹوٹ پڑتا ہے۔ اور یہ دیکھکر کہ مربی دارین کا مبارک سایہ اس کے سر سے اٹھ گیا ہر فرد کا سینہ زخم و ملال سے پرخوں اور ہر شخص کی آنکھ غم مفارقت سے اشکبار نظر آتی ہے۔

اس اجمال کی تفصیل حضرت ظل سبحانی فرمان روائے حق آگاہ و حق بیں تتمہ خلفائے راشدین خلدمکان حضرت عالمگیر بادشاہ غازی کی وفات حسرت آیات کا واقعہ ہے جو عبرت خلائق کے لئے درج ذیل ہے۔

واضح ہو کہ قبلۂ عالم نے دکن کے غیر مسلم افراد سے جنگ کرنے اور ان کو مغلوب